فَلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً

ذخیرۂ رونقِ منبرِ عزا ذریعۂ مغفرتِ اہلِ بکا باعثِ نجاتِ حضراتِ شیعہ مخزنِ درد والم غنی



من تصنیفاتِ عالم باعمل حبل الکونین جناب مولوی سید وزیر الدین حسین صاحب المتخلص عزیز

طبع شد علی ہادی سفی
بمطبع یود باہتمام سید حسنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الخلق من العدم وعلّم الانسان
ما لم یعلم وامرھم باجتناب الکبائر الاثم ثم الحمد للہ الذی
امرنا فی القران مبین باطاعة النبی والوصی امیر المومنین
واٰلہ المعصومین وھو الاحمد المحمود رسول الثقلین وسید
الکونین وابا الفاطمة ام الحسنین وجدّی الحسن والحسین وعلی بن
الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسی بن جعفر وعلی بن موسی ومحمد بن علی
وعلی محمد والحسن بن علی والحجة ابن الحسن المھدی صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیھم اجمعین ورحمة اللہ علی اشیاعھم واتباعھم واحبائھم الی یوم الدین
شکر کرتا ہوں میں اوس خلاق ذی کرم کا کہ جس نے خلق کیا خلق کو کتم عدم سے اور سکھائیں انسان کو وہ چیزیں کہ جنکو
نجانتا تھا اور امر فرمایا اپنے بندون کو اجتناب کرنا گناہان کبیرہ سے پس شکر کرتے ہین ہم اوس احکم الحاکمین کا کہ جس نے
حکم فرمایا ہمکو قرآن مبین مین واسطے اطاعت و پیروی اپنے نبی اور اوسکے وصی علی امیر المومنین کی اور اطاعت اوس
نبی کی آل طیبین وطاہرین کی اور وہ نبی احمد محمود رسول الثقلین سردار کونین پدر بزرگوار فاطمہ ام الحسنین کے ہین اور جد
نامدار امام حسن و امام حسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر ابن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی
بن محمد والحسن ابن علی والحجة ابن الحسن المہدی کے ہین درود ہو اللہ کا اور سلام اوپر اوس نبی اور اوسکی آل پاک سبا

پر اور رحمت ہو اللہ کی اونپر اور اون کے شیعون اور مطیعون اور دوستون پر تا ابد و رقیامت اما بعد فی زمانہ اس نواح کے عوام شیعون مین دیکھا جاتا ہے کہ دعوی محض تشیع کا تو اون کو بکمال شدّ و مدّ و جدّ و جہد کے ہی اور بسبب جہالت و بیعلمی کے اصول مذہب تشیع سے نابلد و بے خبر ہین گویا یہ حدیث شریف مشہور اون لوگون نے نہین سُنی کہ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً یعنی جس نے اپنے امام زمانہ کو نہین پہچانا بتحقیق وہ شخص مرے گا موت جاہلیۃ کی یعنی کافر مریگا مگر اکثر لوگ مدعی مذہب شیعہ ایک صرف نام امام حسینؑ کا تو جانتے ہین اور باقی ائمہ علیہم السلام کو اگر اون سے پوچھا جائے تو نام تک بھی نہ بتلا سکین گے چہ جائے کہ دیگر معرفت قدر امام اور نام امام حسینؑ کو بھی بدولت اون کی مجلس عزا و تشییع واقعات کربلا کے جو سنتے رہتے ہین اسلیئے اونکی مجلس مین بھی آکر بیٹھتے ہین اور لوگون کی دیکھا دیکھی سے رو پیٹ تو لیتے ہین سو یہ مجلس عزائے امام حسینؑ اسقدر غنیمت اور چشمۂ فیض ہے کہ اسکے ذریعہ سے اکثر ناواقفونکو معرفت رسولخدا و علی مرتضے و فاطمہ زہرا و حسن مجتبے علیہم الصلوۃ والسلام بسبب شامل ہونے اون کے ذکر مجالس مین حاصل ہوتی ہے البتہ باقی نو معصومین از جناب سید الساجدینؑ تا حضرت قائم مہدی دین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے حالات فضایل و مصائب سے لوگ کم واقف ہین چونکہ معرفت امام اور واقف ہونا حالات امام سے جملہ ضروریات دین سے ہے لہذا اس حقیر نے چاہا کہ جس طریق سے مجالس مین ذکر مصائب و فضائل امام حسین علیہ السلام کا بکثرت و طرز شایستہ سے نظم و نثر مین بیان ہوتا ہے یا جناب رسولخدا و فاطمہ زہرا و علی مرتضے و حسن مجتبی علیہم السلام کے فضائل و مناقب و وفات وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے اُسی طریق سے باقی نو معصوم کے فضائل و مصائب بھی بعنوان متین و مضامین دلنشین نظم و نثر مین انشا کیئے جائین تا کہ عوام شیعہ معرفت قدر ہر ایک امام عالی مقام سے بے بہرہ نرہین اور خوب متوجہ ہو کر سُنین اور چونکہ بہ نسبت ہر ایک امام معصوم کے حسینؑ مظلوم پر مصائب بسیار و شداید بے شمار گزرے ہین اسلیئے ہر ایک معصوم کے بیان حالات مین رعایت ذکر مصائب امام حسینؑ کی رکھی گئی ہے چنانچہ اس باب مین کوئی مجلس خالی ذکر مصائب حسینؑ سے نہین ہے بلکہ ہر مجلس کا خاتمہ ذکر حسینؑ فرزند رسول الثقلین پر ہے امیدوار ہون کہ جملہ مومنین و مومنات حاضران مجالس ان حضرات طاہرات کے بعد ختم مجلس اس حقیر پر تقصیر کو بھی بدعائے خیر یاد فرمائین ؎ ہر کہ خواند دعا طمع دارم + زانکہ من بندۂ گنہگارم +

باب سوم

از ابواب ثلثہ کتاب سراج غم فی مجلس ماتم بشرح حالات نو معصومین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور اس مین نو فصل ہین۔ فصل اول مین شرح حالات امام رابع جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام اور اس مین چار مجلس ہین۔ **مجلس اول مین ذکر تاریخ ولادت و اسما و کنیت وغیرہ و عدد ازواج**

واولاد و فضائل و خصائل و مصائب و خاتمہ ذکر فصاحت و خوش بیانی و خطبہ خوانی ان عاشق ربانی مجلس شدبین

علیؑ زین العبا سجاد یہ القاب ہیں ظاہر
حلم نوجوانِ بنی ہاشم بنی آخر
علیؑ کی طرح ہر رنج و مصیبت میں رہے صابر
عصائے پیری زینبؑ تو حرز بازوی باقرؑ
علیؑ کا نام بھی نامِ خدا کیا راحت جاں ہے
عصائے پیری ہے تیغ جوان ہے حرزِ طفلاں ہے

علیؑ ابن الحسینؑ اُس دم نہ گر باہیں امت ہو
نہ طفل و پیر ہوں قائم نہ ایک برنا سلامت ہو
تو بے شک بعد قتل شاہ دیں پا قیامت ہو
میں اس نام مبارک کی تصدق کیوں نہ راحت ہو
علیؑ کا نام بھی نامِ خدا کیا راحت جاں ہے
عصائے پیری ہے تیغ جوان ہے حرزِ طفلاں ہے

عبادت میں حضور قلب سے مصروف جب پایا
علیؑ ہے نام اور سجادؑ حضرت کا لقب آیا
لقب انکو انت زین العابدین خود حق نے فرمایا
پس از قتل پدر اس نام کا سب پر رہا سایا
علیؑ کا نام بھی نامِ خدا کیا راحت جاں ہے
عصائے پیری ہے تیغ جوان ہے حرزِ طفلاں ہے

پس اسم مبارک حضرت کا علیؑ اور کنیت ابو محمد اور ابو الحسن اور القاب شریف حضرت کے بہت ہیں زیادہ مشہور زین العابدین اور سید الساجدین اور زکی اور امین اور خاشع اور سجاد اور بکاء ہے اور مشہور مجالس عزا بیمار کربلا بھی حضرت کو کہتے ہیں ولادت باسعادت حضرت کی مدینہ منورہ میں پنجشنبہ کے دن اور ایک قول میں یکشنبہ کے دن پندرہویں تاریخ جمادی الاول سنہ ۳۸ ہجری میں ہوئی اور حاکم وقت ولادت جناب مرتضیٰ علی علیہ السلام تھے نقش نگین اُس قبلہ دین و دنیا کا حَسْبِیَ اللّٰہُ لِکُلِّ ھَمٍّ تھا ازواج میں حضرت کی سوائے کنیزوں کے ایک بی بی جناب فاطمہ نام صاحبزادی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی تھیں اونکی بطن مبارک سے دس صاحبزادہ اور چھ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں نام مقدس صاحبزادوں کے اول جعفر دوسرے زید تیسرے عبدالرحمن چوتھے سلیمان پانچویں عبداللہ جنکا لقب ارقط مشہور ہے چھٹے علی اصغر ساتویں حسن اصغر آٹھویں حسین اصغر نویں عمر الاشرف اور دسویں صاحبزادہ یگانہ امام محمد باقر علم الاولین و الآخرین ہیں اور صاحبزادیوں کے نام اول خدیجہ دوسری محبتہ تیسری سُدہ چوتھی ام الحبیب پانچویں عبیدہ چھٹے خدیجۃ الصغریٰ منجملہ دس صاحبزادوں کے چھ فرزندوں سے نسل اُس خاصہ باری کی جاری ہوئی یعنی جناب امام محمد باقر اور عبداللہ اور زید اور حسن اصغر اور حسین اصغر اور عمر الاشرف پس علم اور حلم اور عمل و عبادت و فصاحت میں

بلاغت وہمت وسخاوت میں بعد اپنے پدر عالی قدر امام حسینؑ کے روئے زمین پر تمام خلق خدا سے افضل و اکمل تھے اور بہت مشابہ تھے اپنے جد بزرگوار جناب حیدر کرار اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے کس کس صفت میں زہد اور تقوی اور عبادت اور لباس اور طعام میں اسم مبارک آپکی والدہ ماجدہ کا جناب شہر بانو تھا کہ وہ بیٹی یزدجرد اور پوتی شہریار اور پڑپوتی کسری مشہور نوشیروان بادشاہ فارس کی تھیں اب سنیئے مومنین شمائل و خصائل اپنے آقائے رابع امام زین العابدین علیہ السلام کے اکثر لباس گندہ اور خشن یعنی موٹے کپڑے پہنتے تھے اور کھانا جو بے مزہ ہوتا تھا بطور اپنے جد اعلی علی مرتضی کے تناول فرماتے تھے انبار بوجھوں غلہ اور لکڑیوں کا اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر تاریکی شب میں گھر روانہ یتیموں اور بیوہ عورتوں و فقرا و مساکین کے لیجایا کرتے تھے اور سب ضروریات کھانے پینے کی انکو اس طرح دیے آتے تھے کہ کسیکو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون شخص یہ سامان و سرانجام لباس و طعام کا ہمارے واسطے لاتا ہے اور حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت کا نام اس مجمع مساکین و ایتام میں صاحب انبان مشہور تھا وہ لوگ اس طرح سے عادی عطائے حضرت ہو گئے تھے کہ انتظار میں صاحب انبان کی اکثر چشم براہ رہتے تھے جب وقت شب سامان احتیاج انکا لیکر ظاہر ہوتے تھے اور آواز حرکت بابرکت پائے مبارک کی سنتے تھے تو باہم خوش ہو کر کہتے تھے کہ دیکھو وہ صاحب انبان آتے ہیں پس جبکہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی او مساکین نے وہ روزی معین وقت معین پر نہ پائی تب جانا کہ وہ امام زمانہ تھے جو کہ شب تاریک میں ہمیں کھانا پہنچاتے تھے اور حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت کو غسل میت دینے لگے تو دیکھا کہ پشت مبارک پر کئی نشان مائل بسیاہی نمود تھے

نظم

میت کو دیا غسل جو عابدؑ کی تو دیکھا دھو کر نہ مٹے جب سبب باقرؑ سے پوچھا	کچھ داغ سیہ پشت مبارک پہ ہیں پیدا رو کر کہا باقرؑ نے میں تشریح کروں کیا
یہ داغ جو کچھ پشت شہ دین پہ عیاں ہیں	واللہ یہ غلہ کے اٹھانے کے نشاں ہیں

کتاب ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام محمد باقرؑ نے جو حال اپنے پدر خوش خصال کا دیکھا تو بسبب کثرت سجود کے پیشانی نورانی اس خاصہ معبود کی برنگ آسمانی اور رنگ چہرہ انور کا بیداری شب سے زعفرانی ہے اور کثرت گریہ و بکا خوف خدا سے چشم مبارک میں اور جسم شریف شدت ریاضت سے ضعف آگین ہے یہ تغیر احوال اپنے پدر خوش خصال کا دیکھ کر جناب باقرؑ فرماتے ہیں کہ مجھ کو تاب ضبط نہ رہی بے اختیار رونے لگا حضرت مجھے روتے دیکھ کر سمجھے کہ یہ بسبب محبت کے میری حالت پر پر ملالت ہے پس میری تسلی دینے کے واسطے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے نور نظر وہ کتاب تو اٹھا لاؤ جس میں احوال زہد و عبادت جناب شاہ ولایت امیر المومنینؑ کا قلم بند

ہے مین حسب ارشاد کے وہ کتاب لے آیا حضرت نے کچھ حال تقویٰ وعبادت شیر ذوالجلال کا پڑھکر مجھے سنایا پھر اُس
کتاب کو تو ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ اے فرزند ہو سکتا ہے کہ کوئی فرد بشر روئے زمین پر متحمل اِس مشقت کا ہو جیسا
کہ تیرے جدا علےٰ علی مرتضےٰ نے راہ خدا مین اپنے اوپر اُٹھائے ہین اور حدیث مین جناب باقرؑ علیہ السلام سے منقول ہے
کہ میرے پدر بزرگوار ہر شبانہ روز مین ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے اور بسبب کثرت عبادت کے اسقدر ضعیف و نحیف
ہو گئے تھے کہ صدمہ ہوا سے مثل برگِ گل کے ہلتے تھے اور جب مہیائے نماز ہوتے تھے تو آثار خشوع وخضوع سے
کھڑے ہوتے تھے کہ جیسے کوئی عبد ذلیل کسی بادشاہِ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور تمام اعضائے بدن خوف
خدا سے کانپتے تھے اور اعضائے ہفتگانہ مسجود بسبب کثرت سجود و بلا تشبیہ مثل زانوے شتر اسقدر سخت و
درشت ہو جاتے تھے کہ ہر سال وہ جلد کارد تیز سے کاٹی جاتی تھی اور جب وہ معصوم بحضور جناب قیوم واسطے
نماز کے کھڑے ہوتے تھے تو اِس حضورِ قلب سے بجالاتے تھے کہ ہرگز کسی طرف متوجہ نہوتے تھے ہر چند کوئی شخص کیسا ہی
شور مچایا تھا حضرت مطلق نہ سُنتے تھے اور باطمینانِ تمام عبادت ملک العلام مین مستغرق رہتے تھے سُنین حضرات
کہ یہ امر کتنا دشوار ہے ایک شب امام عرب نماز تہجد مین مصروف تھے کہ شیطان ملعون بصورت اژدہائے ناموزون
متشکل ہوا اور قریب تر اوس عاشقِ داور کے اگر دراز ہو گیا اور اپنے کچھ کو سرباد کر کے بہت چاہا کہ اُس مظہر اعجاز کو نماز سے
باز رکھے لیکن وہ عاشقِ صادق یاد خالق مین ایسے محو اور غرق تھے کہ اوس شقی کے وسوسہ سے کسیطرح نماز مین فرق
نہ آیا جب شیطان نے دیکھا کہ یہ ذی شان میرے وسوسہ مین نہ آئے اُسوقت اوس لعین نے انگشت ابہام پائے
مقدس امام دین کی اپنے دہن نجس مین دیر تک چبائی اور چاہا کہ حضرتؑ یادِ خدا سے غافل ہون مگر سبحان اللہ
اسپر بھی شاہِ حجاز کو شغل نماز مین تکلیف اوسکے دندان زنی کی کچھ محسوس نہوئی اور نماز کو قطع نفرمایا اللہ اکبر یہ کار
بشر کا ہے یہ جامہ زہد و عبادت کا خیاطِ قدرت نے واسطے جسمِ شریف اُنہین حضرت کے قطع فرمایا تھا پس جب نوبت
بانیجا رسید کہ اوس پلید کے کاٹنے پر بھی حضرت مشغول نماز بے نیاز رہے تب تو ندائے غیبی پیدا ہوئی اور یہ تین
آوازین متواتر حضرت نے سُنین کہ انت زین العابدین انت زین العابدین انت العابدین یعنی تو ہے زینت
تمام عابدون کی پس اُسیوقت سے لقب اُنکا زین العابدین مشہور ہوا اب اِس سے زیادہ بڑھکر زہد اور توجہ
عبادت پر حضرت کے مومنین توجہ فرمائین حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آپ کا کوئی صاحبزادہ صغیرسن گھٹنون
چلتا تھا اتفاقاً وہ بچہ پرستارون کی غفلت سے کنوئین مین گر پڑا کہ دولت سرا مین وہ کنوان واقع تھا
کرتے ہی اوس صاحبزادہ کے اہل حرم مین ایک شور واویلا بلند ہوا اور عجب طرح کا تلاطم و اضطراب تھا کہ مکان

زنانہ مین کوئی باہر سے غیر مرد واسطے نکالنے اوس صاحبزادہ کے نہ آسکتا تھا اور جناب سید الساجدین اوسوقت محراب عبادت مین ایسے محو طاعت تھے کہ اون کو اس حادثہ اور شور و غل کی بالکل خبر نہ تھی یہانتک کہ ایک بی بی عفیفہ نے بحالت بیخودی و اضطراب کے کوئی کلمہ ایسا کہا کہ اے بنی ہاشم تمہارے کیسے دل ہین کہ تمکو اپنے شغل عبادت مین اپنی اولاد کی بھی خبر نہین ہے پس جناب امام جب نماز سے باطمینان تمام فارغ ہو چکے اوسوقت اوس کنوئین پر تشریف لائے اور باعجاز امامت اپنا دست حق پرست بڑھا کر بسلامت اوس صاحبزادہ کو کنوئین کے اندر سے باہر نکال لیا اور اس بی بی عفیفہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ لے اپنے فرزند کو اے ضعیف اعتقاد سُنتے ہی اس کلام اور دیکھنے معجزہ امام کے وہ معظمہ باکرامت قرین ندامت کے ہوئین اور خدمت مین امام باتوقیر کے عذر تقصیر کیا حضرت نے فرمایا کہ عاقبت تیری بخیر ہے بعض روایت مین آیا ہے کہ وہ صاحبزادہ جو کنوئین مین گرا تھا وہ امام محمد باقر علیہ السلام تھے اب اس سے بھی مشکل تر ایک امر اور ہے مقام غور ہے جس گھر مین آپ مشغول نماز بے نیاز تھے ایک روز اسی مکان مین اتفاق سے آگ لگی اور بہت کچھ شور و غل ہوا اور لوگون نے حضرت کو پکارا کہ یا ابن الحسین النّار النّار اور تمام اہل محلہ و ہمسایہ جمع ہوئے اور تا دیر وہ آگ شعلہ ور رہی آخر سب نے ملکر اوس آگ کو بجھایا مگر حضرت نے ہرگز نماز کو قطع نفرمایا اور اس آگ کے لگنے کی کچھ پروا نہ کی۔ افسوس ایسے زاہد خلق اور تارک دنیا نے اہل دنیا کے ہاتھ سے کیسے کیسے رنج اور صدمات اوٹھائے حالت بیماری مین زنجیر بھاری اور طوق مافوق طاقت بشری مین گرفتار ہوئے۔

نظم

یہ جنکے زہد کا ایک شمہ تمنے حال سُنا پدر کے بعد پڑے اُن پہ حادثے کیا کیا	اب اُن کے حال پہ اے دوستو ہی جائے بکا کہ شام تک گئے بیڑی پہن کے ننگے پا
نہ بھوک و پیاس مین ہاتھ اُن کے آب و دانہ لگا	جو دم لیا کہین تھک کر تو تازیانہ لگا
کبھی تو نوک سنان پر سر پدر دیکھا سر سنان سر اکبرؑ لہو مین تر دیکھا	کبھی جدا سر عباسؑ نامور دیکھا کبھی پھپھی کو شتر پر برہنہ سر دیکھا
سفر مین مرض مین یہ ظلم اشقیا دیکھا	پدر کو بے کفن اور مان کو بے ردا دیکھا

اب حضرت کی فصاحت اور بلاغت پر مومنین غور کرین اور مصائب اُس فرزند مظہر العجائب کے سُنکر روئین صاحب مناقب وغیرہ مورخین باعقل و ذہن ایک عجب طرح کی نقل کرتے ہین کہ جب اہلحرم مظلوم کربلا کے داخل دربار یزید پر جفا کے ہوئے اور سر مبارک امام عرب کا دروازہ شہر دمشق پر نصب کیا گیا تو اوسوقت یزید بے نصیب نے

خطیب کو حکم دیا کہ منبر پر جا کر مجمع عام میں کچھ عیوب اور مذمت حسین علیہ السلام اور اُنکے پدر بزرگوار
حیدر کرار کے اظہار کرے پس خطیب بد سیر فسر بر گیا اور موافق حکم یزید شان میں شاہ شہیدا ور حق میں علی
علیہ الصلوات کے وہ کلمات بیہودہ اور سخنان نابودہ بیان کئے کہ زمین و آسمان کانپ گئے اُس وقت جناب
سید الساجدین نے فرمایا کہ افسوس ہے تیرے حال پر اے خطیب بدمآل کہ تو نے محض واسطے خوش ہونے یزید لعین کے
کہ یہہ بدترین مخلوق ہیں ہے ناخوشی اور غضب احکم الحاکمین کا اختیار کیا اے لعین بازگشت تیری سوائے اسفل السافلین
کے اور جگہہ نہیں ہے یہہ فرما کر امام سعید متوجہ ہوئے طرف یزید پلید کے اور فرمایا کہ اگر تو مجھکو اجازت دے تو میں
منبر پر جا کر ایسے کلمات بیان کروں کہ جو باعث صفائی ایمان اور سبب خوشنودی خداوند رحمان ہوں
ذریعۂ مفاد سامعین اور وسیلۂ ثواب حاضرین ہوں اُس نابکار نے انکار کیا جب حضرت کو اجازت کچھ ارشاد
فرمانے کی اُس نے نہ دی اُس وقت یزید کی ارکین اور مصاحبین نے کہا کہ اے یہہ ہم مدت سے آرزو مند ہیں کہ کلام اہل حجاز
کا سنیں کہ یہہ فصحائے عرب مشہور ہیں یزید نے جواب دیا کہ ایہا الناس اگر یہہ منبر پر جائیں گے تو ہرگز منبر پر سے
نہ آئیں گے جبتک کہ مجھی اور معاویہ اور ابوسفیان کو خوب رسوا اور ذلیل نہ کر لیں گے سب نے کہا کہ اے امیر ابھی یہہ
طفل صغیر ہے اسقدر قدرت تقریر کی اسکو کب حاصل ہے کہ تجھے فضیحت کرسکیں بولا کہ یہہ طفل گو سن میں صغیر ہے
مگر عقل میں بر آمد ہر بابو بیر ہے اس خاندان کا ہر خورد و کلاں علم و کمالات میں اشرف کائنات ہے پس ہر چند یزید نے چاہا
کہ حضرت منبر پر نہ جا ہیں لیکن اہل شام نے بمبالغہ واصرار تمام کیا تب یزید نے حضرت کو اجازت دی اُس عالی مقام
نے منبر پر قیام فرمایا بعد حمد و ثنائے جناب ملک العلام اور نعت حضرت خیر الانام کی اس فصاحت و بلاغت
سے خطبہ مجلس یزید میں پڑھا کہ بے اختیار چشم حضار سے مسلسل اشکوں کا تار بندھا فرمایا کہ ایہا الناس خبردار
ہو کہ پروردگار عالم نے میرے جد بزرگوار احمد مختار اور اُن کے اہلبیت اطہار کو تمام روئے زمین میں
چھ خصلتوں کے ساتھ افتخار عطا فرمایا ہے اوّل یہہ کہ ہمیں علم تمام ماکان و مایکون کا دیا ابتدای خلقت عالم سے
ابتک جو کچھ گزرا ہے اور گزریگا وہ سب ہم پر روشن اور مبرہن ہے دوسرے یہہ کہ ہم مصداق انک لعلی خلق
عظیم ہیں یعنی خلق ہمارا سب سے بہتر اور عظیم تر ہے تیسرے یہہ کہ ہم وہ صاحب جود و کرم و بخشش ہیں
کہ مثل و نظیر اپنا تمام عالم میں نہیں رکھتے چوتھے یہہ کہ ہمیں حق سبحانہ تعالی نے افصح الفصحا پیدا کیا ہے یعنی
ہمارے مثل فصاحت اور خوش بیانی میں کوئی دوسرا نہیں ہے پانچویں یہہ کہ ہمیں سرداران تمام شجاعان
عرب اور ہر شہر و دیار کا کیا ہے چھٹے یہہ کہ ہماری محبت عطا کی اُن لوگوں کو کہ جو ایمان بوحدانیت خدا و رسالت

مصطفےٰ و بولایت مرتضےٰ رکھتے ہین یعنی یہ نشانی و علامت ہماری محبت اور ولایت کی ہے کہ کفر و عصیان اور اغوائے شیطان سے بچکر اور تائب ہوکر حاضر و غائب ہماری طرف رجوع کرین گے ایہا الناس جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہین جانتا وہ اب آگاہ اور خبردار ہو کہ مین ہون فرزند اونکا جو مالک مکے و منا ہین مین ہون فرزند اونکا جو صاحب زمزم و صفا ہین مین ہون فرزند اونکا جنہون نے زکوٰۃ ردائے پاک مین باندھکر فقرا اور مساکین کے گھر پہنچائی ہے مین ہون فرزند اونکا جنکی شان مین آیہ انما یرید اللہ آئی ہے مین ہون فرزند اون کا جنکی سواری کے لئے خداتعالےٰ نے براق عنایت فرمایا ہے مین ہون فرزند اونکا جنہون نے آپ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصےٰ مین بالائے آسمان تک پایا ہے مین ہون فرزند اون کا جنکی ہمراہ فرشتگان اللہ نے نماز پڑھی مین ہون فرزند اونکا جنپر جناب احدیت نے وحی نازل کی مین ہون فرزند اونکا جو قایم اللیل و صایم النہار ہین مین ہون فرزند اونکا جو دنیا و دین کے پیشوا و سردار ہین مین ہون فرزند اونکا جو صاحب عقل سلیم ہین مین ہون فرزند اونکا جو صاحب فہم مستقیم ہین مین ہون فرزند اونکا جو باب خیبر کے کندہ ہین مین ہون فرزند اونکا جو وارث مشعرین ہین مین ہون فرزند اونکا جو فاتحہ بدر و حنین ہین بعد اسکے حضرت نے سب کو آگاہ کیا کہ ایہا الناس مین ہون فرزند اوس مظلوم کا جسے ظالمون نے شہید کیا اور بعد شہادت کے عمامہ سر اقدس اور ردا دوش اطہر سے چھین لے گئے مین ہون فرزند اوس شہید راہ خدا کا جسکا سر مبارک پس گردن سے قطع کیا مین ہون فرزند اوس بیکس و تشنہ لب کا جسے کئی شب و روز تک اشقیائے امت نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور شدت تشنگی مین اوسے ذبح کیا

نظم

مین وہ ہون باپ ہے جسکا شہید تیغ جفا — مین وہ ہون جسکی ہے ماں فخر خانۂ کسریٰ
مین وہ ہون دادی کا تابوت جسکی شب کو اٹھا — مین وہ ہون جسکی پھپھی فخر مریم و حوا
پدر کے بعد بس اب ہادی جہان ہون مین — نبی علی کا شرف فخر خاندان ہون مین

مین وہ ہون جسکا علی جد نامور ہے امام — علی کے بعد حسن عم خوش سیر ہے امام
حسین ابن علی ولی پدر ہے امام — مین خود امام محمد مرا پسر ہے امام
جو سب یہ کعبۂ دین ہین تو دین پناہ ہون مین — جہان مین آٹھ امامون کا قبلہ گاہ ہون مین

مین وہ ہون جسکی نہ لینے کوئی خبر آیا — پدر کے سینہ پہ قاتل مجھے نظر آیا
مین وہ ہون نیزہ پہ جسکے پدر کا سر آیا — دیار شام تلک پھر کے دربدر آیا

مین وہ مریض ہون جسکو کوئی دوا نہ ملی		وہ میہمان ہون جسے تین دن غذا نہ ملی	

راوی کہتا ہے کہ حضرت بکمال فصاحت و بلاغت تمام جور و ستم جو اشقیائے امت سے اونپر گزرے تھے تفصیل علی الاعلان بیان فرمارہے تھے کہ ایک دفعہ ہی تمام سنگدلونکے کلام حق اوس جناب سے آب آب ہوئے اور سب حضار دربار اوس امام ابرار کی باتون سے اتنے بیتاب ہوئے کہ آوازاون کے رونے کی ہر طرف سے بلند ہوئی اوسوقت یزید سفاک بمزید حزن خوفناک ہوا کہ مبادا بوفور ملال نوبت بقتال پہنچے اور مین قتل کیا جاؤن اس خوف سے اوس نے موذن کو اشارہ کیا کہ جلد اذان شروع کرے تا کہ لوگ تہیہ نماز مین مصروف ہون اور وعظ حضرت کا موقوف ہو پس موذن نے بانگ نماز بلند کی اور کلمہ اللہ اکبر کہا حضرت نے برسر منبر اس کلمہ اطہر کے ایسی صفت مختصر فرمائی کہ رونگٹے سب کے بدنون پر راست ہو گئے جب موذن نے اشہدان لا الہ الا اللہ کہا حضرت نے فرمایا کہ گواہی دیتے ہین تمام موہائے بدن اور گوشت پوست ہمارے اور خون ہمارا کہ کوئی معبود بحق و یگانہ مطلق نہین ہے سوائے اوس معبود برحق کے کہ جو رب ہے تمام عالم کا جب موذن نے اشہدان محمد رسول اللہ کہا اوسوقت تو حضرت کو تاب نرہی اور بالائے منبر سے بندائے بلند فرمایا کہ اے یزید یہ جنکا اسم مبارک اذان مین تو نے سنا آیا یہ حضرت تیرے جد تھے یا میرے جد امجد رسول مختار عالی وقار ہین پس اگر تو انکو اپنا جد کہے تو بے شبہ و شک تو سب کے نزدیک خفیف اور سبک ہو سب تجھے کاذب و دروغ گو کہین گے کہ تو نے چھپایا امر حق کو اور اگر تو یہ کہے کہ وہ جناب جد بزرگوار ہمارے ہین تو لعنت ہی خدا کی تجھپر اور تیرے پدر معاویہ پر کہ تو نے اونکی اولاد امجاد پر وہ ظلم و ستم کئے کہ انھین قتل کیا اور اونکے اہلبیت کو مقید بطوق و زنجیر کرکے تمام بلاد و امصار مین پھرایا اور پردہ شرم و حیا کا تو نے اسطرح اپنی آنکھون کے سامنے سے اٹھا دیا کہ کچھ امتیاز حق و باطل نہ کرکے اون واجب التعظیم و تسلیم کو ستایا اور اونپر رحم نہ کھایا منقول ہے کہ رعب امامت اوس شاہ باکرامت نے محفل مین یزید کو اتنا منفعل کیا کہ مارے ندامت کی تاب اقامت نہ لاسکا مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور اس معصوم فرزند مظلوم کو مع اہلبیت اطہار کے زندان تنگ و تار مین بھیجدیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس دوم مین بیان حسن اخلاق و سخاوت و ذکر بعض معجزات شاہ کائنات امام زین العابدین فخر الصابرین علیہ السلام و خاتمہ بر ذکر مصائب بچند بند مرثیہ ۔ حسن اخلاق اور مکارم عادات شاہ آفاق جناب سجاد پر مومنین غور کرین حدیث مین وارد ہے کہ غلام اور کنیزین حضرت کی کتنا ہی قصور اور کیسی ہی خطا اوس شاہ جمہور کی کرتے تھے لیکن کبھی آپ اون کو نہ مارتے تھے اور درگزر فرماتے تھے بلکہ

حیوانات تک کو بھی کبھی نہین مارا چنانچہ ناقہ حضرت کا جسپر بائیس حج آپنے کئے تھے اوسکو اس مدت مین کبھی ایک
تازیانہ بھی نہین مارا - کیون حضرات اس سے بڑھکر حسن اخلاق امام آفاق کا سنو گے مجلسی علیہ الرحمہ عین الحیوٰۃ
مین لکھتے ہین کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام کی سرکار مین ایک غلام آزاد کردہ حضرت کا رہتا تھا کہ بنظر پرورش
اُسکو آپنے کار زراعت اور حفاظت اپنی کھیتی پر معین فرمایا تھا اتفاقاً ایک روز حضرت بھی واسطے معائنہ اپنی
کھیتی کے طرف جنگل کی تشریف لے گئے دیکھا تو تمام زراعت اوس شاہ با قناعت کی پامال سم ستوران و معرض نقصان
کی ہے اور وہ غلام خاسر اپنی کار متعلقہ سے غافل اور غیر حاضر ہے اوسوقت حضرت نے اوسکو اپنی روبرو بلوایا اور تادیباً و
تعلیماً ایک تازیانہ خفیف سا اوسکے جسم پر لگایا پھر آپ ہی حضرت نادم ہوئے اور خوف خدا سے کانپنے لگے اور مراجعت
طرف دولت خانہ امامت کے فرمائی اور خادم کو بھیجکر اوس غلام کو طلب فرمایا وہ نیکنام اپنے دل مین سمجھا کہ مجھکو اسوقت
طلب فرمانا شاہ عالی کا خالی اس سے نہین کہ سزائے واقعی دین گے آخر ترسان ولرزان سامنے امام عالیمقام کے آیا
تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت نے لباس جسم مبارک سے اوتار رکھا ہے اور عجب حالت سے برہنہ تن بیٹھے ہوئے ہین اور تازیانہ بھی
سامنے حضرت کے رکھا ہوا ہے اسنے جو یہ حال دیکھا اور تازیانہ پر اوسکی نظر پڑی یقیناً جانا کہ اب حضرت ضرور سیاست فرماینگے
بہت ڈرا پس حضرت نے تازیانہ اٹھاکر غلام کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ آج تمام عمر مین مجھ سے ایک لغزش صادر ہوئی ہے
کہ کبھی آجتک ایسا نہوا تھا اے نیکبخت ابھی تو مجھ سے قصاص اپنا لے اور اسی طریق سے تو بھی میرے اس جسم برہنہ
پر تازیانہ لگا سُنتے ہی اس کلام کے غلام قدوم امام پر گر پڑا اور کفش مبارک کے بوسے لیتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ اے مولا
مجھکو تو یہ گمان تھا کہ مجھپر اور کچھ عقوبت فرمائین گے کہ مین مستحق اور مستوجب سزا کا ہون کہ مین نے عمداً خطا کی ہے
اور جو کچھ دست حق پرست حضور سے میری نسبت ہوا یہ تو عین عدالت اور سراسر تعلیم اور تنبیہ غلام کی تھی آپ یہ
کیا ارشاد فرماتے ہین حضرت نے بمبالغہ تمام غلام سے فرمایا کہ مین پناہ مانگتا ہون ساتھ خدا کے ایسے عمل سے اور اے
بھائی مینے تجھکو حلال کیا تو شوق سے انتقام اپنا مجھ سے لے تمام شاہ و گدا اور غلام و آقا بندے ہین ایک بادشاہ
حقیقی کے اوسکے دیوان عدالت مین امتیاز پست و بلند اور تفاوت قوی و مستمند کا نہین ہے اور کئی بار اس
امام ابرار نے یہی کلمات فرمائے جب غلام نے دیکھا کہ مبالغہ امام کا واسطے لینے انتقام کے حد افراط سے گزرا تب
گریان ہوا اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ آپ امام زمان ہین اطاعت آپ کی ہر فرد البشر پر واجب ہے زیادہ حاضر رہنے
مین مین گنہگار ہوتا ہون کسطرح ہو سکتا ہے کہ مین اپنے ولی نعمی اور آقا پر دست درازی کرون آپ حاجت روائے
خلق خدا ہین میری حاجت روا کرو اور اس حرکت سے مجھے معاف فرماؤ جب حضرت نے دیکھا کہ یہ غلام اپنا

انتقام لینے پر کسی طرح راضی نہین ہوتا اسوقت اُس عاشق ربانی نے بکمال اخلاق و مہربانی اپنی تمام کشتکاری کا سامان معہ مزگاوان اور اُس زمین کے کہ جس مین وہ کھیتی تھی اوس غلام کو بخشدیا اور اُسپر دست بردار ہوئے اللہ اکبر یہ خلق و عالی ہمتی اور خوف خدا زہد و تقویٰ سوائے اوس پیشوائے اتقیا اور کسی فرد بشر کی طاقت ہے پس مومنین مقام حسرت اور افسوس کا ہے کہ ایسے زاہد خلق اور اعظم خلق کو بجرم و گناہ قید کر کے سامنے یزید روسیاہ کے لے گئے اکثر حضرت اپنے باپ کی مصیبتین یاد کر کے یہ کہکر رویا کرتے تھے۔ شعر

وَاکَرْبَاهُ لِکَرْبِلَا یَا اَبَتَاهُ ۔ وَاَسْفَاهُ بِقَتْلِکَ یَا اَبَتَاهُ واے اندوہ تمہاری مصیبت پر اے بابا ہزار افسوس تمہارے بھوکے پیاسے ذبح ہونے پر اے بابا شعر قُتِلَ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا ۔ وَاَنَا اٰکُلُ الزَّادَ وَاَشْرَبُ الْمَاءَ ہزار حیف کہ فرزند فاطمۂ زہرا دختر رسول خدا تو پیاسا ذبح کیا جائے اور مین کھانا کھاتا ہون اور پانی پیتا ہون ہرگز یہ کھانا پینا گوارا نہوگا مجھے بس کم کھانا کھاتے تھے اور تمام رات عبادت مین مشغول رہتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے اسی طرح چالیس برس روتے ہوئے گزر گئے اور اگر کسی جانور کو ذبح ہوتے دیکھتے تھے تو اسقدر روتے تھے کہ بیہوش ہوجاتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن وہ جناب کہین کو جاتے تھے راستہ مین مقام مسلخ پر حضرت کا گزر ہوا یعنی جس جگہہ قصاب حیوانات کو ذبح کرتے ہین وہان ایک قصاب کو حضرت نے دیکھا کہ بقصد ذبح ایک گوسفند کو باندھ رہا ہے حضرت عصا ٹیک کے وہان کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ اے شخص کیا کرتا ہے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ حکم خدا اور رسول جاری کرتا ہون یہ سُنکر حضرت نے فرمایا اے شخص تو نے اِس بے زبان کو پانی پلا لیا ہے یا نہین اوس نے عرض کی یا مولا یہ دستور ہے ہم قصابون کا کہ قبل ذبح کے جانور کو آب و دانہ سے سیر و سیراب کر لیتے ہین اور ہرگز بھوکا پیاسا حیوان کو ذبح نہین کرتے یہ بات سُنکر حضرت کو تاب ضبط نرہی بے اختیار ایک آہ کا نعرہ مارا اور کہا کہ ایہا الناس دیکھو تم کہ قصاب بھی بے آب و دانہ جانور کو ذبح نہین کرتے افسوس ہے اون سنگدلون پر جنہون نے میرے بابا کو مع عزیز و اقربا تین دنکا بھوکا پیاسا ذبح کر ڈالا اور اتنا بھی نہ جانا کہ یہ ہم کیا غضب کرتے ہین اور یہ کسکے گلے پر چھری پھیرتے ہین یہ فرماکر اس شدت سے روئے کہ بیہوش ہوگئے اور لوگ بدشواری اس خاصہ باری کو وہان سے اُٹھا کر لائے۔ اب سُنیئے مومنین فضل و تمکین اپنے آقا امام زین العابدینؑ کے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ایک مومن دیندار بلخ کی رہنے والے کا ہمیشہ یہی کار تھا کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر مدینہ رسول اللہؐ مین جایا کرتا تھا اور کچھ تحفجات اور سوغات اپنے شہر کی خدمت امام دہر جناب سجادؑ مین لایا کرتا تھا ایک مرتبہ اُسکی زوجہ نے کہا کہ تو ہمیشہ جسکے واسطے یہ سوغات

لیجاتا ہے مین نہین دیکھتی ہون کہ وہ شخص بھی عوض مین اسکے کچھ تجھے دے

نظم

بولی زوجہ جسکو لیجاتا ہے تحفہ تو مدام	تجھکو کچھ اسکا عوض دیتا نہین وہ نیکنام
تب کہا مومن نے بس اے زن نہ کر آگے کلام	مین نہین کرتا امید طمع ہرگز یہ کام
میری نیت ہے وہ میرا پیشوا خوشنود ہو	وہ اگر خوش ہو تو مجھسے خوش میرا معبود ہو

پس اُس مرد دیندار نے اپنی زوجہ کو تنبیہ کیا کہ اے ناقص العقل تو نہین جانتی کہ مین یہ تحفجات کسکے واسطے لیجاتا ہون آگاہ ہو کہ وہ خلیفہ اور حجت خدا ہے خلق خدا پر اور وہ امام اور مقتدا ہمارا فرزند رسولخدا ہے جب اُس عورت نے یہ سُنا تو وہ چپ ہو گئی پس دوسری سال بعد ادائے حج وہ بلخی نیکنام پھر خدمت جناب امامؑ مین آیا اور سلام کرکے دست و پائے مبارک پر بوسہ دیا تو اُسوقت خوانِ طعام سامنے امامؑ کے لائے تھے حضرت نے اُس بلخی کو بھی شریک طعام کیا بعد فراغ خادم طشت و آفتابہ لایا وہ بلخی اُٹھا اور دست مبارک امامؑ کے دُھلانے کا اہتمام کیا حضرت نے فرمایا کہ اے شیخ تو ہمارا مہمان ہے چاہئے کہ ہم حق مہمانی بجالاوین اور تیرے ہاتھ دُھلاوین نہ یہ کہ تو ہمارے ہاتھ دُھلائے عرض کی کہ اے مولا میرا دل چاہتا ہے کہ مین ہی حضرت کے ہاتھ دُھلاؤن فرمایا اگر تو اس محبت سے ہاتھ دُھلاتا ہے تو قسم ہے خدا کی ہم بھی وہ چیز تجھے دینگے کہ جس سے تو راضی ہو اور آنکھین تیری روشن ہو جاوین پس حضرت ہاتھ دھونے لگے یہانتک کہ ایک تہائی طشت پانی سے بھرا فرمایا ماھذا فقال ماءٌ یعنی اس طشت مین تو کیا دیکھتا ہے عرض کی کہ پانی ہے فقال بل ھو یاقوت احمر فرمایا کہ پانی نہین ہے بلکہ یاقوت سرخ ہین بمجرد فرمانے کے جو دیکھا تو ثلث طشت مین یاقوت سرخ بھرے ہوئے تھے پھر فرمایا کہ ڈال پانی جب اُس نے دوبارا پانی ڈالا تو دو ثلث وہ طشت پانی سے بھرا پھر پوچھا کہ اے شیخ اس طشت مین کیا چیز ہے کہا پانی فرمایا پانی نہین ہے بلکہ زمرد سبز ہین بمجرد ارشاد کے دیکھا تو قدرت خدا و اعجاز امام ہوا سے وہ پانی زمرد سبز تھا پھر ارشاد ہوا کہ ڈال پانی پس جبکہ وہ تمام طشت پانی سے بھر گیا تو فرمایا کہ اب اس مین تو کیا دیکھتا ہے کہا پانی فقال ھو درٌّ ابیض ارشاد ہوا کہ پانی نہین ہے بلکہ دیکھ لے یہ موتی سفید ہین پس جب غور کرکے اُس مومن نے دیکھا تو واقعی وہ پانی گوہر آبدار ہو گیا تھا بوقوع اس اعجاز شاہ حجاز کے اوس مومن نے سر نیاز قدم امام معصوم پر جھکا دیا اور پائے مبارک کے بوسے لیتا تھا اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے شیخ ہمارے پاس مال دنیا سے کچھ موجود نہ تھا کہ تجھے دیتے اب یہ جواہرات یہ عوض ہے تیرے ہدایا و تحفجات کا اور اپنی زوجہ سے عذر کرنا ہماری طرف سے کہ اُس نے ہمپر عتاب کیا تھا سُنتے ہی اس کلام کے اوس مومن خوش انجام نے تعجب سے

سر اپنا نیچے جھکا لیا اور عرض کی کہ اے مولا میری زوجہ کی کلام سے کس نے آپ کو اعلام کیا آپ بلا ریب دانائی رموز غیب ہین اور بے شبہ اہلبیت بنوت و نہال بستانِ رسالت ہین

نظم

ہے محبّو یہ مقامِ گریہ و آہ و فغان — آہ جن ہاتھون سے ایسے معجزے ہوویں عیان
شام اور کوفہ کے ظالم اونمین باندھین لیمان — بادشاہِ دین و دنیا کو بناوین ساربان
کور باطن تھے نہ سمجھا نا خدا کے نور کو — رنج پر دیتے تھے رنج اور دکھ پہ دکھ رنجور کو

پس وہ مومنِ بلخی جواہرات لیکر حضرت سے رخصت ہوا اور اپنی زوجہ سے یہ تمام بیان معجزہ امام انس و جان کا کہا وہ حیران ہوکر بولی کہ میرے کلام سے کسنے اوس عالی مقام کو آگاہ کیا وہ بولا کہ مین نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ امام عالی درجات صاحب علم و معجزات ہین یہ سُنکر اُس عورت نے سجدہ شکر کا ادا کیا

نظم

پھر تو شوہر سے کہا دیتی ہون تجھکو قسم — سال آئندہ کرے جب تو سفر سوئے حرم
مجھکو بھی لیچل کہ دیکھون اپنے مولا کے قدم — مین مدینہ مین رہونگی جب تلک ہے دم مین دم
جسطرح ہو مجھکو لیچل سوئے زین العابدینؑ — دیکھون ان آنکھون سے جلدی روئے زین العابدینؑ

پس سال آئندہ کو اوس مومن نے اپنی زوجہ کو بھی ہمراہ لیا جب حج سے فارغ ہوکر مدینہ کو چلا قضائے کار راہ مین وہ عورت بیمار ہوئی اور قریب مدینہ منورّہ کی پہنچکر انتقال کر گئی وہ مومن بلخی بوقوع اس سانحہ کے نہایت پریشان ہوا اور گریان و نالان امام زمان کی خدمت مین آیا اور حال وفات اپنی زوجہ کا سُنایا کہ وہ حضرت کے شوق قدمبوسی مین میری ہمراہ اس سفر مین آئی تھی اب اوسکا یہ اتفاق ہوا اس کیفیت کو سُنکر امام بجر و بر اُٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی اور دعا پڑھی اور اوس مومن سے فرمایا کہ اے شیخ اوٹھ اور جا اپنی منزل کو کہ تیری مشکل خدا نے آسان کی تیری زوجہ کو دوبارا خلعت حیات معبود کائنات نے عطا فرمایا ہے سُنتے ہی اس ارشاد کے وہ مومن باعتقاد جلد وہان سے چلا اور اپنی خیمہ مین آکر دیکھا تو واقعی زوجہ اوسکی زندہ اور صحیح و سالم بیٹھی ہوئی ہے اوس کو دیکھکر وہ باعتقاد نہایت شاد ہوا فَقَالَ لَهَا كَيْفَ اَحْيَاكِ اللّٰهُ پوچھا اُس سے کہ خدا نے تجھے کیونکر زندہ کیا فَقَالَتْ جَاءَنِيْ مَلَكُ الْمَوْتِ وَقَبَضَ رُوْحِيْ وَهَمَّ اَنْ يَصْعَدَ بِهَا کہا کہ آیا ملک الموت اور قبض کی روح میری اور چاہا کہ پرواز کرے ناگاہ ایک بزرگوار عالی جاہ ایسی ایسی شکل و شمایل کے تشریف لائے اور سب اوصاف اور وضع حضرت کی صاف صاف بیان کرتی تھی اور شوہر اوسکا تصدیق کرتا تھا کہ واللہ یہ شکل و شمایل تو میرے مولا یا فضائل علیؑ ابن الحسینؑ کی ہے اوس عورت کا بیان ہے

کہ جب ملک الموت نے دیکھا اون حضرت کو تو اون کے قدمو پر گر کے پانو کے بوسے لینے لگا اور حضرت کو سلام کیا امامؑ نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ اے ملک الموت ہماری خاطر سے روح اس مومنہ کی اسکے بدن کی طرف پھیر دے

سنکے عزرائیل نے چومے قدم باصد ادب	عرض کی مین تابع فرمان ہون ای عالی نسب
پھر مجھے زندہ کیا جاتے رہے دکھ درد سب	جلد لے چل شاہ کی خدمت مین مت کر دیر اب
کہکے یہ راہی ہوئی ہمراہ شوہر مومنہ	شکر کرتی آن پہنچی شہ کے در پر مومنہ
جب نظر آیا جمال سرور والاصفات	بولی شوہر سے کہ بخشی ہے مجھے جس نے حیات
ہے یہی معجز نما سردار فخر کائنات	کیون نہ پہچانون یہی ہے وہ جوان نیکذات
جس سنے کی میری سفارش آکے ملک الموت سے	زندگی بخشی نکالا مجھکو قعر فوت سے

هٰذَا وَاللّٰهِ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ هٰذَا الَّذِيْ اَحْيَانِيَ اللّٰهُ بِبَرَكَتِ دُعَائِهٖ قسم ہے خدا کی یہی میرے سید اور مولا ہین جنکی برکت دعا سے خدا نے مجھے زندہ کیا بعد اسکے وہ دونو شوہر و زن خدمت امام زمن سے جدا ہوئے۔ کیون مومنین یہ جگہہ تامل کی ہے اور مقام رونے کا ہے کہ جسکے دست اقدس کا پانی جواہر لاثانی ہوگیا اون ہاتھون مین اشقیائے نابکار نے اونٹون کی مہار دیکر کھنچوایا اور جسکے ہاتھ پانو ملک الموت سے فرشتہ مقرب نے چومے اون ہاتھو مین ہتھکڑیان اور اون سوجے ہوئے پانوون مین بیڑیان پہنائین اور اسے زندان شام مین قید کیا مشہور ہے اور اکثر ذاکرین مین اسکا مذکور ہے کہ جب ہند زن یزید نے سنا کہ کوئی قافلہ اسیران عرب کا اس قید خانہ مین محبوس ہوا ہے اور یہ خاص اہل یثرب ہین تو بیتاب ہوکر اپنے محل سے نکل پڑی اور اپنی کنیزون کو ساتھ لیکر واسطے دریافت حال بقصد معائنہ اسیران مدینہ اس مکان مین آئی دیکھا تو اون قیدیون مین ایک شاہزادہ عالی شان نوجوان بحالت بیماری قید ہے اور جسم شریف بسبب مرض کے نہایت ہی نحیف و ضعیف ہے کبھی آہستہ کراہتے ہین اور کبھی آہ کے نعرے مارتے ہین قطعہ

سوجے ہوئے پانوون مین ہین دو بیڑیان بھاری	شانہ کی رسن خون سے آلودہ ہے ساری
ناگاہ کنیز ایک قریب آکے پکاری	یوسف جسے مین کہتی تھی وہ ہے یہی واری
اس سے خبر حضرت شبیر کو پوچھو	اور شوق سے پھر خواب کی تعبیر کو پوچھو
ماتھے پہ دھرے ہاتھ جھکی ہند خوش ایمان	آہستہ سے بولی کہ مین سو جان سے قربان
آداب بجالاتی ہون ای یوسف زندان	حضرت نے کہا چپکے سے ای ششدر و حیران

آداب میرا کیا کہ حقیر اور حزین ہون — ہون سوگ نشین گنبد کا اور خاک نشین ہون

یوسف ہمین کس وجہ سے تم کہتی ہو ہر بار — وہ مصر کے حاکم تھے مین ہون بیکس و ناچار
وہ بولی بروح نبی و حیدر کرار — چہرہ سے تیرے جاہ و جلالت ہے نمودار
غربت مین اسیری مین مصیبت مین بلا مین — اس عہد کے یوسف ہو تمہین خلق خدا مین

نام آیا مصیبت کا تو عابد ہوئے گریان — فرمایا یہ درجہ تو ہے یوسف سے فراوان
گھر سے گئے یوسف تو ہوئے مصر کے سلطان — ہم نکلے وطن سے تو بھرا گھر ہوا ویران
یوسف نے زمانہ مین یہ محشر نہین دیکھا — ماہنون کو بلوے مین کٹے سر نہین دیکھا

یوسف کا فقط باپ کی فرقت سے کٹا دل — اور بعد جدائی کے ہوئی وصل بھی حاصل
پر ہاتھ رکھے میرے جگر پر کوئی عادل — اٹھارہ عزیز آنکھون کے آگے ہوئے بسمل
تنہا رہے ہم اور سفر کر گئے بابا — ملنے کی بھی امید نہین مر گئے بابا

یوسف نے لہو باپ کا منہ پر نہ ملا تھا — دو رسی مین اک طوق مین کب اسکا گلا تھا
یوسف کا نہ دل باپ کے ماتم مین جلا تھا — یعقوب کا دلدار نہ کانٹون پہ چلا تھا
یوسف پہ لگے تھے نہ کبھی دُرّے جفا کے — یہ تو کہا اور رونے لگے پشت دکھا کے

آنکھون کو ملا ہند نے دُرّون کے نشان پر — پر کان کھڑے اسکے ہوئے طرز بیان پر
کی عرض تصدق ہین در و لعل فغان پر — شیرین سخنی ختم ہے حضرت کی زبان پر
بالکل پسر فاطمہ کا طرز بیان ہے — گویا تیرے منہ مین شہ والا کی زبان ہے

تم فاطمہ کے پیارے کی پیارے تو نہین ہو — ہے ہے کہو شہزادی ہمارے تو نہین ہو
مکہ کے مدینہ کے ستارے تو نہین ہو — کیون بانو کے تم راج دلارے تو نہین ہو
آنکھون کے تلے پھر گئی سجاد کی صورت — تم ہو حسن پاک کے داماد کی صورت

اس ذکر کو سنکر کہا فضہ نے ادھر آؤ — اے بی بی سرہانے پہ نہ بیمار کے چلاؤ
یہ بولی مین حاضر ہین ہوتی ہون ٹھہر جاؤ — حضرت سے کہا خواب کی تعبیر تو بتلاؤ
یون تو مجھے کیا کیا نہین سامان نظر آیا — اک خواب مگر سخت پریشان نظر آیا

ہے ماہ محرم سے مجھے اشک فشانی — عاشورہ کو موقوف تھی نبضونکی روانی

تا عصر نہ اوترا تھا گلے سے مرے پانی
مین پڑھ کے عشا سوئی جو اے یوسف ثانی
رویا مین نیا ظلم گزرتے ہوئے دیکھا
برقع سر زہرا سے اوترتے ہوئے دیکھا

حیرت ہے کہ بی بی تو ہین جنت مین ہماری
تا محرمون نے پھر یہ ردا اسکی اوتاری
بیساختہ سجاد کے آنسو ہوئے جاری
زینب کے کھُلے بالون کو دیکھا کئی باری
فرمایا کہ صدمہ انھین امت نے دیا ہے
سر ننگے کسی ہمسر زہرا کو کیا ہے

اس خواب کی تعبیر پہ کی بیوون نے زاری
گھبرا کے بڑھی ہند ادھر اور یہ پکاری
کیون صاحبو اب کیا یہی مرضی ہے تمہاری
اندیشہ مین بس جان نکل جائے ہماری
خاطر کرو یہ جان کے مجھ خستہ جگر کی
مین بھی کبھی ناموس تھی زہرا کے پسر کی

ہے ہے مجھے تقدیر کہان لائی کہان سے
دوزخ مین پڑی آہ نکل کر مین جنان سے
للّٰلہ کچھ ارشاد کرو اپنی زبان سے
کچھ تمکو قرابت ہے امام دو جہان سے
مقنعے کہان تم سب کے اوتارے گئے لوگو
شبیر سلامت ہین کہ مارے گئے لوگو

فضہ نے کہا بی بی یہ تم کہتی ہو کیا بات
تقصیر ہوئی کیا کہ مقید ہوئے سادات
شبیر کی الفت کا تو دم بھرتی ہو دن رات
اور حق مین بنی فاطمہ کے کہتی ہو یہ بات
یہ خویش ہین اون کے نہ قریب شہ دین ہین
سردار جو مارا گیا سب سوگ نشین ہین

زینب نے نظر فضہ پہ کی منہ کو پھرا کے
خود ہند سے فرمانے لگی سر کو جھکا کے
محتاج ہوئے تھے کبھی سادات ردا کے
اے بی بی گنہگار ہین ہم اہل جفا کے
چادر جو نہین سر پہ تو سر شرم سے خم ہین
باور تجھے آیا کہ بنی فاطمہ ہم ہین

زندان مین اور عترت شبیر دوہائی
بازار مین اور صاحب تطہیر دوہائی
پردیس مین اور شاہ کی ہمشیر دوہائی
ایسون کی یہی ہوتی ہے توقیر دوہائی
کس شرع مین زنجیر اماموں کے لئے ہے
واللہ یہ ننگ اون کے غلامون کے لئے ہے

گھبرا کے وہ بولی کہ بھلا مانون مین کسطور
ظاہر کو مین دیکھون کہ حقیقت پہ کرون غور
لو آپ کی آواز سے وسواس ہے کچھ اور
بنت شہ مردان کا خیال آ گیا فی الفور
جی چاہتا ہے دوڑ کے قدمون پہ گرون مین
یا حضرت زینب کہون اور گرد پھرون مین

زینبؑ نے فغاں کی کہ یہ اصرار غضب ہے
زینبؑ کا بڑا رتبہ بڑا نام و نسب ہے
اس ذلت و خواری کی سزاوار وہ کب ہے
بی بی وہ جگر بند شہنشاہ عرب ہے
بتلا تیری کس طرح سے امید بر آئے
کیا تجھکو تمنا ہے کہ وہ ننگے سر آئے

تھرا کے گزارش یہ لگی کرنے وہ ذیجاہ
غارت ہو جو ہو قنبر و فضہ کا بھی بدخواہ
لیکن مرا اندیشہ یہ بیوجہ نہیں آہ
دعوے کی صداقت یہ سند رکھتی ہوں واللہ
دربار سے بندی تو یہاں ننگے سر آئی
اور لوٹ تمام آپ کی لونڈی کے گھر آئی

اُس لوٹ میں ہے ایک علم سبز ضیا بار
دیتا ہے گواہی کہ ہوا قتل علمدار
اسلام کا تمغہ ہے پھریرے پہ نمودار
لکھا ہے کہ ہذا علم احمدؐ مختار
جب پڑھتی ہے وہ نقش تو گھبراتی ہے لونڈی
حضرت بھی زیارت کریں منگواتی ہے لونڈی

چلائی کنیزوں سے کہ دوڑی ہوئی جاؤ
بیٹی تھی میں جس پر وہ علم جلد لے آؤ
ہاں ننھا سا مشکیزہ بھی وہ ساتھ منگاؤ
ان قیدیوں کو نقش پھریرے کا دکھاؤ
اب تو میرے کہنے کا یہ سب پاس کریں گے
ہاں میری مدد حضرت عباسؑ کریں گے

زینبؑ نے کہا کان میں بانو کے یہ اُس آن
بہلا کے سکینہؑ کو سلا دو کسی عنوان
سہمی ہوئی لپٹی تھی گلے ماں کے وہ نادان
بولی کہ بھلا سن لیا میں نے بھی پھپھی جان
سونے کو کہو گی تو قیامت میں کروں گی
آتا ہے علم کس کا زیارت میں کروں گی

ناگہ علم سبز مہکتا ہوا آیا
پنجہ صفت مہر چمکتا ہوا آیا
مشکیزہ بھی پرچم میں لٹکتا ہوا آیا
پانی کی جگہ خون ٹپکتا ہوا آیا
ننگے سر علم کے تلے ایک ایک بنی تھا
اور نعرۂ یا حضرت عباسؑ علی تھا

سردار کے سر کو جو علم نیزہ پہ پایا
تسلیم کو دروازہ سے جھک کر علم آیا
عباسؑ کے ماتم نے اسیروں کو اٹھایا
پہنے ہوئے زنجیر قدم سب نے بڑھایا
افشاں تھا پھریرا جو بہشتی کے لہو سے
سب زیر علم گر پڑے اوس خون کی بو سے

تب ہند کو اوس دم نہ رہا ضبط کا یارا
نیزہ سے سر شاہ کو ہاتھوں پہ اوتارا
زینبؑ کے قریں آ کے یہ بولی کہ خدارا
فرماؤ تو بی بی یہ نہیں بھائی تمہارا

زہراؑ کے مرقع کی یہ تصویر نہین ہے	لکھا ہو تو قسم یہ سر شبیرؑ نہین ہے
زینبؑ کو نہ اُسوقت مین کچھ بات بن آئی صدقے بہن ہوئے بادشہ کرب و بلائی	بیساختہ چلائی کہ ہے ہے میری بھائی سر نے کہا لبیک ید اللہ کی جائی
زینبؑ کہو کیا قید مین کرتی ہے سکینہؑ	یہ بولین کہ بے آپ کے مرتی ہے سکینہؑ
دی سر نے یہ آواز کہ اپنی کہو روداد پھر سر سے صدا آئی کہ اب کیسا ہے سجادؑ	کی عرض کہ اماّن سے کہو جلد کرین یاد زینبؑ نے کہا بانو رگڑتا ہے وہ ناشاد
آواز یہ دی سر نے کہ کیا کرتی ہے بانوؑ	وہ بولی کہ اصغرؑ کے لئے مرتی ہے بانوؑ
باتین یہ بہن بھائی مین الفت کی ہوئین جب بیٹھی کھڑی ہوکر کہ غضب ہوگیا یارب	شبیرؑ کا سر ہند نے زینبؑ کو دیا تب مارے گئے شبیرؑ مقید ہوئی زینبؑ
زندان مین سادات کا دربار رہی ہے	لوٹی ہوئی شبیرؑ کی سرکار رہی ہے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس سوم مین بیان معجزات وسخاوت جناب سجادؑ عالی درجات وتقریر ابن نور الہی کی ایک شامی سے موافق آیات کلام الہی وفضائل ومصائب۔

عابد خدا کے نور ہین موسےٰ کے فخر ہین اشک ان کے واسطے دُر یکتا کے فخر ہین	حضرت کے نقش پا ید بیضا کے فخر ہین بیمار ہین مگر یہ مسیحا کے فخر ہین
کنعانیون مین غل ہے کہ یوسف وقار ہین	اہل حلب کہین کہ سکندر وقار ہین
ہے عین سے عیان کہ عبادت ہے عضو تن بے کا ہے یہ اشارہ کہ بازو مین ہے رسن	ثابت الف سے ہے کہ الم مین ہین بےسخن ظاہر ہے دال سے کہ یہ دادا کا ہے چلن
ذی قدر و ذی شعور و فلک احترام ہین	ہادی ہین پیشوا ہین سخی ہین امام ہین
عابد جو رات دن کی عبادت سے نام پائے اور کثرت سجود سے سجادؑ بھی کہائے	زین العباد اوس کا لقب آسمان سے آئے ایسون کی کیا ثنا کوئی ذاکر زبان پہ لائے
پر عجز مین بھی وصف کا مطلب بر آرہے	اُن کی ثنا عبادت پروردگار ہے
ہے عین سے عیان کہ علیؑ کی نشان ہین یہ	احمدؐ کے نور چشم الف سے عیان ہین یہ

اور بے سے بادشاہِ زمین و زمان ہین یہ	دنیا و دین مین دال سے دار امان ہین یہ
اس نام پر نثار میرا گوشت و پوست ہے	عابد وہ عبد ہے کہ جو عابدؑ کا دوست ہے
ثابت ہے عین شاہ سے عباسؑ عم کا غم۔ بیمار کربلا ہین یہ بے کہتی ہے بہم	اظہر الف سے اکبرؑ و اصغرؑ کا ہے الم ہے دال اسیہ دال دوا بھی ہے کالعدم
مظلوم ایسے خلق مین شاہِ جلیل ہین	عابدؑ کے سارے حرف بکا کی دلیل ہین

کتاب بحار الانوار مین ابراہیم ادہم سے منقول ہے کہ ایک سال مین ہمراہ قافلہ حجاج کے واسطے حج کے اپنے گھر سے چلا ایک منزل مین بسبب کسی ضرورت کے مین اپنے قافلہ سے جدا ہو گیا پس اُس صحرائے لق و دق مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک طفل صغیر مثل ماہ منیر پیادہ پا ایک سمت سے تن تنہا چلا آتا ہے اوسے دیکھکر مین نہایت متعجب ہوا اور اپنے دل مین کہا کہ سبحان اللہ کہان یہ دشت پر بلا اور کہان یہ طفل ماہ لقا یکہ و تنہا یہ امر بھی اسرار خدا سے ہے دریافت کرنا اسکا ضرور پس مین قریب اوس طفل غریب کے گیا اور سلام کیا جواب سلام مجھے دیا کہ علیک السلام مین نے پوچھا کہ اے عزیز با تمیز کہان کا قصد ہے اور کس کے پاس جاتے ہو تو کس حسن فصاحت اور تقریر دلپذیر سے مجھے اوس صغیر نے جواب دیا کہ قصد میرا یہ ہے کہ مین حاضر ہون در دولت پر اُسکے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور پرورش فرمایا ہے عرض کی مین نے کہ سفر ابعاد دور و دراز اور سن آپ کا صغیر اسپر نہ کچھ زاد سفر آپ کے ساتھ ہے اور نہ آپ پاس کوئی سواری ہے فرمایا کہ زاد میرا تقوی اور سواری میری پانو ہین اور مقصود مجھے حاضر ہونا در معبود پر ہے کہ وہ آقا میرا ہے عرض کی مین نے کہ قطع نظر زاد و راحلہ کے مین کچھ قسم طعام سے بھی آپ کے پاس نہین دیکھتا ہون جو ایک دو روز آپ تناول فرمائین فرمایا کہ اے شیخ اگر کوئی شخص تجھے اپنے گھر بلائے اور تیری دعوت کرے آیا یہ امر تجھے پسند ہے کہ تو کھانا اپنے گھر سے لیکر اُسکے گھر جائے مین نے عرض کی کہ واقعی یہ نہین ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ پس جس کسی نے مجھے اپنے گھر طلب کیا ہے وہی مجھے کھانا پانی عطا کرے گا مجھے فکر اوسکی ضرور نہین ہے جبکہ اُس طفل صغیر نے یہ کلام بے نظیر اور با صواب لاجواب فرمایا تو مین چپ ہوا پھر مین نے کہا کہ آپ چلنے مین تعجیل فرمائیے تاکہ قافلہ سے آپ ملحق ہون مبادا آپ راہ بھول جائین ارشاد فرمایا کہ اے شخص پہنچانا منزل مقصود پر بھی اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہے جسکے ہم مدعو ہین یعنی جسنے ہماری دعوت کی ہے اور جسکے گھر بلائے ہوئے ہم جاتے ہین آیا تو نے آیہ وافی ہدایہ قرآن مجید کی تلاوت نہین کی کہ وَ الَّذِیْنَ

جَاھِدُوا فِیْنَا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ جہاد کرتے ہین ہماری راہ مین پس ہم اُن کو ضرور
راہ راست سے آگاہ کرتے اور مطالب کو پہنچا دیتے ہین اور اللہ ساتھ ہے سب محسنین اور نیکوکارون کے
ابراہیم کہتا ہے کہ مین ابھی اوس شاہزادہ سے ہمکلام تھا کہ دیکھا یک ایک نوجوان باعز و شان کشادہ پیشانی
بالباس نورانی اوس صحرا مین ظاہر ہوا اور قریب اُس طفل کے آکر بعد سلام کے معانقہ و مصافحہ کیا اور پھر سلام
کر کے رخصت ہو گیا ابراہیم ادہم ناقل ہے کہ جب وہ جوان چلا تو مین نے اوسکا تعاقب کیا اور قریب تر
پہنچکر مین نے کہا کہ اے برگزیدہ خدا قسم ہے تجھے اُس صانع بے عدیل کی کہ جس نے تجھے باین صورت جلیل و
پاکیزہ کے پیدا کیا ہے مجھے آگاہ کر کہ یہ طفل صغیر کس آسمان شرف کا بدر منیر ہے اور کس قوم و قبیلہ سے ہے اور نام
اسکا کیا ہے اُس نے مجھ سے کہا کہ کیا تو واقف نہین ہے ان کے نام و نسب سے اسم مبارک اس شاہزادہ
کا علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام ہے پس ابراہیم کہتے ہین کہ اُس جوان سے یہ سُنکر مین پھر
لوٹ کر خدمت باسعادت امام مین آیا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے آپ کو اپنے آبائے طاہرین
علیہم السلام کی ارشاد ہو کہ یہ جوان خوبصورت جس نے حضرت سے معانقہ کیا یہ بزرگوار کون تھے فرمایا کہ اے
ابراہیم یہ حضرت خضر پیغمبر علی نبیا و آلہ علیہ السلام ہین معمول سے ان کے یہ ہے کہ ہر روز یہ میرے پاس تشریف
لاتے ہین اور اسی طرح سلام کر کے رخصت ہو جاتے ہین سنئے مومنین مراتب عز و جاہ شاہدین پناہ امام
زین العابدین علیہ السلام کے اب حال سخاوت دعنیب و انی اوس شاہ دوجہانی پر برادران ایمانی غور کرین
بسند کتاب خرائج ایک مرد شاعر کہ نام اوسکا فرزدق تھا اور ہشام بن عبد الملک حاکم شام کی سرکار مین
کچھ اوسکا اورار مقرر تھا اُس نے جناب سید الساجدینؑ کی شان مین ایک قصیدہ مدحیہ تصنیف کر کے
پڑھا تو یہ امر ہشام و لد الحرام کو بعلت عداوت امام ابرار نہایت ناگوار گزرا اور اوس شاعر با تمکین کو
اوس لعین نے زمرۂ ملازمین مین محض بسبب تعریف امامؑ کے خفیف کیا اور نام اُس صاحب دین
کا اپنے متعلقین سے کاٹ کر ناحق اُس سعید جاوید کو قید کیا جناب سجاد نے جب اُس مرد آزاد کی روداد
سنی تو کسی قدر دینار فرزدق خوش اطوار کے پاس بھجوائے اوس نے آنکھون سے لگائے اور واپس
کر کے خدمت امام علیہ السلام مین عرض کر بھیجا کہ یا ابن رسول اللہ اس خیر خواہ نے دنیا کے واسطے یہ قصیدہ
آپ کی تعریف مین تصنیف نہین کیا بلکہ محض آپ کی محبت و ثواب آخرت کے لئے کہا ہے حضرت نے پھر وہ
دینار اوس دوستدار کے پاس بھیجے اور ارشاد کر بھیجا کہ اجر و ثواب اس کا حق سبحانہ تعالےٰ تجھے عطا فرمائیگا

ہم اہلبیتؑ رسول محترم مثل ابر کرم کے ہین جو دیتے ہین اُسے پھیر نہین لیتے پس وہ دینار اُسنے رکھ لئے
جب قید کو اُس محب رسول کی طول کھینچا اور ہشام بدانجام نے چاہا کہ مین اسے قتل کرون اوسوقت فرزدق
نیکنام نے خدمتِ امام مین کہلا کر بھیجا کہ اے مولا یہ وقت مجھپر نہایت بیکسی کا ہے آپ میرے واسطے
دعا فرمائین کہ حق سبحانہ تعالےٰ مجھے اس ملعون کے پنجہ ظلم سے نجات دے پس حضرت نے اوسی وقت
اُسکے حق مین دعا کی ببرکت دعائے امام اُس نے قید ہشام سے نجات پائی اور خدمت مین جناب سجادؑ
خوش نہاد کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا بن رسول اللہ ہمین دعائے جناب کے ملک الوہاب نے مجھے قید سے تو نجات
بخشی مگر ہشام نے براہ کینہ میرا روزینہ برطرف کر دیا ہے اب گزر اوقات اس غلام مضمحل کی نہایت مشکل سے
ہو گی حضرت نے اُس سے پوچھا کہ وہ تجھکو کسقدر مواجب دیتا تھا اُس نے مقدار اپنے ادرار کی عرض کی تب
حضرت نے حساب کر کے چالیس برس کی تنخواہ اوس خیر خواہ کو پیشگی عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اگر ہم جانتے
کہ اس سے زیادہ کی تجھے ضرورت و احتیاج ہوتی تو ہم اس سے زیادہ تجھکو دیتے اب اسی قدر تجھے کافی ہے راوی
کہتا ہے کہ جب چالیس برس تمام ہوئے تو فرزدق نے انتقال کیا پس یہ علم امامت ہے کہ حضرت جانتے تھے کہ
یہ شخص چالیس برس زندہ رہے گا اور پھر اسی کتاب مذکور مین مسطور ہے کہ ایک مرد فقیر خدمت مین جناب
سجادؑ باتوقیر کے حاضر ہوا اور شکایت اپنے فقر و افلاس کی امام حق شناس سے کی تو حضرت احوال مصیبت
اپنے غلام کا سنکر رونے لگے جبکہ مجلس برخاست ہوئی اور لوگ باہر آئے تو اُن مین کوئی شخص مخالف حضرت اور
دشمن اہلبیتؑ عصمت بھی تھا وہ مردود براہ استہزا بولا کہ تم لوگ گمان کرتے ہو کہ امام ہمارا مستجاب الدعوات
ہے اور یہ حال ہے کہ اسوقت عاجز ہو کر رونے لگے اور کچھ نکر سکے پس وہ مومن فقیر کلام اوس بے پیر دین
دریدہ کا سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور خدمت مین حضرت کی پھر آیا اور کلام اوس بے ایمان کا بیان کر کے
عرض کرنے لگا کہ یابن رسول اللہ یہ کلام اس اہل نفاق کا مجھے اپنے فقر سے بھی زیادہ شاق گزرا ہے
حضرت نے فرمایا کہ ایزد سبحان نے تیری مشکل کو آسان کیا یہ کہکر حضرت نے کنیز کو آواز دی اور کھانا طلب
فرمایا پس وہ خادمہ دو روٹیان جو کی لیکر حاضر ہوئی کہ بھوسی اون روٹیون پر لگی ہوئی تھی اسلئے کہ مثل
جناب امیر سجاد باتوقیر بھی آرد بے چھنا کھاتے تھے پس حضرت نے اوس مومن فقیر سے ارشاد فرمایا کہ ای
بھائی لے اِن روٹیون کو وہ مومن کہتا ہے کہ مین نے حسب ارشاد جناب سجادؑ وہ دو نو روٹیان لیلین
اور باہر آیا اور اپنے جیب و راست مین دیکھتا تھا کہ کوئی چیز مجھے ایسی نظر آئے کہ اِن روٹیون کی عوض مین بدل لون

مگر کوئی شے جنس دانے سے مجھے نظر نہ آئی آخر مین ایک محلہ مین پہنچا وہان مین نے دو دکانین دیکھین دو شخص سایہ مین اون دکانون کے بیٹھے ہوئے مچھلیان بیچتے ہین مین نے دیکھا کہ دکان پر ایک مچھلی رکھی ہوئی ہے کہ بدبو کر گئی ہے مین نے اُس کے مالک سے کہا کہ میرے پاس روٹی ہے اسکی عوض مین اس مچھلی کو مین لیا چاہتا ہون تو اُس نے کہا کہ روٹی رکھدے اور مچھلی لے مین نے کہا مین نمک بھی چاہتا ہون وہ بولا کہ دوسری روٹی رکھدے اور نمک بھی اُٹھا لے پس مین وہ مچھلی اور نمک لیکر اپنے گھر آیا اور دروازہ بند کرکے اُسکے صاف کرنے مین مشغول ہوا جسوقت مین نے شکم اوس مچھلی کا چاک کیا تو عجب قدرت قادر پاک کی ظاہر ہوئی کیا دیکھتا ہون کہ ایک موتی بیش بہا اوسکے شکم سے نکلا کہ مثل اُسکی دُر شاہوار نہین ہوتا ابھی مین اسی کام مین مصروف تھا ناگاہ کسی نے دروازہ کی زنجیر ہلائی مین نے دروازہ پر آکر دیکھا تو وہ دکاندار روٹیان لئے ہوئے کھڑے ہین اور مجھسے کہتے ہین کہ افسوس تو برادر مسلمان ہمارا ہے اور یہ تیرا حال ہے کہ تو ایسی روٹیان بے چھنے ہوئے آٹے کی کھاتا ہے اے بھائی ہمکو یہ گوارا نہین کہ تجھ ایسے مسکین سے یہ روٹیان لیکر ہم کھائین یہ روٹیان ہمنے تجھی کو دین اور مچھلی بھی تجھے ہبہ کی۔ حضرت افسوس ہے وہ دکاندار جانتے تھے کہ یہ روٹیان اس مسکین کے کھانے کی ہین اور یہ جانتے تھے کہ امام زمان مالک زمین و آسمان کے کھانیکی یہ روٹیان ہین وہ مومن کہتا ہے کہ وہ دونو دکاندار تو روٹیان مجھے واپس کرکے چلے گئے اور اُسی وقت خادم جناب سجاد نے آکر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور کہا کہ اے شخص حضرت نے تجھسے فرما ہی دیا تھا کہ خدا نے تیری مشکل کو آسان کیا پس شکر خدا کر اور ارشاد فرمایا ہے کہ وہ دونو روٹیان ہماری ہمین ہی واپس کردے اے بھائی وہ روٹیان سوائے آل رسول کے اور کسی سے نہ کھائی جائین گی۔

افسوس ایسے برگزیدۂ خدا اور زاہد خلق کو فرقۂ اشرار نے آزار پر آزار پہنچائے اور کس ذلت سے شتر برہنہ پر سوار کیا ہاتھون کو اوس عقدہ کشا کے رسن ظلم سے باندھا تھا اور پائے مبارک کو زنجیر ستم سے مستحکم کرکے لئے جاتی تھی اور ابن زیاد بدنہاد نے حکم کیا تھا کہ راہ شام مین انہین آب و طعام سے ترسانا یہ حال اہلبیت رسولخدا کا پہنچا تھا کہ لوگ انہین دیکھ کے خوش ہوتے تھے اور انہین برا کہتے تھے چنانچہ سید ابن طاؤس نے روایت لکھی ہے کہ جب عترت خیر الانام اس شکل سے داخل شام ہوئے پس ایک مرد ضعیف اہل شام سے واسطے تماشائے اسیران حرم امام کے آیا اور بولا کہ الحمد للہ خدا نے تمہین قتل اور ہلاک کیا اور تمہارے تباہ ہونے سے بیخ فتنہ وفساد کی مسلمانون سے مستاصل ہوئی اسی طرح اُس نے ان حضرات طاہرات کے برا کہنے مین کوتاہی نکی جب ساکت ہوا تو امام مظلوم بیمار کربلا نے اوس سے فرمایا کہ اے شخص تو نے قرآن مجید مین یہ آیہ بھی پڑھی ہے قُل لَّا

اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی کہاے محمد اپنی امت سے کہہ نہین سوال کرتا
مین تبلیغ رسالت پرتم سے مزدوری اور اجر کا مگر محبت اپنے اہلبیت کی اُس نے کہا کہ ہان یہ آیت مین نے قرآن
مین پڑھی ہے پس فرمایا حضرت نے کہ ای شیخ ہم وہی اقربائے رسول خدا ہین جو رسیّون مین بندھے اونٹون پر سوار
ہین ہماری محبت خدا نے واجب کی ہے پھر فرمایا یہ آیہ شریفہ بھی تو نے قرآن مین پڑھی ہے وآت ذی
القربیٰ حقہ یعنی اے محمد دو اقربا کو حق اونکا وہ بولا کہ ہان یہ آیت بھی پڑھی ہے فرمایا کہ اے شیخ وہ اقربا
رسول خدا کے ہمین ہین جو اس خرابی سے آوارہ وطن کرکے پھرائے جاتے ہین پھر جناب سجّاد نے فرمایا کہ یہ
آیہ بھی قرآن مین تو نے پڑھی ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا یعنی خدا چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے رجس اور برائی کو اے اہلبیت رسول کے اور پاک
اور طاہر کرے تمہین ہر برائی سے وہ بولا کہ ہان اے جوان یہ آیہ بھی مین نے قرآن مجید مین پڑھی ہے حضرت
نے فرمایا کہ اے شیخ وہ اہلبیت رسول کبریا کہ چادر تطہیر ہمین ہین کہ نہ سر پر ہمارے عمامہ ہے نہ بدن پر جامہ ہے یہ اسی
رسول صاحب معراج کی نواسیان چادر کو محتاج ہین جنکے واسطے چادر تطہیر آئی ہے جب اُس ضعیف نے یہ روداد زبانی
جناب سجّاد کے سُنی تو اتنا اثر ہوا کہ مارے ندامت کے چپ کھڑا تھا آخر رو پڑا اور عمامہ اپنا سر سے پھینکدیا اور طرف
آسمان کے اُٹھا کر کہنے لگا اللّٰھم انی اتوب الیک پس تین بار یہ کلمہ کہا یعنی خداوندا مین توبہ کرتا ہون
تیری درگاہ مین اللّٰھم انی ابرء الیک من عدو آل محمد ومن قتلۃ اھلبیتہ
خداوندا مین بیزاری ڈھونڈتا ہون دشمنان آل رسول سے اور جنہون نے قتل کیا اہلبیت رسول کو پھر عرض
کرنے لگا اے مولا یہ آیات مین نے قرآن مین پڑھین تھین مگر مین نہ سمجھا تھا آجتک کہ یہ آیات آپ کی شان مین
نازل ہوئی ہین اے مولا اس غلام سے گناہ عظیم صادر ہوا ہے اب میری توبہ بھی قبول ہوگی سُنتے ہی اس
کلام محبت کے امام عالی مقام مثل دریائے رحمت الٰہی جوش مین آئے فرمایا کہ اے شیخ اگر تو توبہ کریگا تو توبہ
تیری قبول ہوگی اور تو دوست ہمارا ہوا صحرائے محشر اور باغ جنّت مین تو ہمارے ساتھ ہوگا پس یہ خبر یزید بانی
شر نے سُنی حکم کیا اوس شقی نے کہ اس بوڑھے کو جلد قتل کرو کہ وہ دوستدار ہے ہمارے دشمنون کا پس وہ سعادتمند
مثل گوسفند کے ذبح کیا گیا اور مانند جناب حُر کے داخل زمرہ شہدا کے ہوا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

مجلس چہارم مین ذکر بعض معجزات دیگر و وقائع شہادت باسعادت جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام و خاتمہ فوت ناقۂ آنحضرت پر

جلاء العیون مین بسند ابن شہر آشوب زہری سے روایت لکھی ہے کہ جب زمانہ عبد الملک بن مروان علیہ اللعن کا ہوا اور تخت یزید بد سیر پر بجائے اپنے پدر مروان ابن الشیطان کے بیٹھا تو اس لعین جاوید نے حکم قید جناب سجاد کا دیا کہ طوق و زنجیر مین گرفتار کر کے اوس امام والامقام کو دوبارا شہر شام مین لاوین اور لشکر عظیم واسطے قید کرنے اوس امام کریم کے مدینہ کو روانہ کیا زہری کہتا ہے کہ جب یہ خبر مدینہ مین مشتہر ہوئی تو تمام شہر مین ایک تلاطم اور شور قیامت برپا ہو گیا مین بکمال سعی و محنت کے اہل لشکر سے رسائی اور آشنائی پیدا کر کے واسطے سلام کے خدمت امامؑ مین حاضر ہوا جسوقت نظر میری حضرت کی اوس حالت پر ملالت پر پڑی اور طوق و زنجیر مین اوس سید دلگیر کو گرفتار دیکھا تو مجھے تاب ضبط نرہی بے اختیار مین نے منہ اپنا پیٹ لیا اور بہت رویا اور عرض کیا کہ اے مولا میرے کاش یہ غلام اسوقت آپ کی جگہہ پر گرفتار ہوتا اور آپ غلام کی جگہہ آرام ہوتے حضرت نے فرمایا کہ اے زہری تو گمان کرتا ہے کہ یہ حالت ہمپر کچھ ثقالت کرتی ہوگی اگر مین چاہون تو یہ ہرج میرا مبدل بفرح ہو سکتا ہے مگر مین یہ چاہتا ہون کہ اس بیداد مین عذاب الٰہی مجھے یاد آوے کہ کل یوم جزا واسطے گنہگارون کے اسی طرح سے زنجیر و غل ان کے پاداش عمل مین پہنائی جائینگے یہ فرمایا اور دست و پائے مبارک سے اون ہتھکڑیون اور زنجیرون کو براہ اعجاز آپ نے علیحدہ کر دیا اور آپ دور جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اے زہری مجھے دو منزل سے زیادہ یہ ملاعین بے دین نہ لیجا سکینگے پس وہ زنجیرین اور غل پھر بطور اول پہن لئے کہ تمام موکلان بے ایمان اس اعجاز امام حجاز سے حیران رہ گئے اور مین حضرت سے رخصت ہو کر اپنے گھر آیا قربان قدرت و اختیار امام ابرار پر کہ چوتھے روز مین نے دیکھا کہ غلام عبد الملک بد انجام کے راہ شام سے مراجعت کئے ہوئے مدینہ منورہ مین آئے ہین اور امام خوشخو کی جستجو مین ہین یہ حال سنکر مین اپنے گھر سے گیا اور حقیقت حال اوس گروہ بدافعال سے مین نے دریافت کی وہ بولے کہ اے زہری اس مرد مقدس کا حال بس عجیب و غریب ہے تمام رات ہم جاگتے ہین اور حراست و نگہبانی اس مرد لاثانی کی کرتے ہین جب صبح ہوتی ہے تو سوائے غل و زنجیر کے اوس پارہ جگر جناب شبیر کو ہم اوسکی جگہہ پر نہین پاتے اور تھوڑی دیر بعد وہ خاصہ معبود اپنی جگہہ پر موجود ہو کر مقید بطوق و زنجیر ہو جاتے ہین اب دوسری منزل پر بھی بدستور امام غیور ہماری نظرون سے مخفی و مستور ہوئے ہین کہ ابتک ہمکو نہین ملے ہم حیران و پریشان اونکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اب حاکم کو کیا جواب دینگے زہری کہتا ہے کہ اونہین ایام مین میرا اتفاق شام مین جانے کا ہوا۔ جب عبد الملک بن مروان کے ایوان مین میرا گزر ہوا اور نظر اوسکی مجھپر پڑی تو مجھ سے احوال امام خوشخصال

کا اوس نے پوچھا مین نے یہ تمام کیفیت اوس بے حمیت سے بیان کی بولا کہ اے زہری جسدن میری پاسبانون
نے اونکو اپنی جگہہ پر نپایا اور مدینہ مین اون کی متلاشی گئے اوسی دن وہ امام الانس والجن جناب سجادؑ نیک نہاد
دفعتاً میری مجلس مین ظاہر ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ اے عبد الملک تجھکو مجھ سے کیا کار اور کون سروکار ہے
مجھکو کس لئے گرفتار کرتا ہے پس دیکھتے ہی روئے نورانی اوس عاشق ربانی کی مجھے ایک حیرت ہوئی اور
ہیبت سے اوس امام کریم کے مجھپر ایک خوف عظیم غالب ہوا اور کسی طرح حضرت کو مین کچھ مضرت نہ پہنچا سکا
اور اسیطرح کی عرض کرنیکا موقع پایا مین نے کہ یا ابن رسول اللہ اگر آپ چاہین تو میرے پاس تشریف رکھین تاکہ
مین حضرت کو عزیز رکھون اور خدمت بجالاؤن حضرت نے یہان رہنا منظور نفرمایا اور باہر تشریف لے گئے پھر مین نے
اون کو نہین دیکھا جب عبد الملک حیلہ ساز یہ اعجاز حضرت کا مجھ سے کہہ چکا تب مین نے کہا کہ اے امیر سجادؑ
با توقیر ہمیشہ مشغول عبادت پروردگار رہتے ہین اونکی طرف گمان بدی کا کسی طرح نہین ہو سکتا پس اسیون سے
عداوت صریح دلیل شقاوت ہے اوس نطفۂ ناتحقیق نے میرے کلام کی تصدیق کی اور کہا کہ اے زہری تو سچ
کہتا ہے اب اس سے بڑھکر ایک اور معجزہ اور مراتب عز و جاہ اوس شہنشاہ پر مومنین نگاہ کرین اسی کتاب
مذکور مین سعید بن مسیب سے مسطور ہے کہ ایک مرتبہ یزید پلید علیہ اللعنہ والعذاب الشدید نے قصد کیا کہ مدینہ رسولؐ
ذیشان کو براہ حسد و طغیان کے ویران کرے اور تمام اہل مدینہ کے واسطے براہ کینہ قتل عام کے احکام
جاری کئے اور سلیم بن عقبہ لعین کو مع لشکرکین مدینہ رسولؐ امین پر فوج کشی کا حکم دیا اون ملاعین بیدین نے
شہر کا محاصرہ کیا اور غضب تاخت و تاراج اور ظلم یہ کیا تھا کہ مسجد رسولخداؐ کے ستونون سے اون ملعونون نے
اپنے گھوڑون کو باندھا اور تین روز تک اون کفار جفا شعار نے دست تعدی و غارت اوس شہر مقدس پر
دراز کیا سعید کہتا ہے کہ اوس حالت مین جناب امام زین العابدین علیہ السلام ہر روز مجھکو اپنی ہمراہ لیکر روضہ
مبارک جناب رسولخداؐ پر تشریف لاتے تھے اور دعا پڑھتے تھے کہ مین اوسکو نہ سمجھتا تھا اور باعجاز شاہ حجاز
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم اون ملاعین کو دیکھتے تھے اور وہ بیدین ہمکو نہ دیکھتے تھے پس دیکھا مین نے ایک مرد
کو گھوڑے پر سوار ہے اور لباس سبز پہنے ہوئے ہے اور ایک حربہ اوسکے ہاتھ مین ہے اور در دولت امام
بلصولت جناب سجادؑ عالی نژاد پر ایستادہ ہے جو ملعون کہ قصد داخل ہونے خانہ ملائک آشیانہ حضرت کا کرتا
تھا وہ سوار اسپر حربہ مارتا تھا کہ وہ فوراً واصل جہنم ہوتا تھا جس وقت وہ یورش لشکر شقاوت اثر کی موقوف
ہوئی تو جناب سجادؑ اندر حرم سرا کے تشریف لے گئے اور سب مستورات طاہرات کا زیور اور صاحبزادیونکے کانون کے

گوشوارے اور کچھ کپڑے لیکر باہر تشریف لائے اور اوس سوار باوقار کی روبرو بالعوض اوسکے احسان کے پیش کر کے ارشاد فرمایا کہ اے حق شناس یہ زیور ولباس تیری پاسبانی کے سبب اس لوٹ سے محفوظ رہا ہے اسکو قبول کر اوس نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ مجھکو آپ کیا سمجھکے یہ انعام دیتے ہین مین تو آپکے اور آپ کے پدر بزرگوار و جد عالی مقدار کے شیعون اور غلامون مین سے ہون اس خدمت کی عوض مین خدا سے امیدوار رحمت اور آپ اور آپکے جد بزرگوار رسول خدا سے متوقع شفاعت کا ہون اور اے حضرت مین تو ایک ملک ملائکان خدا سے ہون جب یہ ملاعین بیدین شہر مدینہ پر غالب ہوئے تو مین خدا سے طالب ہوا کہ مجھے واسطے نصرت اہلبیت طاہرین کے زمین پر بھیجدے پس مین واسطے نصرت کے در دولت پر حاضر ہوا تھا یہ کہا اور نظر خلائق سے غائب ہوا پس بنابر روایات صحیحہ کے شہادت باسعادت جناب امام زین العابدین کی ۹۵ھ ہجری مین واقع ہوئی ہے اور تاریخ وفات مین اختلاف ہے بعضے گیارھوین اور بعض بائیسوین اور اکثر پچیسوین ماہ محرم الحرام یوم شنبہ کو لکھتے ہین وبروایت ابن بابویہ ولید بن عبد الملک بن مروان علیہم اللعن نے حضرت کو زہر سے شہید کرایا اور بعضے ہشام بن عبد الملک علیہ اللعنت کو قاتل حضرت کا لکھتے ہین جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ وقت وفات کے میرے پدر عالی درجات نے مجھکو اپنے سینہ بے کینہ سے لگالیا اور فرمایا کہ اے فرزند دلبند مین تجھکو اسوقت وہ وصیت کرتا ہون کہ جو میرے پدر بزرگوار مظلوم حسین نے وقت شہادت کے مجھکو وصیت کی تھی اے فرزند زنہار ستم نکیجو اوس شخص پر کہ جو سوائے خدائے عزوجل کے تیرے نزدیک کوئی یاور اور مددگار نرکھتا ہوگا اور جناب امام رضا سے بسند معتبر کے منقول ہے کہ جناب سجاد خوش صفات شب وفات مین سورہ اذا وقعتہ الواقعہ اور انا فتحنا کی تلاوت فرماتے تھے اور یہ آیہ کریمہ پڑھتے تھے

الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین ۔ یعنی حمد کرتا ہون مین اوس خدا کی کہ جس نے سچا وعدہ کیا ساتھ ہمارے اور میراث مین ہمکو دی زمین بہشت کی کہ جس جگہہ ہم چاہین رہین پس نیک اجر ہے واسطے عمل کرنے والون کے نزدیک خدا کے شیخ کشی نے بسند معتبر کے روایت کی ہے کہ علی بن زید نے سعید بن مسیب سے کہا یہ دونو بزرگوار اصحاب وفاشعار جناب سجاد باوقار کے تھے کہ اے سعید مین تعجب کرتا ہون تو اکثر کہا کرتا تھا کہ امام زین العابدین نظیر اپنا روئے زمین پر نہین رکھتے بولا کہ اسمین کیا کلام ہے شان امام زمان ایسی ہی ہے کہ عالم مین مثل اوس جناب کے نہ کوئی پیدا ہوا ہے نہوگا علی بن زید نے کہا کہ اے سعید

تعجب یہ ہے کہ تو حضرت کا مصاحب ضمیم اور مداح قدیم ہے پس اسکا کیا باعث تھا کہ یوم وفات شاہ
کائنات جناب سجادؑ خوش نہاد کے تو اون کے جنازہ کی نماز مین کس لئیے شریک نہوا یہ سنکر وہ رونے لگا اور بولا
کہ جسوقت حضرت کی وفات ہوئی تو سب خورد و بزرگ اور نیک و بد شہر کے جنازہ پر حاضر ہوئے اور ہر ایک
دوست دشمن کی زبانپر سوائے مدح اور ثنا اوس پیشوائے اتقیا کے کچھ نہ تھا اور مجھے ایک مدت سی یہ تمنا
تھی کہ مین مسجد جناب رسول مقبول مین بحالت تنہائی نماز پڑھون پس مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ
آج سب چھوٹے بڑے شہر کے مشایعت مین حضرت کے جنازہ کے باہر گئے ہوئے ہین آج مسجد خالی ہے
پھر مجھے ایسا تخلیہ اور تنہائی مین نماز کب نصیب ہو گی یہ سوچکر مین مسجد نبویؐ مین حاضر ہوا اور تکبیر نماز
کی کہی اُسیوقت آواز تکبیر کی آسمان سے پیدا ہوئی اور پھر دوسری آواز تکبیر کی زمین سے مین نے سنی
یہانتک کہ سات سات آوازین تکبیر کی زمین و آسمان سے میرے کان مین آئین تب تو ایک خوف عظیم
مجھپر غالب ہوا اور مین بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش آیا تو حاضرین جنازہ امام دین نماز سے فارغ ہو کر شہر کو
واپس آتے تھے پس مجھے نہ تو نماز حضرت کے جنازہ کی نصیب ہوئی اور نہ مسجد رسولخدا مین مجھسے نماز ہو سکی
پس مین زیانکار روزگار ہوں اور ہمیشہ اسی حسرت مین رہونگا اور اسی حدیث مین یہی سعید بن مسیب
بیان کرتا ہے کہ سفر حجاز مین قریب ہزار آدمیون کے حضرت کی ہمراہ رکاب تھے جب منزل سقیا پر نزول فرمایا
تو جناب سجادؑ نے دو رکعت نماز ادا کی بعد نماز کے آپنے سجدہ کیا اور ایک تسبیح بحالت سجدہ آپنے پڑھی پس
دیکھا مین نے کہ ہر درخت اور سنگ و کلوخ کہ گرد حضرت کے تھے سب سے صدائے تسبیح بلند تھی یہ حال دیکھکر
ہم سب حاضرین مارے خوف کے کانپ گئے جب حضرت نے سر مبارک سجدہ سے اُٹھایا فرمایا کہ اے سعید تو ڈر گیا
عرض کی کہ ہان مولا فرمایا کہ جب حق سبحانہ تعالٰے نے جبرئیل کو پیدا کیا تو یہی تسبیح اوسکو تعلیم فرمائی جسوقت جبرئیل
امین نے یہ تسبیح پڑھی تو تمام آسمانون اور جو کچھ کہ آسمانون مین ہے سب نے موافقت کی پس اسم اعظم الٰہی
اس تسبیح مین ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ وقت وفات میرے پدر عالی قدر نے پانی واسطے
وضو کے مجھسے طلب فرمایا جب مین نے پانی حاضر کیا تو فرمایا کہ اس پانی مین میت یعنی مردار چیز پڑی ہوئی
ہے دوسرا پانی لاؤ جب اوس پانی کو مین باہر لایا اور چراغ کی روشنی سے دیکھا تو واقعی اُس مین ایک
موش مردہ پڑا ہوا تھا یہ علم امامت اور اعجاز ولایت ہے پس مین وہ پانی بدلکر لایا تب آپنے وضو کیا اور
فرمایا کہ اے فرزند یہ وہ شب ہے کہ اس مین وعدہ ہماری زندگانی کا پورا ہو چکا ہے پس مین تمکو وصیت کرتا ہون

کہ یہ ناقہ میری سواری کا آب و علف کی تکلیف نہ اُٹھائے اِسکو احاطہ مین بحفاظت رکھیو۔ حضرت یہ وہی ناقہ تھا کہ جسپر حضرت نے بائیس ۲۲ حج کئے تھے اور کبھی ایک تازیانہ راہ مین اُسپر نہین مارا تھا پس جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دفن سے میرے جد بزرگوار جناب سجاد عالی وقار کے فارغ ہوئے تو وہ ناقہ حضرت کا احاطہ سے باہر نکل آیا اور قبرستان بقیع کی طرف کو چلا اور وہان جاکر قبر مطہر اپنے سوار کی ڈھونڈتا تھا جب اُسکو ایک قبر تازہ نظر آئی تو بے اختیار اپنا سینہ قبر مقدس پر رکھدیا اور فریاد و نالہ کرتا تھا اور اُسکی آنکھون سے اشک مسلسل جاری تھے جب یہ خبر جناب باقر علیہ السلام کو پہنچی کہ ناقہ احاطہ سے کُھل گیا ہے اور جنت البقیع مین آپکے پدر بزرگوار کی قبر مقدس پر سر ڈالے کمال درد سے رو رہا ہے سُنتے ہی اس خبر کے جناب باقر بیتاب ہوگئے اور اُسیوقت قبرستان مین آکر دیکھا تو وہ ناقہ مزار مقدس اپنے آقا پر گردن ڈالے ہوئے ہے اور تار آنسوؤن کا اُس کی آنکھون سے بندھا ہوا ہے حضرت باقر علیہ السلام اوس ناقہ کی بیقراری پر بہت روئے اور فرمایا کہ اے ناقہ میرے باپ کے خاموش ہوجا اور اپنے رونے کو کم کر کہ تیرے رونے سے دل پھٹے جاتے ہین اور اپنے مقام کو پھر جا خدا برکت دے تجھکو پس ارشاد امام سے وہ ناقہ قبر سے اُٹھا اور اپنی جگہہ پر واپس گیا اور بعد تھوڑی دیر کے دوسری بار وہ ناقہ سوگوار روتا ہوا بحالِ اضطرار قبر اطہر امام ابرار پر آیا اور بدستور سابق قبر پر مُنہ اپنا رکھکر روتا تھا اور فریاد کرتا تھا اس مرتبہ جناب باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بس چھوڑ دو اس ناقہ کو اُسی کے حال پر کہ یہ بیتابی اُسکی فراقِ امام آفاق مین تا زیست کم نہو گی غرض وہ ناقہ جناب آقا کا بعد وفات اپنے آقا کے تین روز زندہ رہا اور اس عرصہ مین باستیلائے غم امام امم نہ پانی اوس نے پیا نہ چارہ کی طرف متوجہ ہوا روتے ہی روتے قبر منور اپنے مولا پر گردن دراز کردی اور جان بحق تسلیم کی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظالمین

فصل دوم مین شرح حالات امام خامس جناب محمد باقر علیہ السلام اور اُس مین چھ مجلس ہین

مجلس اوّل مین ذکر اسما و القاب و کنیت وغیرہ و تاریخ ولادت و عدد ازواج و اولاد و فضائل و خاتمہ مصائب پر

نظم

عزیز شاہ باقرؑ کے فزون حد سے فضائل ہین		علیؑ کے خلق ہین انمین محمدؐ کے خصائل ہین	
سراپا نور ہین شبیرؑ و شبرؑ کے شمائل ہین		ہمیشہ اُن کی مداحی پہ دل شیعونکے مائل ہین	
علیؑ سے تا علیؑ یہ چار معصومون کے جانی ہین		ہین شاہد ہشت جنت معصوم سات انکی نشانی ہین	
یہ بابا باقرؑ کی بیت اللہ و بسم اللہ کا سر ہے		الف آقا کا الحمد کی اور احمدؐ کے سر پر ہے	

جو پوچھو قاف کو وہ فرق قرآن مطہر ہے	رہا اک حرف آخر ب کے اوّل وہ سراسر ہے	
یہ ہین نور خدا مخلوق پیش از خلق آدم ہین	حروف نام بھی نزدیک رب انکے مقدم ہین	

پس اسم مبارک حضرت کا محمد لقب شریف باقر علوم الاولین والاخرین کنیت مقدس ابی جعفر ولادت حضرت کی تیسری تاریخ ماہ صفر المظفر ۵۷ھ ہجری مین ہوئی ہے اور بعض قول سے غرہ ماہ رجب ۵۷ھ ہے اور دن ولادت کا باختلاف اقوال دوشنبہ یا سہ شنبہ یا جمعہ ہے مدینہ منورہ جائے ولادت ہے حاکم وقت ولادت معاویہ بن ابوسفیان نام والد بزرگوار امام ابرار کا قبلہ دنیا و دین امام زین العابدین اور نام والدہ ماجدہ حضرت کا فاطمہ ہے اور ام عبداللہ بھی اونکو کہتے ہین یہ صاحبزادی جناب امام حسن مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی ہین صحیح النسبی مین شاہ کونین نجیب الطرفین نانا امام حسنؑ اور دادا امام حسینؑ ہین نقش نگین شاہ دنیا و دین کا ظنی باللہ حسن وبالنبی المومن وبالوصی ذالمن وبالحسین والحسن ایک روایت مین دو بی بیان سوائے کنیزون کے اور دوسری روایت سے دس بی بیان آپ کے عقد نکاح مین آئین اور پانچ صاحبزادے آپ کے پیدا ہوئے اوّل امام جعفر صادق علیہ السلام دوسرے عبداللہ تیسرے ابراہیم چوتھے عبیداللہ پانچوین رضا اور دو صاحبزادیان ایک زینب اور دوسری کا نام مبارک ام سلمہ اور بعض روایت سے ہونا ایک ہی صاحبزادی ام سلمہ کا ثابت ہے اور ایک قول مین چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیان لکھی ہین۔ اب مومنین باتمکین فضائل و معجزات شاہ کائنات مجمع مناقب و مفاخر جناب باقرؑ کے سنین سید مرتضےٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ اپنی بعض تالیفات مین جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہین کہ بعد شہادت خامس آل عبا حسینؑ شہید کربلا جب رنگ زمانہ کا کچھ اور ہوا اور گردش آسمان سے آل نجس امیہ کا دور ہوا تو یہ بیدین براہ بغض و کین اکثر غربائے مومنین کو ستانے لگے اور تیغ بیدریغ اولاد علیؑ اور شیعیان علیؑ پر اٹھانے لگے اور نوبت باینجا رسید کہ یہ پلید علی الاعلان شان مرتضےٰ علیؑ مین سخنان ناسزا کہنے لگے اور عجیب تر یہ کہ اسوقت کے تمام علما اور قاضی و مفتی بطمع دنیوی و حب جاہ بپاس خوشنودی حکام روئے سیاہ اون ایام جور مین اباحت قتل محبان علیؑ پر فی الفور فتوی دیتے تھے اور خون ناحق مومنین گوشہ نشین کا وبال علانیہ اپنے سر پر لیتے تھے جبکہ مومنین اہل دین کو تاب تحمل و بردباری اس ظلم و جفاکاری کی نرہی تو ایک وقت سب شیعون نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ واسطے دفع اس بلائے ظلم شدید کے خدمت مین فرزند شاہ شہید کے حاضر ہوکر فریاد کرین چنانچہ سب مومنین خدمت امام زین العابدینؑ مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ الغیاث الغیاث شیعی آپ کے ہلاک ہوئے کہ

اس عمل پُر خلل مین سب غلام اور ہوا خواہ حضور کے بے قصور مارے جاتے ہین اور قطع نظر اپنے تلف مال و جان
کے سخنان سخت شان حضرت مین دشمنان بدبخت کی زبان سے نہین سُنے جاتے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد
کو پہنچو سُنتے ہی فریاد اپنے شیعون کی شاہ ارجمند نے سر مبارک طرف آسمان کی بلند کیا اور بنگاہ حسرت وہ
حضرت آسمان کو دیکھتے تھے اور درگاہ کارساز مین بعجز و نیاز دعا فرماتے تھے۔ اب سُنیں مومنین یہ عجب طرح کا
معجزہ ہے بعد دعا کے امام ہدیٰ نے دست مبارک طرف اپنے صاحبزادہ والامقام امام محمد باقر علیہ السلام کے دراز
کیا اور ایک رشتہ اعجاز آستین مبارک سے نکالکر صاحبزادہ کو دیا اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رشتہ غیبی ہے تم اسکو لیکر
مسجد مین جاؤ اور نہایت کم اس رشتہ اعظم کو حرکت مین لاؤ کہ دنیا برباد نہو اور مراد حاصل ہو جابر کہتے ہین کہ بوقت
نماز بامداد جناب باقرؑ خوش نہاد اوس رشتہ کو لیکر مسجد مین آئے اور مین بھی ہمراہ اوس شاہ دین پناہ کے تھا بعد
ادائے نماز ایک سرا اوس رشتہ اعجاز کا امام حجاز نے میرے ہاتھ مین دیا اور دوسری طرف سے اپنے دست مبارک
مین رکھا اور نہایت خفیف اس رشتہ شریف کو آپ نے حرکت دی کہ مجھے ہلانا اوس کا کچھ ثابت نہوا اور ارشاد
فرمایا کہ اے جابر باہر مسجد سے جاکر دیکھو کہ حال اُس خلایق نالایق کا کیا ہوا حسب ارشاد جب مین مسجد سے باہر آیا تو
عجب حالت پُر ثقالت مجھی نظر آئی زلزلہ اسقدر نمود تھا کہ صدہا مکانات شہر کے منہدم و نابود ہوگئے اور ہزارون آدمی
مکانون کے نیچے دب دب کر مر گئے اور جو زندہ تھے بحالت سراسیمگی و پریشانی کے اونسے تمام گلی کوچہ شہر کے بھر گئے
جابر کہتے ہین کہ تیس ہزار آدمی اس صدمہ سے بے چین ہو کر طرفتہ العین مین ضائع ہو گئے پھر جو مین مسجد مین
آیا تو عجب شور قیامت پایا ہزارون آدمی جائے پناہ ڈھونڈتے تھے اور گوشون مین چھپتے پھرتے تھے اوسوقت
مین نے خدمت جناب باقرؑ مین عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ عجب حالت جانکاہ مین خلق خدا گرفتار و تباہ ہے اور
غلام کی بھی باستیلائے خوف حضرت ہی پر نگاہ ہے بس رحم کرو اور اس بلا کو رفع دفع فرماؤ ارشاد ہوا کہ اے
جابر یہ جائے ترحم نہین ہے رحم کرنا ان ملاعین پر گویا ظلم ہے گروہ مومنین پر یہ فرماکر آپ منارہ مسجد پر تشریف
لے گئے اور اوس رشتہ کو دوبارا حرکت مین لائے مگر حرکت اول سے بھی نہایت خفیف اور کچھ آیات عذاب پڑھتے
جاتے تھے کہ یکایک آثار قیامت کے نمایان ہو گئے قریب تھا کہ آسمان پھٹ کر گر پڑے اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
کثرت زلزلہ سے اوسوقت یہ عالم تھا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی عورات پردہ نشین کو امتیاز پردہ کا نہ رہا تھا بے اختیار
گھرون سے باہر نکل پڑین اور بازارون مین بے نقاب پھرتی تھین پس دفعتاً ایک برق چمک کر آسمان سے
گری اُسکے صدمہ سے قلعہ کی دیوارین اور شہر مین بہت دیوارین اور درخت جڑ سے اوکھڑ گئے مخلوق خدا مین ایک

تلاطم برپا ہوگیا آخر جناب باقرؑ نے اُس رشتہ برگزیدہ کو براہ ترحم آستین مقدس مین پوشیدہ کرلیا اور منارہ مسجد سے نیچے اُترے زلزلہ موقوف اور صورت امن فضل رب رؤف سے ظاہر ہوئی مگر اون کوران باطن کی بھی چشم عبرت وا ہوکر بخوبی اون پر ظاہر ہوگیا تھا کہ یہ سزائے دنیا نتیجہ ظلم و جفا اور گستاخی بشان سرور اولیا علی مرتضٰے کا ہے پس شاہ ابرار بازار کی طرف سے تشریف لے چلے مین ہمراہ رکاب اُس عالی جناب کے تھا یہ اعجاز اوس شاہ سرافراز کا تھا کہ حضرت کی روئے مبارک کو سوائے میرے اُن کوران ظاہر و باطن سے کوئی نہ دیکھتا تھا پس چلتے چلتے ایک حداد کی دکان پر توقف کیا تو وہان بازار مین ہزارون آدمی شہر کے جمع تھے اور آپس مین گفتگو اس سانحہ کی کرتے تھے

نظم

کوئی کہتا تھا کہ نزدیک تھا ہو حشر بپا — بولا ایک زلزلہ ایسا کبھی دیکھا نہ سنا
کوئی چلاتا تھا اُس دور کی بگڑی ہی ہوا — جاتا خالی کبھی ہرگز نہین یہ ظلم و جفا
آل کے دوستون سے ثمرہ پرخاش ہے یہ — عامل وقت کے اعمال کی پاداش ہے یہ

جب حضرت نے ملاحظہ اس تلاطم کا فرمایا تو میری طرف دیکھکر تبسم فرمایا مین نے عرض کی یا ابن رسول اللہ مان باپ میرے آپ پر سے فدا ہون آپ مجھے اس رشتہ کی کیفیت سے آگاہ فرمائین کہ یہ تار کیا اسرار ہے حضرت نے فرمایا کہ اے جابر یہ تار ورثہ انبیائے کبار ہے قدیم سے بالائے چرخ برین امین اسکے جبرئیلؑ امین تھے پھر بحکم پروردگار میرے جد نامدار احمد مختارؐ کو یہ تار عطا ہوا بعد اون کے جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کو ملا اسیطرح ہر ایک امام عصر کو یہانتک کہ مجھکو ملا اور بعد ہمارے ہماری اولاد کو تا قایم آل محمدؐ یہ تار منتقل ہوتا رہے گا اے جابر اس قوم جابر نے قدر ہماری نجانی اور منزلت ہماری جو کہ پیش جناب باری عز اسمہ ہے یعنی امیہ نے نہ پہچانی ہم مفخر کائنات او افتخار موجودات ہین واللہ ہم حاکم قضا و قدر اور مالک خورشید و قمر ہین

نظم

الحق کتاب شرع کے متن متین ہین ہم — شیرازہ بند دفتر علم الیقین ہین ہم
عالم ہین سب معلم روح الامین ہین ہم — یٰسین گواہ ہی کہ امام مبین ہین ہم
نخل علوم علم سے اپنے ہرے ہوئے — قرآن مین ہین ہمارے فضائل بھرے ہوئے
تسبیح دانہ ہائے امامت ہمین تو ہین — نام خدا اذان و اقامت ہمین تو ہین
فال نجات روز قیامت ہمین تو ہین — اعجاز وحی فضل و کرامت ہمین تو ہین
یون سب کو امر و نہی ہماری گوارا ہے — مرغوب جس طرح عمل استخارہ ہے
حق کے زبان شناس سخن رس ہمین تو ہین — ایجاد سے مراد خدا بس ہمین تو ہین

شمع حریم و کعبۂ اقدس ہمین تو ہین	رویا جسے نہ کوئی وہ بیکس ہمین تو ہین
دردا کہ سر سے چھوٹ کے جہلم کو تن ملا	مدفن ملا پر آہ نہ غسل و کفن ملا

یہی ذکر تھا کہ سامنے کیا دیکھتے ہین حاکم شہر کا نہایت سراسیمہ پریشانی کی حالت مین تمام اپنی عورات حرم اور اقربا و خدم کو ہمراہ لئے چلا آتا ہے اور چلا چلا کر ندا کرتا ہے کہ ایہا الناس تمنے شان آل رسول اور زوج بتول مین گستاخی اور بے ادبی کی ہے اس لئے منتقم حقیقی نے تمکو یہ سزائے واقعی دنیا مین دی ہے اب توبہ کرو اور سب لوگ جمع ہو کر خدمت امام زمان مین حاضر ہو اور فریاد کرو شاید توبہ تمہاری قبول ہو اس اثنا مین نظر حاکم کی راہ مین اوپر جمال باکمال جناب باقرؑ کے پڑی دوڑ کر قدمونپر گر پڑا اور فریاد الغیاث کرتا تھا کہ اے شاہ عالم پناہ رعایا آپ کی تباہ ہوئی للہ رحم کرو حضرت نے فرمایا کہ اگر امان خدا چاہتے ہو تو ظلم و عصیان اور بغاوت و طغیان سے توبہ کرو ازبسکہ یہ روایت بہت طولانی ہے بنظر اختصار اسیقدر پر اکتفا کیا پس جب معرکہ کربلا پیش ہوا تو اسوقت مین عمر شریف جناب باقرؑ کی تین برس کی تھی اپنی چھوٹی پھوپھی سکینہ کے ہم سن تھے اور بعد شہادت انکے جد عالیمقام حسینؑ تشنہ کام کے سیاہ شام بدانجام نے ان کو بھی ہمراہ سکینہؑ و دیگر اہلبیتؑ کرام کے قید کیا تھا اور کربلا سے شام تک لے گئے تھے چنانچہ حضرت باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب مین سن تمیز کو پہنچا تو اپنے پدر بزرگوار جناب سید الساجدینؑ سے مین نے پوچھا کہ بعد شہادت میرے جد حسینؑ کے اشقیائے کوفہ و شام ہمکو کسطرح سے قید کرکے پاس یزید پلید کے لے گئے تھے حضرت نے ایک آہ کی اور فرمایا کہ اے فرزند جب مجھے زنجیرون سے پابند کرکے طوق میری طاقت کے مافوق میرے گلے مین ڈالا اور مجھکو مع اہل حرم اور سر بریدہ شہدائے محترم کے دروازہ قصر یزید پر پہنچایا اور ہمارے آنے کی خبر یزید بانی شر کو ہوئی تو اس شقی نے حکم دیا کہ اہلبیت حسینؑ کو مع سرہائے شہدا دربار مین سامنے میرے لاکر حاضر کرو پس وہ ملعون ہمین لینے کو آئے تو دختران فاطمہ زہراؑ کے پاؤن دربار یزید کی طرف نہ پڑتے تھے کہ وہان سوا اور مجمع کے اوسوقت سات سو کرسی نشین مجلس یزید لعین مین حاضر تھے اور یہ جلسہ و اہتمام دربار عام کا صرف اسی واسطے تھا کہ اسیران اہلبیت کا داخلہ ہوگا اور تو اے فرزند اوسوقت مین بہت خورد سال تھا

نظم

دربار مین یہ غل تھا کہ سادات کو لاؤ	یہ کہتے تھے للہ وہان لیکے نہ جاؤ
چلاتے تھے اعدا کہ چلو ضد نہ دلاؤ	مقتل سے کسی روکنے والے کو بلاؤ
حلقوم پہ رکھدینگے جو خنجر تو چلوگے	زنجیر جو کھینچین گے پکڑ کر تو چلوگے

پس جناب سجادؑ فرماتے ہین کہ وہ اشقیا رسیان ہمارے باندھنے کے واسطے لائے اور باندھا ہمین مثل بکریون کے اس ظلم سے کہ ایک سرا اوس رسن ظلم کا تو میرے گلوئے طوق دار مین باندھا اور دوسرے سرے سے دست و بازو میری پھپھیون زینبؑ اور ام کلثومؑ کے اور گلا میری چھوٹی بہن سکینہ کا اور بازو رقیہ اور باقی سب رانڈین اور بچے بارہ کس اہلبیت سے اوس رسن ظلم سے باندھے گئے اور اس شکل سے ہمکو طرف دربار یزید نابکار کے لے چلے اسپر ظلم یہ تھا کہ جو بسبب ضعف کے چلنے مین قصور کرتا تھا یا اپنی حالت پر ہم مین سے کوئی روتا تھا تو وہ شقی سرونپر ہمارے نیزے مارتے تھے اور رونے سے منع کرتے تھے اور چلنے کی دم بدم ہمپر تاکید تھی پس اسیطرح کشان کشان زیر تخت یزید بدبخت دربار عام مین ہمکو کھڑا کیا تو اوس وقت یزید بد خصال بزیب و زینت بکمال تخت نخوت پر بیٹھا تھا مین نے اوس شقی سے کہا کہ اے یزید اگر مجھے اجازت دے تو مین تجھ سے کچھ کلام کرون جواب دیا کہ کہو کیا کہتے ہو لیکن کوئی بات خلاف ادب کے نہ کہنا مین نے کہا اے یزید مین باین ذلت و خواری و ناچاری تیرے سامنے کھڑا ہون مجھے کب زیبا ہے کہ کلام نامناسب تجھ سے کہون اب مین یہ امر تجھسے قسم پوچھتا ہون کہ تیرا کیا گمان ہے اس مین کہ اگر جناب رسول خدا اسوقت ہمین باین حال شکستہ رسن بستہ تیرے سامنے کھڑا دیکھین تو تیرے حق مین کیا فرمائین یہ سنکر یزید ساکت تھا اور کچھ جواب ندیتا تھا آخر بعد تامل کے یزید نے اپنے ملازمان پلید کو حکم دیا کہ ہاتھ اور گردنین ان قیدیون کی کھول دو پس ملازم یزید کے ہمارے نزدیک آئے اور چاہا کہ گرہ اون رسیون کی کھولین تو اون اشقیا نے اس زور اور استحکام سے اون رسیون کو ہماری گردنون اور بازوؤن مین باندھا تھا کہ وہ گرہین کھولنے سے نہ کھل سکین آخر اون رسنہائے ظلم کو کاٹ کاٹ کر ہماری گردنون اور بازوؤن سے نکالا پس یزید مخاطب ہوا اپنے ملازمون کی طرف اور کہا کہ نام و نسب ان عورات مخدرات سے مجھے مطلع کرو کہ یہ سب کون کون ہین پس ملازمان یزید بے ایمان ایک ایک خاتون معظمہ کی طرف اشارہ کرکے بتلاتے جاتے تھے کہ اے یزید یہ معظمہ زینبؑ خاتون ہے اور یہ مخدومہ ام کلثوم ہے اور یہ محترمہ رقیہ خاتون اور یہ مکرمہ ام ہانی دختران امام دوجہانی علیؑ ابن ابیطالب ہین اور ادھر یہ سب ازواج مطہرات شاہ کائنات تشنہ آب فرات حسینؑ عالی درجات کی ہین

نظم

جائزہ اون کا لگا لینے یزید بیدین — نام تبلانے لگا بی بیون کے شمر لعین
بنت زہرا ہین یہی زینبؑ و کلثومؑ حزین — یہ سکینہ یہ رقیہ ہے یہ بانو غمگین
زوجہ مسلم مظلوم یہ دل خستہ ہے — اور عباسؑ کی بیوہ یہ رسن بستہ ہے

پاس زینبؑ کے جو یہ روتی ہے بادرد و محن	بیٹی شبیرؑ کی ہے اور علی اکبرؑ کی بہن
قتل دسوین کو ہوا دشت مین فرزند حسنؑ	یہی اوس کشتہ شمشیر ستم کی ہے دلہن
عقد اسکا ہی شب قتل ہوا تھا رن مین	کی تھی شادی اسی بیٹی کی بلا کے بن مین

بعد اوس کے اوس شقی نے پوچھا کہ یہ لڑکی جو دونو ہاتھون سے مُنہ اپنا ڈھانپے ہوئے ہے یہ کون ہو لوگون نے کہا کہ اے یزید یہ سکینہؑ دختر شاہ شہید کی ہے پس یزید متوجہ ہوا طرف سکینہؑ کی اور کہا اے بی بی نام تمہارا ہی سکینہؑ ہے وہ صاحبزادی صاحب وقار یزید کی اس گفتار پر زار زار روئی یزید نے پوچھا کہ اے شاہزادی اسقدر کیون روتی ہو سکینہ خاتون نے یہ مضمون ادا کیا کہ اے یزید کیونکر نہ رووے وہ مظلومہ کہ جو مجمع نامحرمون مین سر برہنہ بے مقنع و چادر کھڑی ہو اور کوئی قسم لباس سے اوسکے پاس نہو کہ مُنہ اپنا تجھ سے اور تیرے رفقا سے چھپائے یزید نے پوچھا کہ اے بی بی کچھ حال تو اپنا کہو کہ تم پر اس قید مین کیا گزری اُس شاہزادی نے فرمایا کہ ای یزید جو مصائب مجھ پر اور میری مان بہنون اور پھپھیون پر گزرے ہین اونکا کیا بیان ہو کہ وہ حد شمار سے زائد ہین ادنے اون مین سے یہ ہے کہ جبدن سے میرے پدر بزرگوار امام ابرار شہید ہوئے ہین مجھے سونا نصیب نہین ہوا اور وجہ میرے نہ سونے کی اوّل یہ ہو کہ مین عادی اور خوگر سونے کی اپنے باپ کے سینہ پر تھی کہ وہ مجھے ہمیشہ اپنے سینۂ اقدس پر سلایا کرتی تھی جب تک وہ جناب مجھے اپنی چھاتی سے نہ لگاتے تھے مجھے نیند نہ آتی تھی دوسری وجہ میرے نہ سونے کی یہ ہے کہ جب بعد شہادت میرے باپ کے تیرے ملازمون نے ہمین قید کیا اور چاہا کہ کربلا سے کوچ کرین اوسوقت سب اہلحرم کو شتران بے فرش پر سوار کیا اور مجھے ایک ایسے شتر ذلیل اور مجروح و لاغر پر بیٹھایا تھا کہ وہ ہر جگہ ٹھوکرین کھا کر گرتا تھا اور مین اوس پر سے گر گر پڑتی تھی تو یہ شخص جو تیرے سامنے کھڑا ہے یہ زجر بن قیس ہے یہ مجھے تازیانہ مارتا تھا اور کوئی شخص ایسا حامی اور رحیم نظر نہ آتا تھا کہ مجھے اُسکے دست ظلم سے بچاتا اے یزید ہمارے وارثون سے کوئی باقی نر رہا تھا ایک بھائی میرے امام زین العابدینؑ زندہ بچے تھے وہ شدت مرض سے ایسے بیہوش تھے کہ کچھ اُنہین خبر نہ تھی تیرے ملازمون نے اونکا قتل کرنا بھی چاہا تھا لیکن بسبب شدت مرض کے کسی نے قتل تو اونکو نکیا مگر اوسی حالت بیہوشی مین یہ ظلم اونپر کیا کہ لباس اون کے بدن سے اُتار لیا اور مقید بغل و زنجیر کر کے پشت شتر برہنہ پر سوار کیا اور اون مین طاقت اسقدر نہ تھی کہ اونٹ پر درست بیٹھ سکین اسلئے اونٹ سے نیچے گر گر پڑتے تھے پس اُن بیرحمون نے میرے برادر مظلوم پر یہ ستم کیا کہ دونو پانؤن مین اُن کے ریسمان باندھکر پیٹ سے شتر کے ایسا مستحکم کھینچکر باندھا تھا کہ اون ریسمان کے صدمہ سے ہر دو ساق پاہای مبارک

کی زخمی ہوگئین کہ اون سے خون متصل جاری ہوتا یہ ہمارا حال زار دیکھکر روتے تھے اور ہم اونکی بیکسی و ناچاری پر روتے تھے اور کوئی فریاد و استغاثہ ہمارا نہ سنتا تھا یہانتک کہ اس ذلت و خواری سے تیرے سامنے پہنچے پس جب یزید یہ تمام حکایت درد و الم اور شکایت جور و ستم اوس دختر امام محترم سے سن چکا تو آثار زیادہ کہ تمام رفقا و حاضرین مجلس اوس لعین کے بیکسی پر اہلبیت رسول کے نہایت غمگین و ملول ہوئے اور آواز رونیکی دربار یزید سے بلند ہوئی پس اوس بے حیا نے حضار مجلس سے کہا کہ خدا لعنت کرے ابن مرجانہ یعنی ابن زیاد بد نہاد پر کہ اوسنے انکے حال پر مطلق رحم نآیا اور اولاد رسول اللہ کو ستایا اور قسم بخدائے عزوجل کہ مین ہرگز راضی نہ تھا قتل حسینؑ پر آخر یزید بدکردار نے اون بیکسونکو قیدخانہ مین بھیجدیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ الخ

مجلس دوم مین ذکر بعض معجزات و فضایل جناب ابی جعفر امام محمد باقر علیہما السلام و خاتمہ اوپر چند بند مرثیہ کے بیان شہادت و مصائب جناب باقر علیہ السلام مین

شہ جملہ آفاق پنجم امام
وہ باقر کہ جس کا محمدؐ ہے نام
وہی قبلۂ اہل اسلام ہین
شرف سے محمدؐ کے ہمنام ہین
امام بحق ہین خدا وہ نہین
ولیکن خدا سے جدا وہ نہین
بیان سے ہے باہر صفات جناب
مبرا خطا سے ہے ذات جناب
وہ بوئے گل باغ جاوید ہین
وہ صبح سعادت کے خورشید ہین
جو پیدا ہوئے وہ شہ ذی وقار
خزان دیدہ گلشن مین آئی بہار
نمودار نور خدا ہو گیا
جہان کہن پھر نیا ہو گیا

اب سنین حضرات فضائل و معجزات اپنے آقائے خامس جناب ابی جعفر امام محمد باقر علوم الاولین و الآخرین صلواۃ اللہ علیہ و علٰے اٰبائہ الطاہرین و اولادہ المعصومین ابو بصیر ایک اصحاب حضرت کے آنکھونسے معذور تھے وہ مذکور کرتے ہین کہ مین ایک روز خدمت جناب باقرؑ مین حاضر ہوا تو اوسوقت وہ خدا کی عاشق اپنے صاحبزادہ جناب صادق کو اپنی آغوش مبارک مین لئے بیٹھے تھے کہ خوردسال تھے مین نے جاتے ہی کہا کہ مرحبا مرحبا یا ابن رسول اللہ تم دونو برگزیدہ خدا اور وارث علوم محمد مصطفٰے ہو حضرت آدمؑ سے تا بہ جناب عیسٰے علٰے نبینا علیہ و آلہ السلام آپ کے جد بزرگوار وارث علوم و معجزات جمیع انبیائے کرام علیہم السلام تھے آیا آپ بھی اندھے کو بینا اور بہرہ کو شنوا اور مریض کو اچھا کر سکتے ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے شبہ بحکم حق و ارادہ

شافی مطلق ہمکو سب طرح کی قوت و قدرت حاصل ہے ۵ اے ابو بصیر علیم مین کس راز کا نہین + کافر ہے
جو منکر میرے اعجاز کا نہین + یہ فرما کر مجھے اپنے نزدیک بلایا اور اپنے دونو دست مبارک میری آنکھون پر پھیرے
فوراً میری آنکھین روشن ہوگئین اور جو جو اشیا کہ اُسوقت موجود خانہ تھین سب کو مین نے دیکھا اور جمال باکمال
شاہ بزرگاہ کی یہ اعجاز اوس شاہ سرفراز کا دیکھکر قدوم امام معصوم پر مین نے بوسہ دیا فرمایا حضرت نے کہ اے
ابو بصیر اگر تو چاہے کہ تا زیست آنکھین تیری روشن رہین تو ممکن ہے مگر اس صورت مین ثواب و عقاب دن قیامت
کے جیسا اور بندگان خدا کے واسطے ہوگا ویسا ہی ثواب و عقاب تیرے لئے بھی ہوگا اور اگر بدستور اوّل تو اپنا نابینا
رہنا چاہے تو فردائے قیامت کو تجھ سے کسی طرح کی بازپرس نہوگی اور بہشت تجھپر واجب ہوگا مین نے عرض کی
کہ یا ابن رسول اللہ غلام کو ہر حالت مین خوشنودی خداوند عالم کی منظور ہے مجھ مورد ضعیف کو طاقت عقاب قیامت
کی نہین بدستور اوّل میرا نابینا ہی رہنا افضل ہے پس بار دگر امام جن و بشر نے دست حق پرست اپنا میری آنکھون پر
پھیرا باعجاز شہ جمہور پھر میری آنکھین بے نور ہوگئین من کتاب معارج الفضایل اور نیز اسی کتاب مین ترجمہ
حدیث جناب صادق کا لکھا ہے وہ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین اپنے پدر بزرگوار جناب باقر کے ساتھ راہ مکہ مین ہم سفر
تھا جب وادی ضجنان مین ہمارا گذر ہوا کہ یہ بین مدینہ و مکہ کے واقع ہے تو عجب حال دیکھا کہ ایک شخص سامنے سے
پیدا ہوا اور زنجیر آہنی اوسکی گردن مین مستحکم بندھی ہوئی تھی اور فریاد کرتا تھا کہ ایک جام آب مجھے دو کہ پیاس
سے بے تاب ہون بس ساتھ ہی اُسکے فوراً دوسرا شخص پیدا ہوا اور خشم ناک ہوکر اوس ناپاک کی زنجیر بزور
کھینچی اور میرے پدر بزرگوار سے عرض کی کہ اس مورد قہر ربانی کو ہرگز پانی ندیجیا یہ بے ادب اسی طرح تشنہ لب
رہے گا یہ کہکر وہ دونو مرد عجائب ہماری نظرونسے غائب ہوئے اور حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند اس مرد
زنجیر بستہ کو تمنے جانا یہ کون تھا مین نے عرض کی کہ مینے اسکو نہین پہچانا تب حضرت نے یہ مضمون ادا فرمایا
کہ یہ ملعون معاویہ علیہ الہاویہ تھا مجلسی علیہ الرحمہ نے بھی ذکر اس روایت کا عین الحیوۃ مین لکھا ہے اور نیز اسی
کتاب معارج الفضایل مین محمد بن مسلم سے ترجمہ اس روایت کا نقل کیا ہے ابن مسلم کہتا ہے کہ مین ایک روز
خدمت مین جناب باقر علیہ السلام کے حاضر تھا کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوڑہ کبوتر کا ہوا سے اوڑتا ہوا سامنے حضرت
کے آیا اور اپنی زبان مین شاہ انس و جان سے کچھ کہا تو حضرت اون کی طرف متوجہ ہوئے اور اونہین طایرونکی
زبان مین امام زمان نے بھی کچھ فرمایا پھر وہ دونو کبوتر اوڑ کر دیوار پر جا بیٹھے اور وہان ا ہمی باہم سخن کرتے تھے
کہ حضرت اوسکو سمجھتے تھے اور مین یہ سامان دیکھکر نہایت حیران تھا اور کچھ نہ سمجھتا تھا آخر مین نے شاہ

حق شناس سے التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ حال عجب دیکھا کہ بے طلب یہ طایر آئے اور آپ کے اور اُن کے درمیان مین گفتگو واقع ہوئی امیدوار ہون کہ مجھپر بھی یہ کیفیت ظاہر ہو کہ یہ کیا سؤال و جواب تھے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن مسلم اِن دونو طایرون مین باہم نزاع تھا اور وہ جھگڑا یہ تھا کہ نر اپنی مادہ سے کچھ بدگمانی رکھتا تھا اور مادہ اوسکی محض بے قصور تھی وہ عذر کرتی تھی آخر دونون نے بلکہ واسطے تصفیہ اپنی نزاع کی مجھے اپنا ثالث اور سرپنچ مقرر کیا تھا چنانچہ مین نے دونونکا فیصلہ کر کے نر کی دلجمعی کر دی کہ تیری مادہ بیگناہ ہے اور محض بیجا یہ تیرا اشتباہ ہے گمان بدی اس سے دور کر کے اسکو بے قصور جان راوی کہتا ہے کہ پھر مین نے حضرت سے پوچھا کہ اب یہ کبوتر دیوار پر بیٹھے ہوئے کیا گفتگو کرتے ہین فرمایا کہ اب یہ ہماری مدح کرتے ہین اور دعائین دیتے ہین اور اسی طرح تمام طیور ہوائی اور وحوش صحرائی ہمارے حکم مین ہین

نظم

اللہ رے اوج معرفتِ شاہِ نامدار	قصہ ہے شاہباز و کبوتر کا آشکار
ہر صبح مدح کرتے ہین طایر بھی بار بار	جس نے نہ انکا نام لیا ہو گیا شکار
کہتے ہین زمزمون مین برابر علیؑ علیؑ	دل مین خدا خدا ہے زبان پر علیؑ علیؑ

پھر محمد بن مسلم سے اسی کتاب مین روایت لکھی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ راہ مکہ مین مین بھی جناب باقرؑ کی خدمت مین حاضر تھا وہ شتر پر سوار تھے اور مین الاغ پر ہمراہ تھا کیا دیکھتا ہون کہ گوشہ صحرا سے ایک بہت بڑا گرگ بلند گردن وجسیم بدن ظاہر ہوا اور قریب شتر جناب باقرؑ کے آکر اپنے دونو ہاتھ دراز کر دئے اور گردن اپنی نزدیک سر انور امام جن و بشر کے دراز کی مین معائنہ اِس حال سے نہایت ترسان ہوا اور چاہا کہ اِس گرگ پر حربہ لگاؤن حضرت نے مجھے روکا اور منع فرمایا اور سر مبارک کو اُسکی طرف جھکا دیا اوس گرگ نے کچھ کلام اپنی زبان مین آہستہ حضرت کے کان مین کئے اوس جناب نے جواب مین اُسکے ارشاد فرمایا کہ ہم دعا کر چکے اور مقصود تیرا حاصل ہو گیا یہ ارشاد امام خوش نہاد سُنکر شاد شاد وہ بھیڑیا طرف کوہ کی روانہ ہوا حضرت نے جب مجھکو متعجب دیکھا تو فرمایا کہ اے ابن مسلم کچھ تو بھی سمجھا کہ یہ گرگ ہمارے پاس کسواسطے آیا تھا مین نے عرض کیا کہ ایسے راز کو سوائے کارساز حقیقی یا رسول و آل رسول کے کون جانتا ہے امیدوار ہون کہ غلام کو بھی اِس رمز سے آگاہ فرمایا جائے ارشاد ہوا کہ بھیڑیا اپنے دو مطلب ہمارے پاس لایا تھا اوّل یہ کہ اُسکی مادہ درد زہ مین مبتلا تھی ہم سے التماس دعا کیا کہ یہ مشکل اُسپر آسان ہو اور بسہولیت بچہ پیدا ہو دوسرے عرض اُسکی یہ تھی کہ میری نسل مین جسقدر اولاد ہو وہ آپ کے محبون اور شیعون پر مسلط نہو

اور کسی حالت مین آپ سے برخلاف نہو چنانچہ ہمنے اُسکے حق مین دعا کی یہ دونو مطلب اوسکے پورے ہوئے
ایہا المومنین حاضرین ابھی اس ذکر خیر سے تسکین میری اور بیان مناقب و مفاخر جناب باقرؑ سے سیری نہین
ہوئی لہذا تذکرہ اعجاز اوس بادشاہ حجاز مین ایک حدیث کہ مبنی اوپر چند اعجاز کے ہے اور سن لو کتب
احادیث و اخبار مین جناب صادق علیہ السلام سے یہ حدیث منقول ہے کہ زید بن حسن درباب اشیائے وقفی
رسول زمن کے میرے پدر بزرگوار جناب باقرؑ سے اس بنا پر دعویدار ہوا کہ مین وراثت پیغمبر کا تم سے زیادہ تر
مستحق ہون کہ اولاد پسر کلان اور خاندان مین سب سے بزرگتر و افضل تر ہون اور تم اولاد حسینؑ سے ہو
کہ وہ فرزند خورد تھے اور استغاثہ یعنی نالش اس مدعوے کی پیش قاضی وقت دائر ہوئی قاضی شہر نے بسبب
ادب و بزرگی کے میرے پدر بزرگوار کو تو واسطے جوابدہی اور سوال و جواب معاملہ کی طلب نکیا مگر میرے ایک
چچا سامنے حاکم کے تشریف لے گئے وہان درمیان زید بن حسن اور میرے عم ذوالمنن کے گفتگو واقع ہوئی
اوس مباحثہ مین زید کی زبان سے یہ کلام بنسبت میرے عم عالی مقام کے نکلا کہ اے پسر کنیز تجھے کیا عقل و تمیز ہے
کہ مجلس حاکم مین ہم سے تقریر کرے یہ سخن میرے چچا پر اتنا ناگوار گزرا کہ فریاد کی کہ آج سے تا بقید حیات زید سے
کلام نکرونگا پس رنج کھا کر مجلس حاکم سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور خدمت مین میرے پدر بزرگوار کی حاضر ہوکر
زید کی شکایت کی اور کہا کہ آپ اس معاملہ مین خود بہ نفس نفیس قاضی کے ہم جلیس ہوکر زید جافی کے دعوے
کا جواب شافی دین یہ سُنکر حضرت نے ردائے شریف دوش لطیف پر اوڑھی اور عمامہ تقدس سر مبارک پر باندھا
اور قصد جانے مجلس حاکم کا کیا جب زید نے سُنا کہ جناب باقرؑ خود واسطے جوابدہی کے تشریف لاتے ہین تو اپنے دل
مین بہت خوش ہوا کہ اب روبرو قاضی کے مجمع خاص و عام مین باقر علیہ السلام کو مثل اون کے برادر کے ذلیل
و بیقدر کرونگا پس اپنے مقام سے زید چلا اور شاہ باکرامت اپنے دولت خانہ امامت سے برآمد ہوئے گذر
دونو کا ایک وقت مین روبرو حاکم کے ہوا زید جب اپنے گھر سے چلا تھا تو ایک کارد تند و تیز بارادہ شر زیر
دامن قبا چھپا کر لے چلا تھا حاکم نے امام کریم کو بعد تسلیم و تعظیم کے مقام اعلے پر جگہہ دی اور زید اپنے موقع
پر بیٹھا جب نگاہ امام عالی جاہ کی زید پر پڑی تو آپ نے بطور فہمائش و نصیحت کے فرمایا کہ اے ابن عم دعوی
آپکا محض باطل ہے جن اشیا کا آپ نے دعوی کیا ہے یہ حق معصوم ہے دوسرا اس سے تا قیامت محروم
ہے اگر اس سے زیادہ امتیاز حق و باطل چاہتے ہو تو وہ چھری جو اپنے زیر قبا چھپا کر لائے ہو میرے کلام کی
تصدیق کرے گی اور گواہی دے گی سُنتے ہی اس کلام معجز نظام کے رنگ روئے زید سفید ہوگیا حضرت کا یہ فرمانا تھا

کہ فوراً وہ کارد اسکے دامن سے جدا ہوکر زمین پر گری اور بزبان فصیح گویا ہوئی کہ اے زید یہ دعوی تیرا صحیح نہین ہے اور حق بجانب باقر علیہ السلام ہے کہ متروکہ محمدؐ کا وہی مدار المہام ہے اگر اس خصومت کو رفع نکریگا تو ابھی مین تجھکو ہلاک کرونگی جسوقت زید نے یہ اعجاز امام حجاز کا دیکھا تو تمام دعوے اور مباحثہ فراموش کرکے بیہوش ہوا اور خاک پر گرا حضرت نے اوسکو اپنے دست مبارک سے سنبھال لیا اور خاک سے اٹھاکر ہوش مین لائے اور ایک سنگ گران متصل پڑا تھا اوسپر زید کو کھڑا کیا اور آپ بھی اوسی پتھر پر راست ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے زید اگر اس پتھر کو خدا تعالےٰ زبان دے اور یہ سنگ میرے حق کی گواہی دے تب بھی تمکو میرے حق کا اقرار ہوگا اور اپنے دعوے سے درگزر وگے تو اوسوقت زید کو مجال دم زدن نتھی ہنوز جواب بھی اوسنے ندیا تھا کہ خدا کی قدرت اور اعجاز حضرت سے وہ پتھر اوسی مقام سے حرکت مین آیا جہان زید کھڑا تھا اور جس جگہہ حضرت ایستادہ تھے وہان اصلا جنبش نتھی پس یکایک درون سنگ سے آواز پیدا ہوئی کہ اے زید ڈر خدا سے اور اس دعوے باطل سے حذر کر یہ حق سوائے حضرت باقرؑ معصوم کے غیر پر حرام ہے اگر اپنے دعوے کو ترک نکریگا تو واللہ تجھ کو ہلاک کرونگا زید بمعائنہ اس معجزہ کے بار دگر بیہوش ہوکر زمین پر گرا چاہتا تھا کہ حضرت نے پھر اوسکو سنبھال لیا اور تسلی دیکر ہوش مین لائے اور پھر ارشاد فرمایا کہ کیون اور بھی کچھ قدرت خدا دیکھوگے اور ہمارے حق کا اقرار کروگے اور اپنے بطلان پر قائل ہوگے زید یہ معجزات امام خوش صفات دیکھکر از بس حیران تھا اور اپنے دل مین پشیمان تھا تاب جواب نتھی مگر واسطے دیکھنے اعجاز اوس بادشاہ حجاز کے کہا کہ اس مرتبہ دعوے میرا تمام اور تصفیہ مالاکلام ہوگا جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ ایک درخت سایہ دار سامنے کچھ فاصلہ سے نظر آتا تھا میرے پدر بزرگوار نے اوس درخت کی جانب کو نگاہ کی وہ درخت ہلا اور جنبش مین آیا اور اپنی جگہہ سے چلا

نظم

لکھا ہے وہ درخت زمین سے ہوا جدا	شاخون سے اپنی سایہ تن شاہ پر کیا
اور قدرت خدا سے یہ وہ حرف زن ہوا	اے زید کیا تجھے نہین کچھ خوف کبریا
باقر امام خلق ہے ابن امام ہے	یہ نائب رسول علیہ السلام ہے

پس بزبان فصیح اوس درخت سے آواز آئی کہ اے زید اس دعوے مین تو ستمگار ہے اور حق محمدؐ کا محمدؐ ہی حقدار ہے اگر اس مرتبہ بھی نیت تیری درست ہوگی تو مین باعث تیری ہلاکت کا ہونگا یہ بیان اوس درخت کا سنکر زید سخت پریشان ہوا اور پھر بیہوش ہوکر دعوے اپنا فراموش کیا امام عالی مقام

نے بار سوم بھی اوسکو تھام لیا جب یہ ہوش مین آیا تو اپنے دعوی سے درگزرا اور اوسوقت قسم یاد کی کہ واللہ حق بجانب باقر علیہ السلام ہے اور دشمنی انکی لاریب دشمنی خداوند ذو الاکرام ہے بظہور ان معجزات کے تمام حاضرین مجلس حاکم حیران رہ گئے جو منافق تھے وہ نسبت سحر کی دینے لگے اور جو مومن پاک اعتقاد تھے وہ قایل اعجاز امام خوش نہاد ہوئے اور حضرت بفتح وفیروزی محکمۂ قاضی سے دولت خانہ کو تشریف لے گئے۔ اب مومنین عداوت زید لعین مار در آستین کی امام دین سے سنین اور حال شہادت اوس شاہ باسعادت پر گریہ و بُکا کرین منقول ہے کہ جب یہ معجزات امام عالی درجات سے زید بد صفات نے مشاہدہ کئے تو اُس دشمن صمد نے بوفور حسد مثل مار سیاہ کے پیچ و تاب کھائے اور بمقتضائے سینہ سیاہی مدینہ سے طرف شہر شام کے راہی ہوا اوسوقت مین حاکم شام ہشام بن عبد الملک بن مروان و لد الحرام تھا اُسکے سامنے یہ معجزات اور اکثر خوارق عادات شاہ کائنات کے بیان کرکے اوس مردود کو اغوا کیا اور معجزات امام حسن و بشر کو ساتھ سحر کے نسبت دی اور کہا کہ چند روز مین بزور اپنے سحر کے تمام خلق خدا کو یہ اپنی طرف رجوع کرلین گے اور حکومت مکہ و مدینہ کی تیرے تحت تصرف سے نکل جائیگی خبر شرط ہے اسکا تدارک تلافی تجھکو وافی و کافی چاہئے ہشام بد انجام بغض و عناد مین زید مادہ فساد سے بھی زیادہ تھا اوس ملعون نے سُنتے ہی اسی مضمون کے قصد خون امام اپنے دل مین مصمم کیا اور ایک زین گھوڑے کا یعنی کاٹھی اوس لعین نے ایسی چوب سے تیار کرائی کہ جو زہر دار تھی یا اختلاف روایات اوس زین مین زہر کینہ کو تعبیہ کیا اور ایک نامہ براہ فریب دیکہ خدمت مین امام حسن و بشر کے تحریر کیا اور اُس مین زید کی شکایت لکھی کہ زید بن حسن قائل امامت آپ سے امام زمن کا نہین ہے اور براہ عداوت خود مدعی امامت ہے اسلئے اسکو مع بعض تحف و ہدایہ کے آپ کے پاس روانہ کرتا ہون آپ اسکو ہدایت فرمائے اور تادیباً و تعلیماً راہ راست پر لائیے یہ مضمون نامہ کا لکھا اور وہ زین زہر آلود زید مردود کو دیکر بطریق ہدیہ خدمت مین اوس خاصۂ معبود کی روانہ کیا راوی کہتا ہے کہ جسوقت زید لعین وہ زین لیکر روبرو امام دین کے آیا اوسوقت شاہ باکرامت نے باعجاز امامت فرمایا کہ اے ابن عم جو ظلم و ستم تو نے مجھپر کیا ہے وہ اس زین مین تعبیہ ہے یہ امر ناگزیر اور خواستہ تقدیر ہے نظم

اس زین پر مین ہوتا ہون دانستہ اب سوار	بندہ کو کیا مشیت ایزد مین اختیار
باندھا وہ زین اسپ پہ اللہ ری انکسار	اور زیب اہوا رہوئے شاہ باوقار
موت اپنے اختیار کہ حکم الہ مین	اوس زہر نے نفوذ کیا جسم شاہ مین
شہ نے مراجعت کی سواری سے آہ جب	تب آشکار ہوگئے آثار موت سب

فرمایا تین روز کے ہم مہمان ہین اب | جعفرؑ کو لاؤ اور کفن بھی کرو طلب
طالب کفن کے بدلے ہین اُس پیرہن کے ہم | کعبہ کا طوف کرتے تھے جسکو پہن کے ہم

لائے وہ جامہ حضرت صادقؑ بچشم تر | حضرت نے پیار کرکے کہا اونکو اے پسر
جاتا ہون مین جہان سے ہوتا ہے بے پدر | دنیا سے آج کرتے ہین عقبیٰ کا ہم سفر
پیارے پدر کے مرنے کا کچھ غم نہ کھائیو | مظلومیٔ حسینؑ پہ آنسو بہائیو

شبیرؑ سے سوا نہین میرا غم و محن | جہلم تلک ملا نہ اُسے غسل اور کفن
مرتا ہون مین وطن مین مری جد تھے بیوطن | پانی سے تر ہوا نہ دم ذبح بھی دہن
سارا جہان حشر تلک اونکو روئے گا | ایسا کوئی شہید ہوا ہے نہ ہوئے گا

بعد انکے میرے باپ کا غم بھی ہے یادگار | تو بعد میرے ہوگا فقط میرا سوگوار
پر جبکہ بے پدر ہوئے سجادؑ باوقار | نازک گلے مین اون کے پڑا طوق خاردار
زنجیر پہنے کانٹوں پہ بابا رواں ہوئے | ایسے کسی یتیم پہ صدمے کہاں ہوئے

ہے یاد مجھکو ساتھ تھے منزل مین انکے ہم | گردن پدر کی طوق گرانبار سے تھی خم
اور ساق پا پہ راہ کے چلنے سے تھا ورم | زنجیر تھی یہ شاق کہ اُٹھتے نہ تھے قدم
شدت مین تپ کی راہ جو سجادؑ چلتے تھے | گاہے زمین پہ گرتے تھے گاہے سنبھلتے تھے

روئے کمال جعفر صادقؑ یہ سُنکے آہ | کی عرض صبر دینے کا مختار ہے الٰہ
کیونکہ کہون مین آپ سے یا شاہ دین پناہ | حضرت کے غم مین حال نہوگا میرا تباہ
ہر چند اختیار مین میرے قضا نہین | پر بے پدر کے جینے کا ہرگز مزا نہین

بیٹے کی بات سُنکے ہوا اونکو اور غم | لپٹا لیا گلے سے پسر کو بچشم نم
بیتاب تین روز رہے سید امم | روز سوم جو گزرا ہوئی اور زیست کم
بیٹے کی شکل دیکھ کے آنسو بہاتے تھے | سب سے وداع ہوتے تھے اور روتے جاتے تھے

بیہوش روتے روتے ہوئے آپ ناگہان | غش سے ہوا افاقہ تو روکر کیا بیان
بالین پہ میرے بابا کھڑے تھے ابھی یہان | کرتے تھے بیکسی پہ میرے نالہ و فغان
فرماتے تھے کہ روح میری بیقرار ہے | جنت مین جلد آکہ تیرا انتظار ہے

یہ کہکے شہ نے کلمۂ طیب ادا کیا مولائے مومنین کو ہوا وصل کبریا	اور کی نجات امت عاصی کی بھی دعا پھر تو صدائے نوحہ و ماتم تھی جا بجا
جعفرؑ یہ بات کہکے بہت نوحہ گر ہوئے	بابا ہمارے مرگئے ہم بے پدر ہوئے
لکھا ہے جبکہ شاہ نے دنیا سے کی قضا یثرب سے تھوڑی دور تھا اک دوست آپکا	پنجاہ و ہفت سال کا سن شریف تھا کیا دیکھتا ہے خواب مین وہ بندۂ خدا
قدسی پکارتے ہین کہ اٹھ ہوشیار ہو	تیرا امام مر گیا تو سوگوار ہو
پرسا دے جاکے جعفر صادق کو ای بشر جاکر نماز پڑھ شہ والا کی لاش پر	ہشام دون نے آج کیا اسکو بے پدر ارواح انبیائے سلف کا بھی ہے گذر
آیا ہے غش زمین پہ ہر خاص و عام کو	دیتے ہین غسل موت ملایک امامؑ کو
بیدار خواب سے ہوا وہ بندۂ الہ احوال غم سے جعفرؑ صادق کا ہے تباہ	آیا سوئے بقیع تو کیا دیکھتا ہے آہ میت کو غسل دیتا ہے وہ شاہ دین پناہ
ہر سمت شیعیان علیؑ کا ہجوم ہے	سینہ زنی کا شور ہے ماتم کی دھوم ہے
نہلا چکا امامؑ کو جب نائب امامؑ پڑھنے لگا نماز جو وہ شاہ نیکنام	تلقین کی رسوم بجا لائے پھر تمام جنات و انبیا و ملک کا تھا اژدحام
جن و بشر کے آگے تو شبیر اللہ تھے	پیغمبرون کی صف مین رسالت پناہ تھے
فارغ ہوئے نماز سے جب شاہ بحر و بر پنہان کیا بزیر زمین جب تن پدر	پہلوئے مجتبیٰ مین کیا دفن آنکر رو رو کے سر کو رکھدیا بابا کی قبر پر
اوٹھتے تھے شعلے غم کے دل بیقرار سے	صادقؑ لپٹ کے روتے تھے شہ کے مزار سے

الا لعنة الله علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس سوم نیز ذکر معجزات شاہ کائنات جناب امام محمد باقر علیہ السلام مین
وخاتمہ مصائب ذکر حسینؑ مین محمد بن بابویہ قمی اپنی بعض تالیفات مین نقل کرتے ہین
کہ کشور شام مین ایک مرد مخالف امام علیہ السلام کا تھا وہ اکثر مجلس وعظ جناب باقر علیہ السلام مین
حاضر ہو کر فصاحت کلام اوس عالی مقام سے شاد کام ہوتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ مین بروئے ارادت ومحبت

کے یہان نہین آتا ہون مگر حسن گفتار اس شاہ ابرار کا مجھکو اتنا دلپذیر ہے کہ مرغ دل میرا اسکے دام فصاحت
مین سراسر اسیر ہے جب حضرت اسکی یہ بات سنتے تھے تو اوسکے کہنے پر کچھ اعتنا نفرما کر اسکے حق مین دعا کرتے
تھے کہ خدا تعالےٰ اس شخص کو راہ راست پر لائے اتفاقاً وہ مرد شامی کسی مرض صعب مین گرفتار ہوا کہ
نوبت باحتضار پہنچی وقت آخر اوس نے اپنے ورثہ کو جمع کرکے وصیت کی کہ بعد مفارقت میری روح کے
خدمت امام محمد باقر علیہ السلام مین جانا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ مین ہر چند خاطی و گنہگار اور آپ کی
طرف سے منحرف تھا مگر اب امیدوار ہون کہ میرے جنازہ کی نماز آپ پڑھوائین تاکہ روح میری آپکی حسن
صوت اور خوش الحانی سے شادمانی اوٹھاوے اسلئے کہ مین مدت سے عادی اور مشتاق شاہ آفاق
کے حسن کلام اور فصاحت کا تھا یہ کہکر قریب نصف شب کے اوس نے قضا کی وارث اسکے بموجب وصیت
وقت نماز بامداد خدمت مین امام خوش نہاد کے حاضر ہوئے حضرت اسوقت مسجد مین تشریف رکھتے تھے
جب آپ نے اوسکے مرنے کی خبر سنی فرمایا کہ ہوائے ملک حجاز اوسکو ناموافق پڑی کہ اس ملک مین گرمی
زیادہ ہوتی ہے لیکن مقام اضطراب نہین ہے وہ شخص تو زندہ ہے تم جاؤ اپنے گھر پر اور ہم بھی ابھی آتے
ہین پس شاہ سرفراز نے بعد ادائے نماز دست دعا درگاہ بے نیاز مین دراز کئے اور بعد طلوع آفتاب وہ
جناب مثل خورشید خاور مسجد پیغمبرؐ سے برآمد ہوئے اور اسکی منزل پر پہنچکر سرہانے میت کے کھڑے
ہوئے اور اوسکا نام لیکر پکارا اللہ اکبر زہے اعجاز امام حجاز کہ ہلتے ہی لب جان بخش اس عالی جناب کے میت
نے جواب دیا کہ لبیک یا ابن رسول اللہ جب اسکو اٹھا کر بٹھایا طریق آداب و تعلیم خدمت امام کریم مین بجا لایا
بوقوع اس اعجاز کے شور صل علےٰ وصیت سبحان اللہ فرش سے عرش تک بلند ہوا پس حضرت نے اسکے
واسطے ایک غذائے یار دکہ اسکو سویق کہتے ہین مثل آشجو تیار کرا کر پلایا جب اوسکو بخوبی ہوش و حواس ہوا
تو عرض کی کہ اے آقائے کونین آپ بلاشبہ امام المشرقین ہین آپکے محب اور معتقد کے واسطے لاریب نجات
آخرت و رستگاری ہے اور دشمن آپکا واللہ اہل ضلالت اور ناری ہے حضرت نے اوس سے پوچھا کہ اے
شخص بیان تو کر کہ تو نے کیا حالات دیکھے کہ اپنا عقیدہ درست کیا بولا کہ اے مولا جس امر کو آپ مجھسے بہتر
جانتے ہین اوسکا مین آپ سے کیا اظہار کرون بعد قبض روح کلید فتوح میرے ہاتھ آئی کہ مین عالم ارواح کی سیر
سے ابھی سیر نہوا تھا کہ ندائے منادی سنی مین نے کہ جلد اس روح کو اسکے قالب کی طرف لیجاؤ کہ محمد ابن علیؑ
ہم سے دعا کرتا ہے کہ اس شخص کو دوبارہ خلعت زندگانی سے شادمانی دیجاوے پس حضرت نے اوسکو عقاید

حقہ تعلیم فرمائے اور وہ ایک عرصہ تک زندہ اور شیعہ حضرت کا رہا۔ حضرات اب اس سے بڑھکر قدرت و اختیار شاہ نامدار پر توجہ فرمائین جابر بن عبد اللہ انصاری کہ اصحاب رسول باری مشہور ہین راوی اس حدیث کے ہین کہتے ہین کہ ایک دن مین نے شکوہ اپنی عسرت اور تنگدستی کا اوس بادشاہ حق پرستی سے کیا تو فرمایا جناب باقرؑ نے کہ اے جابر تو خاموش رہ اسوقت مین ہمارا بھی یہ حال ہے کہ کوئی درہم و دینار اپنے پاس تیار نہین رکھتے کہ تیری اعانت کیجائے مین یہ سُنکر خاموش ہوا اور اُسیوقت ایک شاعر کمیت نام خدمت امام مین آیا اور ایک قصیدہ مدح مین حضرت کے اُس نے پڑھکر سُنایا حضرت نے اپنے خادم سے ارشاد فرمایا کہ یہ جو حجرہ ہمارا سامنے ہے اُس مین جا اور جو کچھ وہان سے تیرے ہاتھ آوے اُٹھالا اور اس شاعر کو صلہ مین اس قصیدہ کے دیدے پس خادم گیا اور اُس حجرہ سے ایک بدرہ زر کا اُٹھالایا اور شاعر کے حوالہ کیا اس عطائے کثیر سے وہ شاعر خوش تقریر بہت خوش ہوا اور دوسرا قصیدہ مدح مین حضرت کے املا کیا اور پڑھا حضرت نے دوبارا خادم سے ارشاد فرمایا وہ پھر اوسی حجرہ سے دوسرا بدرہ زر کا اُٹھالایا اور اوس قصیدہ گو کو دیا وہ اور زیادہ تر خوش اور شکر گزار شاہ ابرار کا ہوا اور تیسرا قصیدہ مدحیہ حضرت کی شان مین پڑھا آپ نے تیسری نوبت بھی اسیقدر زر اوسکو عطا فرمایا کہ وہ سب مجموع مال تیس ہزار درہم تھے اور اُسی ایک حجرہ سے برآمد ہوئے تھے جابر کہتے ہین کہ مین یہ سب کیفیت دیکھتا رہا بعد اس عطیہ وغیرہ کے وہ مداح با ایمان دست بستہ ہوکر سامنے سرور دوجہان کے کھڑا ہوا اور پائے مبارک پر بوسہ دیکر التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہ غرض اس غلام کی اس مداحی امام سے طمع خام مال دنیا کی نہین ہے بلکہ مدح حضور سے شفاعت یوم النشور منظور ہے امیدوار ہون کہ بتصدق اپنے جد بزرگوار کا فردائے قیامت کو آپ مجھے رستگار کرادین اور میری شفاعت فرمادین اور یہ زر کا انبار فدوی کو درکار نہین ہے پس خادم نے وہ بدرہائے زر بحکم امام حسن و بشر اُٹھاکر اوسی حجرہ مین جہان سے لایا تھا اُٹھا اُٹھاکر رکھدئے اور وہ شاعر حضرت سے رخصت ہوا تب تو میرے دل مین ایک غبار ملال لاحق حال ہوا اور عرض کی کہ اے بادشاہ امم میرے واسطے تو دینار تھا نہ درہم اور حال شاعر پر یہ کچھ الطاف اور کرم ارشاد ہوا کہ اے جابر تجھکو معائنہ اس حال کے ملال پیدا ہوا اب تو اس حجرہ مین جا اور دیکھ قدرت خدا جب مین اوس حجرہ مین گیا تو وہ چھوٹا سا ایک حجرہ تھا نہ وہان کوئی بدرہ زر کا مین نے دیکھا نہ اور کوئی اور شئے کسی طرح کی نظر آئی حجرہ محض خالی و صاف تھا یہ دیکھکر مین حیران ہوا تب آپ نے فرمایا کہ اے جابر مقام تعجب نہین ہے فضل خدا سے ہمکو وہ قدرت و مقدور ہے کہ

جو عقل و ادراک بشر سے دور ہے ابھی ہم چاہین توزمین کو آسمان اور آسمان کو زمین چین کو ترک اور ترکستان کو چین ایک طرفتہ العین مین بنا وین عطا ہماری حسب مصلحت جناب باری ہے پس حضرت بھی داخل اُس حجرہ کے ہوئے اور ایک جگہہ پر پائے مبارک اپنا اُٹھا کر مارا کیا دیکھتا ہون کہ زمین سے ایک شعشہ زرخالص ظاہر ہوا اور سطبری اور درازی اُس شعشہ طلائی کی مثل گردن شتر تھی اور شعاع اُسکی مانند شعاع آفتاب کے چمکتی تھی۔ کیون مومنین یہ ذکر خیر کیسا تجلی ایمان اور باعث وفور خط روح و روان ہے اب کچھ اور معجزہ حضرت کا لکھتا ہون کہ جسکے سُننے سے مراتب عزوجاہ و قدرت و اختیار شاہ ابرار کا ہر ایک دوستدار پر بخوبی آشکار ہو کتاب خرایج مین کہ کتب معتبرہ سے ہے ابو عتبہ سے نقل لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ مین ایک دن خدمت امام انس وجن جناب باقرؑ مین حاضر تھا اور سب ارباب مجلس اصحاب و انصار شاہ نامدار کے حاضر دربار تھے اوسوقت ایک مرد شامی آیا اور حضرت کا آداب بجالایا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مین تو ہوا خواہ آپکا ہون اور پدر میرا دشمن خاندان شاہ انس و جان تھا اور اسی سبب سے میرے اور اُسکے درمیان مین مخالفت اور خصومت رہتی تھی وہ عامل تھا سرکار بنی امیہ کا اور بہت کچھ مال و اسباب اُس نے جمع کیا تھا اور مقام رملہ مین وہ رہتا تھا وہان اُس نے ایک باغ بھی لگایا تھا اب وہ مرگیا اور مال اپنا مجھ سے پوشیدہ کر گیا اب مین نہایت پریشان بحالت افلاس بیحواس ہون آپ غیب دان اور سرور دفتر دو جہان ہین میری امداد کر کے مجھے بامراد فرمائین یہ سُنکر حضرت نے کاغذ و دوات و قلم طلب فرمایا اور اپنے دستخط خاص سے ایک رقعہ تحریر فرمایا اور مہر اطہر کر کے اوس شامی کو دیا اور فرمایا کہ اے شخص تو جا طرف جنت البقیع کے اور دیکھ عجائبات بدیع ابو عتبہ کہتے ہین کہ مین بمعائنہ اس حال کے ایک حیرت مین تھا وہ شخص تو خط حضرت کا لیکر روانہ ہوا اور مین اپنے گھر پر آیا مگر رات بھر مجھکو خیال رہا کہ مآل حضرت کے رقعہ کا کیا ہو گا پس بوقت صبح مین پھر حاضر دربار جناب باقرؑ ہوا وہی شخص بدستور دیرینہ آیا اور آداب حضرت کا بجالایا اور عرض کی کہ رات کو یہ غلام بقیع کے مقام مین گیا تھا وہان کیفیت یہ گزری کہ ایک مرد مہیب بہیئت عجیب ظاہر ہوا اور حضور کا خط شنگرف مجھ سے لیکر حرف حرف پڑھا اور مجھے وہین ٹھہرا کر میری نظر سے غایب ہوا تھوڑی دیر کے بعد وہ مرد مہیب دوسرے ایک مرد عجیب کو ہمراہ لیے ہوئے پھر ظاہر ہوا اور مجھ سے کہا کہ یہ تیرا پدر ہے جو کچھ تجھے پوچھنا ہو اس سے پوچھ لے مین نے کہا کہ یہ تو میرا باپ نہین ہے میرا پدر تو وجیہ تھا اور یہ سر سے پانو تک کریہہ ہے رنگ اسکا سیاہ اور حال اسکا تباہ ہے

اُس شخص نے کہا کہ تو کچھ شبہ نکر یہی تیرا پدر ہے اور عداوت ائمہ اثنا عشر کا یہ ثمر ہے کہ شکل اُسکی پر خطر ہے چہرہ پر اسکے سیاہی یہ دود جہنم کا اثر ہے تب مین نے اُسکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آیا تو ہی میرا پدر ہے وہ بولا کہ ہان ای فرزند مین نے عمر اپنی غفلت مین بسر کی اولاد خیر البشر سے شر اور آل امیہ کی الفت مین سینہ سپر رہا بوجہہ عداوت آل رسول الثقلین سواد الوجیہ فی الدارین ہوا عذاب خدا مین گرفتار عقاب جہنم کا سزاوار تجھکو جو محب عترت رسول جانتا تھا تو تجھسے عداوت اور دل ملول رہتا تھا مال تجھسے چھپایا کہ مال پر نظر نہ تھی اب پشیمانی کچھ مفید روحانی نہین ہے اے فرزند وہ باغ دل پسند جو مین نے رملہ مین بنا کیا ہے اُسمین ایک درخت زیتون کا ہے اوس درخت کی جڑ کے قریب جگہہ کھودنا وہان ایک لاکھ درہم مین نے دفن کئے ہین اوسکو نکال لے مگر یہ شرط ہے کہ اُس مین سے نصف مال نذر امام زمان ہے کہ حضرت باقرؑ ہین اور نصف مال کو تو اپنے تصرف مین لا یہ کہا اور میری نظر سے غایب ہوا یا ابن رسول اللہ اب رملہ کو جاتا ہون اور وہ دفینہ لاتا ہون اور نصف مال مذکور نذر حضور کرتا ہون یہ کہکر وہ مرد شامی اوس شافع یوم القیامی سے رخصت ہوا اور مین اپنے گھر آیا ایک روز پھر مین خدمت مین شاہ حجاز کی گیا اور انتہائے راز اس اعجاز کا مین نے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ اُس شامی نے اپنے وعدہ ایفائے نذر کو پورا کیا اور پچاس ہزار درہم وہ ہمکو دیگیا چنانچہ ہمنے اُس مال سے کچھ قرضہ اپنے ذمہ کا ادا کیا اور کچھ اپنے اقربا کو تقسیم کیا اور جو کچھ رہا تھا اُس سے ہمنے ایک موضع نواح خیبر مین مول لیا ہے۔ اب مومنین سُنین ارشاد اپنے آقائے خامس جناب باقرؑ خوش نہاد کا ہمنچی ہی اکثر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ دوست رکھو اور محبّت کرو اوس شخص سے کہ جو دوست رکھے ہم اہلبیتؑ رسو لخدا کو اگرچہ وہ شخص محب ہمارا عاصی و گنہگار بھی ہو اور دشمنی رکھو اوس شخص سے جو عداوت اور دشمنی رکھے ہم اہلبیتؑ سے اگرچہ وہ دشمن ہمارا کیسا ہی متقی و پرہیزگار ہو اب حضرات یہ مقام تامّل ہے کہ جب ایسے درجات عالی ہون اون لوگون کے جو محبّت رکھتے ہون اہلبیتؑ سے ہر چند کہ وہ سب گنہگار اور مرتکب نا فرمانی پروردگار ہون پس کسقدر درجات عالی ہون گے اون سعادتمند جنھون نے جانین اپنی روز عاشور فدائے حسینؑ غیور کین کہ بکمال سرور راہ شہ جمہور مین اپنے بدنون پر نیزے کھائے اور جب تک زندہ رہے زخم نیزہ و شمشیر سے امام دلگیر کو بچاتے رہے چنانچہ بہتر تنون مین سے ایک بزرگوار عابس شاکری رضی اللہ عنہ مع اپنے غلام کے کہ شوذب اوسکا نام تھا خدمت امام علیہ السلام مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے مجھے خدائے عز و جل کی کہ کوئی چیز دنیا مین مجھے آپ سے زیادہ عزیز نہین ہے اگر کوئی چیز عالم مین مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتی اور مین جانتا کہ عوض [illegible]

یہ بلائے عظیم قتل کی دفع ہو جائے گی تو ہر گز مین اوسے حضرت سے عزیز نہ رکھتا اب ناچار ہون کہ کوئی چیز جان سے
زیادہ عزیز نہین رکھتا ہون اب چاہتا ہون کہ اُسے آپ پر نثار کرون اور یہ سلام آخری میرا ہے پس عابس رحمۃ اللہ علیہ
اجازت جہاد لیکر دست بقبضہ شمشیر میدان کارزار مین آئے ربیع بن تمیم کہتا ہے کہ جب اوس دلیر کو مین نے دیکھا
تو پہچانا کہ اکثر معارک جہاد مین اونہین لڑتے ہوئے دیکھا تھا اور وہ مثل اپنا شجاعت اور بہادری مین نرکھتے تھے
پس مین نے لشکر عمر سعد کو ندا دی کہ یہ شیر ہے شیران عرب سے اور نام اس بہادر کا عابس بن شبیب ہے خبردار ہو جاؤ
اور اپنی بہادری پر نازان ہو کر کوئی تم مین سے اکیلا اُسکے مقابلہ پر نہ آئے ورنہ اس جرار کے ہاتھ سے سب واصل
النار ہو جاؤ گے یہ دلیر تم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑیگا یہ سُنکر سب نامرد خائف و ترسان ہو کر کھڑے رہ گئے
ہر چند عابس دلیر نے پکار اکئے کہ تم مین کوئی دلیر ہے کہ مجھ سے شیر کے مقابل ہو مگر کوئی اون مین سے نہ نکلا جب
عمر سعد بدنہاد نے دیکھا کہ کوئی شخص صفوف لشکر سے مقابلہ عابس پر نہین آتا تو اپنے لشکر کو آواز دی کہ اے
روبا ہو اگر تم بسبب خوف جان کے سامنے اس شیر ذلیشان کے نہین ہو سکتے ہو تو سب ملکر اس بہادر کو پتھرون
سے سنگسار کرو کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر اُسکے قتل کی نہین ہے جب یہ کلام عابس نیکنام نے سُنا تو عجب طرح
کی شجاعت ان کی لکھی ہے کہ اسیوقت زرہ اپنے بدن سے اوتار ڈالی اور خود سر سے اوتار کر پھینکدیا
اور تمام جسم شریف اپنا وقف راہ خدا کر کے مثل شیر غضبناک اوس قوم ناپاک پر جھکے اور بہت ملعونون کو
واصل جہنم کیا ربیع بن تمیم بقسم کہتا ہے کہ مین شجاعت عابس کی بچشم خود دیکھتا تھا کہ صدہا نامرد نام آوران
لشکر عمر سامنے سے عابس جرار کے اسطرح بدحواس ہو کر فرار کرتے تھے کہ جیسے باز کے خوف سی کنجشک
اور شیر کے ڈر سے گوسفند بھاگتے ہین آخرکار سب اشقیائے نابکار ملکر اوس دلیر پر ٹوٹ پڑے اور شہید
کیا ربیع کہتا ہے دیکھا مین نے سر مقدس عابس بیکس کا لوگ لئے جاتے تھے اور آپس مین جھگڑتے تھے ہر شخص
اون مین سے دعوے کرتا تھا کہ عابس سے بہادر کو مین نے قتل کیا ہے جب عمر سعد لعین نے اون ملاعین کو
باہم لڑتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ تم عبث لڑے مرتے ہو مین خوب جانتا ہون کہ تم مین سے کسی ایک شخص کی
مجال نہ تھی کہ عابس سے دلاور کو قتل کرتا بلکہ ہمنے تمہارے جھگڑے کا یہ تصفیہ کیا کہ تم سب نے ملکر اسے قتل کیا ہے
اور شوذب علیہ الرحمہ غلام عابس نے بھی داد شجاعت دیکر جام شہادت نوش کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الخ

مجلس چہارم مین بیان مباحثہ و تقریر جو جناب باقر با توقیر اور ہشام بن عبدالملک حاکم شام کے درمیان مین واقع ہوا و ذکر سوال و جواب آنجناب عالم قوم نصارا سے و خاتمہ مصائب امام حسین پر

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ کہ مذہب شیعہ مین بڑے محدث اور محقق کامل گزرے ہین جناب صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کرتے ہین کہ ایک سال ہشام بن عبد الملک بن مروان حاکم شام کا واسطے حج کے کعبہ مین آیا اور میرے پدر عالی مقام جناب باقر علیہ السلام پہلے سے وہان مقیم تھے اور مین بھی ہمراہ رکاب اُس عالی جناب کے تھا جبکہ ہنگامہ حاجیون کا کثرت سے ہوا تو ایک روز مین نے اوس مجمع مین کچھ بیان مدح مین اپنے خاندان کے پڑھا جسکا حاصل مضمون یہ ہے کہ ہمپر فضل خالق اکبر ہے کہ اُس نے ہمکو تمام زمانہ کا رہبر اور ہادی جن و بشر کیا ہم خاصہ خلاصہ دو جہان ہین ہم سردار زمین و زمان ہین محب ہمارا سعادت قرین ہے اور دشمن ہمارا سزاوار اسفل السافلین ہے ہم مرشد میکائیل ہین اور شہزادہ جبرئیل ہین ہم خوزادہ اسرافیل اور حاکم عزرائیل پیشوائے جن و بشر مالک بحر و بر ہین

نظم

ہم خلق مین ہین احمد و حیدر کی نشانی
شبر کے جگر بند ہین شبیر کے جانی
دنیا مین نہین آج ہمارا کوئی ثانی
ہین فضل الہی سے ہمین دین کے بانی
معبود کی خلقت کا سرانجام نہوتا
ہم ہوتے نہ دنیا مین تو اسلام نہوتا

چونکہ یہ حدیث بہت طولانی ہے لہذا خلاصہ مطلب لکھا جاتا ہے جناب صادق علیہ السلام نے بہت کچھ فضائل و مناقب اپنے اور اپنے تمام خاندان کے اوس مجمع عام مین بیان فرمائے تو اوس مجمع مین ملازم ہشام کے بھی موجود تھے اُنہون نے تذکرہ میری کلام کا ہشام سے کیا وہ ملعون سُنکر اپنے دل مین آتش حسد سے کباب ہوا مگر کوئی موقع ہمارے ایذارسانی کا اوس شیطان ثانی کو وہان نہ ملا جب وہ ملعون شام مین اور ہم مدینہ اپنے مقام مین آئے تو بقصد آزار ہشام نابکار نے میرے پدر بزرگوار جناب باقر کو مدینہ سے شام مین طلب کیا جب ہم حسب الطلب اوس بانی ظلم و غضب کے داخل شہر دمشق ہوئے تو اہل شہر نے ہمارا اکرام کیا مگر ہشام بدانجام نے ہمکو بوفور غرور تین روز تک اپنے سامنے نہ بلوایا آخر روز چہارم ہمکو طلب کیا تو بدبخت اپنے تخت پر بکمال نخوت بیٹھا ہوا نشانہ پر تیر لگانے کے شغل مین مصروف تھا تمام ملازم اور ارکان اوس بے ایمان کے سامنے صف بستہ تھے اور اکثر اون مین سے بھی تیر نشانہ پر لگا رہے تھے میرے پدر بزرگوار سے بولا کہ تم بھی نشانہ پر تیر لگاؤ حضرت نے فرمایا کہ اس ضعیفی مین مین خود مثل کمان خمیدہ ہون با این ناتوانی اب کیا کمان کشیدہ کرون اوس نے دوبارا کہا اور قسم دی اور تیر و کمان اوس بداندیش نے پیش کیا اور غرض اوس نابکار کی اس مبالغہ و اصرار سے یہ تھی کہ جب اس ضعیفی مین تیر اوس امام زمانہ کا نشانہ سے خطا کرے گا تو سبب خفت اور مضحکہ کا ہوگا اور خادم حضرت کے نادم ہون گے آخر مجبور بحکم ضرورت شاہ جہور نے کم

قبضہ مین لے لی اور تیر حلہ کمان مین جوڑ کر بنام خدا نشانہ پر رہا کیا باقبال و اعجاز شاہ سرفراز کے وہ تیر عین نشانہ پر جاگزیر ہوا اس خوبی نشانہ خدنگ سے تمام حاضرین دنگ ہوگئے ہشام بے نام ونگ بھی حیران رہ گیا جب دوسرا تیر دست حق پرست سے جدا ہوا تو عجب صفائی اور معجز نمائی تھی کہ تیر اول کے بطن مین اس خوبی کے ساتھ پیوست ہوا کہ گویا تیر کو ترکش مین پنہان کیا ہے زہے صفائی دست شاہ دستگیر کی کہ اسیطرح ۹ نہ تیر بطن ہر تیر مین پنہان و پیوست ہوئے گویا تیر اول قالب نہ تیر کا بنگیا تمام خاص و عام پر قدرت و شوکت امام باقرؑ کی ظاہر ہوئی اور ہر خورد و کلان شان شاہ انس و جان کو پہچان گیا ہشام حیلہ ساز بظہور اس اعجاز کے بہت کچھ سوختہ آتش عناد ہوا بظاہر ثنا خوان اور دل مین پشیمان تھا بڑی دیر تک سر ندامت جھکائے ہوئے کینہ و حسد اپنے قلب سیاہ مین چھپائے ہوئے بیٹھا رہا جب امام کو طول قیام ہوا اور طبع شریف کو تکلیف ہوئی تو ایکدفعہ ہی حضرت کو خشم آیا کہ ہر دو چشم مبارک سرخ ہوگئین اور اوس امام دہر نے نظر قہر آسمان کی طرف دیکھا جب اوس لعین نے تیور امام دین کے بدلے ہوئے دیکھے تو بہت ڈرا کہ غصہ ہاشمی اور خوارق عادات ان حضرات سے بخوبی واقف تھا بے اختیار جفا شعار تخت سے اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنی جگہہ پر شاہ بحر و بر کو جگہہ دی اور جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ اوسوقت مجھکو بھی بتعظیم تمام ہشام نے قریب تر شاہ امام کے بٹھلایا اور بولا کہ اس فن تیر اندازی مین کمالات شاہ حجازی کے دیکھکر آنکھین میری روشن ہوئین یہ فن آپنے کہان سیکھا ہے فرمایا کہ سب اہل بیت اس کمال مین بے مثال ہین عہد شباب مین بقصد ثواب مین بھی تیر لگاتا تھا اب ضعیفی مین کچھ شوق تیر رہا نہ ذوق کمان ہے تیرے اصرار سے یہ اسقدر ہنر اپنا تجھپر اظہار کیا وہ بولا کہ آپکے کمال مین سنے دیکھا اب کہیے کہ جعفرؑ کو بھی اس فن مین کچھ دستگاہ ہے حضرت نے فرمایا کہ تو یہ کیا پوچھتا ہے ہمارے چھوٹے اور بڑون کا یکسان حال ہے ہر ایک ہم مین سے ہر ہنر اور فضل و کمال مین بے مثال ہے کب کسی کی یہ قدر علی ہے اور کب زمانہ ہم سے خالی ہے

نظم

اللہ نے کونین کی دولت ہمین دی ہے صابر کیا اللہ نے ہمت ہمین دی ہے	دی تھی جو علیؑ کو وہ شجاعت ہمین دی ہے ان سب کے سوا اپنی محبت ہمین دی ہے
اعلی بھی ہین اکرم بھی معظم بھی ہمین ہین	ہادی بھی وفادار بھی ضیغم بھی ہمین ہین
توڑا ہے جنہون نے در خیبر وہ ہمین ہین جو سارے شجاعون مین رہے سرور وہ ہمین ہین	مشہور جو ہین قاتل عنتر وہ ہمین ہین او تری جنہین شمشیر دو پیکر وہ ہمین ہین

جبرئیل کو ہے فخر غلامی کا ہماری	ہے قدسیوں کو حکم سلامی کا ہماری

جب حضرت نے یہ کچھ فضائل و خصائل اپنے اوس حسود مردود کے سامنے بیان کئے تو اس بے حیا نے بوفور حسد اوس خاصہ صمد سے یہ مباحثہ اور ردّ وکدّ شروع کیا کہ یہ تعلّی تم بنی ہاشم کی سراسر لاف ہے دادا آپکا اور ہمارا عبد مناف ہے ہاشم اور امیہ ایک باپ کے فرزند ہیں پس ہم اور تم ایک شاخ کے پیوند ہیں پھر آپ کو ہم پر کس امر پر ترجیح ہے حضرت نے فرمایا یہ صحیح ہے سب بنی آدم اولاد آدم ہیں مگر آیہ شریفہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ کی دلیل سے ربّ جلیل نے اولاد ہاشم میں مرتبہ نبوّت اور امامت کا عطا فرمایا پس منزل و مقام علم آغاز و انجام کہ جو ہمکو ملا وہ تمام عالم میں ہر فرد بشر میں کب کسی نے پایا اس مقال سے وہ حاسد بد اعمال آتش حسد و غضب سے اور زیادہ لال ہوا اور بولا کہ اولاد ہاشم سے صرف ایک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ پیغمبر ہوئے ہیں اور خاتمہ پیغمبری کا اونہیں پر ہوگیا اون کے بعد اب کوئی پیغمبر ہوگا پس تمکو کہاں سی کل خاندان عبد المناف پر یہ بزرگی اور خصوصیت حاصل ہوئی جیسے خاندان میں آپ ہیں ویسے ہی قدر و منزلت میں ہم ہیں تب حضرت نے فرمایا کہ اے بے خبر حدیث اپنے پیغمبر کی تو یاد کر کہ بارہا ارشاد فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا پس پیغمبر خدا جنکا تجھکو اقرار ہے شہر علم کے ہیں اور علی مرتضے کہ جن کے فضل و اقتدار کا تجھکو انکار ہے وہ معصوم باب علوم ہیں اور جو کچھ علم و کمالات اور مراتب عزّ و جاہ جناب رسول اللہ سی علی ولی اللہ کو پہنچا ہے وہ منازل و درجات سے ہمکو تفویض ہوئے ہیں پیغمبر خدا نے ہزار باب علم کے روئے علی پر کھولدئے کہ ہر باب سے ہزار باب دیگر روئے علی عالی جناب پر کشادہ ہوئے پس وہ تمام علوم ہمارے سینہ علم گنجینہ میں موجود اور مفہوم ہیں یہاں غیر کی کیا تاب و توانائی کہ لب کشائی کرے

یا تیرے گھر میں بتا ای دشمن دین نابکار	جبرئیل آئے ہمارے گھر میں ہر لیل و نہار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار	شان میں کسکی احد میں آسمان سے تھی پکار
ہل اتی اسے بول کسکو منزلت حاصل ہوئی	آیہ تطہیر کسکی شان میں نازل ہوئی

اوس جاہل نے کہا کہ دعوئے علم غیب کا مرتضے علی کو کب روا تھا غیب دانی کار خدا ہے نہ کہ مرتضے ہے حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں تمام راز غیبی مندرج ہیں اور اون بھیدوں کے عالم مرتضے علی ہیں اس دلیل سے کہ خود حق سبحانہ تعالے ارشاد فرماتا ہے وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ یعنی تمام اشیا احاطہ کی گئین ہیں بیچ امام مبین کے اور وہ امام مبین امیر المومنین علی ابن

ابیطالب ہین اور قرآن کے علم باطنی سے آگاہ و خبردار ہین کیا تجھکو یاد نہین کہ عمر ابن خطاب تیرے خلیفہ دوم نے بارہا اکثر معاملات مین لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ الْعُمَرُ کہا ہے یعنی اگر نہوتا علیؑ تو ہلاک ہوتا عمر پس اگر مرتضےٰ علیؑ کو علم غیب نہوتا اور موافق اوس علم مکنون کے تصفیہ قضایا کے نفرماتے تو عمر ایسا کلمہ زبان پر کیون لاتے جب یہ کلمۂ الحق اوس ہادی مطلق کی زبان پر جاری ہوئے تو وہ ناری جواب سے عاری ہوا اور سر ندامت شاہ باکرامت کے سامنے جھکا کر بولا کہ آپ غصہ نکیجے جو حاجت ہو مجھ سے لیجے فرمایا حضرت نے کہ بس حاجت ہماری یہی ہے کہ ہمکو رخصت دے کہ ہم مدینہ کو چلے جائین وہ بولا کہ آپ ابھی تیاری کیجیے اور مدینہ کو تشریف فرما ہوجیے جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ اوسی وقت ہم دونو شہر دمشق سے بارادہ یثرب وہان سے چلے جبکہ منتہائے میدان مین بیرون در شام خیرہ سر کے پہنچے تو ایک میدان بہت بڑے وسیع مین ہمنے ایک انبوہ کثیر مردمان صغیر و کبیر کا دیکھا پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہان ایک کوہ پر عالم باشکوہ قوم نصارا کا رہتا ہے تمام سال وہ عزلت نشین رہتا ہے اور ایک دن کے واسطے سال بھر مین وہ اپنے گوشہ سے نکلکر اس میدان مین آتا ہے اور لوگون کو اپنا وعظ و پند سناتا ہے آج اوسکے باہر نکلنے کا دن ہے اب وہ برآمد ہوا چاہتا ہے اور اسی واسطے یہ مجمع اس میدان مین جمع ہے یہ کیفیت سنکر حضرت نے وہان توقف کیا اور عمامہ تقدس زیب سر مبارک کرکے اس مجمع مین تشریف لے گئے اور ایک طرف کو اوس مجلس مین بیٹھ گئے ناگاہ آمد آمد اوس راہب نصارا کی شروع ہوئی تمام حاضرین اوسکی تعظیم کو اوٹھکر تسلیم بجالائے مگر حضرت بکمال حلم و وقار اپنے جگہہ پر قرار کیے رہے جب وہ عالم اوس مجمع مین بیٹھا اور انبوہ خلائق پر اوس نے نگاہ کی تو اوس تمام جماعت مین چہرۂ انور امام بحر و بر مثل شمس و قمر کالبدر فی الدجیٰ اور والشمس والضحےٰ کے چمکتا تھا پس اوّل نظر اوس عالم کی جمال بے مثال شاہ خوشخصال پر پڑی اوس نے پہلے حضرت ہی سے سوال کیا کہ آپ دونو صاحب ہماری گروہ سے ہین یا ہمسے غیر ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہم اتباع احمد نبی اللہ سے ہین اور شرع محمدی سے من کل الوجوہ واقف اور آگاہ ہین جب اوس نے یہ سنا تو ہمہ تن متوجہ طرف شاہ زمن کے ہوکر سوال کیا کہ اگر آپ علمائے اہل اسلام سے ہین تو میرے چند مسئلہ ہین آپ اونکا جواب دیجیے فرمایا کہ ہان پوچھ جو کچھ کہ تجھکو پوچھنا ہے - اب سنین حضرات سوال و جواب اوس مجمع کے اور علم امامت شاہ باکرامت پر غور کرین اور درود پڑھین **سوال اوّل** اوس راہب نے جناب باقرؑ سے سوال کیا کہ آپ جانتے ہین نعمات جنت اور میوجات جنت جو بہشتی لوگ کھائین گے تو اوسکا مدفوع یعنی بول و براز نہوگا فرمایا

حضرت سے کہ لاریب ایسی طرح ہے جیسا تونے بیان کیا تب اُس نے پوچھا کہ آپ دلیل و مثال اسکی دنیا مین دیکر
ثابت کرین کہ بعد کھانے پینے کے بول و براز کیون نہوگا قربان علم امام انس و جان پر کہ جواب اِس سوال کا مناسب
حال بنائے ناپاک کے کیسا برجستہ دیا فرمایا کہ تو جانتا ہے جنین رحم مادر مین غذائے طمث یعنی حیض کھاتا ہے وہ
بولا البتہ صحیح ہے فرمایا کہ اوسکا فضلہ کہان ہوتا ہے بس یہی مثال ہے تیرے سوال کی یہ جواب معقول سُنکر وہ
مجہول حیران رہ گیا **سوال دوم** پھر دوسرا سوال اوس راہب نے یہ کیا کہ رات دن مین وہ کون ساعت ہے
کہ جسکو رات کہہ سکتے ہین نہ دن مین وہ ساعت شمار ہوتی ہے جواب فرمایا کہ نور و ظلمت کے درمیان مین
وہ ساعت ہے طلوع صبح صادق اوسکی ابتدا ہے اور ظہور آفتاب اُسکی انتہا ہے یہ وہ وقت ہے کہ رحمتِ
الٰہی اِس وقت مین روئے عالم پر منتشر ہوتی ہے جو کوئی اسوقت مین خواب غفلت سے بیدار ہوکر یادِ خدا مین
مصروف ہوتا ہے تو وہ تعالے شانہ اوسکا ہر امر مین کفیل ہے جب یہ جواب اُس جناب سے سُنا تو اِس عالم نے
ایک نعرہ اپنے سینہ سے بے اختیار نکالا اور اپنے دل مین عظمت و بزرگی اور علم کو حضرت کی سمجھ گیا اور تیسرا
سوال اپنے نزدیک اشکال سمجھکر اُس نے کیا اور کہا کہ اب مین ایک سوال تمسے ایسا کرتا ہون کہ اوسکے جواب
مین آپ یقیناً عاجز ہون گے حضرت نے فرمایا کہ دو سوال تونے ہم سے کئے اِن کے جواب تو ایک طفل مکتب
بھی ہمارا دے سکتا تھا ہان کوئی سوال مشکل ہمسے پوچھ کہ ہم مخزن علوم الٰہی اور معدن رموز نامتناہی ہین
اب وہ سوال تیسرا کرتا ہے **سوال سوم** پوچھا اوس نے کہ آپ خبر دین مجھکو اون دو شخصون کی جو
ایک وقت مین پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت مین مر گئے اور عمرین دونون کی مختلف ہوئین ایک پچاس
برس کا ہوکر دنیا سے گیا اور دوسرے نے ڈیڑھ سو برس دنیا مین زندگانی کی اور دونو ساتھ مر گئے جناب امیر
علیہ السلام یہ سوال اُس سے سُنکر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ سُن جواب اسکا وے دونو شخص دنیا مین
نبی گزرے ہین اور سانحہ اونکا نہایت عجیب و غریب ہے ایک اونمین سے حضرت عزرہ ہین اور دوسرے جناب
عزیر علیہما السلام ہین یہ دونون حضرات ایک وقت مین پیدا ہوئے جب عزیر کی عمر پچیس ۲۵ سال کے ہوئے
تو اون کو ایک سفر درپیش ہوا پس اپنے خچر پر کچھ اسباب بار کرکے اور کچھ توشہ کھانے پینے کا اپنے ساتھ
لیکر روانہ ہوئے جب ایک قریہ مین پہنچے کہ نواح بیت المقدس حوالی شام مین وہ قریہ واقع تھا تو وہان
عجب حال دیکھا کہ تمام آدمی مرد و زن اوس گانو کے مردہ و بے دفن و کفن پڑے ہوئے ہین اور کوئی
متنفس وہان زندہ نظر نہین آتا ہے جب اُس پیغمبر نے یہ کیفیت دیکھی تو اُن کے دل مین ایک ظن اِس

قسم کا پیدا ہوا کہ بعد مرنے کے زندگی محال ہے اللہ تعالٰے نے اپنی قدرت ان کو دکھلائی جس وقت اپنے توشہ کو کھولکر قصد کیا کہ کچھ کھانا تناول کریں اسی وقت ملک الموت پیام فوت لیکر حاضر ہوئے اور روح اُن کی قبض کی پس وہ خر اور توشہ اونکا بدستور رکھا رہگیا یہانتک کہ حضرت عزیر سو برس تک مردہ رہے جب سو برس تمام ہوئے تو پھر بقدرت خداوند قادر یہ دوبارا زندہ ہوئے دیکھا تو وہ خر اور توشہ حضرت کا اُسی طرح سے سامنے رکھا ہوا ہے کہ جسطرح چھوڑکر مر گئے تھے جب عزیز کے ہوش و حواس درست ہوئے تو اون کو اپنے ہمسن عزرہ کا خیال آیا کہ نہین معلوم کہ وہ اس مدت مین زندہ رہے یا مر گئے پس عزیز اپنے شہر مین آئے تو صورت شہر کی بدلی ہوئی پائی عزرہ کو دیکھا تو وہ اس عرصہ مین ایک سو پچیس سال کی عمر کو پُہنچے تھے نہایت ضعیف اور بوڑھے ہو گئے تھے تمام بال سر و ریش کے سفید تھے بعد دریافت پتہ و نشانات باہم ملاقات ہوئی دونو بغلگیر ہو کر ایک دوسرے کے حال سے عبرت پذیر ہوئے المختصر بعد زندہ ہونے عزیز کے وہ دونون پچیس سال اور زندہ رہے اور ایک دن اور ایک ہی وقت مین دونون نے قضا کی تو اس صورت مین عزیز نے پچاس برس زندگانی کی اور عزرہ ڈیڑھ سو برس زندہ رہے پس جب یہ جواب باصواب اوس راہب نے سُنا تو نہایت ہی خجل اور اپنے سوالات کے جواب سُنکر بہت منفعل ہوا اور اپنی قوم سے کہا کہ اس عالم بے مثل کو تم کہان سے یہان لائے ہو یہ شخص تو دریائے علم و معرفت ہے پس فصاحت اور جواب اُس عالی جناب کے سُنکر حاضرین سے ایک غلغلہ پیدا ہوا اور سب لوگ کلام امام کی طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے عالم قدیم کو نہایت پست اور ذمیم جانا حاکم شہر نے جب یہ واقعہ سُنا تو اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ مبادا خلائق شہر کی اُن کی طرف رجوع کرے اُس نے فوراً اپنے خادم کے ہاتھ کچھ زاد راہ خدمت شاہ مین بھیجکر پیام کیا کہ میری رائے مین آپ کا قیام اس ملک شام مین بہتر نہین ہے مبادا کوئی فتنہ واقع ہو یا مضرت آپ کو پُہنچے پس حضرت وہان سے روانہ ہوئے باقی بیان اس حدیث کا مجلس آئندہ مین انشاء اللہ ہوگا۔ کیون حضرات کیسے کیسے سنگدل اور جاہل تھے یہ لوگ کہ باوصف دیکھنے ان معجزات و خوارق عادات حضرات طاہرات علیہم الصلوٰۃ کے کچھ بھی متاثر اور متنبہ نہوتے تھے اشرار بنی امیہ پر قدرت و اختیار ائمہ اطہار کا خوب ظاہر و آشکار رکھا تھا پھر ہمیشہ یہ نابکار درپے آزار ہر ایک امام عالی وقار کے رہے کیا یزید پلید اور ابن زیاد بد نہاد پر قدر و منزلت حسینؑ اور اولاد حسینؑ کی ظاہر نہ تھی کہ دیدہ و دانستہ وبال اس خون ناحق کا اپنے سر پر لیا اصغرؑ بے شیر تک کو نشانہ تیر کا کیا سید سجادؑ کو دستگیر اور باقرؑ کو اسیر بنایا اسقدر ظلم پر اکتفا کر کے ظلم

کربلا کا سر مبارک نوک نیزہ پر چڑھایا اونکی مستورات طاہرات اور اطفال خورد سال کو مقید کر کے شہر بشہر اور دیار بدیار پھرایا منقول ہے کہ اوس وقت مین جناب باقر علیہ السلام بہت خورد سال تھے اور اپنے جد مظلوم حسین معصوم سے نہایت مانوس تھے خوبی تقدیر سے اوس صغیر نے اپنے جد مظلوم کو زیر زانوے شمر لعین تہ خنجر بے کین اپنی آنکھون سے تڑپتے ہوئے دیکھا باپ کو بستر بیماری پر بحالت پریشان اور مان پھپھیون کو چاک گریبان دیکھا مومنین کس منہ سے یہ داستان غم و حکایت درد و الم بیان کیجائے جب وقت شہادت امام غریب قریب پہنچا اور جناب سجادؑ دلستہ بیماری سے مضطرب ہوکر اوٹھے کہ دیدار آخری باپ کا دیکھ لین در خیمہ پر آکر ہر چند باپ کے مبارک کو اوٹھا کہ نظر کرتے تھے مگر دو سببے کچھ نظر نہ آتا تھا اوّل تو زمین مقتل شاہ کربلا کی بہت نشیب مین تھی دوسرے انبوہ کثیر خنجر و شمشیر لئے ہوئے گرد اوس معصوم اور معصوم زادہ کے آمادہ اوس امر کے تھے کہ جس سے آسمان پھٹ جائین اور زمین ٹکڑے ہو جائے جب دور سے دیدار پدر بیدیار کا نظر نہ آیا اور دل بہت بیقرار ہوا

نظم

تب کاندھے پہ سجادؑ نے باقر کو چڑھایا اوس طفل نے مقتل کی طرف منہ کو پھرایا	طاقت جو نہ تھی روز امامت سے اوٹھایا اور پیٹ کے پھر ننھے سے سر کو یہ سنایا
رن سرخ ہے فوارہ خون تن سے بہے ہین	بابا میرے دادا تو پڑے لوٹ رہے ہین
یہ سنکے لگے دیکھنے مقتل کو وہ مغموم عابدؑ نے کہا بولو تو اب کیا ہوا معلوم	پھر خاک پہ کاندھے سے تڑپ کر گرا معصوم منہ پیٹ کے چلایا وہ مظلوم کا مظلوم
اے بابا بچانے کو چلو ہائے یہ کیا ہے	ایک شخص میرے دادا کے سینہ پہ چڑھا ہے
سب آل پیمبر نے قدم رنکو بڑھایا اور زلفون کو بکھرا ہوا رخسارہ پہ پایا	بڑھتے ہی سنان پر سر مولا نظر آیا سر پیٹ کے باقرؑ نے یہ تب شور مچایا
سے ہے ترا سر کٹ گیا اے گل کے خوزادے	بولا سر شبیر تمھین صبر خدا دے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس پنجم مین بھی فضائل و معجزات جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے و ذکر بقیہ حدیث جناب صادق بیان مین ظہور معجزہ منزل مداین مین وخاتمہ ذکر مصایب امام حسینؑ پر جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ میرے پدر بزرگوار جناب باقر علیہ السلام شہر دمشق سے

بارادۂ یثرب ہشام حاکم شام سے رخصت ہو کر چلے تو مین بھی ہمراہ رکاب اُس عالی جناب کے تھا راستہ مین
سانحہ عجیب پیش آیا جب ہم شہر مداین مین پہنچے تو ہشام نا فرجام نے شام سے عامل مداین کو قبل از ورود
حضرت کے خط لکھکر بھیجدیا اس مضمون کا کہ اولاد مرتضےٰ علیؑ سے دو شخص باپ بیٹے کہ وہ عیاذاً باللہ ساحر
ہین مدینہ سے شام مین آئے تھے بظاہر تو آپ کو مسلمان مشہور کرتے ہین مگر درحقیقت مایل دین تنصر ہین اور
لوگون کو اپنی طرف مائل کرتے ہین ایسا نہو کہ وہ مداین مین پہنچکر لوگونکو دین نصارا کی ترغیب دین اور دین محمدی
مین فتور واقع ہو لہذا اجر شرط ہے کہ اون دونو ساحرون کو شہر مین نہ آنے دیجو اور ہرگز اون کے ساتھ خرید
و فروخت نہ کیجو نہ آب و دانہ اُن کو دیجو بلکہ بے دانہ و آب زندگی سے اونکو جواب ہو جناب صادقؑ فرماتے
ہین کہ جب ہم متصل شہر مداین کے پہنچے تو میرے پدر بزرگوار نے غلامون اور خادمان ہمراہی سے ارشاد
فرمایا کہ تم آگے شہر مین جاکر تلاش مقام اور کھانے پینے کا انتظام کرو اور عقب تمہارے ہم بھی آتے ہین جب
حضرت کے خادم دروازۂ شہر پر پہنچے تو وہان پہلے ہی عامل شہر نے بندوبست کرلیا تھا جب دربانون کو
معلوم ہوا کہ یہ خادم حضرت کے ہین اور اُن کے بھیجے ہوئے آئے ہین فوراً دروازہ شہر پناہ کا بند کرلیا اور اُن کو
دشنام بے باکانہ اور حضرت کی شان مین بھی کلام گستاخانہ اور جناب امیرؑ کے حق مین سخن بے ادبانہ کرنے
لگے جب خادمون نے یہ طور اہل جور دیکھا تو مجبوراً متوقف ہوئے اس عرصہ مین ہم بھی آپہنچے خادمون
نے کیفیت ماضی کہکر دربانون کی شکایت اور اپنی ناراضی بیان کی اُسیوقت حضرت نے خود بہ نفس نفیس
دروازہ پر کھڑے ہو کر نہایت عاجزی و انکسار سے فرمایا کہ ہم مسافر اور غریب الوطن ہین ہمکو راستہ دو
اُن ملعونون نے حضرت کی عاجزی پر بھی کچھ اعتنا نہ کی بلکہ اول سے زیادہ تر مثل سگ کے آوازین بلند کرنے
لگے مگر آپ نے بہ نرمی کہا کہ تم لوگونکو ہم مسافرون سے ایسی عداوت ہے کہ یہود و نصارا کے ساتھ خرید و
فروخت کرتے ہو اور ہمسے ڈرتے ہو حضرات سبب اس مبالغہ اور اصرار کا واسطے کھلوانے دروازہ
شہر کے یہ تھا کہ اُس شہر کے ہر طرف بڑے بڑے پہاڑ واقع تھے اور سوائے شہر کے راستہ کیطرف
کوئی نہ تھا پس دوبارا کے فرمانے پر امامؑ کے وہ بدانجام غصہ ہو کر بولے ہم لوگونکو تمسے ملنے کی کچھ خواہش نہین
ہے ہمارے نزدیک عیاذاً باللہ تم یہود و نصارا سے بدتر ہو اسواسطے کہ وہ جزیہ دیتے ہین اور تم کو جزیہ
سے انکار ہے حضرت نے تیسری نوبت پھر اونپر حجت تمام کی کہ بہلے ہمکو راستہ دو پھر جزیہ کی گفتگو کیجو اسپر
بھی اون ملعونون کو کچھ اثر نہوا جب تو دریائے قہر امام عالی مقام موج زن ہو کر چہرہ پرنور پر غضب

مثل مہر روشن ہوگیا پس مجھکو مع غلامان اسی مکان پر ٹھہرا کر وہ دانائے رموز غیب مثل جناب شعیبؑ کوہ مدین پر تشریف لے گئے کہ متصل شہر کے تھا اور روئے مبارک طرف شہر کی کر کے یہ آیہ شریفہ تلاوت فرمائی وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا الیٰ اخرہ کہ قصہ حضرت شعیب علیہ السلام مین واقع ہے حضرت شعیب پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام نے بھی اسیطرح کوہ مدین پر کھڑے ہو کر اپنی قوم ناسپاس کے حق مین دعا کی تھی جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ اس آیہ شریفہ کا پڑھنا تھا کہ یکا یک ایک آندھی سیاہ نمایان ہوئی کہ تمام روئے عالم پر پردہ تاریکی کا چھا گیا اور آثار قیامت کے ظاہر ہوئے اور بقدرت خدا جو کچھ امام زمان پڑھتے تھے ہوا برابر آواز حضرت کی گوش گزار خلائق کے کرتی تھی یہانتک کہ تمام مخلوق خدا خوف سے سراسیمہ و پریشان ہو کر گھرون سے باہر نکل پڑی اور اپنے کوٹھون پر چڑھکر خدا کی جناب مین الغیاث کرتی تھی لیکن کچھ اثر اجابت دعا کا ہوتا تھا ناگاہ نظر اون لوگون کی بہار پر جمال بے مثال اوس بدر بکمال پر پڑی کہ اس تاریکی مین روئے شاہ مثل ماہ چمکتا تھا اس گروہ مین ایک مرد مومن باخدا بسن پیری و کبر سنی بھی حاضر تھے اوس نے جو روئے شاہ عالم پناہ پر نگاہ کی تو اس بزرگوار کو اوسوقت قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا یاد آگیا اور تمام اپنی قوم کو اسنے جمع کر کے ذکر جناب شعیبؑ کا سنایا اور کہا کہ یہ شخص جو کوہ پر اس شکوہ سے کھڑا ہوا دست بدعا ہے یہ کوئی دانائے رموز غیب بلکہ فخر شعیبؑ ہے اسکی بد دعا سے ڈرو اور توبہ کرو ورنہ بلائے سخت نازل ہو کر تمام و نشان کسی بدبخت کا باقی نرہے گا اس مرد پیر سے جب یہ تقریر پر تاثیر سنی تو سب لوگ ترسان ہوئے اور دروازہ شہر کا کھولا گیا اور تمام لوگ شہر مداین واسطے عذر خواہی و اعتراف قصور کے خدمت مین شاہ جمہور کے حاضر ہوئے اور پائے مبارک پر بوسہ دیا عامل بیدین نے یہ تمام کیفیت ہشام لعین کو لکھی پس حضرت تو شہر مداین سے تشریف فرمائے مدینہ منورہ کے ہوئے اور ہشام پر تزویر نے اوس مرد پیر کو اس عداوت سے دار پر کھنچوا کر شہید کیا۔ حضرات فضائل و مناقب اوس مجمع المفاخر یعنی جناب باقرؑ کے حد امکان و طاقت بیان سے باہر ہین یہ خاصۂ معبود مین صاحب کرم و جود ہین یہ شان حضرت رسول ہین اور نشان جناب بتولؑ ہین یہ صاحب حلم و حیا ہین اور مالک تسلیم و رضا ہین عفت مین ثانی نبی ہمت مین مانند علیؑ خلق مین مثل حسنؑ صبر مین حسینؑ تشنہ دہن۔

نظم

حسن مین یوسف کنعان سے کہین خوب ہین یہ	حزن و اندوہ مین غیرت دہ یعقوبؑ ہین یہ
مثل ہارون کے موسیٰ کے بھی محبوب ہین یہ	صبر اور شکر مین ہم رتبہ ایوبؑ ہین یہ

ان کے محکوم ہین جن فخر سلیمان یہ ہین　　ایسے قاری ہین کہ داؤد خوش الحان یہ ہین

جن سے پُر نور مدینہ ہے یہی ہین وہ قمر　　جنکا معدن ہے نجف مین یہ وہی ہین گوہر

جنسے کعبہ کی ہے توقیر یہی ہین وہ بشر　　محفلِ شرع کی ضو ہین یہ سراجِ انور

مجسم اسلام انہین بندونسے تابندہ ہین　　ان کی طاعت پہ ملک عجز سے شرمندہ ہین

انسے سرسبز سدا دین محمدؐ کا ہے باغ　　ان کی خوشبو سے معطر ہے شریعت کا دماغ

انسے اسلام کا روشن ہوا دنیا مین چراغ　　رہ ایمان کا ملا ہے انہین بندونسے سراغ

طاعتِ حق پہ ہر اک وقت یہ آمادہ ہین　　زیبِ مسجد ہین تو زینت دہ سجادہ ہین

ان کی طاعت پہ شبین ماہ رجب کی حیران　　اس عبادت پہ فدا ہے شب نیمہ شعبان

شب شب قدر ہے اور دن انہین ماہ رمضان　　شب عید فطر و عید ضحیٰ ہین قربان

کب کسی شب مین نمازونسے اقامت ان کو　　شب عاشور ہے پر صبح قیامت ان کو

کبھی دادا کی شہادت پہ یہ غش کھاتے ہین　　کبھی کوفہ کے مصائب انہین یاد آتے ہین

باپ پر شام کے صدمونپہ یہ جلاتے ہین　　منع جو رونے کو کرتا ہے تو فرماتے ہین

صبر کیونکر وہ کرے جس نے یہ محشر دیکھا　　باپ کو قید مین جد کو تہ خنجر دیکھا

آنکھ سے اکبرؑ و عباسؑ کو مرتے دیکھا　　جد کی آغوش مین اصغرؑ کو گزرتے دیکھا

ذلتین قید کی ناموس کو بھرتے دیکھا　　حیف برقع سر زینبؑ سے اُترتے دیکھا

اک پہ اک ظلم و ستم آنکھ سے تازہ دیکھا　　بیوہ کبرا کو سکینہؑ کا جنازہ دیکھا

آہ مومنین جنازہ سکینہ کا عجب تکلف سے جناب باقرؑ نے دیکھا منقول ہے کہ جب سکینہؑ نادان نے زندان شام مین قضا کی تو سید سجادؑ عجب شان سے جنازہ بہن کا لے چلے تھے گردن مین طوق خاردار پانو مین زنجیر گرانبار ایکطرف جنازہ کے اہلبیتؑ شاہ شہید دوسری جانب واسطے حفاظت کے اشقیاے پلید تلوارین برہنہ کیے ہوے کہ مبادا کوئی قیدی فرار ہو جائے۔

نظم

کیا کہون کسطرح عابدؑ کے جنازہ نکلا　　طوق گردن مین تھا کاندھے پہ جنازہ تھا دھرا

ہاتھ سے پانو کی زنجیر کو تھامے جاتا　　جب کوئی پوچھتا اُس سے تو یہ رو رو کہتا

پوچھتے کیا ہو ستم مجھپہ یہ تازہ دیکھو　　یہ مری بہنا سکینہ کا جنازہ دیکھو

بعد شہادت مظلوم کربلا کے جو اونکی اہلبیتؑ مین چند اطفال خورد سال باقی رہ گئے تھے اون بچّون پر عجب طرح کے مصائب گزرے اور جناب باقرؑ نے کہ یہ بھی اوسوقت مین بچے تھے اپنی آنکھ سے وہ سب حادثات دیکھے مقتل ابن عربی اور کتاب کشف الغمہ مین کمال الدین طلحہ سے ایک عضب کا بیان لکھا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ امام حسینؑ نے وقت رخصتِ میدان جناب زینبؑ ذیشان سے منجملہ اور وصیتون کے ایک یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ ای بہن بعد میری شہادت کے تم بچّون سے خبردار رہنا اور اونکی حفاظت مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نکرنا اب جناب زینبؑ سے منقول ہے کہ بعد شہادت میرے برادر مظلوم کے جب خیمے ہمارے جلنے لگے اور اسباب لٹنے لگا تو سب بچے ہمارے بحالتِ پریشانی اوس صحرا مین متفرق ہوگئے پس مین نے حسب وصیت اپنے برادر مظلوم کے اون لڑکونکو ہر طرف سے تلاش کر کے ایک جگہہ پر بٹھایا مگر دو لڑکے مجھے نملے ہر چند اون کو ڈھونڈا کہین نشان نپایا مضطرب ہوکر مین نے اپنی بہن ام کلثومؑ کو آواز دی کہ اے خواہر جلد آؤ دو بچے مجھے نہین ملتے ہین خدا جانے کہان گم ہوگئے پس مین اپنی بہن کو ساتھ لیکر اونکی تلاش مین قتل گاہ کی طرف اس خیال سے گئی کہ شاید اپنے باپ کی لاش پر روتے ہون گے لیکن وہان بھی اونکو ندیکھا پھر دریائے فرات کی طرف گئی وہان بھی پتہ نلگا آخر ہم دونو بہنین بحال پریشان بیابان کی طرف روتی ہوئین اور اون یتیمون کو پکارتی ہوئین چلی جاتی تھین اور خیال تھا کہ شاید دونو معصوم کہین ہلاک ہوئے ہون یا پامال سم اسپان ہوگئے ہون اسی اثنا مین قریب ایک گڑھے کے ہم گئین تو ایک سیاہی سی ہمکو دور سے معلوم ہوئی جب مین وہان پہنچی تو دیکھا کہ وہ دونو یتیم ایک دوسرے کی گردن مین باہین ڈالے ہوئے اوس گڑھے مین مثل چاند کے خاک مین پنہان ہوئے پڑے ہین مین نے ام کلثومؑ سے کہا کہ اے خواہر آہستہ قدم اٹھاؤ کہ یہ دونو بچے شاید سو گئے ہین کہین آہٹ سے قدم کی چونک نہ پڑین جب بغور دیکھا تو وہ پھول سے رخسار اون کے زرد ہوگئے تھے اور کچھ خاک اوڑکر اون کے دہن مین بھر گئی ہے اور آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے ہین مین نے چاہا کہ انہین اوٹھا کر خیمہ کی طرف لیچلون جب مین نے اون کے شانون کو حرکت دی دیکھا تو روحین اونکے جسمون سے پرواز کر گئین ہین اور صدمہ پیاس سے زبانین دونون کی منہ سے باہر نکلی ہوئی ہین جب تو مین باواز بلند روئی اور کہا کہ اے کلثومؑ یہ معصوم تو اپنے باپ کے پاس جنت کو سدھارے بس ہم دونون بہنون نے دونون معصون کی نعشون کو اپنی گودیون مین اٹھا لیا اور مقتل مین لاکر برابر لاشہائے شہدا کے لٹا دیا بوقوع اس حادثہ تازہ کے جناب باقرؑ اپنے ہم سنون کی نعشون کو دیکھکر بیقرار ہوئے اور جناب سجادؑ اس مصیبت تازہ پر بہت روئے

اور اہلبیت امامت مین ایک شور قیامت برپا ہوگیا۔ مومنین مورخون نے نام اُن دونو صاحبزادون کے نہین لکھے مگر مضمون روایت سے اسقدر پایا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی اطفال حسینؑ سے تھے کیا کیا مصائب آل رسول اور ذریت علیؑ و بتولؑ پر پڑے ہین کہ جسکے سُننے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے جنہون نے اپنی آنکھون سے وہ مصائب دیکھے مثل جناب باقرؑ کے اور خود وہ ظلم و جور اپنے اوپر اُٹھائے اونکا کیا حال ہوا ہوگا اور ایک غضب کا بیان کتاب تحفہ حسنیہ مین عبداللہ ابن کامل دمشقی سے نقل کیا ہے عبداللہ کہتا ہے کہ وقت شام بعد غارت خیام جب فوج ملعون کو سکون ہوا تو مین کسی ضرورت کے باعث سے مقتل کی طرف گیا وہان ایک آواز دردناک مین نے ایسی سُنی جیسے کوئی لڑکی اپنے باپ کی لاش پر روتی ہے سُنتے ہی اوس آواز کے دل مرا تڑپ گیا اور مین بے اختیار رونے لگا ناگاہ دیکھا مین نے کہ کچھ بی بیان برہنہ سر بال بکھرائے خاک چہرہ پر لگائے وَا مُحَمَّدَاہُ وَا عَلِیَّاہُ کہتی ہوئین ہر طرف دوڑتی پھرتی ہین اور رو رو کر کہتی ہین کہ یا رسول اللہ آپ کی نواسیان اس دشت مین لٹ گئین حسین ہمارا والی وارث ہمارا مارا گیا گودیان ماؤنکی بچون سے خالی ہوگئین اسوقت ربابہ خاتون بیٹی آپ کے نواسہ کی کہین گم ہوگئی ہے نہین معلوم کہ گھوڑون کے ٹاپون سے کچل کر مرگئی یا زندہ ہے بس انمین سے ایک بی بی نے مجھسے پوچھا کہ یَا رَجُل رَاَیْتَ صَبِیَّۃً یعنی اے شخص تو نے کسی لڑکی کو یہان دیکھا ہے مین نے کہا کہ دیکھا تو نہین مگر ایک آواز رونیکی نشیب کی طرف سے ابھی مین نے سُنی ہے کیا عجب کہ وہی صاحبزادی کسی کی لاش پر روتی ہو جسکی تمہین تلاش ہے وہ بیچاریان سُنتے ہی اوسطرف کو دوڑین اور یہ کلمہ کہتی تھین یَا بِنْتَ الْمَظْلُوْمِ یَا بِنْتَ الشَّہِیْدِ یعنی اے حسینؑ مظلوم کی بیٹی اے امام شہید کی پیاری تم کہان ہو جواب دو ہر چند اون بی بیون بیوارثون نے آوازین دین مگر کہین سے کچھ صدا جواب مین اونکے نہ آئی آخر بیتاب ہوکر چلائین کہ اے حسینؑ مظلوم بیٹی آپکی ربابہ نہین ملتی ناگاہ حلق بریدہ شاہ غمدیدہ سے براہ اعجاز آواز آئی یَا اُخْتِیْ بِنْتِیْ ہٰذِہٖ فِیْ جَنْبِیْ مُغْشِیَّۃٌ اے بہن ادھر آؤ ربابہ روتی روتی میرے پہلو مین غش کر گئی ہے عبداللہ کہتا ہے کہ یہ معجزہ دیکھکر اور کٹے حلق امام حسینؑ سے یہ ندا سُنکر مجھپر ایک خوف اور حیرت ایسی غالب ہوئی کہ مجھے غش آگیا پھر نہین معلوم اون بی بیون پر کیا گزری اور کسطرح ربابہ خاتون کو وہ مخدرات لاش امام کائنات سے چھڑا کر لے گئین منقول ہے کہ عمر سعد لعین نے دو روز کربلا مین بعد شہادت امام مقام رکھا اور اپنے لشکر کے کشتہائے نجس کو دفن کیا اور اجساد مطہر شہیدانِ کربلا کو اسیطرح خاک و خون مین غلطان بے غسل و کفن چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ سر ہائے شہدا کو نیزہ و نیزہ پر علم کرین مگر بروایت صاحب کشاف کی کسی سر انور نے اپنی جگہہ سے حرکت نکی

ہرچند زور آورون نے قوت آزمائی کی کسی کا کچھ بس نہ چلا اور ایک سر کو بھی نہ اٹھا سکے آخر ایک شقی کی زبان سے ایک کلمہ نکلا اور وہ صحیح تھا بولا کہ اے یارو کیونکر ان شہیدون کے سر نیزون پر بلند ہون ابھی ان کے آقا اور سردار کا سر تو زمین ہی پر پڑا ہوا ہے اپنے سردار کے ادب سے یہ سر کبھی سبقت نہ کرین گے پس جب تک حسینؑ کا سر مبارک نوک سنان پر نہ چڑھایا جائیگا کوئی سر ان مین سے جنبش نہ کریگا بروایت کتاب زاد العاقبت جب عمر سعد نے یہ کلمہ سنا تو وہ سمجھا کہ واقعی یہ شخص سچ کہتا ہے پس حکم دیا کہ پہلے حسینؑ کے سر کو نوک نیزہ پر رکھو تو اوسوقت یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ حلق بریدہ امام ستم رسیدہ سے آواز پیدا ہوئی اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَنِی مِنَ الصَّابِرِینَ وَ یَعنِی مِنَ الشَّاکِرِینَ یعنی مین شکر کرتا ہون خدا کا کہ دانا مجھکو صابرین سے اور اٹھایا مجھکو شاکرین سے بظہور اس اعجاز کے اور سماعت آواز شاہ حجاز کی عمر سعد لعین خوف آگین ہوا اور بولا کہ لشکر مین کوئی ایسا جری اور دلیر ہے کہ سر اس شیر اور فرزند شیر کا اٹھا کر نیزہ پر علم کرے جب کسی نے جواب ندیا اور اس حرکت سے سب خائف ہوئے تو اوسوقت خولی بن اصبحی لعین نے عمر سعد بے دین سے کہا کہ اگر تو پانچ ہزار دینار مجھے صلہ مین دے تو مین ابھی تیرے حکم کی تعمیل کرتا ہون عمر نابکار نے اقرار کیا پس خولی لعین سر شاہ دنیا و دین کے قرین آیا اور چاہا کہ فرق مقدس کو اٹھائے پھر اس سر بریدہ سے آواز آئی کہ اے خولی تو خدا و رسول سے نہین ڈرتا اب چاہتا ہے کہ میرے سر کو نیزہ پر رکھکر شہر بشہر پھرائے اس شقی نے کہا کہ مین خوب جانتا ہون کہ آپ فرزند رسولؐ ہین اور ایسے ایسے بہت معجزے مین نے دیکھے ہین لیکن مجھے اطاعت امیر شام سے کام ہے یہ کہکے چاہا کہ سر اقدس کو اٹھائے دفعتاً باوجود اس سنگدلی کے ایک ایسی ہیبت اوس ناری پر طاری ہوئی کہ تمام بدن اوسکا کانپا اور زمین پر گرا با این ہمہ اوس دشمن خدا نے آپ کو سنبھالا اور بطمع زر بے خوف و خطر سر سید مظلوم کا اٹھا کر ایک نیزہ طویل پر علم کیا اسیوقت سر سب شہیدون کے سب ہو گئے ظالمون نے اٹھا اٹھا کر اپنے اپنے نیزون پر نصب کر لئے اور ایک روایت مین لکھا ہے کہ سر حبیب ابن مظاہر کا حصین بن نمیر شریر نے اپنے گھوڑے کے شکار بند مین باندھا اور کوفہ کو روانہ ہوا اَلَا لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِین

مجلس ششم مین کیفیت شہادت باسعادت جناب امام محمد باقر علیہ السلام و خاتمہ مصائب امام حسینؑ پر مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین بسند قطب راوندی باب وفات جناب باقرؑ خوش صفات مین ایک حدیث طولانی جناب صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین مگر مولف اوس مین سے خلاصہ اور مآل کار گوش گزار مومنین باوقار کے کرتا ہے جب زید بن حسنؑ دشمن بدبخت نے معجزات اور خوارق عادات

جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے متواتر دیکھے اور اپنے حصول مقصود دعوئے امامت سے وہ باشامت مایوس و مردود ہوا تو براہ حسد و کینہ مدینہ سے طرف شام کی پاس ہشام بن عبدالملک بن مروان ولدالحرام کے روانہ ہوا جب اُسکی مجلس مین داخل ہوا تو حضرت کی شان مین بہت کچھ شکایتین اور حکایتین بدگوئی کی اوس مادہ جفاجوئی سے کین اور اعجاز امام حجاز کو جادو سے نسبت دیکر کہا کہ قتل اونکا تجھپر حلال ہے ورنہ یہ تیری شوکت ہے نہ اقبال ہے بزور اپنے سحر کے تمام اہل شہر اور اطراف کے اکثر عمایدِ دہر کو محمد باقر نے اپنی طرف مایل کر لیا ہے پس ہشام پُرکینہ نے والی مدینہ کو نامہ لکھا اور حکم محکم دیا کہ دیکھتے ہی اس خط کے محمد باقر کو قید کر کے میرے پاس بھیجدے اور زید سے مشورہ کیا کہ جب محمد باقر یہان گرفتار ہو کر آئین اور مین تجھکو اون کے قتل پر مامور کرون تو تو اونکو قتل کر سکتا ہے یا نہین پس زید مردود جاوید نے قتل اُس قبلہ امید کا قبول کیا اور منتظر تشریف آوری اُس شہنشاہ ہدایت و رہبری کا ہوا جب نامہ ہشام کا پاس حاکم مدینہ کے پہنچا دیکھتے ہی حرف قید کا نسبت اوس ہادی جاوید کے تمام اندام اوسکا کانپ گیا اور فوراً جواب اس مضمون کا اُس ملعون کو لکھا کہ مین تیرا مخالف اور نافرمان نہین ہون محض براہ مصلحت و خیرخواہی تجھے آگاہی دیتا ہون تو نے کس شخص کے قید کرنیکا مجھے حکم لکھا ہے محمد باقر علیہ السلام ایک جوان بااحترام و احتشام ہے تمام روئے زمین پر زہد و پرہیزگاری و طاعت جناب باری مین مثل اپنا نہین رکھتا جب محراب عبادت مین آواز اپنی قرآن کی تلاوت مین یہ ارجمند بلند کرتا ہے تو وحشیان صحرا اور مرغان ہوا واسطے استماع اوسکے لحن حسین اور صوت حزین کے جمع ہو جاتے ہین اور تلاوت اُسکی مثل تلاوت داؤد پیغمبر علیہ السلام کے ہے کہ جب وہ زبور کی تلاوت کرتے تھے تو اسی طرح وحوش صحرائی اور طایر ہوائی جمع ہو جاتے تھے

نظم

اسطرح پڑھتا ہے قرآن یہ جانِ زہرا جمع ہوتے ہین سماعت کو وحوش صحرا	زُہرہ چرخ سُنے گر تو ہو پانی زہرا ملتا ہے طایرون کو سُنکے خوشی سی بہرا
محو قرات جو یہ با صوت حسن ہوتے ہین	آہوؤن کے بھی نشے سُنکے ہرن ہوتے ہین
ایسے توریت کے حافظ ہین کہ موسیٰ پہ ہے حق گر زبور اپنی زبان پر پڑھے داؤد کا ذوق	پڑھین انجیل تو عیسیٰ کو سماعت کا ہو شوق سُن کے قرآن کو آتے ہین ملک جوق کے جوق
قرات اس حزن سے قرآن کی یہ فرماتے ہین	طایر ہوش پرندون کے بھی اوڑ جاتے ہین
رعب وہ رعب کہ سب تابع فرمان انکے	خلق وہ خلق کہ خادم ہین سب انسان انکے

حلم وہ حلم کہ بدگو ہین ثناخوان ان کے	شرم وہ شرم کہ سب خلق ہے قربان انکے
عدل وہ عدل کہ سرکش تو پراگندہ ہین	رحم وہ رحم کہ دشمن بھی سرافگندہ ہین
ایسے بندون سے بدی نیک نہین ہے زنہار ڈرتا ہون تجھپہ نہ نازل ہو بلائے قہار	محو ہین حق کی عبادت مین یہ ہر لیل و نہار ظالمون مین نہ کرے خلق خدا تجھکو شمار
ناسپاسون ہی کی دولت پہ زوال آتا ہے	ظلم جو ایسون پہ کرتا ہے وبال آتا ہے

پس جب یہ نامہ والی مدینہ کا ہشام کے پاس پہنچا مضمون نامہ اسکو بہت پسند ہوا اور والی مدینہ کی خیر خواہی دیرینہ پر نہایت خورسند ہوا اور اوس امر شنیع سے باز رہا جبکہ وہ نامہ والی مدینہ کا زید پر کینہ نے پڑھا اوسکا حسد و نفاق امام آفاق کے فضائل سے اور زیادہ بڑھا اور کہا کہ اے ہشام مضامین خط سے مجھے یقین ہے کہ والی مدینہ کو رشوت دیکر رضامند کر لیا ہے اور محمد باقرؑ کسی طرح قابل رحم اور لائق رہائی نہین ہے۔ مومنین جب ایک شخص مار در آستین و دشمن دین اپنا ہی قریب و قرین ہو کر اوس شاہ حجازی کی غمازی کرے تو والی مدینہ کس قرینہ سے زید پر کید کے کینہ کو دفع کرکے خلیفہ پر کین پر وقار و دفع امام دین کا دلنشین کرے پس خلیفہ ملعون نے یہ مضمون زید مردود جاوید سے سنکر کہا کہ اس امر مین کوئی حیلہ اور سبب واسطے قتل امام عرب کے تو پیدا کر سکتا ہے تاکہ مین اوس ذریعہ سے باقر علیہ السلام کو معرض انتقام مین لاؤن بولا کہ البتہ ایک حیلہ اوسکے قتل کا کامل وسیلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ محمد باقرؑ کے پاس کچھ تبرکات جناب سرور کائنات کے ہین اور اونہین تبرکات رسالت کی وجہ سے اوسکو دعوی امامت کا ہے وہ کہتے ہین کہ ان تبرکات کا سوائے ائمہ معصومین کوئی امین نہین ہو سکتا پس وہ تبرکات تو انسے طلب کر اور وہ تجھے ہرگز نہ دین گے تو اوسوقت تیرے واسطے ایک راہ بنابر قتل اوس دین پناہ کے پیدا ہوگا اور نزدیک جمہور تو معذور ہوگا ہشام نے پوچھا کہ تبرکات خیر الانام مین کیا کیا چیزین ہین کہا کہ ایک شمشیر جناب رسول قدیر اور کئی اسلحے انبیائے باجود اور زرہ جناب داؤد اور انگشتری حضرت سلیمانؑ اور عصائے موسیٰ عمران علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین پس ہشام ولد الحرام نے مکرر نامہ والی مدینہ کو لکھا بدین مضمون کہ محمد باقر کے پاس ایک ہزار درہم بھیجکر انسے شمشیر اور اسلحے و زرہ و انگشتری و عصا طلب کر۔ حضرات لطف یہ ہے کہ نامہ مین کچھ تفصیل نہ لکھی کہ فلان شمشیر و فلان اسلحے اور وہ انگشتر اور یہ عصا مجملاً مطالبہ خط مین لکھکر روانہ کیا پس جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ حاکم مدینہ وہ نامہ لیکر میرے پدر بزرگوار جناب باقرؑ کے پاس آیا اور ایک ہزار درہم پیش کرکے وہ نامہ پڑھکر

سنایا حضرت نے بعد سمجھنے مضمون نامہ کے چند روز کی مہلت والی مدینہ سے لی اور وہ تمام متاع و اشیا
جو حاکم شام نے طلب کئے تھے بلا عذر خرید فرما کر والی مدینہ کے پاس بھجوا دئے اوس نے شہر شام کو پاس ہشام
کے روانہ کئے وہ مقہور اون اشیا کو دیکھکر نہایت مسرور ہوا اور زید کو بلا کر وہ سب چیزین اوسکو دکھلائین
اوس نااہل نے جواب سہل دیا کہ اے ہشام اوس حجازی نے تجھکو بازی دی ان مین تو کوئی متاع پیغمبر جہان
مطاع کا نہین ہے نہ یہ وہ شمشیر ہے نہ وہ زرہ ہے نہ وہ انگشتر ہے نہ وہ عصا ہے یہ سب چیزین خلاف اشیائے
مطلوبہ تیرے پاس بھیجی ہین اسپر پھر ہشام نے جناب باقر علیہ السلام کو نامہ لکھا کہ تمنے مال ہمارا لیا اور جو کچھ ہمنے
طلب کیا وہ ندیا حضرت نے جواب لکھا کہ جو کچھ تونے طلب کیا اور یہان ہمنے دیکھا تیرے پاس بھیجدیا گیا ہے
باور کر یا انکر پس بظاہر ہشام نے تصدیق کلام امام کی کر کے تمام رؤسائے شام کو اپنی مجلس مین طلب کیا اور
بکمال فخر و مباہات اون اشیا کو تبرکات جناب سرور کائنات کا سمجھکر سب کو زیارت کرائی اور زید پر مکر و کید کو
قید کیا اور کہا کہ اگر مجھے منظور ہوتا کہ مین خون فرزندان فاطمہ مین مبتلا ہون تو بے تامل زید کو قتل کرتا کہ یہ شخص
نہایت مفتری اور دروغگو ہے پس خدمت مین جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے نامہ لکھا بدین مضمون کہ مین
آپکے پسر عم زید کو قید کر کے آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون آپ اسکو تادیب فرماوین اور گھوڑا کیا ایک زین
بطریق ہدیہ امام دین بہمدست زید مردود جاوید کے روانہ کیا کہ حضرت اسپر سوار ہون جسوقت کہ زید بن حسن
وہ زین لیکر خدمت امام زمن مین حاضر ہوا تو شاہ باکرامت بعلم امامت جانتے تھے کہ یہ تمام مکر و حیلہ میرے
قتل کا وسیلہ ہے ہشام ملعون نے زید کو میرے خون پر مامور کیا ہے پس امام مظلوم نے زید شوم سے فرمایا
کہ وائے ہو تجھپر تو نے کس امر عظیم کا ارادہ کیا ہے کہ جس سے عرش اعظم کو زلزلہ ہے تجھکو گمان ہے کہ ہم ان
فریبون سے خبر نہین رکھتے کہ تو کس فکر مین ہے اے شوم ہمکو خوب معلوم ہے کہ یہ زین کس چوب اور کس
درخت سے تراشا گیا ہے اور اس مین کیا چیز تعبیہ کر کے تو لایا ہے لیکن تقدیر الہی اسی طرح سے ہے اور شہادت
میری یون ہی مقدر ہوئی ہے پس اوس زین کو بامر خلیفہ لعین کے گھوڑہ پر باندھا اور وہ امام صابر و شاکر
رضا بقضائے اللہ ہو کر اسپر سوار ہوئے تو اوس زین مین زہر کین تعبیہ کیا ہوا تھا پس زہر قاتل نے جسم مبارک
اوس امام عادل مین نفوذ کیا جب اوس عاشق باری نے سواری سے مراجعت کی تو تمام بدن مقدس
پر ورم آگیا تھا اور آثار موت کے اوسی وقت ظاہر ہو گئے تھے پس گھوڑہ سے نیچے اترے اور فرمایا کہ
میرا کفن حاضر کرو پس اون جامہ ہائے کفن مین کئی پیرہن تھے کہ شاہ زمن نے اون مین احرام حج کا

باندھا تھا فرمایا کہ ان کپڑون کو میرا کفن قرار دو پس تین روز اوس زہر جانسوز کے درد و الم مین مبتلا رہے اور وصیتین فرماتے رہے جب وقت وفات امام خوش صفات کا قریب پہنچا تو جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند مجھے اسوقت وصیتین چند تجھ سے کرنی ہین مگر پہلے تو اہل مدینہ کو میرے پاس جمع کر تاکہ اونکی روبرو تجھ سے گفتگو کرون جب سب اہل مدینہ حاضر ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند غسل میت مجھکو تم اپنے ہاتھ سے دیجو اور کفن میرا اوس جامہ سے کیجو کہ جس مین مین نماز جمعہ کی پڑھتا تھا اور دوسرا جامہ کہ مین جسکو ہمیشہ پہنتا تھا اور عمامہ میرے سر پر باندھنا مگر اوس عمامہ کو جامہ کفن نہ شمار کرنا اور واسطے قبر کے زمین کو شق کرنا اور لحد نہ بنانا اس لئے کہ جسم میرا فربہ ہے اور زمین مدینہ مین واسطے میرے جسم کے لحد نہین بن سکے گی اور قبر میری بعد دفن کے چار انگشت زمین سے بلند رہے اور پانی قبر پر چھڑکنا اور آٹھ سو درہم میرے عزاداری اور ماتم مین صرف کیجو اور اے فرزند مال میرے مین سے کسی قدر وقف کر دیجو اون لوگون کے واسطے جو میری مصیبت پر رووین اور نوحہ کرین اور ہمیشہ دس دن موسم حج مین بمقام منا مجھپر گریہ کرین اور میری مظلومی پر رسم ماتمداری کی تازہ کرین اور میری مصیبت یاد کرکے رووین پس حضرت صادق فرماتے ہین کہ جب حضرت وصیتین فرما چکے اور اہل مدینہ رخصت ہو کر چلے گئے تب مین نے حضرت سے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار جو کچھ کہ ارشاد ہوا ہے مین بسر و چشم اوسے بجالاؤنگا لیکن اہل مدینہ کو گواہ کرنے مین کیا مصلحت تھی فرمایا کہ اے فرزند یہ اس لیے تھا کہ مدینہ والونکو بخوبی معلوم ہو جائے کہ بعد میرے وفات کے سرور کائنات تم ہوئے اور سزاوار منصب ہدایت و ولایت کے بعد ہمارے تم قرار دئے گئے تاکہ باب امامت مین بعد ہمارے تمہاری ساتھ کوئی منازعت و مزاحمت نکرے پس بفحوای وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْراً لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ کے ذکر خدا مین مشغول ہوئے اور بحکم کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ کے طایر روح مقدس نے طرف مراتب وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ کے پرواز فرمایا اہلبیت عصمت مین شور گریہ و زاری سے علامت قیامت کی طاری ہوئی پس جناب صادق فرماتے ہین کہ وہ زین کہ جو باعث شہادت امام دین ہوا وہ اب تک ہمارے پاس لٹکا ہوا ہے اور اسی طرح لٹکا رہے گا جب تک کہ منتقم حقیقی انتقام خون میرے پدر مظلوم کا لیگا پس شہادت کو حضرت کی چند روز ہی گزرے تھے کہ زید کو ایک مرض ایسا عارض ہوا کہ ہذیان بکتا تھا اور نماز اوس نے ترک کر دی تھی یہانتک کہ اسی مرض مین بہ روسیاہی ہیکر واصل بعذاب الٰہی ہوا اب چند امر مفید قابل یاد داشت ہین کلینی نے بہ سند معتبر روایت کی ہے کہ دوذ

مبارک جناب باقر کا وہان مقدس سے جدا ہو گیا تھا تو اوس دانت کو حضرت نے دست مبارک مین لیکر فرمایا
کہ الحمد للہ پس جناب صادق اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ جب مجھے دفن کرو تو یہ دانت بھی میرے ساتھ دفن کر دینا
بعد چند روز کے دوسرا دندان شریف دہن لطیف سے جدا ہوا تب بھی یہی ارشاد ہوا پس موافق وصیت کے وہ
دونون دندان مبارک حضرت کے ساتھ دفن کئے گئے اور جس حجرہ مین حضرت کی وفات ہوئی تو جناب صادق ہر
شب اوس حجرہ مین چراغ روشن کراتے تھے پس شہادت باسعادت جناب باقرؑ کی بامر ابراہیم بن ولید بن عبد الملک
بن مروان علیہم اللعن کے واقع ہوئی اور بعض قول سے ہشام بن عبد الملک شوم کے حکم سے امام مظلوم مسموم
ہو کر شہید ہوئے ہین چونکہ مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ قطب راوندی نے جو شہادت امام
باسعادت کی بامر عبد الملک بن مروان کے لکھی ہے یہ مخالف اقوال مشہورہ و تواریخ معتبرہ کے ہے اس لئے کہ شہادت
امام باسناد معتبرہ بامر ہشام بن الملک کے واقع ہوئی ہے شاید نام ہشام غلطی سہو کاتب سے رہ گیا ہو لہذا مولف نے مقدم نام عبد الملک کے
نام ہشام کا اس روایت مین اضافہ کر دیا ہے پس مومنین اب جگہہ رونے اور سر پیٹنے کی ہے حال مظلوم کربلا
پر کہ امام محمد باقر علیہ السلام تو اپنے وطن مین بمقام جنت البقیع ساتھ غسل و کفن کے دفن ہوئے اور لاش مقدس
شاہ بیوطن پروردہ کنار رسول زمن کو وہ اشقیائے بے شرم ریگستان گرم پر عریان چھوڑ گئے جناب باقر علیہ السلام
فرماتے ہین کہ اشقیائے کوفہ و شام نے میرے جد مظلوم حسین علیہ السلام کو اس ظلم سے شہید کیا ہے کہ کوئی
ظالم کسی حیوان ذلیل کو بھی اسطرح سے قتیل نہین کرتا لقد قتلوہ بالخشب والسنان والحسام
والحجارۃ والعصا والسھام وطئتہ الخیول بحوافرھا
حتی رضوا اضلاعہ فرماتے ہین جناب باقر کہ قتل کیا ظالمون نے میرے جد مظلوم کو تیر اور نیزہ و
شمشیر سے اور شہید کیا اوس امام سعید کو ہر چیز سے کہ جو ہاتھ مین اون بیرحمون کے آگئی مثل لکڑی و چوب دستی
اور کلوخ و سنگ کے با این ہمہ ظلم و عناد آتش حسد اوس فرقہ فساد کی نہ بجھی اسکے بعد بھی لاش اطہر فرزند خیر البشر
کو پامال سم اسپان کیا کہ پہلوئے اقدس میرے جد بیکس کے شکستہ ہو گئے منقول ہے کہ اُسوقت جناب ام کلثوم
نے طرف مدینہ کی مُنہ کر کے اپنے جد حق شناس سے بحسرت و یاس فریاد کی اور ایسے کلمات جگر خراش زبان پر
لائین کہ دل سُننے والون کے پاش پاش ہوئے حضرات وہ کیا کلمات تھے کہ جسکے بیان کی تاب ذاکر کی زبان
کو نہین ہے وا یا جدنا ھذا الحسین معفر علی التراب بخد والورید ین یقطع
اے جد بزرگوار خبردار ہو کہ آپ کا پارہ جگر حسینؑ جسکو آغوش مبارک مین آپ نے پرورش فرمایا تھا وہ آج ظلم

اعدائے دین سے مثل گوسفند قربانی کے ذبح ہوگیا اور وہ شہرگین اوسکے حلق کی کہ جسپر آپ بوسے دیا کرتے تھے خنجر ظلم سے قطع ہوگئین وَجُسْمَانُهُ تَحْتَ الْخُيُولِ وَرَاسُهُ × عِبَادًا بِأَطْرَافِ السِّنَّةِ يُرْفَعُ اور جسم اوسکا گلو بریدہ وہ جسم کہ جسکو آپ اپنے دوش مبارک پر سوار کیا کرتے تھے خاک و خون مین آلودہ ریگستان گرم پر بے غسل و کفن عریان پڑا ہے اسپر ستم یہ ہے کہ اشقیائے اُمت نے اوس جسم کو گھوڑون کے سمون سے روندا اور پامال کیا ہے اور سر انور آپ کے نور نظر کا نیزہ پر چڑھایا ہے یَا جَدَّنَا لَمْ يَنْكُوْمِنْ رِجَالِنَا × كَبِيْرًا وَلَا طِفْلًا عَلَى الذُّلِّ يُضَعُ اے جد عالی مقدار اس اُمت جفا کار نے آپ کی اولاد پر وہ ظلم کیا ہے کہ کوئی ادنے اور کمترین خلق پر بھی ایسے ظلم نہین کرتا ہے ان بے رحمون نے ہمارے مردون مین سے نہ بڑے کو زندہ چھوڑا نہ بچّے کو ایک ساعت واحدہ مین سب جوان اور بچّے ہمارے قتل کردئے یہانتک کہ طفل شیرخوار علی اصغر کو بھی تیر سے شہید کیا اور ان سب ظلم و ستم پر بھی دل ان اشقیا کی سیر نہین ہوئے اب قریب ہے کہ ہم پردہ نشینون کو بھی یا تو قتل کرین گے یا مثل لونڈیون کے ہمین قید کرکے شہر کوفہ و شام کے گلی کوچون مین لئے لئے پھرین گے یا خدا جانے مقدر ہمین کیا کیا دکھلائیگا اور ہمارا کیا انجام ہوگا راوی کہتا ہے کہ اس فریاد پر ام کلثوم کی دشمن بھی روتے تھے چنانچہ جناب زینب خاتون فرماتی ہین کہ جب خیمہ ہمارا لٹنے لگا اور چادرین ہماری سرون سے اوتاری گئین ناگاہ ایک ملعون کبود چشم میری طرف آیا اور اس نے میری کانون کی طرف کو دیکھا پس گوشوارہ میری کانونسے اُتارتا تھا اور روتا تھا مین نے اُس لعین سے کہا کہ اے مردود تعجب ہے کہ تو زیور و لباس میرا لوٹتا جاتا ہے اور روتا جاتا ہے اوس شقی نے جواب دیا کہ مین روتا ہون تمہاری بیکسی و مصیبت پر کہ ان اشقیا نے اولاد رسول خدا پر ناحق ظلم کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الخ

فصل سوم مین شرح حالات امام سادس جناب جعفر ابن محمد صادق علیہما السلام اور اُس مین پانچ مجلس ہین — **مجلس اوّل مین ذکر اسما و القاب و کنیت و غیرہ و تاریخ ولادت و عدد ازواج و اولاد و فضائل و بعض معجزات امام کائنات جناب صادق علیہ السلام و خاتمہ مصائب حسین پر**

نظم

کاذب ہی وہ کہ جسکو نہ صادق سے کچھ ہے راہ	دنیا مین زرد رو ہے تو عقبےٰ مین روسیاہ
شاہد ملائکہ مین تو ہین پنجتن گواہ	معصوم پانچ شاہ ششم کے ہین قبلہ گاہ
قبضہ مین شہ کے دوزخ و دارالسلام ہے	مالک جو ہے مطیع تو رضوان غلام ہے

ہیبت مین مصطفےٰ ہین تو ہمت مین مرتضےٰ | خلق حسنؑ تو صبر مین ہین شاہ کربلا
طاعت گزار جیسے کہ سجادؑ با صفا | باقرؑ سے علم و فضل ہے میراث مین ملا
عقدہ کشائی ناخن حیدرؑ سے پائی ہے | قبضہ مین شہ کے خلق کی مشکلکشائی ہے

زہراؑ کے نام ہین تو علیؑ کے نشان ہین یہ | مسند نشین خاتم پیغمبران ہین یہ
حیدرؑ زبان حق ہے تو اُنکی زبان ہین یہ | عابدؑ کی روح تن ہین تو باقرؑ کی جان ہین یہ
شاہد جو شش جہت ہے تو کعبہ گواہ ہے | چھ مقتدا کا شاہ ششم قبلہ گاہ ہے

یہ جیم جو نشین صغیر و کبیر ہے | جعفرؑ کا عین عدل جناب امیرؑ ہے
فے فرحت قلوب غنی و فقیر ہے | رے راحت روان رسولؐ قدیر ہے
ہمنام مین ہین وصف شہ خوشخصال کے | گویا یہ حرف ظرف ہین فضل وکمال کے

یہ جود سے جناب کا یہ حرف جیم ہے | مملو عطا سے عین امام کریم ہے
فے فیض سے بھری ہوئی نزد فہیم ہے | ہے ربط رے کہ ذات سراپا رحیم ہے
جعفرؑ کا فیض کب ہو کمی اور کاست پر | سر جود دل ہے عفو پہ پا راہ راست پر

پس اسم مبارک حضرت کا جعفرؑ کنیت بابرکت ابو عبد اللہ اور القاب آنجناب صادقؑ اور صابرؑ اور فاضل اور طاہر ہین ولادت باسعادت حضرت کی سترھوین تاریخ ماہ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری مین بمقام مدینہ منورہ واقع ہوئی اور دن پیدایش کا جمعہ اور بعض قول سے دوشنبہ کا دن ہے پدر بزرگوار حضرت کے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین نام والدہ ماجدہ حضرت کا ام فروہ دختر قاسم اور قاسم بیٹے محمد بن ابی بکر کی اور ابی بکر یہی جو خلیفہ سنیان ہین پس ام فروہ والدہ جناب صادقؑ کی ابوبکر کی پروتی تھین اور مثل اپنے جد خوش سیر محمد بن ابی بکر کے اہل ایمان سے تھین اور نہایت باخدا بی بی تھین و بروایت کلینی قاسم بن محمد بن ابی بکر معتمدان اور مخصوصان جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے تھے اور والدہ جناب صادقؑ کی اونسے تھین پس قاسم نانا تھے جناب صادقؑ کے اور ام فروہ نہایت پرہیزگار اور نیکوکار تھین اور خدا دوست رکھتا ہے نیکوکارون کو اور باسانید معتبرہ جناب صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ درباب ولادت امام کچھ کلام نکرو کہ تمہاری عقلہائے ناقص وہان تک نہین پہنچ سکتین امام جب شکم مادر مین ہوتا ہے لوگون کے کلام سنتا ہے اور ختنہ کیا ہوا اور ناف بریدہ پیدا ہوتا ہے اور جب شکم مادر سے متولد ہوتا ہے ہاتھ زمین پر رکھکر

صدا الکلمہ شہادتین بلند کرتا ہے اور فرشتہ درمیان دونو آنکھون امام کے اس آیہ شریفہ کو لکھتا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور جب مرتبہ امامت ظاہر ہوتا ہے حق سبحانہ تعالےٰ اسکے لئے ہر شہر مین ایک فرشتہ موکل کرتا ہے کہ احوال اُس شہر کا امامؑ سے عرض کرے من جلاء العیون ۔ لیس حاکم وقت ولادت حضرت صادق عبدالملک بن مروان اور ایک قول مین ابراہیم بن ولید بن مروان نقش نگین امام دین کا اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ تھا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین قطب راوندی سے روایت کرتے ہین کہ کسی شخص نے جناب امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ بعد آپکے منصب امامت کسکو ملے گا فرمایا کہ بعد میرے محمد باقرؑ میرا فرزند امام ہوگا کہ وہ علم کو شگافتہ کرے گا جوکہ حق شگافتہ کرنے کا ہے پھر سوال کیا کہ بعد محمد باقرؑ کے کون امام ہوگا فرمایا بعد اوسکے اوسکا فرزند ارجمند جعفرؑ امام ہوگا کہ نام اوسکا ساکنان آسمان مین صادقؑ ہے پوچھا کہ آپ کے سب فرزند صادق ہین پس جعفر کے صادق ہونے کی خصوصیت کس لئے ہے ارشاد فرمایا کہ مین نے سُنا ہے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ سے اور وہ اپنے پدر بزرگوار جناب حیدر کرارؑ سے اور وہ جناب رسول مختارؐ سے روایت کرتے تھے کہ جب میرا فرزند جعفرؑ ابن محمدؑ ابن علیؑ پیدا ہو تو نام اوسکا صادق رکھیو اسواسطے کہ اُسکی پانچوین پشت مین ایک اور اوسکا فرزند جعفر نام ہوگا اور وہ دعوے امامت کا بدروغ کرکے خدا پر افترا کریگا اور خدا کے نزدیک وہ جعفر کذاب مفتری ہے پس یہ فرماکر جناب سید الساجدینؑ بہت روئے اور فرمایا کہ گویا مین جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہون کہ اُس نے خلیفہ جور کو واسطے تفحص امام دور یعنی صاحب الامرؑ کے آمادہ کیا ہے پس ازواج مین جناب صادق علیہ السلام کے دو بی بیان سوائے کنیزون کے تھین اون سے آٹھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیان پیدا ہوئین نام صاحبزادون کے اول جناب موسی کاظمؑ دوسرے شاہ اسمعیل کہ یہ نہایت فہیم وعقیل مشہور تھے تیسرے اسحق چوتھے محمد پانچوین عباس چھٹے علی ساتوین حسن آٹھوین منظر اور بعض قول مین نو صاحبزادے لکھے ہین نوین کا نام ہادی اور ایک بیٹے جناب صادق کی عبد اللہ افطح مشہور ہین وہ شاید انہین فرزندون مین سے ہون کیونکہ ان کا ذکر آئندہ مجلس شہادت جناب صادقؑ مین مرقوم ہے اور صاحبزادیون کے نام مبارک اول ام فروہ اپنی دادی کے نام پر دوسری اسما تیسری فاطمہ تھی منقول ہے کہ جناب صادق علیہ السلام میانہ قد نورانی چہرہ رنگ گورا کشیدہ بینی اور بال سیاہ گھونگر والے اور رخسار مبارک پر ایک خال

سیاہ نہایت خوش نما تھا تمام روئے زمین پر بعد اپنے پدر عالی قدر امام محمد باقرؑ کے سب سے افضل اور اعلیٰ تھے فضائل
و معجزات اوس عالی درجات کے زیادہ اِس سے ہین کہ اِس کتاب مختصر مین گنجائش اونکی ہوسکے مگر بہ نیت حصول
ثواب تھوڑا تھوڑا ذکر اوس عالی جناب کا مومنین باتمکین بگوش ہوش سنین شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب ارشاد مین
سدیر صراف سے نقل لکھتے ہین کہ کہا سدیر نے کہ دیکھا مین نے ایک شب خواب مین جناب رسول قدیر کو اس طریق سے
کہ ایک طبق خرمائے تر پیش نظر رسول طاہر کے رکھا ہوا ہے اور خرما نوش فرما رہے ہین مین نے بعالم خواب تسلیم
رسالتمآب بجالا کر سوال خرمہ کا کیا ہے اور حضرت نے ایک دانہ رطب حسب طلب مجھکو دیا ہے تو اوس خرمائے
رشک نبات نے میرے کام دہن کو لذت آبحیات کی بخشی ہے مین نے رسول خوشخصال سے دوبارا سوال
کیا تو اوس شہنشاہ دانائی نے مجھے ایک اور دانہ خرما دیا ہے جو کہ لذت اوس خرمہ کی مجھے پسند تھی تو زبان میری
مانگنے سے نہ بند تھی یہانتک کہ آٹھ دانے رطب سے شاہ عرب نے مجھے بعالم خواب کامیاب فرمایا اور اوس طبق
مین ایک دانہ باقی رہ گیا مین نے اوسکا بھی سوال رسول ذوالجلال سے کیا فرمایا کہ بس اسی قدر تجھکو کافی ہے
جب اِس خواب سے مین فیضیاب ہوچکا تو یکایک آنکھ میری کھلی اوسوقت مجھکو نہایت سرور تھا اور مستور
رکھنا اِس خواب نایاب کا مجھے منظور نہ تھا اس لیئے مین نے چاہا کہ اِس خواب کو کسی شخص انتخاب سے تقریر کرون
کہ تعبیر مناسب ملے پس قصد کیا مین نے کہ سوائے امام زمان جناب صادقؑ ذیشان کے پہلے کسی سے ظاہر
نکرونگا یہ سوچکر مین خدمت حضرت مین حاضر ہوا تو عجب حال دیکھا کہ اوس واقف اسرار ماسبق کے روبرو
خرمہ کا ایک طبق رکھا ہوا ہے اور آپ اوس خرمے کے نوش فرماتے ہین مین متعجب ہوکر سمجھا کہ میرے خواب کی
تعبیر تو ظاہر ہوئی بعد ادائے تسلیم کے مین نے امام کریم سے سوال خرمہ کا کیا تو حضرت نے ایک ہی دانہ اوٹھاکر
مجھے دیا واللہ وہی لذت جو کہ خواب مین مجھکو ملی تھی اوس خرمہ کے کھانے سے بھی حاصل ہوئی پھر مین نے
سوال کیا امام زمانہ نے اور ایک دانہ عنایت فرمایا پس بدستور مین سوال کرتا تھا اور شاہ باکمال مجھے ایک ایک
دانہ دیتے تھے اوسی طریق سے جب آٹھ دانے مجھے دے چکے اور نوبت سوال نوین دانہ کی آئی تو حضرت
مسکرائے اور فرمایا کہ اے سدیر اگر میرے جد رسول قدیر اس سے زیادہ تجھکو دیتے تو یہان بھی کچھ تامل
نہ تھا قربان علم اور اعجاز اوس دانائے راز کے جو حقیقت خواب کی تھی امامؑ پر تمام ظاہر و ہویدا تھی اب ایک
اور اعجاز شاہ سرفراز کا مومنین با امتیاز سنین اکثر کتب معتبرہ مین ابو بصیر سے اس روایت کی تشہیر ہے
وہ کہتا ہے کہ مین ایک دن خدمت مین امام انس و جن جناب صادق علیہ السلام کی گیا اور میرے دل مین

گزرا که آج کوئی معجزہ دیکھونگا بعد اس خیال کے شاہ باکمال نے پائے مبارک اپنا زمین پر مارا تو عجب قدرت خدا باعجاز شاہ ہدا مجھے نظر آئی کہ ایک دریائے ناپیدا کنار پیدا ہوا اور کشتیان چاندی کی بکثرت اوس دریا مین پڑی ہوئی دیکھین پس حضرت ایک کشتی پر مجھکو ہمراہ لیکر سوار ہوئے اور وہ کشتی روان ہوئی مین یہ حالت دیکھکر متعجب تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ آیا مین اسوقت عالم رویا مین بحالت خواب ہون یا واقعی بدیدہ ظاہر حضرت کی ہمرکاب ہون پس وہ کشتی اوس مقام پر پہنچی کہ جس جگہہ چند خیام سیمین خوش آئین نصب تھے وہان کشتی سے اوترکر وہ جناب مثل شیر آفتاب بروج خیام مین متوجہ گشت وخرام ہوئے جب ورود خیام سے شادکام ہوچکے تو مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبصیر تو سمجھا کہ یہ کیسے خیمے ہین مین نے عرض کی کہ شاہا مین تو شاید ہی اس سے خوب آگاہ ہون فرمایا کہ یہ خیمہ اول کا تو جناب رسول خدا کا ہے اور دوسرا خیمہ علی مرتضےٰ کا تیسرا خیمہ سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا کا اور چوتھا خدیجۃ الکبریٰ کا پانچوان حسن مجتبےٰ کا چھٹا حسین شہید کربلا کا ساتوان خیمہ امام زین العابدین کا آٹھوان جناب باقر علم الاولین والآخرین اور یہ نوان خیمہ میرے واسطے نصب کیا گیا ہے اے ابوبصیر جب ہم مین سے کوئی معصوم دنیا سے رحلت کرتا ہے تو ان خیام مین اون کا مقام ہوتا ہے۔

نظم

حضرات جن کے خیمونکا یہ مرتبہ سنا لوٹا تبرکات شہنشاہ کربلا	خیمون کو اون کے آگ لگے وا مصیبتا بیوونکے منہ چھپانے کو چھوڑی نہ اک ردا
زیور تلک حرم کا لٹا ایک آن مین	باندھے گئے غزال حرم ریسمان مین
جنکے خیام کا لب کوثر پہ ہو مقام کیون حج جو ہون ساقی کوثر کے لالہ فام	اون کے لب فرات سے اٹھوادئے خیام اور نہر مہر فاطمہ پر سب ہون تشنہ کام
شامی تو سیر بیٹھتے سیراب اوٹھتے ہین	ہاہے حسین خلق سے بے آب اٹھتے ہین

منقول ہے کہ جناب صادق اپنے جد بزرگوار مظلوم کربلا کے غم مین ہمیشہ گریان رہتے تھے جب اون کی روبرو ذکر حسین تشنہ گلو آجاتا تھا تو اوس روز تا شام اوس امام عالی مقام کو کوئی خندان نہ دیکھتا تھا ابن قولویہ بسند معتبر یہ خبر لکھتے ہین کہ ایک شخص ابوعمارہ نام مرثیہ حسین علیہ السلام مین کچھ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے وہ ایک مرتبہ جناب صادق کی خدمت مین آئے تو حضرت نے اونسے فرمائش مرثیہ کی کی کہ اے ابوعمارہ اسوقت تم کچھ اپنی تصنیف سے مصائب امام حسین مین ہمکو سناؤ ابوعمارہ نے حسب اشارہ مرثیہ پڑھنا

شروع کیا اور امام حجاز نے رونا آغاز فرمایا کہ صدائے گریہ حضرت کی بلند ہوئی و بروایت دیگر حضرت نے ابو عمارہ سے فرمایا کہ تم مرثیہ اُس طریق سے پڑھو کہ جس طرح اپنی مجلسون مین پڑھتے ہو اور نوحہ کرتے ہو بس جب ابو عمارہ نے مرثیہ کو اپنے طور سے پڑھا اور خوب بے تکلف اور کشادہ دلی سے پڑھنے لگے تو اُسوقت حضرت کو کثرت گریہ سے تاب نرہی اسقدر روئے کہ حرم سرا تک حضرت کے رونے کی آواز پہنچی تمام مستورات مضطر ہوئین کہ حضرت اس شدت سے کیون روئے معلوم ہوا کہ ابو عمارہ مصائب امام حسینؑ مین مرثیہ پڑھ رہے ہین اوسوقت سب بی بیان پس پردہ آبیٹھین اور مرثیہ سُنا اور اسقدر بیتاب ہوکر روئین کہ آواز اونکی پردہ سے بلند ہوئی جب مرثیہ تمام ہوا اور رقت کم ہوئی تو جناب صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک شعر بھی مصائب مین میرے جد حسینؑ مظلوم کے پڑھے اور پچاس آدمیون کو رلاوے بہشت اوسپر واجب ہوگا اور اگر تیس آدمیون کو رُلائے جب بھی بہشت اوسپر واجب ہوگا اسی طرح علی الاختصار بیس اور دس اور پانچ آدمیون کے رولانے پر بھی بہشت اُسپر واجب ہوگا اور اگر کوئی رونے والا نہو اور خود ہی تنہا مرثیہ پڑھکر روئے بہشت اوسپر واجب ہوگا۔ پس مومنین بتاسّی و تقلید امام دین چند بند مرثیہ کے اس مقام پر مصائب امام مین پڑھتا ہون جبکہ اُس فرقہ بیدین نے امام صابرین کو صابر اور آمادہ شہادت پایا سب کے سب ناری طرف اطفائے نور جناب باری کے متوجہ ہوئے اور ہر طرف سے گھیر کر تیر اور نیزہ و شمشیر بدن اطہر پر لگانے لگے

نظم

تن سے کرتے کھینچتے ہین ایک بھی پیکان شبیرؑ کھاکے تیرون کو اگر کرتے ہین قصد تکبیر	اتنے عرصہ مین لگاتے ہین عدو سیکڑون تیر پاس سے نیزے لگاتے ہین دہن پر بے پیر
ایک پیکان جو سینہ سے گزر جاتا ہے	خون کے روکنے کو دوسرا تیر آتا ہے
کیا رحیمی ہے کہ غصہ نہین آتا ہے ذرا کیا تحمل ہے کہ ہر زخم پہ ہے شکر خدا	کیا کریمی ہے کہ سر کرتے ہین امت پہ فدا کیا شجاعت ہے کہ لاکھون مین کھڑے ہین تنہا
تیر بھی نیزے بھی سینہ پہ لئے جاتے ہین	پر دعا نانا کی امت کو دئے جاتے ہین
دل کا یہ حال ہے پژمردہ ہوا جاتا ہے ایکدم مین جو کئی بار غش آجاتا ہے	ایک دریا ہے کہ زخمون سے بہا جاتا ہے کوئی برچھی کوئی تلوار لگا جاتا ہے
نیزہ ایک ایک جگر مین جو قریب دل ہے	سانس کی آمد و شد سینہ مین کیا مشکل ہے

سینہ زخمی ہے بدن زخمی کلیجہ زخمی | اونگلیان زخمی ہین اور ساعد زیبا زخمی
ہونٹھ زخمی ہین گلا زخمی ہے ماتھا زخمی | نام کس عضو کا لون ہین ہی سراپا زخمی
پوچھے اوس سے جو دو روز کا پیاسا ہووے | ایسے زخمی کو جو پانی نہ ملے کیا ہووے

دیکھئے کس پہ پڑے آہ جناب زہراؑ | انتہا دیکھئے اس ظلم کی ہوتی ہی کیا
دیکھئے حشر ہو دنیا مین کہ نازل ہو بلا | واقعی حادثہ سب حادثون سی ہے یہ بڑا
پوچھتے ہین جو عدو شاہ سے کیا ہووے گا | شاہ کہتے ہین وہ ہوگا کہ نبی رووے گا

اشقیا کہتے ہین کیا فکر ہے اسکی ہمکو | تمہین سید تمہین بیکس ہو امام خوشخو
ظلم گزریگا یہ سب تمپہ کہا ہے جو جو | گر بلا آئے تو آئے جو قیامت ہو تو ہو
آپ گر ذبح تہ تیغ جفا ہو دین گے | فاطمہؑ رووے گی کچھ ہم تو نہین رووینگے

ہم تو خوش ہو کے تمہین ذبح کرینگے شبیرؑ | ہان نبی رووین گے جب تمپہ چلیگی شمشیر
ہم کو کیا زینبؑ و کلثومؑ اگر ہونگی اسیر | قبر مین ہو دیگا احوال علیؑ کا تغیر
ننگے سر کوفہ مین زینبؑ کو جو لیجائین گے | قید کی رسم ہے جو جو وہ بجا لائین گے

اس لئے روتے ہو پانی کوئی دیوئے اسدم | حاصل اس کہنے سے یہ ہی کہ نہ سر ہووے قلم
سو یہ امید نہ تم ہم سے رکھو حق کی قسم | خون کے پیاسے ہین دین گے نہ تمہین پانی ہم
آپ صابر ہین تو پھر خوف ہے کیا مرنے کا | روئیے آپ کوئی رحم نہین کرنے کا

شہ نے فرمایا خدا سے ڈرو کیا کہتے ہو آہ | حاشا للہ کہ پانی کی نہین ہمکو چاہ
کتنے بے درد ہو تم لوگ بھی اللہ اللہ | مجھکو بے صبر نہ کہنا یہ خطا ہے یہ گناہ
یہ تو سمجھو کوئی ناحق بھی بھلا روتا ہے | ٹکڑے اکبرؑ کی جدائی سے جگر ہوتا ہے

جس کا مرتا ہے پسر سب اُسے سمجھاتے ہین | یا کہ اسطرح کی ایذا اوسے پہنچاتے ہین
مبتلا دکھ مین جو ہو اسپہ ترس کھاتے ہین | یا کہ پانی کے لئے بھی اُسے ترساتے ہین
ہے گلہ تم سے کہ پانی تو دیا یا نہ دیا | حیف اکبرؑ کا کسی نے مجھے پرسا نہ دیا

چشم یعقوبؑ سے جسوقت ہوا یوسفؑ دور | اسقدر روئے کہ آنکھیں ہوئین دونو بے نور
مین جو رویا علی اکبرؑ کو میرا کیا ہے قصور | مگر انصاف ہی اس درد کا منصف کے حضور

زندہ یعقوبؑ نے پھر اپنے پسر کو دیکھا	مین نے زخمی علی اکبرؑ کے جگر کو دیکھا
خیر جو ظلم ہوا ہمپہ جو گزرا گزرا اب وصیت تمھین کرتا ہون سُنو ایک ذرا	اسکا انصاف فقط حشر مین خالق پہ رہا سر مرا کاٹ کے جاؤ جو سوئے آل عبا
دفعتًہ آگ نہ خیمون کو لگا دینا تم	بچے ہین غش مین پڑے اونکو جگا دینا تم
بے ادب ہو نا نہ تم لینے مین چادر کے ذرا بد دعا اگر تمھین دیویگی غضب ہو ویگا	مانگ کر لیجیو تم چادر بنت زہراؑ کس سخی کی ہے وہ بیٹی تمھین دیدیگی ردا
ننگے سر بلوہ مین زینبؑ کو نہ لانا یارو	اور اگر لانا تو چادر بھی اوڑھانا یارو
میرے سجادؑ کی حالت ہے مرض سے تغیر ہے ورم پانو پہ ہلکی سے پہنانا زنجیر	خود وہ مرتا ہے نہ تم کھینچیو اوسپر شمشیر شیر کا پوتا ہے پہلے تو نہو گا وہ اسیر
ہان مرے سر کی قسم گر کوئی دیدیویگا	بھاری زنجیر بھی ہو گی تو پہن لیویگا
ہے سکینہ مری اک چار برس کی دلدار کھیو زینبؑ سے وہی بالیان دیویگی اُتار	موتیون کے لئے دکھ اُسکو نہ دینا زنہار ہوگا احسان میری روح پہ بیحد و شمار
رحم سب لوگ یتیمو نپہ کیا کرتے ہین	چیز نادان سے بہلا کے لیا کرتے ہین
ہٹ کرے بالیان دینے مین جو وہ نیک خصال تیرے بابا سے کیا ہے کسی سائل نے سوال	اوسکو بہلا کے یہ تم کھیو باشفاق کمال بالیان تیری طلب کرتا ہے زہراؑ کا لال
گو کہ محتاج ہین پر دل کے غنی ہین یارو	مین سخی ہون مرے بچے بھی سخی ہین یارو

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دوم مین ذکر بعض معجزات و فضائل امام خوش خصائل جناب جعفر صادق علیہ السلام و تقریر مولف و ربط مصائب جناب سید الشہدا مظلوم کربلا امام حسین علیہ السلام پر

نظم

جعفر صادق کا رتبہ خلق مین مشہور ہے بخشش و خلق و کرم کا جا بجا مذکور ہے	جان حیدرؑ روح زہراؑ کبریا کا نور ہے وصف مین شیرین زبانی کی زبان معذور ہے
حامی پروردگار لقب ہے حجت قیوم ہے	نائب مشکلکشا ہے بیکس و مظلوم ہے

اے محبو قطب راوندی یہ کرتا ہی بیان
بعدِ حضرت کون ہووےگا امامِ مومنان
پوچھا عابدؑ سے کسی نے یا شہِ ہر دو جہان
عہد مین اپنے ہمین دو حجت حق کا نشان

شہ نے فرمایا کہ باقرؑ جو مرا دلدار ہے
احمدِ مختارؐ کی مسند کا وہ مختار ہے

عرض کی اُس شخص نے ای بادشاہ خاص و عام
بولے شہ فرزند باقرؑ ہووےگا قائمقام
بعدِ باقرؑ کون ہووےگا زمانہ کا امام
جعفرِ صادقؑ ازل کے روز سے ہی جسکا نام

ختم اوس فرزند پر میری صداقت ہووےگی
زہر سے میری طرح اُسکی شہادت ہووےگی

عرض کی اوس نے کہ ہے اِس تسمیہ کی وجہ کیا
بولے شہ جعفر میری بیٹو نمین اور اک ہووےگا
آپ کے فرزند سب صادق ہین ای شاہِ ہدا
دعوے باطل امامت کا کریگا بارہا

اس لئے جعفر مرے فرزند کا القاب ہے
جعفرِ صادقؑ یہ وہ جعفر کذاب ہے

کیون نہ شہرہ جعفرِ صادقؑ ہووے جابجا
خلق مین مثلِ حسنؑ غربت مین شاہِ کربلا
حضرتِ عابدؑ کرین جسکی صداقت کی ثنا
دن کو مُہر صوم لب پر شب کو ذکر کبریا

خاتمِ نقشِ امامت وہ شہ ذیجاہ تھا
کہتے ہین نقش نگین العزت للّٰہ تھا

مال و زر کی تھی نہ خواہش سیدِ ابرار کو
فیض تھا پیش نظر اُس خاصۂ غفار کو
داغِ حسرت جانتے تھے درہم و دینار کو
قوت اپنا دیتے تھے ہر مومن دیندار کو

جو عمل کرتے تھے مولا سو خدا کے واسطے
رویا کرتے تھے شہید کربلا کے واسطے

اب سُنیئے مومنین معجزات امام دین کتاب خرائج مین ابن شہر آشوب نے یونس سے یہ خبر معتبر لکھی ہے کہ ایک مجلس مین جناب صادق رونق افروز تھے اور مین بھی حاضر جماعت تھا مین نے حضرت سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ قرآن مجید مین قصہ حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام مین جو ذکر زندہ کرنے چار طائران مذبوح کا ہے آیا وہ طائر ایک ہی جنس کے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکم خدا معجزہ سے زندہ کئے تھے یا مختلف قسم کے تھے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے یونس اوس قصہ طائران کو تو بچشم خود دیکھنا چاہتا ہے مین نے عرض کی کہ مجھے عین تمنا ہے کہ وہ معجزہ طائران کا آپ مجھے دکھلائین اور حاضرین مجلس نے بھی میرے کلام کی تائید امام سعید سے کی پس حضرت نے ایک آواز دی تو دیکھا ہمنے کہ چار طائر مختلف ہوا سے ظاہر ہوئے ایک کفتر دوسرا زاغ تیسرا طاؤس چوتھا باز پس بحکم حضرت

وہ ہر چہار طایر ذبح کئے گئے اور سر اون کے جسمون سے جدا کرکے باہم مخلوط کئے اب اعجاز شاہ سرفراز دیکھئے اور درود پڑھئے کہ حضرت جس طائر کا نام لیکر پکارتے تھے فوراً بقدرت خدا و اعجاز شاہ مداوہ زندہ ہوکر ہوا پر پرواز کرتا تھا جب چارون طایر بحالت اصلی ہوکر اوڑ گئے تو بظہور اس اعجاز امام حجاز کے نور ایمان قلوب حاضران مین تازہ اور اس کرامات شاہ کائنات کا بسیط زمین پر آوازہ ہوا اور سب نے پائے مبارک امام پر بوسہ دیا اور سُنئے داؤد بن کثیر کہ راوی باتوقیر ہے روایت کرتا ہے کہ جناب صادق کے اصحابون مین سے ایک شخص حج کو گیا تھا اور اپنی زوجہ سے ارتباط خاص و بدرجہ کمال اخلاص رکھتا تھا جب وہ حج سے واپس ہوا تو اُسکی بی بی نے قضا کی تھی اس رنج و صدمہ مین وہ سفر سے پہلے اپنے گھر نگیا بلکہ اوّل وہ خدمت امام با شرف مین مشرف ہوا اور قدم مبارک پر بوسہ دیکر با چشم تر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میری خانہ ویرانی ہوئی کہ زوجہ میری راہی ملک جاودانی ہوئی حضرت نے فرمایا کہ البتہ تجھکو اُس سے الفت بہت تھی لیکن مقام تشویش نہین ہے تو اپنے گھر پر جا اور دیکھ قدرت خدا سُنتے ہی اس کلام معجز نظام کے وہ اپنے گھر آیا تو عجب حال پایا کہ زوجہ اوسکی صحیح و سالم اپنے گھر کی ملازم ہے اور کھانا کھاہی ہے یہ اعجاز دیکھکر اعتقاد تازہ اور خوشی بے اندازہ ہوئی من معارج الفضائل اور اسی کتاب خرائج مین ایک اور نقل راویان باعقل مثل قطب راوندی مسطور و مذکور ہے کہ ایک روز سہیل بن حسن نواح خراسان سے خدمت شاہ زمن مین آیا اور معرض عرض کے لایا کہ یا ابن رسول اللہ دیار عجم مین ایک لاکھ سے زیادہ شیعی و ہوا خواہ شاہ دین پناہ کے اسوقت مین موجود ہین پھر آپ کسواسطے قصد جہاد فرقہ عباسیہ کچھ نہاد سے نہین فرماتے ارشاد فرمایا کہ اے سہیل کہان ہے کوئی شیعہ ہمارا اسوقت جو ہم خیال کرتے ہین تو کل پانچ تن تمام دنیا مین ہم اپنے شیعون اور دوستون سے پاتے ہین سوائے ان کے کوئی شیعہ و محب ہمارا آشکارا نہین ہے یہ ارشاد شاہ ذیشان سُنکر وہ شخص حیران ہوا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ حضرت کیا فرماتے ہین مین دیکھتا ہون کہ ایران و خراسان مین روز بروز مذہب حقہ اثنا عشریہ کی ترقی ہے اور نماز و اعمال سب لوگ اسی طریق سے بجالاتے ہین پھر یہ کیا ارشاد ہوا کہ پانچ تن کے سوا کوئی شیعہ نہین ہے بفور اس خیال کے شاہ خوش خصال میرے مافی الضمیر پر خبیر ہوئے اور فرمایا کہ اے سہیل تو بھی تو مذہب حقہ مین پختہ کار اور مرد عقیدت شعار ہے ہماری اطاعت ہر امر مین واجب جانتا ہے اور حقوق ہمارے پہچانتا ہے ایک حکم ہمارا ہے تو اُسے بجا لائیگا وہ بولا کہ بسر و چشم حکم

آپکا حکم خدا اور رسول ہے کسکی مجال ہے کہ اُسسے عدول کرے جب وہ یہ کہہ چکا تب حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جلد جا اور اِس تنور افروختہ مین گر کر سوختہ ہو جا سُنتے ہی اِس ارشاد کے وہ مرد بفرط خوف زرد ہو گیا اور مضطرب ہو کر بولا کہ یا امام اِس عقوبت کی تاب یہ غلام کب رکھتا ہے اور حضور کو میرے جلنے سے کیا منظور ہے پس وہ شخص یہ عذر کرتا ہی تھا کہ اِس عرصہ مین ایک مرد مومن با خدا خاصانِ حضرت سے ہارون نام ہر دو نعل پا اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے برہنہ پا وہان حاضر ہوا اور حضرت کو آداب بجالایا آپنے اُس سے ارشاد فرمایا کہ اے ہارون نعلین تو اپنے ہاتھ سے رکھدے اور یہ تنور جو سامنے روشن ہے اُس مین آپ کو گرا دے ہنوز حضرت کا ارشاد پورا بھی نہوا تھا کہ وہ شیر دلیر برہنہ شمشیر فوراً اوس تنور افروختہ مین کود پڑا اور امام زمن ہمہیل بن حسن سے مخاطب ہو کر تمام احوال اور قصہ خراسان اِس عنوان سے بیان فرمانے لگے کہ گویا اُسی جگہہ موجود ہین اور پیش نگاہ شاہ تمام احوال گزر رہا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ اے سہیل دیکھ اِس تنور کو اور سمجھ قدرت خدا کی ظہور کو دیکھتا کیا ہے کہ ہارون باتمکین اُس تنور مین مکین ہے و بقدرت رب جلیل وہ تمام آتش مثل خلیل ایک باغ دلکش و لبستان فرح بخش ہے سہیل بن حسن بو قوع اعجاز شاہ زمن حیران اور رقدوم مبارک پر قربان ہوا پس فرمایا کہ اے سہیل اہل خراسان مین کوئی با ایمان ایسا ہی کہ اُسکے اعتماد پر قصد جہاد کیا جائے۔ کیون حضرات دعوئ مومنیت اور لاف تشیع فی زمانہ اکثر لوگ اِن تین امرون مین منحصر جانتے ہین اوّل نماز دست کشادہ دوسرے لعن و تبرہ تیسرے حاضر ہونا مجالسِ عزا مین اگر بنظر انصاف دیکھو تو یہ تینون امر ہمارے غیر موثر ہین کسی طرح لایق اعتماد اور مقبول درگاہ رب العباد نہین ہو سکتے۔ اوّل تو نماز کا ہم لوگون کی بدلیل حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْب عدم وجود برابر ہے **بیت** شب چو عقدِ نماز بر بندم + چہ خورد بامداد فرزندم + دوسرے لعن و تبرہ ہم لوگون کو اُسوقت زیبا ہے کہ جب ہم بھی افعال و شعار فرقہ اشرار سے بری ہون کیونکہ جس جس ظلم و غضب اور قطع رحم و ترک ادب کے سبب وہ لوگ مستوجب لعن و مورد تبرہ و طعن ہوئے اُنہین افعال کا شیوع اہل اسلام بلکہ خاص الخاص اکثر سادات عظام مین بیشتر ظاہر ہے پس لعن و تبرہ بھی غیر مفید اب رہی مجلس عزا یہ بھی اکثر جگہہ بطور ایک رسم و رواج کے ادھر اُدھر کی دیکھا دیکھی فی زمانہ ہوتی ہے اوس مین بھی تین امر ونکا قصد اصل مقصود مجلس کو چھوڑ کر ملحوظ رہتا ہے۔ اوّل استیعاب لذت شاعری و خوش الحانی دوسرے حُسن صوت بنغمہ سوز خوانی تیسرے نیت مذاق تر حلوا و شیرینی پس

اگر یہ تین امر حسب مراد ہین تو دل شاد ہین ورنہ ذاکرون کی غیبت اور اُنپر عتاب اور قاسم نیاز پر مذمت طرح طرح کے خطاب ہین اور اصل مقصود مومنیت کا بالکلیہ مفقود لیس اصل مراد مومنیت سے کیا ہے اور محبّت اہلبیتؑ کس چیز کا نام ہے سو وہ کئی درجو نپر ہے۔ اوّل درجہ ایمان اور خوش اعتقادی کا تو یہ ہے کہ ہر وقت متوجہ اور آمادہ رہے کہ اگر کسی موقع و محل پر ہمارے مال اور جانین اور ہمارے ماں باپ اور اولاد کی جانین ہمارے حضرات ائمہ کائنات علیہم الصلواۃ کے کام آئین تو کچھ دریغ نہو دوسرا درجہ مومنیّت کا یہ ہے کہ ان حضرات کی مدح اور فضائل و مناقب ہر وقت یاد کرے اور اُن کے مصائب پڑھکر اور سُنکر غمگین ہو اور اُن کے دشمنون پر نفرین کرے اور اون کے دوستون اور محبّون سے تولا و محبّت دلی رکھے اور اُنکی شادی و مداحی سے شاد اور ہر معصوم کے غم اور مصائب سے محزون و مغموم رہے تیسرا درجہ ایمان اور خوش اعتقادی کا یہ ہے کہ اگر بسبب مشاغل دنیا و تمشیت امور معیشت ہر وقت مصروف رہنا ان حضرت عالیات کی یاد مین متعذر ہو اور گاہ گاہ اتفاق انکی مجالس عزا مین بیٹھنے کا ہو تو مودب اور متوجہ ہو کر بیٹھے اور اُنکے مصائب برغبت دلی پڑھے اور سُنے اگر رقت نہو تو پڑھنے والے کو ملامت نکرے بلکہ اپنے نفس کو ملامت اور خیال کرے کہ ہمارے اوپر فقط ایک رونا اور غمگین رہنا ان معصومین کے مصائب پر علامت ہمارے اعتقاد و ایمان کی ہے اُسمین بھی ہم عین بوقت ذکر حسینؑ سو جاتے ہین یا متوجہ ہو کر نہین سُنتے ہین کہ دو آنسو ہمارے رخسارونپر جاری ہون اور ہم مستحق ثواب و رحمت جناب باری ہون تو اُسوقت ہر مومن خوش عقیدہ فصیدہ کو لازم ہے کہ یہ خیال کرے کہ وہ بزرگوار درجہ اعلےٰ کے مومن کیسے با اعتقاد و جان نثار تھے کہ جو بروز عاشور شریک مصائب فرزند مظہر العجائب کے رہے اور تین دن کی پیاس مین جانین اپنی فدائے راہ حسینؑ کین اللہ اکبر ایسے بشر کہ جوہر اخلاق حسنہ مین تمام عالم سے برگزیدہ اور ہر عمل خیر مین پسندیدہ ترسون سوائے انصاران حسینؑ کے کہان پیدا ہین **نظم**

زہد مین حضرت سلیمان کے برابر تھا کوئی	دولت فقر مین مانند اباذر تھا کوئی
صدق گفتار مین عمار کا ہمسر تھا کوئی	حمزۂ عصر کوئی مالک اشتر تھا کوئی
ہون گے ایسے ہی محمدؐ کے جو شیدا ہونگے	پھر جہاد ایسا نہوگا نہ وہ پیدا ہونگے
گو مصیبت مین تلاطم مین تباہی مین رہے	سر کٹے بانو مگر راہ الٰہی مین رہے
یون سرافراز وہ سب لشکر شاہی مین رہے	جسطرح تیغ دودم دست سپاہی مین رہے

اوس مصیبت مین نپایا کبھی شاکی اون کو	آبرو ساقی کوثر نے عطا کی اون کو
وہ تخشع وہ تضرع وہ رکوع اور وہ سجود یاد حق دل مین تو سو طرح ہوئی ہو تو نہ درود	وہ تزلزل وہ دعائین وہ قیام اور وہ قعود یہ دعا خالق اکبر سے کہ اے رب ودود
یون لٹین ہم کہ نہ مال اور نہ اولاد رہے	مگر احمدؐ کے نواسہ کا گھر آباد رہے
موم فولاد ہو آواز مین وہ سوز و گداز شیر دل منتخب دہر وحید و جانباز	اپنے معبود سے سجدونمین عجب راز و نیاز سر تو سجاد و نیہ اور عرش معلی پہ نماز
چاند شرمندہ ہو چہرے متجلی ایسے	نہ امام ایسا ہوا پھر نہ مصلی ایسے

اکثر کتب اخبار و احادیث مین منقول ہے کہ جب روز عاشور بازار کارزار گرم ہوا تو حضرت کے جان نثارون مین ایک غلام ترکی حضرت کا تھا کہ نہایت صاحب جمال اور حافظ قرآن اور تہجد گزار و قاری تھا وہ حضرت کی خدمت مین آیا اور بعرض عرض کے پہنچایا کہ اے نور چشم رسولؐ و اے پارۂ جگر علیؑ و بتولؑ آج مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ ہم مین سے کوئی متنفس زندہ نہ بچے گا مین امیدوار ہون کہ اذن جہاد مجھے عطا ہو کہ جان ناچیز اپنی آپ پر فدا کرون حضرت اوسکی اس درخواست پر بہت روئے اور فرمایا کہ اے ترکی مین نے تجھے فرزندون کی طرح پالا ہے کیونکر تجھے مرنے کی اجازت دون اور مین نے تو تجھے بیٹے فرزند زین العابدین کو دیدیا ہے وہی تیرا مختار ہے یہ ارشاد سنکر وہ غلام ترکی خدمت جناب سجادؑ مین آیا تو اسوقت حضرت بستر بیماری پر نہایت علیل تھے عرض کی غلام نے کہ اے مولا میرے چشم مبارک کھولو کہ مین موافق حکم سید مظلوم کے آپ سے رخصت ہونے آیا ہون مجھے اجازت میدان کی دیجیے کہ جان اپنی آپ کے پدر تشنہ کام پر قربان کرون حضرت نے یہ سنکر آنکھین کھولدین اور فرمایا کہ اے ترکی خوشا حال تیرا کہ تو عازم شہادت ہوا اور ہمین مرض نے اس سعادت سے باز رکھا لیکن مین نے تجھے راہ خدا مین آزاد کیا جو تیرا جی چاہے وہ کر بس وہ ترکی سلام رخصت کر کے متوجہ خیمۂ اہلحرم کا ہوا اور خدمت مین جناب زینبؑ اور ام کلثومؑ اور باقی اہلبیتؑ کے عرض کی کہ اے اہلبیت رسول میرا مجرا قبول ہو کہ یہ غلام تم سے رخصت کو آیا ہے جو تقصیرات کہ اس غلام سے بجا آوری خدمت مین ہوئی ہون مجھے معاف فرمائین اور امیدوار ہون کہ دن قیامت کے اپنے اس حلقہ بگوش کو فراموش نفرمائیے گا اہلبیت اظہار مین اسکے بیان سے ایک شور رونیکا بلند ہوا اور سب نے فرمایا کہ اے ترکی بہت دشوار ہے ہم اہلبیت

پر جدائی تیری پس ہر ایک نے جدا جدا اوسکو رخصت کیا اور دعائے خیر اُسکے حق مین فرمائی پس آیا وہ دوبارہ خدمت امام مظلوم مین اور عرض کی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حضرت نے جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا کہ اے ترکی تو راہ خدا مین آگے چل اور ہم بھی تیرے پیچھے بہت جلد آکر تجھ سے ملحق ہونگے پس گریان گریان اُس سعادتمند کو رخصت کیا جب وہ میدان وغا مین آیا تو یہ اشعار رجز کے زبان پر لایا شعر حُسَیْنٌ اَمِیْرٌ وَنِعْمَ الْاَمِیْرُ × سُرُوْرُ الْفُؤَادِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ اے ملعونو حسینؑ میرے آقا اور امیر ہین کہ وہ سرور سینہ جناب بشیر و نذیر ہین شعر عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَالِدَاہُ فَھَلْ تَعْلَمُوْنَ لَہٗ مِنْ نَظِیْرٍ اے گروہ کوفہ وشام آیا میرے آقا اور امام کا کوئی مثل و نظیر ہے کہ جسکا باپ شاہ خیبر گیر اور مان فاطمہ صاحب تطہیر ہے شعر لَہٗ طَلْعَۃٌ مِثْلُ شَمْسِ الضُّحٰی × لَہٗ غُرَّۃٌ مِثْلُ بَدْرٍ مُّنِیْرٍ آقا میرا مثل خورشید باتنویر پیشانی اُسکی مانند بدر منیر ہے یہ کہکر مشغول جنگ ہوا راوی کہتا ہے کہ جناب سجادؑ نے پردہ اپنے خیمہ کا اٹھوا دیا تھا کہ شجاعت اپنے غلام کی بچشم خود ملاحظہ فرمائین حضرت دیکھتے تھے کہ جو نا لکار اوس خوش اطوار کے سامنے آتا تھا یہ ایک وار مین خاک ہلاک پر گراتا تھا اور خود بھی وہ وحید دارین عاشق حسینؑ بہت زخمی ہوا اور پیاس نے اُسپر غلبہ کیا پس پھرا اور آیا خدمت امام مظلوم مین اور عرض کی کہ یا مولا شدت تشنگی کی مارے ڈالتی ہے حضرت نے فرمایا کہ مَرْحَبًا یَا تُرْکِیُّ وَبُشْرٰہٗ بِالْکَوْثَرِ مرحبا اے ترکی خوش ہو کہ عنقریب جام کوثر سے سیراب ہوگا پس یہ بشارت سنکر وہ جوان نہایت شادمان ہوا اور حضرت کے قدمون پر گر کے پائے مبارک کے بوسے لینے لگا اور پھر راہی میدان رضائے قضا کا ہوا اور بہت لعینون کو واصل جہنم کیا آخر مجمع ملاعین اوس صاحب دین پر ٹوٹ پڑا اور ہر طرف سے وار نیزہ و تلوار کے اوس جان نثار پر پڑنے لگے پس گھوڑے سے نیچے گر کر پکارا کہ یا اباعبداللہ ادرکنی یا آقا غلام کی خبر لو کہ جان اپنی اپنے حضور پر فدا کی حضرت آواز اپنے غلام کی سنکر بیتاب ہو گئے اور چلے طرف میدان کے اور لاش پر اوس وفادار کی ڈاڑھین مار کر روئے اور خود بنفس نفیس شاہ امام لاش اوس غلام کی اپنی آغوش مبارک مین اُٹھاکر خیمہ مین لائے اور براہ شفقت سر اوس عبد نامور کا زانوئے انور پر رکھلیا اور پیار سے رخسار مبارک اپنا اپنے عبد وفادار کے رخسار پر رکھکر روتے تھے اور جناب سجادؑ اُسکے سرھانے بیٹھے ہوئے مشغول گریہ تھے فَفَتَحَ التُّرْکِیُّ عَیْنَیْہِ وَنَظَرَ ذٰلِکَ جب اُس نے خوشبوئے گل بوستان رسول خوشبو کی سونگھی آنکھین کھولدین اور یہ غلام نوازی اُس شاہ حجازی کی اپنے حال پر دیکھی کہ سر اوسکا اپنے زانوئے مقدس پر رکھے ہوئے روتے ہین اور جناب سید الساجدین

اُسکے لئے رومال اشکونسے بھگوتے ہین اور اہلحرم مین شور گریہ وزاری اُسکی وفاداری پر برپا ہورہا ہے بس روح طیب اُس خوش نہاد کی شاد ہوئی اور بوفور سرور گلشن جنت کو پرواز گئی اب مقام زیادہ تر رونے کا تو یہ ہے کہ جسکے غلام کے لئے امام مظلوم اِس شدت سے روئے جب دیکھتے اوس بیمار کو کہ اُسکے سوجے ہوئے پاؤنمین بھاری زنجیرین پہنائی گئین اور گلے مین طوق خاردار ڈالا گیا اور پیادہ پا اوس ماہ لقا کو لئے جاتے تھے تو کیا حال ہوتا اوسوقت حسینؑ کا ظالمون نے اوس بیمار کو فرش بیماری سے کھینچ لیا اور آواز بلند کی کہ اُقْتُلُوْا عَلٰی فِرَاشِہٖ قتل کرو اُس بیمار کو اُسکے فرش پر اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ

مجلس سوم مین بیان بعض معجزات و خوارق شہنشاہ مغارب و مشارق جناب صادق علیہ السلام وخاتمہ مصائب امام حسین علیہ السلام پر

نظم

امام ششم جعفرؑ صدق کیش
کہ مہر اون کی ہے مرہم جان ریش
وہ ہے مظہر نور رب صمد
وہ ہے پردہ دار خدائے احد
کرے کوئی کیا مدحت شاہ دین
کہ ہے عقل کل دست در آستین
عبادت جو مقبول داور ہوئی
عطا شاہی ہفت کشور ہوئی
عجب باغبان گلشن راز کے
کہ خندان کئے پھول اعجاز کے
رقم کی جو مدح شہ بحر و بر
گل جعفری بن گئے حرف تر
سخن کاذب اوسکے منافق کا ہے
وہ صادق ہے پیرو جو صادق کا ہے

کتاب معارج الفضایل مین اکثر معجزات و خصایل جناب صادق معصوم کے مرقوم ہین منجملہ اون غرائب کے اوس فرزند مظہر العجائب کا ایک معجزہ لکھا ہے کہ لیث ابن سعد ایک مرد محبان علیؑ مین فرد تھا اور اُس نے کبھی پہلے جناب صادقؑ کو نہین دیکھا تھا تو اُسکی آرزو شرف حضوری امام خوشخو کی وہتی تھی وہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ۱۱۳ہجری مین بارادہ حج کے مین شہر مکہ مین مقیم تھا ایک روز بتقریب سیر کے مین کوہ ابو قبیس پر چڑھ گیا اور وہان ہر طرف پھرنے لگا اتفاقاً ایک موقع پر اوس پہاڑ کے ایک مرد مقدس کو مین نے دیکھا کہ نہایت خضوع و خشوع سے مصروف دعا ہے پس دو سوال خدا تعالے سے اُس نے کئے اوّل یہ کہ اے پروردگار عالم تو اسوقت مجھکو انگور عطا فرما دوسرے یہ کہ الٰہی میرا پیراہن بہت بوسیدہ اور پرانا ہوگیا ہے تو اپنے فضل سے مجھے لباس نو عطا کر بس ابھی دعا اوس بادشاہ کی تمام بھی نہوئی تھی کہ دیکھا

مین نے ایک سبد پر انگور اور دو پیراہن سفید پُر نور سامنے اوس برگزیدۂ رب غفور کے موجود ہوئے مین دیکھتے ہی اس حال کے متحیر کمال ہوا اور روبرو اُس خوشخو کے جاکر رسم تحیت و سلام بانکسار تمام بجالایا اور اس صاحب کمال سے مین نے سوال کیا کہ ان خوشہائے انگور مین حصّہ میرا بھی ضرور ہے اسلئے کہ دعا آپ کرتے تھے اور مین آمین کہتا تھا اُس خاصہ یزدانی نے نہایت اخلاق و مہربانی عطائے انگور سے مجھکو بھی مسرور فرمایا مین دیکھتا تھا کہ جسقدر انگور کھائی جاتے تھے تو وہ ظرف انگور بدستور تھا اوس مین کمی نہوتی تھی یہانتک کہ حسب خواہش اُس مین سے انگور ہمنے کھائی اور سبد انگور پُر تھا پھر اُس ارجمند نے واسطے پسند ایک جامہ کے مجھے ارشاد فرمایا مین نے سر انکار ہلایا اور کہا اُس بزرگوار سے کہ جامہ مجھے درکار نہین ہے کہ لباس تو میرے پاس ہے کہا کہ اے شخص تو مُنہ اپنا پھیر لے کہ مین کپڑے بدل لون پس تبدیل رخت کے بعد وہ فرخندہ بخت بکمال عظمت و شکوہ بالائے کوہ سے نیچے اُترے اور ایک ہاتھ مین وہ حق شناس اپنا پُرانا لباس لئے ہوئے تھے اور مین ہمراہ اُس عالی جاہ کے تھا پس ایک سایل نے اوس با فضایل سے سوال کیا اُس خوش خصال نے وہ پُرانا لباس اُس صاحب افلاس کے حوالہ کیا اور ایک سمت کو تشریف فرما ہوئے ہر چند مین نے چاہا کہ اُس عالی شان سے نام و نشان اونکا دریافت کرون لیکن ہیبت اونکی اسقدر مانع ہوئی کہ مین اونسے تو کچھ پوچھ نہ سکا مگر اُس سائل سے مین نے دریافت کیا کہ اے شخص اس خاصۂ قیوم کا حال کچھ تجھکو بھی معلوم ہے کہ یہ بزرگوار کون نامدار ہین وہ بولا کہ کیا تو اس شاہ سے آگاہ نہین ہے ارے یہ تو مالک ہر دو جہان امام زمان خدا کے عاشق جناب صادق ہین تو ہین مین سُنتے ہی اس خبر کے ششدر رہگیا اور پچھلے پانؤن ہٹ کر تجسس مین شاہ زمان کی دوان ہوا ہر چند مین نے جابجا تلاش کیا مگر میری شومی قسمت سے وہ حضرت پھر مجھے نہ ملے آب ایک اور اعجاز اُس شاہ سرفراز کا نہایت عجیب اور قابل ملاحظہ محبان خوش نصیب ہے مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین ربیع دربان کا بیان لکھتے ہین کہ ایک روز منصور دوانقی مقہور نے مجھے اپنے حضور بلایا اور کہا کہ اے ربیع تو دیکھتا ہے کہ تمام باشندے اس سرحد کے جعفر ابن محمدؑ کی طرف سے کیا کچھ مجھسے نقل کرتے ہین کہ جملہ مخلوق اُس صاحب شوق کی طرف متوجہ ہے بخدائے لایزال مین اُس با اقبال کی نسل کو قطع کرونگا اور اوسکو اور اُسکی اولاد کو زندہ نچھوڑونگا یہ کہکر اُس شریر نے اپنے وزیر کو بلایا اور یہ حکم سُنایا کہ اسیوقت ہزار جوان سپاہ کے اپنی ہمراہ لیکر مدینہ کی راہ لی اور [illegible] جعفر صادقؑ کے گھر پر جاکر اونکا اور اون کے فرزند موسی کاظمؑ کا سر کاٹ کر میرے سامنے حاضر کر پس وہ امیر موافق حکم اوس پر تدبیر کے مع سپاہ

پھر کینہ داخل مدینہ ہوا تو جناب صادق بعلم امامت اون اشقیا کی اس شامت کو پہلے ہی سے جانتے تھے آپ نے
اپنے خادمون سے فرمایا کہ دو اونٹ لاکر گرد مکان کے چھوڑ دو پس جمع کیا اپنی اولاد کو اور محراب عبادت مین
مشغول طاعت الہی ہوئے اور دعا کی جناب امام موسی کاظم فرماتے ہین کہ مین اسوقت کھڑا ہوا اور دیکھا کہ وہ
امیر فرستادہ منصور شریر اپنا لشکر کثیر لیکر ہمارے دروازہ پر آیا اور حکم دیا کہ ان دونو کے سر تن سے جدا
کرو پس اہل لشکر نے اون دو اونٹون کے سر کاٹ لئے اور کسی پارچہ یا صندوق مین بحفاظت اون دونو
سرونکو رکھا اسیوقت باطمینان دل شاد ہوکر بغداد کو واپس گئے وہان عجب لطف گزرا جب سامنے منصور
مقہور کے گئے تو وہ روئے سیاہ پہلے ہی سے چشم براہ تھا دیکھتے ہی پوچھا کہ کہو کیا خبر ہے امیر نے بڑی
تکلف سے مودب ہوکر عرض کی کہ آپ کے اقبال سے مآل حاصل ہوا عرصہ قلیل مین تعمیل آپ کے حکم کی
پوری پوری ہوگئی سنتے ہی وہ مردود خوشنود ہوا جب وہ تھیلی یا صندوق جس مین سر تھے اس خیرہ سر کے
سامنے رکھی گئی تو بو فور سرور منصور نے اپنے ہی دست نجس سے مُنہ اوس کیسہ کا کھولا کہ اپنے دشمنون کے سرون
کو دیکھکر خوش ہو جب دیکھا تو اس مین سے دو سر کٹے ہوئے اونٹون کے نکلے متعجب ہوکر امیر کی طرف دیکھا
کہ یہ کیا وہ امیر بھی دیکھکر حیرت پذیر ہوا بولا کہ اے خلیفہ جب مین داخل خانہ ملائک آشیانہ امام جعفر صادق
علیہ السلام کے ہوا تو وہ خانۂ نور کاشانہ دوران سر کے عارض ہونے سے میری نظر مین بالکلیہ تاریک تھا
اور کچھ نظر نہ آتا تھا مگر دو آدمی مجھے اسوقت دکھائی دئے اور ایسا ہی مجھے معلوم ہوا کہ ایک جعفر صادق ہین اور
دوسرے اون کے صاحبزادے موسیٰ کاظم پس دونو کے سر قطع کرکے یہان لائے ہین زیادہ اس سے ہمکو
کچھ علم نہین ہے کہ یہ امر غریب اور حکایت عجیب کیونکر واقع ہوئی منصور بدذات تو خوارق عادات ومعجزات
شاہ کائنات سے بخوبی واقف تھا سمجھ گیا کہ یہ اعجاز امام حجاز ہے اور اوس امیر سے تاکیدا یہ تقریر کی کہ ہرگز
کسی کو اس اسرار سے خبردار نکرنا پس جب تک منصور زندہ رہا کسی کو اس قصہ سے خبر ندی پس معجزات وکرامات
جناب صادقؑ عالی درجات کے بیحد وبیغایات ہین۔ کیا کوئی مدح کرے ایسے امام عالی مقام کی جو کہ آپ امام
باپ امام پشتون سے امام آیندہ کو اولاد امام عابدؑ کے پوتے حسینؑ کے پرپوتے باقرؑ سا پدر کاظمؑ سا پسر شان
نبی نشان علیؑ حیدر کے پیارے فاطمہؑ کے دولارے حسنؑ کے نور نظر حسینؑ کے ضیائے بصر مفتی طریقت
حاکم شریعت فارق خیر و شر ہادئ حسن ولشر۔ **نظم** صادقؑ عالی گہر + جد کی طرح نامور +
شاہ قضا و قدر + مالکِ شمس و قمر + علم مین آدمؑ صفی + فہم مین نوحؑ جری + آن مین آنِ نبی + شان ہین

شانِ علیؑ + شاہِ زمین وزمن + ماہ حسینؑ وحسنؑ + خلق مین خُلقِ حسنؑ + زور مین خیبر شکن + نور کا رخ سے طلوع + فیض کا دل سے وقوع + صرفِ خضوع وخشوع + محوِ سجود و رکوع + چہرہ ہی بدرِ کمال + ابرو ہی شکلِ ہلال + ہونٹ ہین یاقوت لال + دانت دُرِ بے مثال + الغرض امیر المومنین ارشاد اپنے آقائے باتمکین جناب صادق علیہ السلام کا کتب احادیث مین مرقوم ہے کہ فرمایا اُس خاصۂ قیوم نے کہ خدا رحمت نازل کرے ہمارے شیعون پر کہ وہ شریک ہین ہماری مصیبت کے بسبب طول دینے غم والم واندوہ وماتم کے مصیبت مین میرے جد مظلوم حسینؑ کے یعنی جسطرح ہم اونکی مصائب پر روتے ہین اور مجالسِ عزا برپا کرتے ہین اسی طرح ہمارے شیعی بھی ہمیشہ تعزیہ داری مین اوس مظلوم خاصۂ باری کے مصروف رہتے ہین اور مجلسین برپا کرتے ہین اور اون کے مصائب پر روتے ہین پس حضرات رو مصیبت پر مظلوم کربلا کی کہ مآل کار اس مجلس کا یہی ہے کہ مصیبت حسینؑ پر اشکبار ہو بعض علمائے رحمہم اللہ لکھتے ہین کہ جب شاہزادہ کونین امام المشرقین ابا عبداللہ الحسینؑ نے اوس صحرائے پُربلا میدان کربلا کو اپنے نور جمال سے کمال بخشا تو قرب وجوار کی بستیون کے زمیندارون کو حضرت نے اپنے حضور مین طلب فرمایا جب وہ سب حاضر ہوئے تو اون سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے تمہین اس لئے تکلیف دی ہے کہ ہمین آب وہوا اس سرزمین کی بہت پسند آئی ہے اور دل ہمارا یون چاہتا ہے کہ ہم اِس جنگل کو تمہارے آباد کرین اور یہین بود وباش اپنی اختیار کرین لیکن ہم خواستگار تم سے اس امر کے ہین کہ تم لوگ اس زمین کو ہمارے ہاتھ بیع کرو اور قیمت ہمسے لے لو کہ یہ امر باعث ہماری خوشنودی اور رضامندی کا ہے زمینداران کربلا جب حضرت کے اس قصد پر مطلع ہوئے تو دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہون آپ پر سے جانین ہماری یہ زمین بھی آپ ہی کی ملک ہے اور ہم سب حضرت کے غلام ہین ہمکو ارشادِ حضرت مین کچھ عذر نہین لیکن جو امر کہ حضرت کے لئے مناسب ہو اُسے عرض کر دینا حضور مین ضرور ہے آیندہ آپ مالک ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آبا و اجداد سے سنتے آئے ہین کہ یہ صحرائے نینوا ابتدائے حضرت آدمؑ سے مملو اور پُر ہے کرب اور بلا سے آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ وغیرہ جو کوئی انبیا اور اوصیائے سلف سے اس زمین پر وارد ہوئے ہین بلائے عظیم مین مبتلا ہوئے ہین۔

نظم

پتھر یہ گر کے پان سے خلیلِ خدا گیا کشتی پہ نوحؑ کی یہان طوفان آگیا	پانوءن پہ صدمہ سنگ کا آدمؑ اٹھا گیا پر سنتے ہین کہ آپ کا بابا بچا گیا

شہ بولے سرنوشت مین کب فرق ہوویگا	اب یان جہان نہ آل نبی غرق ہوویگا
افضل زمین کعبہ سے ہے ارض کربلا رہنے کی اس زمین پہ ہو تم دہمین رضا	مین جانتا ہون اسکا شرف یا امر اخدا پھر دیکھنا یہ خاک ہے یا نور کبریا
رہنے سے یان ہمارے سب آرام پائین گے	خاک شفا تمہاری زمین کو بنائین گے

پس عرض کیا کربلا کے زمینداروں نے کہ اے فرزند رسول مختار ہم امیدوار ہین کہ حضرت مع اعوان و انصار اور صاحبزادگان گل رخسار کسی اور دیار کی طرف کوچ فرمائین خدانخواستہ کسی بلا مین دشمن آپ کے گرفتار ہو جائین یہان تشریف رکھنا حضرت کا ہرگز مناسب نہین ہے اور ہم غلامون کو تشویش ہے ارشاد فرمایا کہ اے اہل نینوا و غاضریہ وماریہ تم لوگ بمقتضائے محبت اور دینداری کے ہمکو یہان رہنے سے منع کرتے ہو لیکن حکم پروردگار سے مین ناچار ہون پس خواہش خدا ہی ہے کہ جس روز سے زمین و آسمان کو خدا نے مسکن انس و جان گردانا ہے اوسی روز سے اس صحرائے پُربلا کو مسکن ہمارا قرار دیا ہے پس مجھے کچھ چارہ نہین ہے سوا اسکے کہ مین اسی جنگل مین مقیم ہون پس طول کلام کے بعد امام مظلوم نے برضا و رغبت زمینداران کربلا کی چار میل تک وہ زمین ساٹھ ہزار درہم کو خرید کی اور بعد عطا فرمانے قیمت کے اوس زمین مبیعہ کو انہین زمیندارونکو ہبہ کر دیا اور یہ شرطین لکھی گئین اوّل یہ کہ جس جگہہ پر اس زمین مین میری قبر اور میرے اصحاب کی قبرین بنائی جائین تو کوئی اُس جگہہ پر زراعت نکرنے تا نشان ہماری قبرون کے مٹ نجائین دوسری یہ کہ اگر کوئی شخص ہمارے دوستون مین سے واسطے زیارت ہماری قبرون کے آئے تو اوسکو نشان ہماری قبرون کے بخوبی بتا دینا۔ تیسری یہ کہ میرے زائر مسافر کو تین شبانہ روز تم اپنا مہمان کرنا تا کہ میرے زوّار کو زحمت اور تکلیف سفر سے آرام و راحت ملے اور بعض روایت سے قبالہ بیع کا ساتھ انہین شرطونکے تحریر ہوا

مرقوم ہو رہا تھا قبالہ کہ ناگہان سر تا قدم نقاب مین سارا بدن نہان	خیمہ سے ایک زن عزیہ ہوئی عیان پر اسپہ بھی حیا سے لرزتے تھے استخوان
بیتاب ہو کے الفت اکبر مین آئی تھی	راوی نے یہ لکھا ہے وہ زہرا کی جائی تھی
لیکر بلا مین بھائی کی کچھ کا نہین کہا گرسی سے یان تڑپ کے گرے شاہ کربلا	اور جلد یون پھری کہ نہ سایہ نظر پڑا عباس نے اُٹھا کے کہا بھائی کیا ہوا

کیا تم سے کہہ گئی وہ نواسی رسولؐ کی	مولا بتا قسم تجھے شبیرؑ بتولؑ کی
شہ بولے آہ کہہ گئی مجھ سے وہ تشنہ کام	بھیا قبالہ مین میرے اکبر کا لکھو نام
یعنی کہ اسکی ملک مین ہو یہ زمین تمام	عباسؑ جاؤ کہدو کہ مجبور ہے امام
اٹھارہ سال کے یہ زمانہ سے جائین گے	ایک قبر کی جگہہ علی اکبرؑ بھی پائین گے
پر مجھکو اسکی دل شکنی کا خیال ہے	کھیو بہن مجھے تری خاطر کمال ہے
نادم ہون اور عفو کا تجھ سے سوال ہے	اکبرؑ کے نام پر یہ قبالہ محال ہے
قبضہ کرین غلام ترے اس مقام پر	کی وقف یہ زمین ترے شیعون کے نام پر
عباسؑ خیمہ مین گئے کہنے کو یہ پیام	زینبؑ نے دیکھتے ہی انہین یہ کیا کلام
کیون بھائی میری بات پہ راضی ہوئے امام	لکھا گیا قبالہ مین اکبرؑ کا میرے نام
دولہا بناؤن گی مین انہین بیاہ لاؤن گی	اکبرؑ کے نام کی یہین بستی بساؤن گی
یوسفؑ سے ملک مصر ہے منسوب جابجا	مکہ ہے مرتضےٰ کا مدینہ رسولؐ کا
مشہور یون ہی ہو مرے اکبرؑ کی کربلا	آواز دی قضا نے کہ رہ راضی رضا
جب سے بنائے کہ ہستی رب مجید ہے	مشہور کربلائے حسینؑ شہید ہے
عباسؑ روئے حسرت زینبؑ پہ زار زار	وہ صابرہ بھی رونے لگی ہو کے بیقرار
اور لین بلائین سقہ کی گھبرا کے کتنی بار	پوچھا مین صدقہ جلد کہو کیا ہے روبکار
مین جانتی تھی خوشخبری لیکے آئے ہو	کیون ہاتھ دل پہ رکھتے ہو گردن جھکائے ہو
شاید مرا سخن ہوا حضرت کو ناگوار	جیتے رہین حسینؑ کی جتنے ہین ورثہ دار
عابدؑ پہ بھی مین صدقہ ہون اصغرؑ پہ بھی نثار	اکبرؑ کا پالنے سے زیادہ ہے چاہ و پیار
اکبرؑ کے نام پر یہ سند کسکو شاق ہے	فضل خدا سے بھائیون مین اتفاق ہے
عباسؑ بولے اسکا تو وہان ذکر ہی نہین	ہر عرض ہے حضور کی منظور شاہ دین
شہ نے ہبہ کی آپکے شیعون کو یہ زمین	پھر کیجیو سفارش اکبرؑ نہ تم کہین
بھائی مرے کریم ہین شرما کے رو دین گے	اکبرؑ اسی زمین کے پیوند ہو دین گے

فدا ہون جائین شیعون کی اوس امام مظلوم پر کہ بعد خرید نے اس زمین کربلا کے کل سہات روز

زندہ رہے اور وہ سات دن بھی اس مصیبت مین کٹے کہ ہر طرف سے فوجین اور لشکر اوس فرقہ اشرار کے چلے آتے تھے اور اوس امام ابرار کو محاصرہ کئے ہوئے تھے اور پانی اوس مقبول یزدانی پر بند تھا اور راہ چارہ کی اوس خاصۂ معبود پر مسدود تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ

مجلس چہارم مین بیان فضائل مشتمل بر مصائب جناب صادق بطلم وجور منصور دوانقی عباسی لعین وخاتمہ بر مصائب امام دین حسین فرزند ختم المرسلین - سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ اپنی کتاب مین نقل کرتے ہین کہ اکثر دشمنان دین نے جناب صادق با تمکین کی طرف سے جھوٹے خطوط بنام اہل خراسان درباب فتح بیعت منصور لعین اور اطاعت اپنی کے لکھکر یہ حیلہ کیا کہ ہمنے یہ خطوط قاصد کے راہ خراسان مین بزور چھینے ہین پس وہ خطوط مصنوعی حوالہ منصور مقہور کرکے اوسکو قتل شاہزادہ پر آمادہ کیا اوس لعین دشمن دین نے اپنے حاجب کو کہ لا ابا ربیع اوسکا نام تھا اور وہ مرد خردمند سرکار منصور مین سب سے زیادہ سربلند تھا اوس سے کہا کہ اے ربیع آج ارادہ میرا مستحکم ہے کہ جعفر ابن محمدؑ کو قتل کرون تو اسیوقت جا اور جسطرح اور جس حالت مین وہ ہون میرے روبرو لا اور ہرگز اون کو مہلت نہ دیجو کہ تبدیل لباس یا کسی اور شکل سے آوین جسحالت مین ہون اوسی صورت سے یہان لیکر آ اور اوس روز اوس اشر الناس نے اپنا اجلاس قصر احمر مین کیا تھا کہ اوسکا دستور العمل تھا کہ جسروز وہ ملعون کوئی خون کرتا تھا تو اسی قصر احمر مین بیٹھتا تھا اور اوس دن کا نام یوم ذبح ہوتا تھا وہ حاجب کہتا ہے کہ یہ حکم اوس ناری کا سنکر مجھپر ایک صدمۂ عظیم طاری ہوا اور یقین ہوگیا کہ آج کا دن بلا شبہ روز قتل امام علیہ السلام ہے اب کسیطرح حضرت قتل سے نہ بچین گے پھر تردد مجھکو اس امر مین لاحق ہوا کہ اگر مین اسوقت حضرت کو اس کینہ جو کی روبرو لیکر آتا ہون تو خون ناحق امام حق مین شریک ہوتا ہون عاقبت میری مفت ہاتھ سے جاتی رہے گی اور اگر حکم اوس ملعون کا نہین مانتا ہون اور ترک تقیہ کرتا ہون تو بلا شبہ یہ ظالم مال میرا غصب کریگا اور میرے خون مین ہاتھ اپنے بھر لیگا آخر نفس میرا مایل ہوا طرف دنیا کے اور خوف خدا دل سے بھلا دیا اور شیطان نے وسوسہ دلایا مین نے اپنے فرزند کلان کو کہ نام اوسکا محمد تھا بلایا اور حکم منصور لعین کا اوسے سنایا اور اوس سے کہا کہ نسبت میری اور میرے اور فرزندون کے تو قوی تر اور جری تر ہے تو بہت جلد جا اور دیوار خانہ سے بام پر چڑھکر داخل خانہ ہو اور جعفر صادقؑ کو جس ہیئت اور شان سے پاوے اوسی طرح یہانتک لے آیہ سنکر وہ جوان روان ہوا اور لب بام قیام امام نردبان لگا کر داخل مکان ہوا دیکھا تو شاہ

زمن لباس کہن پہنے ہوئے اور ایک رومال کمر اطہر سے باندھے ہوئے مصروف عبادت ہین اور حضور قلب اور خوف الہی سے شاہ باتوقیر کی عجب حالت تغیر ہے کہ اس جوان کو تاب و توان نہوئی کہ حالت نماز مین خلل انداز ہو جب حضرت نے سلام نماز پھیرا تو اوسنے کہا کہ جلد مصلے سے اوٹھیے اور چلیئے کہ خلیفہ نے یاد کیا ہے فرمایا کہ خلیفہ کس جگہہ ہے بولا کہ قصر احمر مین ارشاد ہوا کہ اتنی مہلت دے کہ دعا کرون اور قبا پہن لون وہ بولا کہ حکم خلیفہ کا نہین ہے فرمایا کہ یہ محل غسل کا ہے کہ مہیائے مرگ ہو کر چلتا ہون اوس نے کچھہ نسنا اور بجبر اوس امام جن و بشر کو مصلے سے اوٹھالیا اور سر و پا برہنہ لے چلا تو حضرت اوسکو حسرت بھری آنکھون سے دیکھتے تھے اور خاموش تھے اور ضعف و نقاہت کا یہ عالم تھا کہ عمر شریف حضرت کی اوسوقت قریب ہفتاد سال کی پہنچ چکی تھی راہ چلنا بہت دشوار تھا اور مکان فاصلہ سے تھا جب قدم مبارک حضرت کے ضعف سے نہ اوٹھ سکے اور راستہ مین نہایت درماندہ ہوگئے تب اوس جوان نے شاہ انس و جان کو شتر پر سوار کیا تاکہ جلد حضور خلیفہ کے پہنچائے

نظم

جلاد نے جب بازوئے جعفر کو لیا تھام یہ ضعف و نقاہت تھی کہ گر پڑتے تھے ہر گام	ساتھ اوسکے غریبی سے چلے صادق ناکام آغاز تو روتا تھا مگر ہنستا تھا انجام
گو شامل حال شہ دین فضل خدا تھا	پر کونسے مذہب مین یہ ظلم اون پہ روا تھا
جانا نہین اعدا نے نہ حیدر کے پڑوتے گر جانتے قدر اونکی تو ایمان کو نہ کھوتے	باقر کے جگر بند ہین سجاد کے پوتے اسلام نہوتا جو یہ دنیا مین نہوتے
مظلومون کے مظلوم ہین معصوم ہی یہ ہین	شبر کی طرح سید مسموم بھی یہ ہین
جد جعفر صادق کے تو ہین عابد دلگیر باقر سا پدر اہل وفا صاحب توقیر	پردادا علی و حسن و حضرت شبیر خود صاحب جود و کرم و مالک تقدیر
پشتون سے لگا باپ تلک نسل ائمہ	تا مہدی ہادی ہین یہی اصل ائمہ

پس ابن ربیع نے حضرت کو شتر پر سوار کر کے متصل قصر منصور کے پہنچایا راوی کہتا ہے کہ خلیفہ غاصب اوسوقت اپنے حاجب سے کہہ رہا تھا کہ رات آخر ہوئی جاتی ہے اور مطلب میرا ناتمام ہے ابتک جعفر نہین آئے کہ اسی شب مین کام اونکا تمام کرون یہ سنکر حاجب دروازہ قلعہ پر آیا دیکھا تو حضرت قلعہ کے نزدیک پہنچ چکے تھے حاجب نے جو اس شکل غیر واجب سے حضرت کو دیکھا بیتاب ہو کر اپنا سر جھکا لیا اور حال پر اختلال

شاہ خوش خصال پر بہت رویا کہ اوسکو رابطۂ خاص اور ضابطہ اخلاص حضرت سے حاصل تھا اور انکو امام زمان اور قاسم نار و جنان جانتا تھا مگر تقیہ کی حالت مین ملازم خلیفہ تھا آخر بولے امام رفیع کہ اے ربیع تو ہمارا روشناس ہے اسقدر ہمارا پاس کر اور مہلت دے کہ مین نماز آخری ادا کرلون پھر روبرو قاتل کینہ جو کے مجھے لے چل حاجب نے مہلت دی ادھر تو حضرت نے نماز شروع کی اور اودھر منصور پرفتور نے تاکید پرتاکید کی کہ جعفرؑ کو جلد میرے سامنے لاؤ جب حضرت نماز و دعا سے فارغ ہوئے تب حاجب نے انکو داخل ایوان منصور شیطان کیا دیکھتے ہی روئے مبارک جناب کو وہ ملعون آتش حسد و غضب سے جلکر کباب ہوا اور وہ خطوط مصنوعی حضرت کے سامنے ڈالدیئے اور بولا کہ اے بنی ہاشم تمنے براہ حسد خرابی آل عباس کی بہت کچھ چاہی لیکن وہ سعی تمہاری کچھ کارگر نہوئی حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تو کہتا ہے یہ سراسر غلط ہے ہماری جانب سے نہ کوئی تحریک ہے نہ خط ہے ہمکو راحت و آرام دنیا سے کیا کام جاہ و تجمل ہمارا فقط توکل ہے جب کہ ہمنے عالم جوانی مین بنی امیہ کا دفعیہ نہین چاہا تو اب اس پیری و یاس مین امور آل عباس مین فتور ڈالنا ہمکو کیا ضرور ہے ظلم بنی امیہ سے ابتک آنکھین ہماری خشک نہین ہوئین اور تازندگی ہمکو رونے سے فرصت نہ ملے گی نظم

رنج و الم سے رہتا ہے حال اپنا خود تباہ شوکت سے دوستی ہے نہ حشمت سے ہمکو راہ	دنیا کی چاہ رکھتے ہیں ہم کچھ نہ حب جاہ رونا ہمارا کام ہے ہر شام و ہر پگاہ
ہر دم ہے اس خیال سے دل اضطراب مین	دادا کا میرے سر گیا بزم شراب مین
حلق حسینؑ و خنجر بیداد وا دریغ سیلیٔ ظلم باقرؑ ناشاد وا دریغ	لوہے کا طوق گردن سجادؑ وا دریغ زندان شام شاہ کی اولاد وا دریغ
چتر زری ہو فرق پہ ہر شوم کے لئے	چادر تلک نہو سر کلثومؑ کے لئے

یہ فرماتے تھے اور مثل ابر بہار زار زار روتے جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ اُس ملعون پر کلام امامؑ کا کچھ اثر نہوتا تھا اور مستعد قتل کا ہوکر بار بار تلوار کو غلاف سے کھینچتا تھا اور کچھ سوچکر پھر غلاف مین کرلیتا تھا یہانتک کہ ایک مرتبہ تلوار کھینچکر آمادہ قتل شاہزادہ پر ہوا امام غریب اپنی شہادت کو قریب دیکھکر بیکسی کے عالم مین سرجھکائے ہوئے تھے اور نظرین حضرت کی ڈھونڈتی تھین کہ اسوقت سوائے پروردگار کے کوئی مددگار ہے اب اُس حاجب کا بیان ہے کہ قریب تھا مین ترک تقیہ کرکے تلوار کو ہاتھ سے جفاکار کے چھین لون اور اسی ملعون کے سر نجس پر وار لگاؤن اور حضرت کو بچاؤن گو اپنے مال اور جسم

جان سے جاؤن۔

نظم

ناگاہ شان قدرتِ حق جلوہ گر ہوئی
تائیدِ حق شمول شہ بحر و بر ہوئی

یا تو وہ کین لعین کی کہ از حد بدر ہوئی
یا نرم یک بیک طبع خیرہ سر ہوئی

خجلت زیاد خوف بھی از حد فزون ہوا
قبضہ سے ہاتھ اوٹھالیا اور سرنگون ہوا

اب سنیں مومنین۔ مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + یا تو وہ کچھ تیزی اور خیرگی و مستعد خونریزی تھا یا بے شرم خود بخود نرم ہو کر بولا کہ یا ابن رسول اللہ جو کچھ آپ فرماتے ہین وہ سراسر بجا ہے اور میری طرف سے واقعی زیادتی اور خطا ہے پس امامِ عالی مقام کو مسند پر باکرام تمام بٹھلایا اور ریش مبارک کو غالیہ سے خوشبو کیا اور ایک اسپ اہوار خوش رفتار منگایا اور بانکسار شاہ ابرار سے عرض کی کہ آپ اسپر سوار ہون اور اسباب ضیافت اور سامانِ مدارات اوس عالی درجات کے واسطے مہیا کئے گئے اور دس ہزار درہم بطور ہدیہ و زادِ راہ ہمراہ شاہ کے کر کے مدینہ کو روانہ کیا اور اوسی حاجب کو واسطے حفاظت راہ اور خدمت سفر کے ہمرکاب امام عالی جناب کے کیا راستہ مین اوس حاجب نے پوچھا کہ فدا ہون مان باپ میرے آپ پر سے عجیب حال دیکھا ان بیوفاؤن کا یہ سراسر اثر ہے آپ کی دعاؤن کا فرمایا کہ اے ربیع وہ جو اوّل مرتبہ دعا تجھکو ہمنے تعلیم کی ہے واسطے رفع شداید کے بہت موثر ہے اگر باطہارت و اعتقاد درست کے پڑھی جائے اور دعائے دوم کو رسول اکرم برائے رفع کرب بروز حرب پڑھا کرتے تھے اگر منصور کی خفگی کا خیال نہوتا تو دعائے دوم بھی ہم تجھکو تعلیم کرتے لیکن اب اوسکی عوض مین ہمنے فلان کمیت اپنا جسکی دس ہزار درہم قیمت ہے تجھکو بخشا عرض کی غلام کو سوائے اوس دعائے عالیہ کے اور کسی شے کی خواہش نہین ہے تصدق اپنے جد بزرگوار کا مجھے شرف اس دعائے جلیل سے مشرف فرماؤ ارشاد فرمایا کہ ہم اہلبیت رسول ہین جو دیتے ہین اوسے پھیر نہین لیتے وہ مزرعہ بھی ہمنے تجھے دیا اور دعا بھی تجھکو تعلیم کرین گے پس مدینہ منورہ مین آکر حضرت نے دعائے ماثورہ بھی اوس حاجب کو تعلیم فرمائی اور سند اوس کمیت کی بھی لکھکر اوسکے حوالہ کی جب وہ حضرت سے رخصت ہو کر پھر بغداد مین آیا تو اوس نے منصور سے سبب اوس ابتدا کی گرمی اور انتہا کی نرمی کا دریافت کیا بولا کہ یہ راز عجیب ہے اور سانحہ غریب ہے اگر یہ افشا ہو گا تو جسقدر محبان علی ہین اون کے واسطے ایک حجت استوار اور اپنے دعوے اور مذہب پر افتخار کرین گے ای ربیع شرافت قدر خاندان مرتضےٰ علی مثل بدر روشن اور مبرہن ہے مگر میری زبان سے بیان اونکے فضائل

کا خلاف میرے خصائل کے ہے یہ کہکر منصور مجھکو خلوت مین لایا اور صاف صاف سُنایا کہ بمزید محبت و اعتبار خاص تجھپر اس راز کو اظہار کرتا ہون اگر کسی دوسرے پر تو اس راز کو افشا کریگا تو بے تامّل تجھے قتل کرونگا اوّل بار جو مین نے تلوار بارادہ قتل جعفرؑ کے ایک بالشت بھر کھینچی تھی تو جناب سرور کائنات مجھے نظر آئے مین نے شرم سے تلوار کو بند کیا بار دوم جو ایک گز تک تلوار غلاف سے کھینچی تو رسولخدا کو مین نے غضبناک دیکھا پھر اون کی ہیبت سے تلوار کو بند کیا تب میرے دل مین ایک وسوسہ شیطانی پیدا ہوا کہ بادشاہون کو اسقدر جبن ہونا سیاست مدن سے بعید ہے یہ سوچکر بار سوم تمام تلوار کو غلاف سے کھینچ لیا اور اپنی غرور سلطنت مین بے شبہ مین نے قتل کرنا جعفر صادقؑ کا چاہا اوسوقت تو واللہ جناب رسولخدا کو مین نے عجب حالت سے مشاہدہ کیا دامن پاک کو اٹھائے اور آستین مقدس کو چڑھائے ہوئے نظر اندوختہ اور استیلائے غضب سے چہرۂ انور برافروختہ ہے قریب تھا کہ مجھپر حربہ لگا کر سید لولاک مجھے ہلاک کرین پس خوف و بیم سے حالت میری سقیم ہوئی اور سوائے تعظیم و تکریم جعفر علیہ التسلیم کے مجھے کچھ چارہ نہوا پس اے ربیع اس خاندان عالی کے خوارق عادات اور کرامت و معجزات کو مین عہد حکومت بنی امیہ سے خوب جانتا ہون یہ بادشاہ انس و جان ہین یہ قطب دائرہ زمان ہین یہ عالم علوم الٰہی ہین یہ واقف رموز نامتناہی ہین حمیّت سلطنت اور حب ریاست تقاضا نہین کرتی کہ اُنسے بیعت کرون اور حق خلافت ان مستحقین شرافت کو رد کرون پس یہ راز سربستہ میرا تجھی تک رہے کسی دوسرے پر ظاہر نہو پس وہ حاجب بالیقین تا زندگی منصور لعین کے اس راز کا امین رہا بعد فوت منصور مقہور حاجب باشعور نے اپنے بیٹے سے یہ تمام کیفیت بیان کی جلاء العیون مین بھی یہ روایت اسی مضمون سے ہے مگر مولف نے کتاب معارج الفضائل سے اسکا ترجمہ کیا ہے۔ کیون حضرات کیسے قسی القلب و سیاہ درون تھے وہ ملعون کہ باوصف دیکھنے ایسے ایسے معجزات و کرامات کے آتش حسد و عناد اوس فرقہ بانی فساد کی سرد نہوئی بلکہ عہد بنی امیہ سے دمبدم آگ اون کے ظلم و ستم کی زیادہ تر شعلہ ور ہوتی تھی یہانتک کہ خانۂ ایمان و اسلام کو جلادیا اور آیات قرآن کو مٹا دیا بابی الامام المستضام بکربلا × یدعوا و لیس لما یقول مجیب × فدا ہون مان اور باپ ہمارے اوس امام ضعیف و مجبور پر کہ جو روز عاشور کربلا کے بن مین ایسا بیکس و مجبور تھا کہ کوئی ناصر اوس امام صابر کا نظر نہ آتا تھا ہر چند وہ امام متقی ہر ایک شقی سے طالب نصرت تھا بابی الوحید و ماله من راحم × یشکو الظماء و الماء منه قریب ×

قربان ہون مان باپ ہمارے اوس شہید راہِ خدا پر کہ جسکے قتل پر لاکھون اشقیا کمربستہ و مستعد تھے اور کوئی
ملعون شوم بیکسی پر اوس مظلوم کی رحم نکرتا تھا ہرچند وہ فرزند رسول ارجمند یکہ و تنہا ہر ایک بیرحم سے فریاد
و استغاثہ کرتا تھا اور لب دریا شدت تشنگی سے جان بلب تھا لیکن کسی نے ایک جرعہ پانی کا اوس مقبول
یزدانی کو نہ دیا پس مومنین رو و مصائب پر اوس حامل نوائب کے کہ جو کربلا کے میدان مین ہر طرف سے گھرا ہوا تھا
اور ہاتھ سے کفارِ ستم شعار کے نہایت مجبور و ناچار تھا اوسوقتِ ناچاری مین سوائے چند تن شماری کے کون
تھا کہ تیمارداری اوس عاشق باری کی کرتا پس قربان وفاداری پر جون غلام ابوذر غفاری کے کہ وہ سعادتمند
ہتھیار بند خیمہ سے باہر نکلا اور آیا خدمت مین امام ارجمند کی اور خواستگار رخصت کارزار ہوا حضرت نے اوسکو
فہمایش کی کہ اے جون تو ہمارے ساتھ آیا تھا کہ نعمتہائے دنیا سے کچھ فائدہ اُٹھائے اب تو دیکھتا ہے کہ ہم
اس بلا مین گھر گئے کہ پانی تک کی ہمارے واسطے مناہی ہے اب تو مثل ہمارے اس بلا مین مبتلا نہو اور اپنے مقام
کو واپس چلا جا مین بخوشی تجھکو اجازت دیتا ہون اوس جوانمرد نے عرض کی کہ اے میرے مولا یہ آپ کیا ارشاد
فرماتے ہین یہ غلام تو حضرت کی بدولت ہمیشہ کاسہائے نعمت سے سیر و سیراب ہو کر پرورش پاتا رہا ہے
اور اچھے وقت مین حضرت کے ساتھ اوقات اپنی برفاہیت و آسودگی کے گزاری ہے بس حیف ہی جون پر
کہ ایسے وقت شدید مین اپنے آقائے سعید کو چھوڑ کر چلا جائے اور جان ناچیز اپنی آپ سے عزیز سمجھے حضرت نے
مکرر اوسکو سمجھایا قربان وفاداری پر اوس غلام کی کہ اوسوقت رو کے اُسنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ نہین
چاہتے کہ یہ غلام ناچیز با این بوئے بد و حسب نسب تباہ و روئے سیاہ کے مرتبہ شہادت پر فائز ہو قسم ہے مجھکو
خدائے عزوجل کی کہ مین حضرت سے جدا نہونگا جب تک کہ یہ خون سیاہ میرا خونہائے طیب و نورانی آل
محمد مین مخلوط نہو پس یہ سُنکر امام نے اوس غلام حبشی کے حق مین دعائے خیر فرمائی اور میدان جنگ کو رخصت
فرمایا پس آیا وہ جوانمرد میدان نبرد مین اور یہ اشعار رجز مین پڑھتا تھا۔ کَیْفَ تَرَی الْکُفَّارُ
ضَرْبَ الْاَسْوَدِ بِالسَّیْفِ ضَرْباً عَنْ بَنِیْ مُحَمَّدٍ آج دیکھین گے کفار اس غلام حبشی کے پیکار کو کہ
کیسی تلوار کرتا ہے طرف سے آل محمد کی اَذُبُّ عَنْہُمْ بِاللِّسَانِ وَالْیَدِ اَرْجُوْ بِہِ الْجَنَّۃَ
یَوْمَ الْمَوْرِدِ دفع کرونگا شر کو فرزندان رسول خدا سے اپنے دست و زبان سے اور عوض مین اسکے امیدوار
ہون خدا سے کہ مجھے داخل جنت کرے پس یہ کہکر لڑنے لگا اون لعینون سے اور بہت کفار واصل دار البوار
کئے آخر شربت شہادت جام سعادت سے نوش کیا اب دیکھئے غلام پروری اوس نشان صفدری کی کہ

بیتاب ہو کر حسینؑ نعش جون پر تشریف لائے اور کھڑے ہوئے نعش جون پر اور دستہائے مبارک واسطے دعا کے اٹھائے اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھَہٗ وَطَیِّبْ رِیْحَہٗ وَعَرِّفْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خداوندا میرے جون کا مُنہ توسفید کر اور بو کو اوسکی خوشبو کر اور جون مین اور آل محمد مین جدائی مت ڈال جناب امام زین العابدینؑ سے حدیث مین وارد ہے کہ جب اہل قریہ یعنی قوم بنی اسد لاشہائے شہدائے کربلا کو دفن کرنے لگے تو اُن مین لاش جون کی نہ تھی پس دس دن کے بعد اوس میدان مین ایک گڑھے سے لاش جون کی ملی تو اہل قریہ نے عجب شان اوس جوان باایمان کی دیکھی کہ چہرہ تو اُس حبشی سعادتمند کا مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن تھا اور بوئے مشک و عنبر اوسکے جسد مطہر سے آتی تھی سبحان اللہ کیا کیا جان نثار عاشق زار حسینؑ خاصہ غفار کو پروردگار نے عطا فرمائی تھے کہ اونپر جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام زیارت ناحیہ مین سائر شہدائے کربلا کے ساتھ فرماتے ہین اَلسَّلَامُ عَلٰی جُوْنٍ مَوْلَی اَبِیْ ذَرِّنِ الْغِفَارِیِّ سلام ہو جیو جون غلام ابوذر غفاری پر مقام غور ہے کہ یہ مرتبہ ایک غلام حبشی کا بدولت غلامی و جان نثاری حسینؑ کے ہوا کہ معصوم اوسپر سلام کرین اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس پنجم مشتمل بر معجزہ و شمہ ذکر شہادت باسعادت جناب صادق علیہ السلام و خاتمہ ذکر مصائب امام حسینؑ

ابن شہر آشوب اور ابن بابویہ بسند چند راوی معتبر کے نقل کرتے ہین کہ منصور دوانقی بادشاہان بنی عباس سے دشمن دوام جناب صادق علیہ السلام کا تھا ہمیشہ درپئے تدبیر قتل شاہ بے نظیر کے رہتا تھا کہ مبادا رجوع خلائق طرف حضرت کی ہوجائے تو میری سلطنت مین فتور آئے چنانچہ کئی بار اُس نابکار نے بارادہ قتل اوس سید اخیار کو مدینہ سے طلب کیا اور آخر کار ببرکت اعجاز شاہ نامدار کے بہزار عجز و انکسار رخصت کیا چنانچہ ایک روز اپنے حاجب کو اوس غاصب نے حکم دیا کہ مین جعفرؑ کو بلاتا ہون اور باتون مین لگاتا ہون تو اس کنایہ کو یاد رکھ کہ جسوقت باتون کے درمیان مین میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر پڑے تو اُسیوقت بلا تامل و تکرار اونپر تلوار لگانا اور قتل کرنا وہ حاجب خوش نہاد کہ مرد مومن با اعتقاد تھا ربیع اوسکا نام جان نثار امام علیہ السلام تقیہ کی حالت مین یہ حکم سُنکر نہایت پُر ملالت ہوا وہ بیان کرتا ہے کہ منصور بے پیر نے نطع اور شمشیر سے اپنے پاس منگا کر رکھلیا تھا کہ یہہ سامان قتل کا ہے اور مجھے واسطے بلانے امام زمانہ کے بھیجا مین اوسوقت تقیہ کی حالت مین بجا آوری

حکم اوس پُر جہالت سے انکار نکر سکا مگر یہ ارادہ ابھی دل مین مین نے مصمم کر لیا تھا کہ انتہائے کار مین اگر نوبت
بہ تلوار پہنچے گی اور منصور واسطے قتل شاہ جمہور کے مجھے اشارہ کریگا تو مین بے تامل تلوار اسی نابکار کے سر نجس پر لگاؤنگا
اور سر اُس خیرہ سر کا تن سے اوڑا دونگا جب مین اوس شاہ کو بحکم اُس روئے سیاہ کے اپنی ہمراہ لیکر بحضور اُس مقہور
کے آیا اور نظر اوس بدمآل کی جمال با کمال امام خوشخصال پر پڑی تو قربان اعجاز شاہ حجاز کے کہ دیکھتے ہی وہ بدانجام
رسم آداب و سلام بجالایا اور بڑی تعظیم و اکرام سے امام کو اپنی جگہہ پر بٹھلایا اور بولا کہ مرحبا مرحبا یا ابن رسول اللہ مین نے
آپ کو اسوقت اسلیئے تکلیف دی ہے کہ جسقدر قرض آپ کے ذمہ ہے وہ مین ادا کر دون کہ اعانت اہلبیتؑ کی واجب
ہے یہی کہکر اور عذر تقصیر کر کے رخصت کیا اور مجھ سے بتاکید حکم کیا کہ تین روز امام انام بآرام و اکرام مہمان رہین اور
پھر مدینہ کو رخصت کر۔ پس ہمرکاب امامؑ کے مین جائے قیام تک گیا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ منصور مقہور نے
نطع اور تیغ حضور کے قتل بیدریغ کے لیئے منگا رکھا تھا اور اسی ارادہ قتل سے آپ کو اسوقت طلب کیا تھا مین
دیکھتا تھا کہ لبہائے مبارک حضرت کے حرکت مین تھے کہ اس شغل کے سوا کچھ کلام حاکم نا فرجام سے آپ نے نہین
کیا ارشاد ہو کہ آپ نے کیا دعا پڑھی کہ اوسکی برکت سے شر اوس مقہور کا آپ سے دور ہوا پس حضرت نے حاجب کو وہ دعائے
عالیہ تعلیم فرمائی اور وہ دعا مشہور ہے کتب دعوات مین بہمین اسناد موجود و مذکور ہے۔ دوسری روایت مین لکھا ہے
کہ جب حضرت صادقؑ منصور منافق سے رخصت ہو کر باہر تشریف لائے تو حاجب نے اوس کاذب سے پوچھا کہ اے
بادشاہ یا تو وہ کچھ خشم عظیم یا اسقدر لطف عمیم کہ عقل سلیم اسکو تسلیم نہین کرتی منصور نے کہا کہ یہ راز سربستہ
ہے اسکا افشا ہونا بہتر نہین ہے مگر تو میرا معتمد علیہ ہے تجھسے کہتا ہون کسی دوسرے پر ظاہر مت کرنا اے ربیع
قدر و منزلت جعفرؑ کی پیش حق سبحانہ تعالےٰ رفیع ہے یہ اہلبیتؑ نبوت و کرامت ہین بے شبہہ یہی سزاوار مسند
امامت ہین جب یہ میرے نزدیک آئے تو دیکھا مین نے کہ ایک اژدہائے عظیم دہن کشادہ اور جسیم حد سے زیادہ
حضرت کے ساتھ ساتھ تھا اور بزبان فصیح مجھسے مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ اے منصور مقہور اگر کچھ بھی آزار یا اضرار حضرت
کو پہنچائیگا تو ابھی تیرا گوشت و پوست استخوان سے جدا ہو جائیگا یہ حالت دیکھکر مین خوف سے تھرا کہ
رہ گیا۔ مسن معارج الفضایل۔ اب سُنین مومنین حال شہادت باسعادت جناب صادق علیہ السلام کا سال شہادت
حضرت بلا اختلاف ۱۴۸ھ ہجری ہے مگر ماہ وفات مین اختلاف ہے زیادہ تر مشہور یہی وفات شاہ کائنات
کا ماہ شوال ہے اور بعضون نے ماہ رجب کی پندرھوین تاریخ دوشنبہ کا دن لکھا ہے جلاء العیون مین کلینی
اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ و دیگر علما کے حوالہ سے مجلسی رحمہ لکھتے ہین کہ بحکم منصور دوانقی علیہ اللعنۃ کے حضرت کو زہر سے

شہید کیا ہے کہ انگور زہر آلود کرکے اوس خاصۂ معبود کو کھلائے و بروایت دیگر ۱۸۳ھ ہجری مین پندرھوین تاریخ ماہ رجب یوم دوشنبہ کو ہارون رشید پلید نے حضرت کو زہر دلوایا اوس وقت عمر شریف سے حضرت کی پنپسٹھ سال اور سات ماہ گزرے تھے و بروایت کشف الغمہ اکہتر سال کی عمر ہوئی اور ایام امامت آنحضرت بعد اپنے پدر بزرگوار کے چونتیس سال تھے اور لکھا ہے کہ آپ نے کئی دور خلافت جور کے اپنے ایام امامت مین دیکھے اول ہشام بن عبد الملک بن مروان دوسرا ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان تیسرا یزید بن ولید چوتھا ابراہیم بن ولید پانچوان مروان حمار یہ تو بنی امیہ و بنی مروان مین سے تھے جو حضرت کے زمانہ امامت مین گزرے اور یہی مروان حمار آخری خلیفہ مروانیون کا تھا اسکو حمار کہنے کی دو وجہ لکھی ہین اول یہ کہ ہر صدی سنین خلافت کو اہل عرب سنۃ الحمار کہتے تھے اسلئے اسکا نام حمار رکھا تھا دوسری اس حمار نے ہر معرکہ و پیکار مین مثل خر کے بار تحمل و اصطبار بہت کچھ اٹھایا تھا اسلئے خر کے ساتھ تشبیہ دیکے مروان حمار نام رکھا گیا ۱۳۲ھ ہجری مین ابو مسلم نے کوفہ سے خروج کیا اور عبد اللہ سفاح عباسی خلیفہ ہوا اور اسی کو ابو العباس بھی کہتے ہین یہ پہلا خلیفہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا اس نے جناب صادقؑ کو مدینہ سے ملک عراق مین طلب کیا اور بعد مشاہدہ معجزات امام کائنات و مکارم اخلاق شاہ آفاق کے اوس سے نہو سکا کہ کوئی اذیت حضرت کو پہنچاے جب ابو العباس سفاح چار سال آٹھ مہینے خلافت کرکے مرگیا بعد اسکے اوسکے برادر ابو جعفر منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے غصب خلافت کیا۔ مومنین آگاہ ہون کہ یہ جناب عباس پیغمبر خداؐ کے چچا ابی طالب کے بھائی عبد المطلب کے بیٹے تھے جنکی چوتھی پشت مین ابو العباس اور ابو جعفر منصور جسکو دوانقی کہتے ہین پیدا ہوئے یہی دو شخص بانی خلافت عباسیون کے گزرے ہین پس جب منصور دوانقی دوسرا خلیفہ عباسیونکا اپنے برادر ابو العباس کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا تو اوس ملعون کو کثرت شیعیان اور اتباع کی جناب صادق علیہ السلام کے ساتھ معلوم ہوئی تو براہ حسد و کینہ حضرت کو دوبارا مدینہ سے عراق مین طلب کیا اور پانچ مرتبہ یا زیادہ قتل آنحضرت کا ارادہ کیا اور ہر مرتبہ معجزۂ عظیم اوس پابند رضا و تسلیم سے مشاہدہ کرکے اپنے قصد باطل سے عاطل رہا آخر بمقتضائے شقاوت انگورون مین زہر ملاکر اوس وحید دہر کو دیا اور صدمہ زہر سے جب نوبت دگرگون پہنچی تو کلینی اور ابن بابویہ اور برقی و دیگر علما نے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات اوس فخر کائنات کا آیا تو چشمہائے مبارک کو کھولکر فرمایا کہ میرے سب عزیزون اور رشتہ دارونکو جمع کرو جب سب کنبہ حضرت کا حاضر ہوا تو آپ نے ان سب کی طرف نظر اٹھاکر دیکھا گویا اب سب عزیزون سے رخصت ہوتے ہین اوسوقت اخیر مین شاہ باتوقیر نے اپنے سب اقربا کو دو امر کی زیادہ تر نصیحت اور تاکید فرمائی اول نماز کی باب مین ارشاد فرمایا کہ ہماری شفاعت اوس شخص کو نصیب نہوگی جو نماز کو

سبک جان کر کچھ پروا اوسکی شان و منزلت پر نکرے دوسرے اپنے رشتہ دارون اور اہل قرابت سے صلہ رحم کے
باب مین ارشاد فرمایا چنانچہ حضرت کے چچازاد بھائیون مین ایک شخص حسن افطس تھے اور بہ نسبت اور بھائیون
اور عزیزون کے وہ غریب و مفلس تھے اون کے صلہ و احسان کے باب مین اپنے ہر ایک عزیز کو نصیحت و وصیت
فرمائی پس ستر دینار طلا یعنی اشرفیان اپنے بھائی حسن افطس کو دینے کا حکم دیا تو منقول ہے کہ اوسوقت ایک غلام
حضرت کا آزاد کردہ سالمہ نام حاضر تھا اوس نے عرض کی کہ اے مولا آپ افطس کے بارہ مین ایسا کچھ ارشاد اور وصیت
حسن سلوک کی فرماتے ہین یہ وہی حسن افطس ہے کہ ایکدن آپ پر چھری کھینچکر چڑھ آیا تھا اور آپکے قتل کا ارادہ
کیا تھا اوسوقت حضرت نے اُسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اے سالمہ تو چاہتا ہے کہ مین قطع رحم کرون اور اُن
لوگون مین سے ہون جنکی خداوند عالم نے بصلہ رحم مدح کی ہے اور اونکی شان مین قرآن مین ارشاد فرماتا ہے
وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ
پس فرمایا آگاہ ہو اے سالمہ مین اپنے بھائی حسن افطس کے حق مین اسلیئے وصیت کرتا ہون کہ حق سبحانہ تعالےٰ
نے بہشت پیدا کیا اور اوسے خوشبودار فرمایا اور اُسکی خوشبو دو ہزار برس کے راستہ تک پہنچتی ہے پس دو شخص
خوشبوئے بہشت عنبر سرشت کو نہ سونگھین گے اوّل تو وہ شخص جو کہ عاق پدر و مادر ہو دوسرے قطع کرنیوالا
رحم کا یعنی تا بمقدور اپنے کسی عزیز و رشتہ دار مفلس یا غیر مفلس سے بحسن سلوک پیش نہ آئے من جلاء العیون
مومنین وائے بر حال اُس بدمآل کے کہ بجائے حسن سلوک کے خلاف تہذیب درپئے آزار و تخریب اپنے عزیز و قریب
کے رہتا ہے اپنے مال سے عزیزان بے سوال کو فارغ البال کرنا تو امر محال ہے برعکس اسکے عزیزان مفلس صاحب
عیال کا مال غصبًا اپنے اوپر حلال کر کے وبال آخرت سر پر لیتے ہین اور لعن خدا و رسول و فرشتگان مقبول
مین گرفتار ہو کر نقد ایمان و دین کو مفت ہاتھ سے دیتے ہین۔ مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ ابو حمزہ
ثمالی اکابر موالی و اصحاب ائمہ عالی جناب کا تھا وہ مدینہ سے دور کسی اور شہر مین رہتا تھا اتفاقًا ایک مرد
عرب اُسکے پاس آنکلا ابو حمزہ نے اُس سے پوچھا کہ اے اعرابی تو اُسطرف سے آتا ہے تجھے کچھ مدینہ رسالت پناہی
کے حال سے بھی آگاہی ہے اوس عرب نے کہا کہ جو کچھ تو پوچھے مین بیان کرون بولا کہ مدت سے مین نے کچھ خبر
خیریت مزاج فرزند صاحب معراج خدا کے عاشق اپنے مولا جناب صادقؑ کی نہین سُنی اگر تجھے معلوم ہو تو اونکی
خبر خیریت سے مجھے آگاہ کر سُنتے ہی نام امام وہ عرب وا وا زار زار رونے لگا ابو حمزہ نے متوحش ہو کر پوچھا کہ اے
عرب تیرے رونے کا کیا سبب ہے تو راست راست کہہ کہ میرے آقائے نامور کی کیا خبر ہے اوس نے عمامہ

اپنے سر سے پھینکدیا اور بولا کہ اے ابو حمزہ اونکا حال مین کس منہ سے بیان کرون فلان تاریخ مین اونکا انتقال ہوگیا اور تمام کیفیت زہر دینے کی اور شہید ہونے کی اوسنے بیان کی دفعتاً اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ابو حمزہ نے ایک نعرہ آہ کا ایسا مارا کہ بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آتا تھا تو آپ بھی روتا تھا اور سب حاضرین کو رولاتا تھا اور لوگ خبر سن سنکر آتے تھے اور تمام شہر مین ماتم امام سے ایک کہرام تھا جب رونے سے افاقہ ہوا تو ابو حمزہ نے اوس اعرابی سے پوچھا کہ اب بعد جناب صادق علیہ السلام کے ہمارا پیشوا اور امام کون ہوا اور کسکو حضرت نے بعد اپنے وصی اور قائمقام فرمایا ہے اعرابی نے کہا کہ تین شخصونکو حضرت نے وصی کیا ہے اول تو عبد اللہ افطح اپنے بڑے فرزند کو دوسرے اپنے چھوٹے صاحبزادہ موسیٰ کاظم کو تیسرے منصور دوانقی کو یہ سنکر ابو حمزہ ثمالی نہایت سوچ مین گئے اور تامل بسیار کے بعد کہا کہ الحمد للہ حضرت نے ہمکو جانب حق ہدایت فرمائی حاضرین نے پوچھا کہ تمنے حق کسطرح جانا بولے کہ وصی فرمانا منصور کا تو ظاہر ہے کہ تقیہ کی راہ سے ہے اس سبب سے کہ وہ ملعون حضرت کے وصی کو آزار یا قتل نکرے اور اپنے فرزند خورد موسیٰ کاظم کو فرزند بزرگ عبد اللہ افطح کے ہمراہ وصایت مین شریک کیا اسلئے کہ لوگ جانین کہ عبد اللہ افطح گو فرزند کلان ہے مگر کسی طرح قابل امامت کے نہین ہوسکتا اوّل تو وہ فیلِ پاہی دوسرے دین بھی اوسکا ناقص ہے اور احکام شریعت سے جاہل ہے اگر کوئی علت یہ نہوتی تو وہی کافی تھا اس سبب سے مین نے جانا کہ امام بحق وہادی مطلق جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام ہوئے اور ذکر منصور و عبد اللہ افطح کا مصلحتاً ہے یہ کہکر ابو حمزہ اپنے امام کو یاد کرکے پھر رویا اور اوس عرب سے کیفیت مصائب اوس فرزند مظہر العجائب کی سنتا تھا اور سر دھنتا تھا جب اوسنے مصیبت اہلبیت امام بعد شہادت شاہ امام کی بیان کی ہوگی تو حضرت کے دوستونکا کیا حال ہوا ہوویگا جب اوس نے کہا ہوگا کہ حرم امام مین ایک کہرام تھا

نظم

سب زنانِ ہاشمیہ کرتی تھین رو رو بکا گنبدِ قبرِ محمدؐ ہل رہا تھا بر ملا	کہتے تھے اہلحرم سر پیٹ کر وا جعفرا یثرب و بطحا مین آثارِ قیامت تھے بپا
عرش سے تا فرش فریاد و بکا کا جوش تھا	جعفرِ صادق کے ماتم مین ہر اک بیہوش تھا
کوئی کہتا تھا مدینہ ہوگیا اب بے چراغ موسیٰ کاظم کا ننھا سا ہوا دل داغ داغ	کوئی کہتا تھا لٹا پھولا پھلا زہرا کا باغ یہ وہ غم ہے حشر تک حاصل نہین جسسے فراغ
یہ وہ غم ہے جسکا محشر تک نہوگا خاتمہ	یہ وہ غم ہے جسمین سر پیٹے گی روحِ فاطمہ

روح زہرا نے کہا پوتے سے بس ای نور عین دیکھ تو کس بیکسی سے مرگیا میرا حسینؑ	رو رہے ہین تیرے رونے سے رسول مشرقین بعد مرنے کے بھی پایا لاش نے اُسکی نہ چین
میت اوسکی اربعین تک بھی نہ مدفون ہو سکی	زینبؑ غمدیدہ لاشہ پر نہ اُسکے رو سکی
سر برہنہ بلوہ مین اُسکے پھرے اہل حرم سر پہ میرے لال کے ڈالے گئے سنگ ستم	چین سر نے بعد مرنے کے نپایا ایک دم اوس سر پُر نور پر تنور مین روئے ہین ہم
اس مصیبت پر کرو دھیان اور سنبھالو آپ کو	عابدؑ بیمار بھی رونے نہ پایا باپ کو
عرض کی کاظمؑ نے دادی دینگے ایذا اہل شر قتل پر سادات کے باندھے ہین یہ بدین کمر	دشمن آل رسول اللہ ہین یہ کینہ ور اُن کے دست ظلم سے ہووے نہ کیون خوف و خطر
مجھکو بھی فرقت مین اب بابا کے جینا شاق ہی	دادی صاحب خود غلام اب موت کا مشتاق ہی

بہ سند موثق کلینی نے جناب موسیٰؑ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے مین نے اپنے پدر بزرگوار کو کفن کیا وہ جامۂ سفید مصری کہ جس مین حضرت نے احرام حج کا باندھا تھا اور ایک پیرہن جسے پہنے رہتے تھے اور وہ عمامہ جو کہ امام زین العابدینؑ سے حضرت تک پہنچا تھا اور ایک برد یمنی جسے چالیس دینار کو خریدا تھا اور آج کل اُسکی قیمت چار سو دینار ہین پس یہ کپڑے کفن حضرت کو پہنا کر بعد نماز میت اوس شاہ با حمیت کو جنت البقیع مین پاس اونکی والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام اور پہلوے قبر جد بزرگوار جناب سجادؑ باوقار کے دفن کیا یہ چار امام علیہم السلام جنت البقیع مین مدفون ہین اوّل جناب امام حسنؑ مجتبےٰ دوسرے امام زین العابدینؑ تیسرے امام محمدؑ باقر چوتھے امام جعفر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور احتمال دفن جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا بھی جنت البقیع مین ہے پس ان پانچ معصوم کی زیارت کا جنت البقیع مین بہت بڑا اجر و حسنات کتب دعوات و احادیث سے ثابت ہے منقول ہے کہ بعد وفات جناب صادقؑ کے امام موسیٰ کاظم ہر شب اُس حجرہ مین چراغ روشن کراتے تھے کہ جس مین حضرت کی وفات ہوئی تھی۔ مومنین اس حکایت شہادت مین جناب صادق علیہ السلام کے تین امر قابل غور ہین اول یہ کہ صادق علیہ السلام کو وقت شہادت کے صدمہ پیاس کا نہ تھا شدت بھوک کی نہ تھی حدت موسم مین جلاوطنی نہ تھی جیسے مظلوم کربلا پر یہ صدمات گزرے ابتدائے آدمؑ سے تا ایندم اسطرح کے ظلم و ستم کسی نبی یا وصی پر نہین گزرے کہ اشقیائے امت نے کئی روز تک حسینؑ کو اور اُن کے اطفال خورد سال کو موسم گرما مین پانی سے ترسایا اور تا دم مرگ ایک قطرہ پانی کا اونکو نہ دیا دوسرے بعد شہادت

صادقؑ کے کوئی درپے اون کے پس ماندونکی توہین اور تکلیف کا نہین ہوا شہادت حسینؑ کے بعد اون کے
خیمہاے عصمت مین آگ لگائی اور مخدرات عظمت کے سرون سے ردائین چھین لین اور بیتیان حسینؑ کے
رخسارہاے نازنین پر طمانچے لگاے مسند رسول اللہ کو جلادیا تبرکات اون کے بزرگون کے لوٹ لئے یہانتک
کہ بچون کے گہوارہ تک کو بھی نچھوڑا تیسرا امر قابل لحاظ وخیال یہ ہے کہ جناب صادق علیہ السلام کی میت کو
غسل وکفن اور نماز ودفن نصیب ہوا حسینؑ کی میت بے غسل وکفن ریگستان گرم پر چھوڑ کر چلے گئے کیون
مومنین کسی شریعت اور آئین مین کسی بیگناہ کا قتل کرنا اسطرح سے جائز ہے کہ جیسے حسینؑ کو مہمان بلا کر اس امت نے
شہید کیا اگر حکم قصاص بھی کسی خونی اور مجرم سے ہے تو بعد قصاص کے شرع مین کوئی تعرض اوسپر باقی نہین رہتا یا اگر کوئی
کسی کی جان کا دشمن بھی ہوتا ہے تو بعد موت کے اوسکے پس ماندونکی اہانت واذیت کے درپے نہین ہوتا حسینؑ
ابن علیؑ کا ایسا کیا قصور ثابت ہوا تھا کہ بعد شہادت بھی کوئی درجہ توہین وتذلیل کا باقی نرکھا اون کے انصار و
اقربا کی لاشونکے سر جدا کر کے نیزونپر نصب کئے اور نعشہاے بے سر پر گھوڑے دوڑاے اور چھوٹے چھوٹے بچونکو
لاشہاے پدران پر رونے بھی ندیا چنانچہ سید ابن طاؤس وغیرہ نے لکھا ہے کہ جناب سکینہؑ لاش پدر بزرگوار
سے لپٹی ہوئی تھین اور منہ اپنا تن اطہر پر ملتی تھین اور فریاد کرتی تھین کہ اے بابا ظالمون نے میرے کان زخمی
کر کے گوشوارے چھین لئے اور اے بابا بیرحمون نے میرے منہ پر طمانچے مارے جناب سجادؑ فرماتے ہین کہ اوسوقت
ایک شقی نے اوس یتیم کو نعش پدر سے چھڑانے کا قصد کیا تو وہ یتیم لاش حسینؑ کو نچھوڑتی تھی اوس شقی نے
طیش مین آکر ایک تازیانہ اوس بچی کے ایسا مارا کہ وہ تڑپ گئی اوسوقت میری آنکھون مین خون اوتر آیا اور مین نے
چاہا کہ اوس لعین پر نفرین کرون اور دعاے بد سے اوس تمام قوم سفاک کو ہلاک کرون لیکن اوسوقت مجھے
وصیت اپنے پدر بزرگوار کی یاد آگئی پس مین نے صبر کیا قربان صبر پر اوس رئیس الصابرین کے کہ اوس مظلوم نے
اس امت بدذات کے ہاتھ سے راہ کوفہ وشام مین کیسے کیسے ظلم وستم اور رنج وآلام اوٹھاے مگر بخیال وصیت
پدر سواے صبر کے اون ظالمون کے حق مین بددعا نہ کی۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

فصل چہارم مین شرح احوال شاہ خوش خصال امام سابع جناب موسی ابن جعفر الکاظم علیہما السلام اور اس مین
تین مجلس ہین مجلس اول مین ذکر اسماء والقاب وکنیت وغیرہ وتاریخ ولادت وعدد ازواج
واولاد وفضائل ومعجزات شاہ کائنات جناب کاظم وخاتمہ بر مصائب حسینؑ

معصوم خود بھی اور بن معصوم بھی ہین یہ	سم سے حسنؑ کیطرح سے مسموم بھی ہین یہ	

مظلوم مثل سید مظلوم بھی ہین یہہ	زندانیون مین عابدؑ مغموم بھی ہین یہ
باقرؑ کی طرح خلق مین عالی وقار ہین	صادقؑ کی مثل سجدہ مین لیل و نہار ہین
کہتا ہے کاف کعبۂ کل مومنین ہین یہ	اظہر الف سے امت جد کے امین ہین یہ
ظاہر ہے ظو سے یہ کہ ظفریاب دین ہین یہ	اور میم سے محب کے مرض مین معین ہین یہ
یہ حرف حرف شہ کی فضیلت پہ دال ہے	کاظمؑ کا نام جادئ فضل و کمال ہے
ہے کاف کا کنایہ کہ بیّن ہین سب کمال	اشہر الف ہے اسپہ کہ احمدؐ کے ہین یہ آل
ظاہر ہے ظو سے صاف کہ ہین ظل ذوالجلال	مشعر ہے میم ملک انہین کے ہین ملک و مال
مولا ہمارے خاصۂ رب جلیل ہین	کاظمؑ کے حرف فیض و عطا کی دلیل ہین
موسیٰ کے میم سے تو مروت ہے آشکار	اور واو سے وقار امام فلک وقار
ہے سین سے سعادت سلطان نامدار	ایما الف کا ہے کہ ائمہ مین افتخار
فضل و کمال ختم ہے اپنے امام پر	قربان ہے جان موسیٰ کاظمؑ کے نام پر
موسیٰؑ جو رعب مین ہین تو طاعتمین مسیحؑ	تقوی مین ہودؑ حسن مین یوسفؑ سے بھی ملیح
آدمؑ کا علم نوحؑ کا فہم و ذکا صریح	افزون سخا خلیلؑ سے داؤدؑ سے فصیح
یحییٰؑ کا زہد خوف و رجا مین شعیبؑ ہین	ختم الرسلؐ کی طرح سے دانائے غیب ہین
شان نبیؐ ہین گر تو نشان علیؑ یہ ہین	وہ اصل ہین یہ فرع ہین وہ گل کلی یہ ہین
واقف رموز علم خفی و جلی یہ ہین	اور وارث علوم علیؑ و لی یہ ہین
ہادی بھی مقتدا بھی ہین اور رہنما بھی ہین	حیدرؑ کی طرح خلق کے مشکلکشا بھی ہین

اسم مبارک حضرت کا موسیٰؑ القاب اس عالی جناب کے کاظم اور صالح اور زین المجتہدین اور وفی اور صابر اور امین ہین کنیت شریف ابوابراہیم اور ابوالحسن ہے ولادت باسعادت حضرت کی ساتوین تاریخ ماہ صفر المظفر اور ایک قول مین سترھوین کو یوم یکشنبہ ۱۲۸ھ ہجری مین بمقام ابوا واقع ہوئی یہ مکان ابوا درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے اور وہان قبہ حضرت آمنہ والدہ ماجدہ جناب رسول خدا کا ہے پس نام والد ماجد جناب موسیٰ کاظم کا امام جعفر صادق علیہ السلام ہے اور والدہ معظمہ کا اسم مبارک حمیدہ خاتون ہے اور ام ولد بھی اس خاصۂ صمد کو کہتے ہین اور حاکم وقت ولادت ایک قول مین منصور دوانقی اور دوسرے قول سے ابراہیم

بن ولید تھا نقش نگین اوس قبلہ دنیا و دین کا اَلْمُلْكُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ ازواج جو ازدواج حضرت مین تھین
نام نامی اون کے علمائے گرامی نے نہین لکھے مگر کنیزین حضرت کی بہت تھین عدد اولاد مین شاہ خوش نہاد کی
سترہ صاحبزادے اور پندرہ صاحبزادیان مرقوم ہین اسمائے مقدس صاحبزادون کے اس شرح سے لکھے ہین
اوّل جناب علی بن موسی الرضا علیہ السلام دوسرے قاسم تیسرے عباس چوتھے ابراہیم پانچوین جعفر چھٹے حسن
ساتوین اسمعیل آٹھوین ہارون نوین حمزہ دسوین فضل گیارھوین زید الاصغر بارھوین سلیمان تیرھوین عبد اللہ
چودھوین یحییے پندرھوین ہادی سولھوین محمد سترھوین مہدی آب صاحبزادیون کے اسم مقدس مومنین سنین
اول فاطمہ کبریٰ جنکو معصومۂ قم کہتے ہین مزار شریف اون معظمہ کا بمقام قم ملک خراسان مین واقع ہے کیفیت
اون کے وفات کی حقیقت شہادت امام رضا علیہ السلام مین بمجلس آئندہ انشاء اللہ مفصل بیان ہوگی دوسری
صاحبزادی فاطمہ صغریٰ تیسری ام جعفر چوتھی خدیجہ پانچوین زینب چھٹی آمنہ ساتوین علیا آٹھوین حسنہ نوین
بریّہ دسوین ام کلثوم گیارھوین ام سلمہ بارھوین میمونہ تیرھوین عائشہ چودھوین رقیہ پندرھوین مریم لیس
علم اور حلم اور زہد و عبادت تقویٰ و طہارت مین جناب امام موسی کاظم علیہ السلام مثل اپنا تمام روئے زمین پر نرکھتے
تھے اپنے زمانہ مین تمام عالم سے افضل و اشرف تھے اور جمیع صفات حسنہ مین وحید عصر تھے معجزات و خوارق عادات
حضرت کے زیادہ اس سے ہین کہ اس کتاب مختصر مین گنجایش اونکی ہوسکے مگر بنظر ثواب چیزے ذکر فضائل اس
عالی جناب کا مومنین سنین۔ کتاب عیون اخبار الرضا مین علی بن یقطین سے یہ معجزہ امام دین کا منقول ہے کہ ہارون
رشید پلید دشمن امام سعید نے ایک ساحر شعبدہ باز کو سکھایا کہ تو اپنی جادو سے مجمع عام مین موسی کاظم علیہ السلام
کو کسی طرح خجل اور اپنے شعبدہ سے اونکو منفعل کر ایک روز ہارون رشید نے دسترخوان بچھوایا اور حضرت کو
اپنے قریب بٹھلایا اور اوس ساحر سے اشارہ کیا اوس شعبدہ باز نے باغوائے ہارون حیلہ ساز کے ایسا ایک شعبدہ
بنایا کہ جب امام علیہ السلام دسترخوان پر دست مبارک اپنا کسی روٹی پر ڈالتے تھے تو وہ گردہ نان ہاتھ سے شاہ انس و
جان کے نکلکر اوڑجاتا تھا چنانچہ یہ دیکھکر ہارون رشید اور اوسکے رفقائے پلید باواز بلند ہنسنے لگے اور مضحکہ کرتے
تھے جب حضرت نے یہ کچھ بیبائی اور گستاخی اون منافقین کی دیکھی سر اقدس کو طرف آسمان کی بلند کیا نظر مبارک
ایک پردہ پر پڑی اوسپر دیکھا کہ تصویر شیر کی نقش ہوئی ہے اوس جناب نے خطاب کیا اوس تصویر کی طرف
کہ اے شیر خدا کے قتل کر اس ساحر خاسر کو کہ یہ مجہول دشمن خدا اور رسول ہے راوی کہتا ہے کہ بفور ارشاد شاہ خوش
نہاد کے وہ تصویر شیر آہو گیر بن گئی اور اوس ساحر جفا کار کو پارہ پارہ کرکے کھالیا اور منتظر حکم ثانی امام دوجہانی کا

ہو کر وہ شیر دلیر مستعد حملہ کا ہو کر آمادہ و دہن کشادہ تھا اگر کچھ بھی اشارہ دوبارہ حضرت اُسکو فرماتے تو وہ شیر خونخوار ہارون نابکار کو مع حضار دربار کے ایک لقمہ کرکے نگل جاتا پس بظہور اس اعجاز کے ایک غریو حاضران مکرو ریو سے پیدا ہوا رشید پلید بخوف شدید پائے مبارک امام سعید پر گر کر فریاد کرتا تھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ خاندان رحمت سے ہین للہ رحم کرو اور اس شیر مصور کو ارشاد ہو کہ اس ساحر کو اوگل دے فرمایا کہ ای ہارون اگر عصائے حضرت موسیٰ ریسمان اور عصائے ساحران فرعونیہ کو بعد نگل جانے کے اوگل دیتا تو یہان بھی ممکن تھا اب زندہ ہونا اس ساحر کذاب کا نایاب ہے۔ ایک اور اعجاز امام حجاز قابل ملاحظہ محبان با امتیاز ہے ملا محمد رفیع واعظ اپنی کتاب ابواب الجنان مین بحوالہ کتاب کشف الغمہ کے نقل کرتے ہین کہ ایک روز ہارون رشید پلید نے بقصد توہین امام دین کے ایک قاب چین مین شباہت انجیرون کی سرگین سے بنواکر اور سرپوش وخوان پوش سے اوسکو مکلف کرکے اپنے خادم کے ہاتھ خدمت مین نوباوہ بوستان آل ہاشم جناب موسیٰ کاظم کے بنام ہہاد تحفہ بغداد بھیجے جب خادم اوس طبق کو لیکر سامنے اُس واقف اسرار ماسبق کے آیا اور اوس خوان سے خوان پوش کو اُٹھایا تو عجب اعجاز شاہ حجاز کا ظاہر پایا کہ تمام وہ انجیر سرگین نعمت بہشت برین ایسے پاکیزہ و بہترین اُس طبق چین مین نظر آئے کہ جنکا نظیر نہ تھا خوشبو سے سارا مکان معطر و عنبر سارا ہو گیا وہ خادم بھی بظہور اس اعجاز شاہ سرفراز کے چشم باز رہگیا پس حضرت نے اُس مین سے چند دانہ انجیر کے تناول فرمائے اور اس خادم کو بھی کھلائے اور کسیقدر اوس مین سے واسطے ہارون رشید کے واپس بھیجے خادم نے کیفیت اعجاز امام بالتمام رشید بد انجام سے بیان کرکے کہا کہ واللہ مدت العمر مین مین نے ایسے انجیر پاکیزہ و دلپذیر نہ کبھی دیکھے تھے نہ سُنے تھے ہارون رشید تو خوارق عادات اور فضائل و معجزات حضرت سے بخوبی آگاہ اور خبردار تھا بڑے شوق سے جب اوسنے خوان پوش کو اُٹھایا تو ایک دفعہ ہی تمام ایوان خلیفہ کا خوشبو سے معطر ہو گیا اور طبیعت اُس بد خصائل کی مایل ہوئی بکمال رغبت و خواہش کے دست نجس اپنا دراز کرکے ایک دانہ انجیر کا اوس قاب سے اوٹھالیا اور بے تامل اپنے دہن نجس مین رکھلیا مُنہ مین رکھتے ہی بقدرت خدا و اعجاز شاہ ہدا وہی سرگین کا سرگین تھا جو بمرتبہ اولین اُس بے دین نے بھیجا تھا۔ مومنین یہ کچھ ذائقہ اور مزا توہین اُس سرور دنیا و دین کا اوس سگ ناپاک لعین کو ملا بسبب شرم حضار کے وہ نابکار نہ تو مُنہ سے اوس نجاست کو اوگل سکتا ہو گا نہ اکراہ سے حلق مین نگل سکتا ہو گا تا دیر اوس نجاست کو مُنہ کے اندر لئے ہو گا آخر کو با این فضیحت فضیحت ہوا باقی حالات جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مجالس آئندہ مین انشاء اللہ بیان ہون گے اب مآل کار اس مجلس کا

روتا ہے حال مظلوم کربلا پر پس اوّل مومنین کچھ مذمت دنیا بارشاد سید الوصیین جناب امیر المومنین سُنین
اور بعد اسکے مصائب امام حسینؑ سُنکر گریہ و بکا کرین اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی ؛ سَتُدْفَنُ
عَنْ قَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین آگاہ ہوا ے رہنے والو عمار تہائے عالی
اور قصر بلند کے کہ عنقریب تم پیوند خاک ہو جاؤ گے اور زمین مین دفن کئے جاؤ گے لَہٗ مَلَکٌ یُنَادِیْ
کُلَّ یَوْمٍ ؛ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ اور آگاہ ہو کہ ایک فرشتہ جانب خداوند عالم سے
ہر روز اہل زمین کو ندا دیتا ہے اور یہ سناتا ہے کہ اے غافلو کیا غفلت مین پڑے ہو اور کس لئے تعمیر عمارات
مین مصروف ہو محض تم اپنی تضیع اوقات کرتے ہو اس لئے کہ تم پیدا نہین ہوئے ہو مگر واسطے مرنے کے
اور یہ عمارتین تمہاری چند روز مین خراب اور ویران ہو جائینگی اور پھر وہ جناب ارشاد فرماتے ہین ایہا الناس
آگاہ ہو کہ یہ دار فانی مانند ایک سرا کے ہے کہ شب کو مسافر اوس مین آیا اور صبح کو چلا گیا اور وہ گھر کہ جسکو ثبات
و قرار ہے وہ آخرت ہے اور پھر فرماتے ہین کہ جو کچھ حاصل کرو اس سرائے فانی سے یعنی اعمال خیر کر لو کہ تمہارے
لئے توشہ آخرت ہو اور کیون اپنی پردہ دری کرتے ہو اُسکے سامنے جسکی روبرو سب اسرار نہانی تمہاری ظاہر اور
آشکارا ہین وہ علام الغیوب ہے بڑی شرم کی بات ہے کہ اُسکے سامنے کار بد کرتے ہو وَاَخْرِجُوْا
مِنَ الدُّنْیَا قُلُوْبَکُمْ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ مِنْهَا اَبْدَانُکُمْ فَفِیْهَا اخْتُبِرْتُمْ وَلِغَیْرِهَا خُلِقْتُمْ
اور اپنے دلون کو دنیا سے نکالو قبل اسکے کہ تمہارے بدن دنیا سے نکالے جائین اور تم دنیا مین فقط امتحان
کے واسطے آئے ہو اور پیدا ہوئے ہو تم غیر دنیا کے لئے کہ وہ عالم باقی ہے۔ کیون حضرات یہ فرقہ بدذات
عباسیہ کج نہاد کا باوجود ایسے ارشاد و حالات دنیا کے ایسے خیال محال مین تھے کہ ان قلعہائے محدود و بروج
مشیدمین ہم ہمیشہ کیواسطے زندہ اور حکمران رہینگے اگر کچھ بھی اون لوگونکو اپنی موت و فنا اور بے ثباتی دنیا
کا خیال ہوتا تو ایذا و توہین حضرات ائمہ طاہرین کی نکرتے ہارون رشید ظالم نے باوصف دیکھنے معجزات
جناب امام موسی کاظم کے کچھ خوف خدا نکیا اور اوس امام مظلوم خاصہ صمد کو محض براہ حسد قید کیا اور اوس
قید شدید ہی مین زہر دیکر اوس امام سعید کو شہید کیا اور عذاب جہنم اپنے سر پر لیا اب سُنیئے مومنین بندگان خوف
آگین و کنیزان خاشعین ایسے ہوتے ہین منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولخدا نے حضرت خدیجۃ الکبری اپنی
زوجہ مقدسہ کی روبرو فرمایا تھا کہ دن قیامت کے تمام خلقت خدا کی اپنی اپنی قبرون سے بے کفن باہر آسکی
اور موقف حساب مین برہنہ تن حاضر ہو گی سُنتے ہی اس ارشاد کے وہ معظمہ خوش نہاد بہت روئین او

اُسیوقت سے اون کے دل پاک منزل پر ایسا خیال اور خوف اس برہنہ تنی سے محشور ہونیکا بیٹھا کہ جب تک زندہ رہین اس خیال کو دل سے نہ بھولین کہ وائے برحال من کہ مین عریان اور بیکفن سامنے اپنے رب ذو المنن کے کھڑی ہونگی مقتل شاہ شہیدان مین منقول ہے کہ جب وقت وفات اوس معظمہ خوش صفات کا آیا تو جناب رسالتمآب سے اُنہون نے عرض کیا کہ یا حضرت میری آپ سے دو حاجتین ہین اوّل تو یہ ہے کہ میری دختر فاطمہ زہرا بہت خوردسال ہے اور میرے بعد سوائے آپ کی ذات بابرکات اُسکا کوئی پرسان حال نہوگا امیدوار ہون کہ جب مین دنیا سے رحلت کرون تو آپ علاوہ شفقت پدری کے اِسے بے مادر سمجھکر اسکے ساتھ شفقت مادرانہ بھی منظور نظر رکھین اور حتی الامکان اس راحت جان کو کسی طرح کی زحمت اور تکلیف نہونے دین اور دوسری حاجت میری آپ اسی دختر نیک اختر سے دریافت فرمالین کہ اوسکو مین عرض نہین کرسکتی اوسوقت رسولخدا نے سیدہ کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ بیٹی وہ کیا حاجت ہے تمہاری والدہ کی اوس معصومہ نے عرض کی کہ اے بابا میری مان کو اوس حاجت کے بیان کرنے مین تو آپ کی روبرو حجاب لاحق ہے اِس لئے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ تو میری حاجت کو اپنے باپ کی خدمت مین عرض کر اے بابا آپ اکثر فرمایا کرتے ہین کہ روز قیامت کو لوگ اپنی قبرون سے برہنہ باہر آئینگے اور موقف حساب مین بھی برہنہ حاضر ہونگے پس یہ عرض کرتی ہین کہ مجھے شرم آتی ہے اوسوقت سے کہ مین بے لباس وستار العیوب کی روبرو استادہ ہون اگر آپ اپنی ردائے مبارک کا کفن مجھے عطا فرمائین تو مجھے امید ہے کہ اوس چادر اطہر کی برکت سے اُس روز میری پردہ پوشی ہوگی یہ سُنکر حضرت نے فرمایا کہ اے خدیجہ جسطرح مشیت ایزدی مین ہے تمہاری دونو حاجتین روا ہونگی تم مطمئن رہو پس جبکہ خدیجۃ الکبریٰ نے انتقال فرمایا تو جناب رسولخدا نے موافق اون کی وصیت کے چاہا کہ اپنی ردائے مبارک سے اونہین کفن دین فَہَبَطَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ فی الفور جبرئیل امین نازل ہوئے اور عرض کی کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے بعد تحفہ سلام کے یہ حلہائے جنت ہدیہ بھیجے ہین اور ارشاد فرمایا ہے کہ آپ خدیجۃ الکبریٰ کا کفن انہین حلون سے کرین اور اپنی ردائے شریف کو رہنے دین اسلئے کہ یہ چادر تمہاری ایک روز آپکے نواسے حسینؑ ابن علیؑ کے کام آئے گی جب وہ میدان کربلا مین گرفتار رنج وعنا ہوگا چنانچہ ایک راوی معتبر بیان کرتا ہے کہ واللہ روز عاشورہ کو مین نے دیکھا کہ وہی چادر دوش مبارک امام حسین علیہ السلام پر تھی اور جب علی اکبرؑ ہمشکل پیغمبرؐ بعزم جہاد خدمت پدر خوش نہاد مین حاضر ہوئے تھے تو حضرت نے اوسی ردائے پیغمبرؐ کو دوش مطہر سے اوتار کر اپنے فرزند نوجوان کو بجائے کفن کے اوڑھادی تھی اور ایک مشت خاک زمین سے اُٹھاکر چہرۂ پاک علی اکبرؑ

پر بطور حنوط کے ملی تھی۔ حضرات کفن پہنانے اور خاک چہرۂ اکبر پر ملنے کا کیا سبب تھا امام مظلوم جانتے تھے کہ یہ اشقیا لاشہائے شہدا کو بے حنوط و کفن زمین گرم کربلا پر چھوڑ کر چلے جائینگے اس لئے شاہزادہ کو لباس بشکل کفن پہنا کر خاک چہرہ پر ملی تھی جب وہ شاہزادہ اوسی شان سے کفن پہنے با چہرہ خاک آلودہ واسطے رخصت آخری کے اپنی مان اور پھپھیوں سے ملنے خیمہ حرم مین گیا ہوگا تو اُسوقت اہلحرم کا کیا حال ہوا ہوگا چنانچہ بروایت کتاب مصائب الانوار شمر نابکار ناقل ہے کہ جب علی اکبر اہلحرم سے رخصت ہونے کو گئے تو واللہ مین نے سُنا کہ آواز گریہ و ماتم خیمہ حرم سے ایسی آتی تھی کہ اُس لعین کو یقین ہوا کہ کوئی بچہ بشدت تشنگی سے ترپ کر مرگیا ہے پس تھوڑی دیر کے بعد مین نے دیکھا کہ پردہ خیمۂ عصمت کا بلند ہوا اور پھر گر پڑا اور پھر بلند ہوا اور گر پڑا جب بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ سب مخدرات عصمت و طہارت علی اکبر سے لپٹی ہوئی روتی پیٹتی ہین اور سکینہ اپنے بھائی کا دامن پکڑے ہوئے رو رہی ہے جسوقت وہ شاہزادہ باہر جانے کا قصد کرتا ہے تو وہ سب بی بیان اوسکو اندر کھینچ لیتی ہین اور جانے نہین دیتی ہین آخرکار وہ باوقار سب کو امر بصبر فرما کر اسطرح سے نکلے جیسے بھرے گھر سے کسی جوان پُر ارمان کا جنازہ نکلتا ہے۔ مومنین ایسے فرزند جبین کا داغ اُٹھانا سوائے اہلبیت طاہرین کسی کا کام نہ تھا بجز امام حسین کون ایسا صابر و شاکر تھا کہ محض رضائے خالق کے واسطے لاکھون دشمنون مین نیزہ اور شمشیر ین کھانے کو بھیجدیا بلکہ بعد شہادت اوس فرزند باسعادت کے بجائے گریہ و زاری شکر خالق باری کیا چنانچہ مقتل احمد بن عصفور مین مسطور ہے حمید کہتا ہے کہ قبل از شہادت علی اکبر رنگ چہرہ مبارک امام حسین کا کثرت افکار اور رنج بیشمار سے مثل زعفران کی زرد تھا اور بعد شہادت علی اکبر کے مین نے دیکھا کہ چہرۂ حسین پر سرخی آگئی تھی اور دونون ہاتھ درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کر کے یہ عرض کی کہ اے خالق اکبر مین تیرا شکر کرتا ہون کہ تونے ہدیہ میرا قبول فرمایا اور مثل جناب اسمعیل کے قربانی علی اکبر مین بدا واقع نہوا اور یہ دوسرے راوی کا بیان ہے کہ جب سید مظلوم لاش علی اکبر پر پہنچے تو دیکھا کہ تمام بدن اوس سیمین تن کا سبز ہو گیا تھا۔ حضرات رنگ علی اکبر کے سبز ہونے کی کیا وجہ تھی آہ آہ وہ یہ باعث تھا کہ جو نیزہ اُس شہزادہ کے سینہ پر لگا تھا اوسکی بھال کو ظالمون نے زہر مین بجھایا تھا اوس زہر پر قہر کا اثر پھیل کر تمام جسم انور علی اکبر کا سراپا سبز ہو گیا تھا اب فرمائین مومنین ایسا صبر و شکر مخلوقات عالم سے کسی نے کیا ہے حالانکہ جو محبت امام حسین کو اپنے فرزند ارجمند علی اکبر سے تھی یہ الفت کسی باپ کو بیٹے سے نہوگی چنانچہ مقتل شاہ شہیدان مین ایک راوی ایک عجب طرح کی حکایت درد آگین بیان کرتا ہے کہ مابین راہ کوفہ و شام کے مین نگاہ کرتا تھا کہ جسطرف نیزہ پر سر علی اکبر کا رہتا تھا اُسی جانب بہ اعجاز سر مبارک امام مظلوم کا اپنے نیزہ پر سے پھر جاتا تھا کئی منزل تک یہی حال ہم دیکھتے

رہے کہ بنظر محبت امام حسینؑ کا سر علی اکبرؑ کے سر کو دیکھتا ہے جبکہ قریب منزل حمص کے پہنچے اور اُن ملاعین بیدین کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو براہ عناد اکبر ناشاد کا سر نیزہ سے اوتار کر صندوق مین بند کر دیا جب منزل حمص پر مقام ہوا تو حسب عادت معینہ سب سرونکو نیزونپر سے اوتار اوتار کر صندوقون مین مقفل کر کے خود وہ ناری شراب خواری مین مشغول ہوئے جب صبح ہوئی اور وقت کوچ کا آیا تو بنظر جائزہ سرہائے شہدا کے صندوق کھولنے شروع کئے تو اتفاقاً پہلے اوسی صندوق کو کھولا جس مین علی اکبرؑ کا سر اطہر مقفل تھا دیکھا تو سر اوس مین نہین ہے بوقوع اس امر عجیب کے وہ حاسد بدنصیب نہایت متردد ہوئے ہر چند جستجو کی لیکن کچھ پتہ علی اکبرؑ کے سر مبارک کا اونکو نہ ملا پس شمر لعین تازیانہ ہاتھ مین لیکر جناب سید الساجدینؑ کے سامنے آیا اور سر گم شدہ علی اکبرؑ کا اون سے نشان پوچھا آپ نے ابھی کچھ جواب اوسکو نہ دیا تھا کہ اوس سنگدل نے وہ ظلم کیا کہ زبان کو اوسکے بیان کا یارا نہین ہے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ بیمار کربلا اوس صدمہ سے بیتاب ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے اور جس صندوق مین سر اطہر جناب سید الشہدا کا بند تھا وہان آئے اور بآواز حزین عرض کی کہ اے بابا آپ دیکھتے ہین کہ شمر لعین نے مجھپر کیسا ظلم سنگین کیا آپ جلد بتائیے کہ سر میرے بھائی علی اکبرؑ کا کہان گم ہوا اوسوقت سر بریدہ شاہ حجاز سے براہ اعجاز آواز آئی کہ اے فرزند مشیت ایزدی پر رضامند ہو اور ہر مصیبت و بلا مین شکر الٰہی بجالاؤ اے بیٹا تم دیکھتے ہو کہ تمام دن ہمنے سر اپنے پارہ جگر علی اکبرؑ کا نہین دیکھا تھا اس لیئے مین نے اپنے فرزند کو اپنے پاس بلا لیا ہے شمر ملعون سے کہو کہ ہمارے سر کے صندوق کو کھولکر دیکھ لے شمر ولد الزنا ناقل ہے کہ جب مین نے اوس صندوق کو کھولا تو قسم ہے خدائے عزوجل کی مین نے بچشم خود دیکھا کہ سر امام حسینؑ کا لبہائے نازنین علی اکبرؑ کے بوسے لیتا تھا اور اس محبت و الفت سے دونون سر ملے ہوئے تھے کہ جیسے برسون کے بچھڑے ملتے ہین۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دوم مین ذکر فضائل و بعض معجزات شاہ کائنات جناب امام موسی کاظمؑ و خاتمہ بر مصائب امام حسینؑ و چیزے ذکر مختار بن عبیدہ ثقفی

پس اب مومنین علم امامت اور صفت ولایت شاہ باکرامت امام موسی کاظم علیہ السلام پر غور کرین بحار الانوار مین مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ علی بن یقطین کہ معتقدین امام دین سے تھا اور ہارون رشید عباسی کا وزیر اور مشیر تدبیر سلطنت سے تھا اوس نے خدمت مین جناب موسی کاظمؑ کے عریضہ لکھا اور مسئلہ پوچھا کہ یا بن رسول اللہ مسح پا مین یہان اختلاف ہے مین امیدوار ہون کہ حال مسح کا مع احکام وضو جو کہ نزدیک حضرت کے

صحیح ہے ارشاد ہو کہ مین اوسی طریق سے وضو کیا کرون حضرت نے جواب مین اوسکو طریقہ وضو اہل خلاف کا لکھا کہ تین مرتبہ کلی اور تین دفعہ ناک مین پانی اور تین ہی بار مُنہ کا دھونا اور موہاے ریش کو تین مرتبہ خلال کرنا اور تین مرتبہ ہاتھونکو کہنی تک اولٹا دھونا اور ظاہر و باطن کانون کا مسح کرنا اور پھر دونو پاؤن کو دھونا اور خلاف اسکے ہرگز نکرنا پس علی بن یقطین حسب ارشاد امام دین اسی طریق اہل خلاف پر وضو کرتا رہا ایک مرتبہ ہارون رشید نے اپنے دل مین خیال کیا کہ لوگ مجھسے کہتے ہین کہ علی بن یقطین رافضی ہے پس آج مین بھی تو دیکھون کہ وہ وضو کس طریق سے کرتا ہے اگر اُسنے وضو مین تخفیف کی کہ یہ شعار روافض کا ہے تو البتہ کہنا لوگونکا سچ تصور ہوگا پس اُس روز رشید پلید نے علی بن یقطین کو امور مملکت مین ایسا مصروف کیا کہ وقت نماز کا آگیا پس ہارون رشید پس دیوار اسطرح سے کھڑا ہوا کہ رخنہ دیوار سے اوسکے وضو کو دیکھے اور وہ اسکو نہ دیکھے اور خادم سے حکم کیا کہ علی بن یقطین کے پاس پانی وضو کے لئے پہنچا دے پس رشید وضو کو اوس سعید کے دیکھکر نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ جو لوگ اسکو رافضی کہتے ہین قول اونکا محض غلط ہے راوی کہتا ہے کہ ابھی یہ امتحان تمام ہوا تھا کہ اسی وقت شقہ خاص امام عام وخاص علی بن یقطین کے پاس صادر ہوا اوس مین یہ ارقام فرمایا تھا کہ اب تجھکو چاہئے کہ اسوقت سے تو وضو موافق حکم خدا و رسول کے عمل مین لانا اور طریقہ حقہ وضو کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ بہ نیت فرض مُنہ اپنا دھونا اور دوسری مرتبہ اِس نیت سے کہ پانی سب جگہہ مُنہ پر پہنچ جائے اور دونو ہاتھون کو کہنی سے تا سر انگشتان بہ ترتیب دھونا اور بعد اِس کے مقدم سر اور پشت قدمین پر تا کعب بہ ترتیب مسح کرنا اوسی تری سے کہ جو مُنہ اور ہاتھون سے باقی رہی ہے اب لازم ہے تجھے کہ وضو ہمیشہ اسی طرح سے کرنا کہ اب محل خوف و تقیہ کا باقی نہین ہے یہ علم امامت اور صفت ولایت ہے۔ کتاب خرایج مین ہشام ابن حکم سے یہ روایت رقم ہے کہ بعد شہادت جناب صادقؑ کے اونکے صاحبزادون مین سے ایک فرزند عبد اللہ نے دعوٰے امامت کا کیا اور اپنے زعم مین چند روز اسی خیال محال مین رہے جناب موسی کاظمؑ نے جو یہ دعوٰے اونکا سُنا اور دیکھا تو فرمایا کہ اے بھائی یہ آپ کو کیا خیال ہے مرتبہ امامت کا تو ایک امر محال ہے کہا کہ مین اپنے پدر عالی قدر کے بعد اون کی اولاد مین سب بھائیون سے بزرگتر اور افضل تر ہون اور اتفاق اہل شہر کا میری ہی امامت پر ہوا ہے اِس لئے مین سزاوار اور مستحق امامت کا ہون حضرت نے فرمایا کہ اے برادر امور امامت و رسالت دعوٰے محض اور کسی کے کہنے یا اتفاق اہل شہر سے مستند نہین ہو سکتے یہ امور جانب رب غفور سے ہین پس دعوے بے دلیل بمقابلہ حکم جل

صحیح نہین ہوسکتا پس حضرت نے اپنے خادمون کو حکم دیا کہ آگ روشن کرو پس جبکہ وہ آتش شعلہ ور ہوئی تب حضرت نے عبداللہ سے کہا کہ اے برادر اگر آپ اپنے نزدیک رموز امامت کے دانائے راز ہین تو آپ ہاتھ اپنا طرف اس آتش کے دراز کرین عبداللہ کو یہ تاب و طاقت کہان تھی سُنتے ہی اس ارشاد کے اضطراب کرنے لگے اور ہاتھ اپنا طرف آگ کی نہ بڑھایا پس جناب امامؑ نے دست مبارک اپنا اوس آتشِ سوزان مین داخل کیا باعجاز شاہ حجاز وہ شعلہ زار مثل گلزار کے گُل ہوگیا اور حضار مین اس خوارق عادات شاہ کائنات سے ایک شور و غل ہوگیا عبداللہ بمعاینہ اعجاز برادر جان نواز کے اپنے دعوے سے منفعل اور زعم بزرگی وافضلیت اپنی سے نہایت پشیمان اور خجل ہوئے اور بھائی کی امامت پر ایمان لائے سید مرتضےٰ علم الہدیٰ اس روایت معتبر کو داؤد راوی سے نقل کرتے ہین داؤد کہتا ہے کہ گیا مین ایک دن خدمت مین امام انس و جن جناب صادق علیہ السلام کی اور سوال کیا مین نے کہ یا ابن رسول اللہ مین امیدوار ہون کہ کچھ احوال دشمنان آل عبا کے انجام اور عذاب کا ارشاد فرماؤ کہ اب وہ ملاعین بیدین کس کس عذاب و عقاب مین گرفتار ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے داؤد اگر احوال اونکا بیان کیا جائے تو خالی احتمال سے نہو گا سُننے والے کے نزدیک باعث شبہ تشکیک بھی ہوجاتا ہے ابھی ہم تجھکو اونکا احوال و انجام پیش نظر آنکھون کے دکھلاتے ہین اب دیکھ قدرت خدا و اعجاز آل عبا پس حضرت نے اپنے صاحبزادہ موسیٰ کاظم سے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند ہماری چوبدستی اٹھا لاؤ اور اس دیندار کو تماشائے قدرت پروردگار دکھاؤ جب وہ چوبدستی لیکر آئے تو فرمایا کہ ای فرزند اس لکڑی کو زمین پر مار کہ ہمارے دوستون پر احوال ہمارے دشمنون کا آشکار ہو پس جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اوس چوبدستی کو زمین پر مار بقدرتِ خدا فوراً زمین شگافتہ ہوئی اور ایک دریائے ناپیدا کنار پیدا ہوا پھر اوس دریا پر چوب لگائی تو دریا شگافتہ ہوا اور اوسمین سے ایک سنگ عظیم پیدا ہوا جب اُس سنگ پر چوب لگائی تو وہ پتھر شگافتہ ہوا اور اوسمین ایک در مثل دہن اژدر کشادہ ہوگیا راوی کہتا ہے کہ باعجاز شاہ دین ایک گروہ ستمگارون کا نہایت معذب و اندوہگین ہین نے بچشم خود اوس مین یکین دیکھا کہ بار بار وہ نالہ کنان فریاد کرتے تھے کہ یا محمدؐ ہمکو رستگار کرو اس فریاد پر موکل عذاب کے اونپر اور زیادہ عذاب کرتے تھے اور گرز آتش بار اونپر مارتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے ملعونون اپنے ظلم گزشتہ کو یاد کرو کہ کیسے کیسے بغض و عناد سے اولاد امجاد پیغمبر خورشید نہاد سے تمنے فساد کئے ہین حق علیؑ و بتولؑ کو تمنے غصب کیا خانہ نبوت و امامت پر آگ لیکر واسطے جلانیکے گئے داؤد کہتا ہے کہ مین نے جناب امام موسیٰ کاظم سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ نام ہائے زشت اس قوم

بدسرشت سے مجھے آگاہ فرماؤ حضرت نے سب کے نام بتفصیل تمام مجھے تبلائے کہ اے داؤد یہ شخص جبت ہے اور وہ نفر طاغوت ہے اور یہ نعثل ہے اور وہ ابن صخران یہ بنی امیہ اور وہ مروان وآل مروان ولد الشیطان ہین اور سوا اِن کے جو لوگ اِن کے قرین ہین وہ اِن کے پیرو وتابعین ہین تا ابدآلآباد عذاب اضطراب اُنکا زیادہ ہوگا پس دفعتًا بحکم شاہِ زمن شگاف اوس سنگ کا باہم ضم ہوگیا اور وہ سب حالات عجائب میری نظر سے غائب ہوئے اور مین بدستور روبروشاہ جمہور کے بیٹھا رہگیا پس جبت مراد اول اور طاغوت ثانی اور نعثل ثالث اور ابن صخران اولاد ابوسفیان ہے۔ سُنا مومنین عذاب آخرت اعدائے دین کا اب غور کرو عذاب و نکال دنیا پر کہ انجام واختتام ہر ایک بے ننگ ونام اور ابن ابوسفیان حاکم شام اور بنی امیہ وبنی مروان عبد الشیطان اور بنی عباس ناحق شناس کا کیا اِن مین سے کوئی اپنی مراد دنیا کو نہین پہنچا اور آخر کار ذلیل وخوار واصل دار البوار ہوئے مظلوم کربلا کے قاتل عرصۂ قلیل مین ایسے ذلیل ہوئے کہ جب مختار بن عبیدہ ثقفی نے بقصد انتقام خون حسین علیہ السلام کے خروج کیا تو ایک ایک لدالخصام کو چن چن کر زیر صمصام خون آشام کیا اور یہ تین نابکار زندہ گرفتار ہوئے اوّل خولی اصبحی لعین جسنے سر مبارک سید مجبور کا تنور مین چھپایا تھا دوسرا حصین بن نمیر جس نے تیر وقت اخیر پیشانی نورانی جناب شبیر پر لگایا تھا تیسرا حارث بن نوفل جس شوم نے دُرّہ جناب کلثوم پر اُٹھایا تھا اور اسی پرکینہ نے گوشوارے گوش سکینہ سے کھینچے تھے۔

نظم

مختار نے حارث بن نوفل کو بلایا	اشک آنکھون مین بھر لاکے یہ ظالم کو سنایا
دُرّہ بسر بازوئے کلثومؑ لگایا	ظالم میری شہزادی پہ کچھ رحم نہ آیا
سرکار حسینی کا خزینہ لیا تو نے	کس دل سے دُرِ گوش سکینہ لیا تو نے

پس باختلاف الروایات اِن تینون جفاکار کا مآل کار یہ ہوا کہ بحکم مختار دیندار نصف نصف بدن اُنکا زمین مین محکم گڑوایا گیا اور نصف جسم اوپر کا تیر باران کرایا گیا اِس عذاب سے یہ تینون خانہ خراب واصل بعقاب جہنم ہوئے وبروایت معتبر دیگر خولی اصبحی نابکار کو دار پر چڑھا کر فی النار کیا اور جسم ناپاک اُس سفاک کا دینداروں نے انگارون مین جلایا

نظم

لکھا ہے ہوئے تین لعین اور گرفتار	ایک حرملاک منقذ بن مرہ جفاکار
اور تیسرا تھا قاتل عباسِ علمدار	مشکیں بندھے حاضر ہوئے تینون بھرے دربار
چہرے چھپے تھے او نہین دیکھ کے ہر فرد بشر مین	تینون کے قرین جا مین گے یہ تینون سقر مین

مختار نے تب حرملہ کو روکے سُنایا — بچہ کا لہو تیر سے کیون تونے بہایا
شش ماہہ کے سن پر بھی ذرا رحم نہ آیا — پانی کی عوض آب سنان اوسکو پلایا

پیکان ستم گردن بے شیر کی قابل — کس جرم پہ معصوم تھا تعزیر کی قابل

پھر بولا سزا وہ دون کہ آگہ ہو زمانہ — ہو تیرونکا یہ بھی اُسی صورت سے نشانہ
اونگلی کبھی کاٹین کبھی ساعد کبھی شانہ — اس شکل سے ناری ہو سوئے نار روانہ

مختار کا جب حکم ہوا لشکر دین کو — دیندارون نے فی النار کیا ملکے لعین کو

پھر منقذ بن مرہ کو مختار پکارا — تونے میرے شہزادہ کو پھل برچھی کا مارا
بن بیاہا جوان تشنہ دہان کنبہ کا پیارا — پانی کو ترستا ہوا دنیا سے سدھارا

پھر آنکھ مین تاریک جہان کردیا تونے — تصویر پیمبر کو نہان کر دیا تونے

گھایل کیا تن نیزونکی نوکون سے شقی کا — پھر آہن گرم آنکھونمین بیرحم کی ڈالا
کاٹا کبھی شانے کو کبھی بازو کو کاٹا — اور حکم سے سردار کے پھر دار پہ کھینچا

اُس دار مین کردار کا اُسکی یہ صلا ہے — اوس دار مین آزار سقر سر پہ رہا ہے

لیکن روایت معتبر یہ ہے کہ منقذ بن مرہ عبدی لعین جنگ عبداللہ ناجیہ مصاحب مختار مین فرار ہو گیا تھا مگر دست چپ اوس ملعون کا دست عبداللہ ناجیہ سے بضرب تلوار کاٹا گیا تھا ہر چند مختار نے اوس کی جستجو کی مگر پتہ اوسکا نہ ملا

نظم

پھر آئی غرض قاتل عباس کی باری — مختار نے تب پانو سے کفش اپنی اُتاری
ماری سر ناری پہ تو خون ہو گیا جاری — سب خلق خدا رو کے اوسوقت پکاری

ناری یہ تیرے ظلم سے سب شیعونکو غم ہون — ہاتھون سے تیرے دست علمدار قلم ہون

پھر حکم سے مختار کے سب شیعون نے ملکر — ہاتھ اُسکے بھی کاٹے کئی ضربونسے برابر
کاٹا کبھی بینی کو کبھی کانون کو یکسر — بشاش تھے اس کار سے سب کبر و افسر

آخر ہوا جب کار ہر اک کافر بد کا — مختار نے سجدہ کیا معبود احد کا

مقتل ابو مخنف مین منقول ہے کہ جب امام مظلوم درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو خیمہائے امام مین عجب طرح کا کہرام پیدا ہوا حضرات کل کی شہزادیون کے لٹنے کا سامان ہوا کس منہ سے بیان کیا جائے

کہ اس فکر سے جگر شق اور مُنہ فق ہوتا ہے عمر سعد لعین نے لشکرئین کو ندا کی کہ جلد طنابین خیمہائے امام کی کاٹ کر گرادو اور آگ لگادو کہ یہ سب عورتین اور بچے مظلوم کربلا کے جل کر مرجائین اوسوقت ایک شخص افسر اہل شام نے اوس ولد الحرام کو جھڑک کر جواب دیا کہ یہ عجیب طرح کی خیرہ چشمی اور بیحیائی ہے کہ باوصف قتل حسینؑ اور اولاد حسینؑ دل تیرا قتل سادات سے سیر نہین ہوا ہے اسپر بھی تو چاہتا ہے کہ اوسکی اہلبیت بیگناہ اور اوسکے بچونکو آگ مین جلائے قریب ہے کہ بالعوض اس ظلم عظیم کے غضب الٰہی تجھپر نازل ہو اور زمین شق ہو جائے اور تیرے ساتھ ہم بھی زمین مین سماجائین ایسی حرکت سے باز رہ یہ سُنکر وہ حق فراموش خاموش ہوا اور اوس شامی کے سمجھانے نے اتنا اثر کیا کہ وہ جلانے سے اولاد رسول اللہؐ کے باز رہا لیکن حکم دیا کہ لشکر اشرار داخل خیمہ اہلبیت اطہار کے ہو اور جو اسباب کہ قسم زیور اور لباس سے ہو وہ سب لوٹ لو سُنتے ہی اس حکم کے وہ سب ملعون تلواریں کھینچکر خیمہ حرم محترم مین داخل ہوئے جناب زینب خاتون فرماتی ہین کہ اُسوقت خیمہ کے دروازہ پر مین کھڑی ہوئی اپنی مصیبت پر رورہی تھی ناگاہ ایک ملعون روسیاہ کبود چشم میرے قریب آیا اور نوک نیزہ سے مجھے ڈرایا اور اُس نے میرے کانون کی طرف دیکھا پس گوشوارے میرے کانون سے اوتارتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا مین نے اوس لعین سے کہا کہ اے ملعون تعجب ہے کہ تو زیور اور لباس میرا لوٹتا ہے اور روتا ہے اوس شقی نے جواب دیا کہ مین روتا ہون تم اہلبیت کی مصیبت اور بیکسی پر کہ ان اشقیا نے اولاد رسول اللہ پر ناحق ظلم و ستم کیا پس وہ مخدومہ فرماتی ہین کہ اُسوقت میری زبان سے یہی نکلا کہ اے بیحیا خدا تیرے دونو ہاتھ اور دونو بازوونکو قطع کرے اور تجھے عذاب کرے باتش دنیا قبل از عذاب آتش جہنم کے اُسکے بعد وہ ملعون بالین سر امام زین العابدینؑ کے آیا تو وہ حضرت حالت غش مین فرش ادیم پر بیمار پڑے تھے اوس بیرحم نے وہ فرش نیچے سے اوس گوشوارہ عرش کے اس زور سے کھینچا کہ وہ امام مظلوم مُنہ کے بل خاک پر گر پڑے۔ اسی کتاب مقتل ابومخنف مین منقول ہے کہ بعد چند روز کے مختار نے خروج کیا اور اوس مرد کبود چشم کو گرفتار کیا اور اوس سے استفسار کیا کہ اے بے ایمان راست راست بیان کر کہ بروز عاشور کربلا مین تو نے حسینؑ اور اہلبیت حسینؑ پر کیا کیا ظلم کئے تھے اوس نے کہا کہ اے امیر مین نے اُسروز ہرگز کوئی ظلم اون حضرت پر اور اونکی اہل حرم پر نہین کیا لیکن چادر اور مقنع سر اقدس جناب زینبؑ خواہر سید بیکس سے اور دو گوشوارے اون کے گوش مبارک سے ضرور اوتارے تھے یہ کلام اوس بدانجام سے سُنکر مختار بہت روئے اور کہا کہ اے دشمن خدا اس ظلم سے زیادہ تر اور تو کیا کرتا اب یہ کہہ کہ جب تو نے اوس مخدومہ سے چادر اور گوشوارے

چھینے تھے تو اون مظلومہ دختر معصومہ نے مجھسے کچھ فرمایا بھی تھا اور کچھ بددعا بھی تجھے دی تھی کہا کہ البتہ اوس مکرمہ نے فرمایا تھا کہ اے دشمن خدا حق سبحانہ تعالے دونو ہاتھ پانون تیرے قطع کرے اور تجھے آتش دنیا سے جلائے قبل آتش دوزخ کے یہ سنکر مختار بہت روئے اور کہا کہ اے ملعون قسم بخدائے عزوجل کہ مین تجھسے اوسی طرح سے پیش آونگا کہ جو بددعا تیرے حق مین میری شہزادی زینب خاتون نے کی ہے بیشبہ دعا دختر بتول کی درگاہ خداوند جبار مین مقبول ہے یہ کہکر مختار ذوالفقار نے دونون ہاتھ اور دونون پاون اوس ملعون کے قطع کرائے اور بعد اسکے تمام بدن ناپاک اوس سفاک کا آگ مین جلوا دیا اَلا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ

مجلس سوم مین شمہ ذکر شہادت باسعادت جناب امام موسی کاظم علیہ السلام و خاتمہ اوپر ذکر مصائب جناب سید الشہدا حسین ابن علی علیہما السلام کے

نظم

اب رو دیا رو موسیٰ کاظم کے حال پر گردن مین طوق پانو مین زنجیر سر بسر	محبوس قید ظلم رہے شاہ بحر و بر لب پر تھے محو طاعت خلاق دادگر
زندان مین دن امام کو ماہ صیام تھا	اور رات بھر رکوع و سجود و قیام تھا
دنیا مین لطف زیست نہ پایا امام نے بغدادیون کے ظلم سے غم آئے سامنے	دکھ پائے عمر بھر شہ گردون مقام نے زندان مین کاٹی عمر شہ خاص و عام نے
مولا پہ انتہائے اسیری گذر گئی	زندان مین جوانی و پیری گذر گئی

کتاب بحار الانوار مین حال شہادت باسعادت جناب موسی کاظم علیہ السلام کا اسطرح ارقام ہے کہ بعد شہادت جناب صادق کے ہارون رشید ناحق شناس کہ خلفائے بنی عباس سے یہ پانچوان خلیفہ تھا اتفاقیہ بغداد سے مدینہ منورہ مین آیا اور داخل روضہ مقدسہ جناب رسالتمآب کے ہوا وہان دیکھا کہ امام موسیٰ کاظم نزدیک قبر مطہر اپنے جد پیغمبر کے مصروف نماز ہین اوس ملعون نے براہ شقاوت و عداوت کے اپنے ملازمونکو حکم دیا کہ اس جوان کو قید کرو پس ملازمان رشید ثانی یزید نے اوس امام سعید کو مصلے سے بجبر کھینچ لیا راوی کہتا ہے کہ جب وہ اشقیا اوس پیشوائے اتقیا کو مرقد مطہر جناب پیغمبر سے جدا کرنے لگے تو وہ حضرت بکمال حسرت طرف مزار اپنے جد بزرگوار کے دیکھتے تھے اور مفارقت روضہ اقدس پر روتے تھے آخر کار ہارون بدکردار نے اوس امام ابرار کو بیگناہ مقید کرکے طوق گلوگیر اور پا بزنجیر کیا اور شہر بصرہ کو پاس عیسی حاکم بصرہ کے روانہ کیا اور بتاکید اوس پلید کو لکھا کہ آپ کو بقید شدید کے مقید بزندان رکھیں

حاکم ملعون نے موافق حکم ہارون شوم امام بیکس و مظلوم کو ایک حجرہ تنگ و تار مین گرفتار کیا اور اُس حجرہ کو بکمال بیرحمی و ظلم کے قفل لگا دیا راوی کہتا ہے کہ جب تک بصرہ مین قید رہے تو دو وقت دروازہ قیدخانہ کا کھولا جاتا تھا ایک تو صبح کے وقت جب حضرت پانی واسطے وضو کے مانگتے تھے دوسرے وقت شام کے حضرت روزہ افطار کرتے تھے پس مدت دراز کے بعد بصرہ سے قیدخانہ بغداد مین ہارون بدنہاد نے حضرت کو بھجوا دیا اور فضل بن ربیع کو کہ حاکم بغداد تھا لکھا کہ اِن کو مقید بقید شدید رکھے چنانچہ اوس بدنصیب نے بھی امام غریب کو بدستور مسلسل بطوق و زنجیر کے دستگیر کیا اور وہ امام بیکس باوصفیکہ اِس تکلیف شدید مین مبتلا تھے لیکن اسیر حال عبادت شاہ باسعادت کا یہ تھا کہ دن کو روزروزہ رکھتے تھے اور ہر شب عبادت خدا مین بسر کرتے تھے اور سوائے صبر و شکر کے زبان مبارک شکوہ سے آشنا نہ تھی جب ایک مدت دراز اوس بادشاہ حجاز کو قید مین گذری تو ہارون ملعون نے چاہا کہ کوئی شخص اوس امام بیکس کو تلوار سے قتل کر دے لیکن کسی کو جرأت اس امر عظیم پر نہوئی آخرکار ہارون نابکار نے سندھی ابن شاہک لعین داروغہ محبس کو حکم دیا کہ حضرت کو زہر سے ہلاک کر دے پس اوس ملعون بے ادب نے چند دانہ رطب کے زہر آلود کر کے اوس عاشق معبود کو کھلا دئے کھاتے ہی زہر ستم کے امام امم بیمار ہو گئے مسیب بن زہیر کہ درپردہ حضرت سے ارادت رکھتا تھا وہ باسعادت بیان کرتا ہے کہ تین روز قبل از شہادت شاہ باسعادت نے مجھے اندر قیدخانہ کے طلب فرمایا اور مین طرف سے ہارون رشید کے زندان بان محبس کا تھا مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے مسیب آج کی شب میرا قصد مدینہ منورہ جانے کا ہے مین نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ امر مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین در زندان کو کھول دون اور آپ تشریف لیجائین کیونکہ یہان سب لوگ آپکے مخالف نگہبان زندان موجود ہین فرمایا کہ مطلب ہمارا اس کہنے سے یہ نہین کہ جب تو دروازہ کھولے تب ہم جائین بلکہ در زندان بند رہے گا اور ایک چشم زدن مین ہم مدینہ جائینگے اور چلے آئینگے ہمارے پاس وہ اسم اعظم الٰہی ہے کہ اصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان نے پڑھکر تخت بالقیس شاہزادی ملک سبا کا منگا کر ایک طرفۃ العین مین روبرو حضرت سلیمان کے رکھدیا تھا اور مین اسلئے مدینہ کو جاتا ہون کہ جناب احدیت مجھکو میرے فرزند علی رضا سے ملائے پس حضرت نے کچھ کلمات زبان مبارک پر جاری کئے اور دفعتاً میری نظر سے غائب ہوئے دیکھا مین نے کہ مصلۂ نماز کا خالی ہے اور زنجیرین آہنی اور ہتھکڑیان دست و پائے مبارک سے نکلی ہوئی جانماز پر پڑی ہین پس مین نہایت متحیر ہوا اور اپنی جگہہ سے اٹھکر مین [illegible]

باہر جاؤن ناگاہ دیکھا مین نے کہ حضرت اسی جگہہ موجود ہین اور وہ زنجیرین اور ہتھکڑیان حضرت نے پھر اسی طرح سے دست و پائے مبارک مین پہن لین اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے مسیب آگاہ ہو کہ اب وقت ہمارا آپہنچا ہے آج ہم دنیا سے رخصت ہوتے ہین اور آج اس قید سے ہمکو رہائی ہو گی اور یہ کلمہ آپنے اس بیکسی و یاس سے فرمایا کہ میری آنکھون مین اشک بھر آئی اور حضرت کی مظلومی اور تنہائی پر مین بے اختیار رویا فرمایا کہ اے مسیب اسقدر میری مفارقت سے کیون روتا ہے اب بعد میرے میرا فرزند علی رضا تیرا امام ہے پس اے مسیب مین آج کی شب تجھ سے پانی طلب کرونگا اور اس پانی کے پینے سے رنگ میرا کبھی زرد اور کبھی سبز ہو جائیگا پس جب رنگ میرے چہرہ کے مختلف اور متغیر ہونے لگین وہی وقت میری وفات کا ہے اسوقت تو یقین کرنا کہ مین نے دنیا سے رحلت کی اور تو آگاہ ہو کہ بعد میرے مرنیکے جو کوئی میرے پاس اوسوقت مین موجود ہو اسکے حال اور میری موت سے ابھی کسی کو خبر نکرنا لیکن بعد چلے جانے اوس شخص کے میری موت کی اطلاع سب کو کر دینا مسیب کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو حضرت نے مجھ سے پانی طلب کیا اور نوش فرمایا اوسوقت مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک صاحبزادہ کمسن ہم شبیہ شاہ انس و جن وہان ظاہر ہوا مثل آفتاب درخشان کے چہرہ اوس طفل کا درخشان تھا اور نور چہرہ انور اوس ماہ پیکر سے تمام مکان منور ہو گیا پس وہ شاہزادہ قریب امام غریب کے بیٹھا تو حضرت اسکی طرف اس طرح دیکھتے تھے جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ہے اس عرصہ مین دیکھا مین نے کہ رنگ روئے انور امام خوش سیر متغیر ہونے لگے پس اسیوقت روح مقدس نے مکان مستعار چھوڑ کر طرف مراتب و درجات جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کے گذر فرمایا وہ صاحبزادہ اس صدمہ جانکاہ سے اسطرح روتا تھا کہ اشک مسلسل اوسکے رخسار و نیز مثل مروارید کی ٹپکتے تھے اوس طفل صغیر کا رونا دیکھکر مجھکو تاب ضبط نرہی غلبہ رقت سے مین بیخود ہو گیا پس دفعتاً وہ صاحبزادہ میری نظر سے پنہان ہوا اسوقت لاش مطہر اوس سرور کی تنہا چھوڑ کر مین باہر آیا اور حال انتقال شاہ خوش خصال سے مین نے اول سندھی بن شاہک بدمآل کو خبر دی سنتے ہی وہ ملعون قید خانہ مین آیا تو واقعی حضرت رحلت فرما چلے تھے اسیوقت حداد کو بلوایا گیا اور بیڑیان و ہتھکڑیان دست و پائے مبارک سے جو سالہا سال سے پڑی ہوئی تھین بعد فوت ہونیکے کٹوائی گئین تو اوسوقت کی مصیبت کس منہ سے بیان کیجائے دوست تو کہان تھے دشمنون کی آنکھون سے بھی حضرت کی بیکسی اور غریب الوطنی پر اشک مسلسل جاری تھے زمین کو زلزلہ آسمان کو لغزش در و دیوار کانپ رہے تھے پس سندھی شقی نے ارادہ کیا کہ لاش مقدس امام دین کی اٹھوائیں تہیہ غسل و کفن امام زمن کا ہونے

لگا مسیب کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل کہ جب وہ اشقیا متوجہ غسل و کفن اوس پیشوائے اتقیا کے ہوئے دیکھا میں نے اوسی صاحبزادہ کو اور وہ صاحبزادہ کون تھے وہ جناب رضا علیہ السلام تھے کہ متولی غسل و کفن اپنے پدر ذوالمنن کے تھے اپنے زعم میں تو وہ ملاعین امام دین کو غسل دے رہے تھے لیکن میں دیکھتا تھا کہ اون میں سے کسی کا دست نجس حضرت کے جسم پاک کو مس نہ کرسکتا تھا پس جب امام رضا غسل میت اپنے پدر با حمیت سے فارغ ہوئے اوسوقت میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے مسیب آگاہ ہو کہ بعد اپنے پدر علیہ السلام کے میں امام اور حجت خدا ہوں خلق خدا میں تجھے لازم ہے کہ اس میں کسی طرح کا شک نہ کیجو بعد اسکے اون مشرکین ملاعین نے نعش مطہر امام دین کی اٹھائی اور ندا کی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ لاش اس شخص کی ہے جو کہ پیشوا اور امام تمہارا فضیوں کا ہے جسے دیکھنا ہو دیکھ جائے پس منزل شرطہ تک تو سب گمراہ ہمراہ جنازہ شاہ کے یہ ندا دیتے ہوئے چلے گئے وہاں سے یہ ستم کیا کہ لاش اقدس امام بیکس کو نہایت بے امتیازی کے ساتھ چار مزدوروں کے حوالہ کیا اور کہدیا کہ مقابر قریش میں دفن کر کے چلے آؤ پس وہ ملعون بہ تعلیم اون اشقیا کے لاش مقدس امام کونین اور پیشوائے دارین کو دوش پر اٹھائے ہوئے یہ کہتے چلے جاتے تھے کہ اے بغداد کے رہنے والو آگاہ ہو کہ یہ لاش ہے موسی بن جعفر کی جس رافضی کو دیکھنا ہو وہ دیکھ لے کہ کس ذلت سے لاش اون کے امام کی اٹھائی گئی ہے اور ساتھ اس ندا کے وہ ملعون بدذات ایسے کلمات بیہودہ شان میں امام انس و جان کے کہتے چلے جاتے تھے کہ جسکا ذکر خلاف ادب ہے راوی بیان کرتا ہے کہ جب گذر لاش اطہر کا جسر بغداد پر ہوا اور آواز اون اشرار بدکردار کی سلیمان بن ابی جعفر نے سنی اسیوقت اپنے محل سے نکل پڑا اور بکمال سرعت کنارہ دجلہ پر پہنچا اور لاش مقدس حضرت کی اون اشقیا سے چھین لی اور اونکو دفع کر دیا اور اپنی گروہ کے آدمیوں کو اس واقع سے مطلع کیا اوسوقت تو خبر سن سنکر گروہ گروہ آدمی چلے آتے تھے یہانتک کہ اجماع کثیر جنازہ شاہ بے نظیر پر ہو گیا تب بہت تعظیم اور احتیاط کے ساتھ جنازہ کو حضرت کے اٹھایا اور مقرر کیا کہ سب حاضرین ہمراہ جنازہ کے یہ کہتے ہوئے چلیں کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ لاش مقدس و مطہر اوس برگزیدہ باری کی ہے کہ جو طیب و طاہر ہے نجاسات ظاہریہ اور باطنیہ سے اور یہ فرزند ہیں اون برگزیدگان خدا کے جنکی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے منقول ہے کہ سنتے ہی اس ندائے منادیوں کے ایک خلق عظیم جنازہ پر امام کریم کے جمع ہو گئی پس سلیمان نے اپنے رفقا و عزیز و اقربا کو جمع کیا اور بکمال پاکیزگی و احتیاط کے اوس طاہر و مطہر کو پھر مکرر احتیاطاً غسل دیا اور کفن بہت عمدہ سے عمدہ دیکر اوس میں لپیٹا

بردیمانی تھی اور پانسو دینار طلائی اوسکی قیمت تھی اور اسپر تمام قرآن مجید لکھا ہوا تھا اُس مین حضرت کو کفن کیا
اور بعد حنوط کرنے کے جنازہ تیار ہوا تو بڑی عظمت وشان کے ساتھ تابوت امام انس و جان اُٹھا کرلے چلے
سب نے سر اپنے برہنہ کردئے تھے اور گریبان کو مصیبت امام ہفتم مین چاک کردیا تھا لبیک گویان نالان و
گریان بڑے دھوم سے جنازہ سید مسموم کا مقابر قریش مین داخل کیا اور جس جگہہ مرقد منور اوس خاصۂ معبود
کا اب موجود ہے کہ اوس ارض مقدس کو بلحاظ مدفن دو امام علیہما السلام کے کاظمین شریفین کہتے ہین وہان
دفن کیا دوسرے امام محمد تقیؑ الجواد بھی اُسی جگہہ پہلوئے مرقد اپنے جد جناب کاظمؑ کے مدفون ہین غرض بعد
دفن کے سلیمان مع اپنے ہمراہیان روتے پیٹتے ساتھ جماعت کثیر کے اپنے اپنے گھرون کو رہگیر ہوئے پس شہادت
امام ہفتم پچیسوین تاریخ ماہ رجب یوم جمعہ ۱۸۳ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ہے مدت عمر شریف کی پچپن سال اور
پانچ ماہ لکھے ہین جس مین مدت امامت شاہ باکرامت پینتیس برس ہے اور بعض روایت سے اکاون برس
کی عمر ہوئی اب جائے گریہ وبکا ہے بیکسی وتنہائی شاہ کربلائی پر یَا عَیْنُ اِبْکِی لِلْحُسَیْنِ وَاَھْلِہٖ
بِدَمٍ اِذَا مَا قَلَّ مِنْکِ الْمَدْمَعُ × اَبْکِی لَہٗ مُلْقًی بِلَا غُسْلٍ وَلَا کَفَنٍ ×
وَلَا نَعْشٍ ھُنَاکَ یُشَیَّعُ × اے چشم ہر چند حال پر ملال امام موسی کاظمؑ پر تجھے اشک جاری ہوئے
لیکن تجھے لازم ہے کہ گریان ہو تو غربت اور بیکسی حسینؑ پر اور اُن کے عیال و اطفال کے واسطے اور اے چشم
اسقدر تجھے رونا چاہیے کہ اگر آنسو گرین تو بجائے اشک کے تجھ سے خون جگر جاری ہو اے چشم گریان ہو ایسے
شہید راہ خدا پر کہ جو بیکس و مظلوم تشنہ لب شہید ہوا اور لاش بے سر اوسکی بے غسل وکفن اور بے حنوط و دفن
ریگستان گرم پر کئی روز تک پڑی رہی اور کوئی شخص متوجہ تجہیز وتکفین اوس امام دین کا نہوا اِبْکِی
لِنِسْوَانِ الْحُسَیْنِ حَوَاسِرًا × فِی الْبِیْدِ مَا فِیْھِنَّ مَنْ یَتَقَنَّعُ اے چشم
گریان ہو غربت اور بیکسی پر اہلحرم کی کہ وہ پردگیان عصمت وطہارت بے مقنع وچادر سر عریان باحال پریشان
صحرا بصحرا پھرائی گئین اِبْکِی عَلَی السَّجَّادِ وَھُوَ مُقَیَّدٌ × بِالْقَیْدِ مَکْتُوْفُ الْیَدَیْنِ مُکَنَّعٌ ×
اور اے چشم گریان ہو حال پر اختلال جناب سجاد خوش خصال پر کہ وہ حضرت مقید بقید شدید تھے دونو ہاتھ اوس
مظلوم ابن مظلوم کے زنجیرہائے آہنی سے بندھے تھے اور شدت تپ مین پاپیادہ ہمراہ اہلحرم کے جابجا
پھرائے گئے اور ایک مدت دراز تک اس مصیبت عظیم مین مبتلا رہے کتاب زاد العاقبت مین بحوالہ کتاب
کفایہ وزوائد الفوائد کے لکھا ہے کہ جب سید الساجدینؑ کو اعدائے دین طوق وزنجیر مین سلسل کرکے مع اہلبیت

طاہرین کے کوفہ سے طرف شام کی لے چلے تو بیمار کربلا برہنہ پا راضی برضائے خدا اونٹون کی مہار تھامے
چلے جاتے تھے پس شدتِ سفر پیادہ روی اور حدت موسم کی دوادوی سے تپ نے غلبہ کیا اور تکلیف ابلہ پائی
سے ایک مقام پر وہ کفیل مشکلکشائی تھک گئے قریب تھا کہ زمین پر گر کر بیہوش ہو جائین مجبور ہوکر وہ بیمار و رنجور
رونے لگے جناب زینبؑ سے یہ حال اپنے بھتیجے کا نہ دیکھا گیا بے اختیار مُنہ اپنا طرف نجف اشرف کی کر کے فریاد کی اور
یہ مضمون اوس خاتون نے اوسوقت ادا کیا کہ اے بابا آپ تو عالم کی مشکلکشائی کرتے ہین اپنے بیمار پوتے کی بھی
برہنہ پائی پر نظر کرین کہ کس مصیبت و بلا مین مبتلا ہے اب مجھ سے یہ حالت اسکی نہین دیکھی جاتی ایک راوی صادق
بیان کرتا ہے کہ بمجرد استغاثہ جناب زینبؑ کے مین نے دیکھا کہ جناب سجادؑ کے پائے ورم دار سے آبلے جاتے رہے
اور خود بخود زنجیرون کے حلقے پائے مبارک سے جدا ہو گئے حضرت نے جو یہ کیفیت دیکھی جناب احدیت مین عرض
کی کہ بار الٰہا مین اپنی مصیبتون سے دل تنگ ہو کر نہین روتا مجھپر جو تکلیف ہو تیری راہ رضا مین سب گوارا ہے
مگر تیرے نبیؐ کی نواسیان بے مقنع و چادر بلوائے عام مین دربدر پھرائی جاتی ہین مجھ سے یہ حال ان پردگیان
خوش خصال کا نہین دیکھا جاتا ان کلمات جگر خراش کو سُنکر سر حسینؑ عاشق باری نیزہ پر اسقدر بھاری
ہوگیا کہ خولی ناری سے وہ نیزہ کسی طرح جنبش نہ کھا سکا ہر چند اوس کور نے بہت کچھ زور کیا مگر پلید کو کچھ
مفید نہوا آخر کہا اوس شوم نے کہ بس مین اپنی مراد سے محروم رہا پس سر اطہر امام مظلوم کا روتا ہوا اور اشکِ
حسرت چشم مبارک سے برساتا ہوا نوک نیزہ سے براہ اعجاز جدا ہوا اور اپنے فرزند بیمار کی آغوش مین آگیا اور وہ
سوکھے لب اپنے پارۂ جگر کے لبہائے اطہر پر رکھکر دیر تک کچھ راز و نیاز باعجاز اپنے پروردہ ناز سے فرماتے رہے
شمر بے ایمان یہ دیکھکر سخت حیران ہوا اور دوڑ کر عمر سعد بد سیر سے اس ماجرے کی خبر کی وہ نابکار بے اختیار
بولا کہ بنی ہاشم سے ایسے امور عجیب و غریب کا ظہور محل استعجاب نہین ہے مگر یہ لوگ رحم دل بھی بدرجہ کمال ہوتے
ہین اور دوسرون کی نجات اور فائدہ رسانی کے واسطے اپنے نفسون پر زحمت اُٹھاتے ہین او بلاؤن پر
صبر کرتے ہین اب چارہ کار یہی ہے کہ تو جلد جا او جناب سجادؑ کی خدمت مین بنرمی عرض کر کہ آپ رحمۃ للعالمین
ہین کسی کو اپنے در سے محروم نہین پھیرتے دشمنان مخفی و آشکارا سے بھی آپ بصلح و مدارا پیش آتے ہین ہم
لوگون نے بطمع دنیا دین اپنا کھو کر نفرین اہل آسمان و زمین اپنے اوپر گوارا کی ہے اب ہم لوگ اس اعجاز آپکے
پدر امام حجاز سے نفع دنیا سے باز رہے جاتے ہین ہمارے حال پر رحم کیجیے اور سر بریدہ اپنے پدر ستم دیدہ سے
عرض کیجیے کہ نیزہ پر سبکی دلخواہ قطع راہ کرے منقول ہے کہ جب شمر لئیم عمر سعد کی تعلیم سے خدمت امام

کریم مین اسطرح سے مستغیث ہوا تو اوسوقت بیمار کربلا و ساربان آل عبا اپنے پدر مظلوم کے لب سے لب ملائے روتے روتے بیہوش ہو گئے تھے اور تمام اہلبیت نبی حضرت کے گرد حلقہ کئے ہوئے فرط گریہ سے عالم غشی مین پڑے تھے ناگاہ آواز اون ظالمان بد کی حضرت کے گوش زد ہوئی آنکھین کھولکر ملاحظہ فرمایا تو کسی بی بی کے ہوش و حواس بجا نپائے بیقرار ہوکر سر مبارک سبط رسول کو اپنے ہاتھون پر لیکر دعا مین مشغول ہوے کہ اے پروردگار بتصدق اس سر بریدہ شاہ ابرار کے باقیماندگان اہلبیت کے ہر حال مین حفاظت کیجو راوی کہتا ہے کہ بمجرد اس دعا کے ایک سوار نقابدار پیدا ہوا اور ایک ایک چلو پانی کا ہر بی بی کے اوپر چھڑک کر نظر سے غائب ہوا اور اہلحرم واعلیاہ واحسیناہ کہتے ہوئے اوٹھ بیٹھے اور سر امام مظلوم نے اپنے یتیم معصوم بیمار و مغموم کو آواز دی کہ اے فرزند ظلم اشقیا سے دل تنگ نہو جیو کہ جد امجد تمہارے شیر ذوالجلال بہر حال تمہارے نگران حال ہین اور حسینؑ بھی ساتھ ساتھ تمہارے شریک تمہاری درد و الم کا ہے یہ کہکر وہ سر پرنور خود بخود اپنے نیزہ پر بدستور چلا آیا اور لشکر آگے کو روانہ ہوا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

فصل پنجم مین شرح احوال شاہ انس و جن جناب ضامن ثامن آقائے ہر دوسرا امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام اور اس مین چار مجلس ہین مجلس اوّل مین ذکر اسماء والقاب وکنیت وغیرہ وتاریخ ولادت وعدد اولاد وازواج وفضایل جناب امام رضا علیہ السلام وخاتمہ مصائب امام حسینؑ پر

نظم

مولا کا نام عرش پہ شمس الشموس ہے ہیبت وہ ہے کہ لرزہ مین اقلیم روس ہے	اور ارض پر خطاب انیس النفوس ہے برکت وہ ہے کہ عیش و مسرت مین طوس ہے
رونق وہ روضہ شہ دین کی زمین پہ ہے	اوس سرزمین کو فوق بہشت برین پہ ہے
برکت سے پر امام کی وہ مرزبوم ہے اور سائلون مین جود و سخاوت کی دھوم ہے	بھوکو نکا شہ کے خوان کرم پر ہجوم ہے اقبال وہ کہ تابع فرمان روم ہے
شہ کے کرم کا غلغلہ ایرانیون مین ہے	دولت کہان وہ ہے جو خراسانیون نہین ہے
حیدرؑ سے تابہ جعفر صادق ہین چھ شاہ ساتون امام دین تو یہ ہشتم ہین دین پناہ	ہشتم امام موسی کاظم سے قبلہ گاہ مولا کی اصل ونسل کا دیکھو یہ عز و جاہ

معصوم سات قبلۂ حاجات شاہ ہین			شاہد ہے کعبہ چار کے خود قبلہ گاہ ہین

پس اسم مبارک حضرت کا علیؑ اور لقب ہمایون رضا اور کنیت حسن ابوالحسن اور صابر و رضی و وفی بھی القاب اوس عالی جناب کے ہین لیکن زیادہ ترمشہور رضا ہے اور نقش نگین امام دین کا ماشاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تھا ولادت باسعادت آپ کی بمقام مدینہ ذیقعدہ کے مہینہ مین گیارھوین تاریخ دن پنجشنبہ کے واقع ہوئی ہے اور حاکم وقت ولادت اوس قبلہ دنیا و دین کے محمد امین بیٹا ہارون رشید لعین کا تھا اسم مبارک والد بزرگوار شاہ ابرار کا امام موسی کاظم علیہ السلام اور نام والدہ باتمکین حضرت کا امّ البنین تھا اور امّ ولد بھی اوس برگزیدہ صمد کو کہتے تھے عدد ازواج باختلاف روایات ایک قول مین ایک بی بی سوائے کنیزون کے اور ایک روایت مین اکانوین بی بیان حضرت کے نکاح مین آئین مگر اولاد مین فقط ایک ہی صاحبزادہ ہادی انام امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوئے اور بسند بعض کتب کے تین فرزند امام ارجمند کے تھے اوّل محمد تقیؑ اور دوسرے جعفر تیسرے کا نام موسی لکھا ہے اور بعض اقوال سے عدد اولاد شاہ خوش نہاد سب بیٹیان اور بیٹے دس تھے اب وجہ تسمیہ رضا مین ابن بابویہ علیہ الرحمہ بسند معتبر بزبطی سے روایت لکھتے ہین وہ کہتا ہے کہ مین نے جناب امام محمد تقی سے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللّٰہ ایک گروہ مخالفین کا گمان ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کو لقب رضا کا مامون رشید عباسی نے دیا ہے اوس وقت مین کہ جب حضرت کو اوس نے اپنا ولیعہد قرار دیا تھا حضرت نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جھوٹ کہتے ہین بلکہ اس لقب سے میرے پدر بزرگوار کو جناب ایزد غفّار نے ملقب فرمایا ہے اس لئے کہ وہ حضرت آسمان پر پسندیدہ خدا اور برگزیدہ بارگاہ کبریا تھے اور روئے زمین پر شاہ دین نزدیک سید المرسلینؐ و ائمہ طاہرین ارجمند اور عہدہ امامت کے واسطے پسند تھے پھر مین نے عرض کی کہ آپ کے سب بزرگ پسندیدہ خدا اور منظور نظر ائمہ ہدیٰ تھے پھر آپ کے والد بزرگوار کے واسطے خصوصیت اس لقب رضا کی کس لئے ہوئی حضرت نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار سے تمام مخالف اور دشمن بھی اونکے اسطرح راضی و خوشنود تھے کہ جیسے دوست اون سے خوش تھے اور اتفاق ہونا دوست و دشمن کا ایک امر عجیب ہے یہ خصوصیت میرے پدر عالی قدر ہی کے لئے تھی اس سبب سے حضرت کو جناب احدیت نے بلقب رضا ملقب فرمایا ہے پس مادر گرامی شافع یوم القیامی کہ جناب امّ البنین کے کئی نام نامی لکھے ہین تکتم اور نجمہ اور اروی اور سکن اور سما اور خیزران اور صقرا اور شقرا بھی اون کو کہتے ہین

ابن بابویہ نے بہ سند معتبر ابن میثم سے روایت کی ہے کہ حضرت خاتون حمیدہ جدہ ماجدہ امام رضاؑ کی منجملہ اشراف باعفاف و بزرگان با ایمان سے تھین اُنہون نے ایک کنیز صاحب تمیز مول لی اور اُسکا تکتم نام رکھا عقل و دین مین سب سے بہترین عفت و حیا مین زمان وقت سے نہایت با تمکین حسن صورت مین مشہور جہان خوبی سیرت مین مذکور زنان اپنی خاتون حمیدہ بی بی کی بہت تعظیم کرتی تھی اور بپاس ادب جھک کر تسلیم بجالاتی تھی بلحاظ اکرام اپنی خاتون عالیمقام کے برابر نہ بیٹھتی تھی پس ایک روز حمیدہ خاتون نے اپنے صاحبزادہ امام موسیٰ کاظمؑ سے فرمایا کہ اے فرزند تکتم کنیز ایسی سعادتمند ہے کہ مین نے اس سے بہتر حسن ادب مین عقلمند تر نہین دیکھی مین یقین کرتی ہون کہ جو فرزند اسکے بطن سے پیدا ہوگا پاکیزہ و مطہر ہوگا مین نے اس کنیز باتمیز کو تمہین بخشا اور تم سے اوسکی رعایت حرمت چاہتی ہون یہ سُنکر شاہ حق نیوش خاموش رہے اور اوس کنیز باشعور کو اپنے عقد کے واسطے منظور فرمایا اُسوقت تو تکتم اور نجمہ اونکو کہتے تھے اور جب اُن کے بطن مبارک سے امام رضاؑ پیدا ہوئے تو اوس خاتون معظمہ کا اسم مبارک طاہرہ رکھا گیا کیفیت ولادت امام باسعادت اسطرح ہے مجلسی علیہ الرحمہ کتاب جلاء العیون مین نجمہ خاتون سے بسند معتبر روایت لکھتے ہین کہ نجمہ فرماتی ہین جب مین حاملہ ہوئی بفرزند بزرگوار تو مین کسی طرح کی گرانی اپنے جسم مین نہ پاتی تھی اور جب مین سوتی تھی تو صدائے تسبیح و تہلیل و تحمید میرے شکم سے آتی تھی اور مجھے خوف ہوتا تھا اور جب وہ فرزند ارجمند پیدا ہوا اُس نے اپنے دونو ہاتھ زمین پر رکھدئے اور سر مطہر کو طرف آسمان کی بلند کر کے لبہائے مبارک کو حرکت دی اور اسطرح کلام کئے کہ مین اوس کو نہ سمجھی اُسوقت امام عالی مقام جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نجمہ تمکو کرامت پروردگار مبارک ہو کہ نجم امامت تم سے طالع ہوا پس اپنے فرزند دلبند کو مین نے ایک جامۂ سفید پہنا کر حضرت کی گود مین دیا شاہ ذیشان نے دہنے کان مین اذان اور بائین کان مین اقامت کہی اور آب فرات سے تالو اوس طفل خوش صفات کا اُٹھایا اور میری آغوش مین دیا اور فرمایا کہ لو اپنے فرزند ارجمند کو کہ یہ بقیہ خدا زمین پر اور حجت خدا مجھ پر ہے اور نیز اسی کتاب مذکور مین ابن بابویہؒ نے بسند معتبر محمد بن زیاد سے نقل کی ہے وہ کہتا ہے کہ جس روز امام رضاؑ پیدا ہوئے اوسیدن مین نے امام موسیٰ کاظمؑ سے سُنا کہ یہ میرا فرزند ختنہ کیا ہوا طاہر و مطاہر ہر ایک آلودگی سے پیدا ہوا ہے اور سب ائمہ طاہرین اسی طرح پیدا ہوتے ہین مگر ہم واسطے متابعت سنت کے مقام ختنہ پر استرہ رکھتے ہین۔ اب سُنئین حضرات کچھ ذکر معجزات شاہ کائنات امام رضا علیہ التحیۃ والثنا

کا کتاب معارج الفضائل مین بعبارت نظم یہ روایت رقم ہے کہ ایک عورت رہنے والی خراسان کی دعوے سیادت کا دم بھرتی تھی اور براہ بطالت اپنے کو سیدانی مشہور کرتی تھی ایک روز مجلس مامون رشید مین امام سعید نے فرمایا کہ یہان ایک زن بدظن رہتی ہے اور آپ کو سیدہ کہتی ہے یہ دعوے اوسکا محض دروغ ہے اس کذب سے اوسکو کیا فروغ ہے مامون رشید نے اوس عورت کو روبرو امام سعید کے طلب کیا اور کہا کہ حضرت تیرے حق مین ایسا ارشاد فرماتے ہین تو بیہودہ دعوئے سیادت کا کس لئے کرتی ہے وہ عورت سنکر نہایت غضبناک ہوئی اور امام پاک سے براہ گستاخی بے باک ہوکر بولی کہ مجھے تمام اہل شہر سیدانی کہتے ہین اور ہر دور و نزدیک مین نسب میرا ٹھیک ہے لیکن مشریک ہوا تمہارا نسب سادات مین اکثر ونکے نزدیک باعث تشکیک ہے شاہ ابرار کو یہ گفتار اوس مکار نابکار کی سخت دشوار گزری راوی کہتا ہے کہ سامنے ایوان خلیفہ کے ایک مکان تھا اور اوس مین بہت سے جانوران شکاری بندھے تھے قد مین نہایت فربہ و بلند تھے جسم مین بزرگ مثل شیر و گرگ پلے ہوئے تھے اور مامون رشید نے واسطے سزائے مجرمان کے وہ مکان مقرر کیا تھا کہ مجرم کو اوس مکان مین داخل کیا جاتا تھا تو وہ درندے اوسکو کھا لیتے تھے حضرت نے سر مبارک اُٹھا کر مامون رشید سے تہدید کی کہ اگر یہ عورت اپنے دعوے مین صادق ہے تو برائے امتحان اُس مکان درندگان مین چلی جائے اگر اولاد فاطمہ سے ہوگی تو کوئی درندہ اوسکو گزند نہ پہنچا سکے گا یہ سُنکر وہ عورت بولی کہ آپ مجھ سے کیا امتحان لیتے ہین بلکہ مین محقق ہون کہ آپ سے امتحان لون اگر آپ کو دعوے سیادت ہے تو آپ ہی پہلے اس مکان مین قدم رنجہ فرمائین سُنتے ہی اس تقریر کے شاہ بے نظیر کھڑے ہوگئے اور متبسم فرماتے ہوئے شادمان اوس مکان درندگان کی طرف روان ہوئے حاضرین کو خوف غالب ہوا اور حاکم بھی اس امر کا طالب ہوا کہ حضرت کو وہان جانا کیا ضرور ہے فرمایا کہ اس مین کیا حرج اور کون فتور ہے پس شاہ انس و جان مکان درندگان مین داخل ہوئے راوی کہتا ہے کہ تمام درندے ہر چہار طرف سے پروانہ وار شمع جمال شاہ خوش اقبال پر نثار ہوئے اور پائے مبارک پر سر بسجود ہو کر موجود ہوئے حضرت نے بھی اون کے حال پر لطف فرمایا اور دست مبارک تا دیر بر پلنگ و شیر کی پشت پر پھیرا اور وہان سے شادان و فرحان باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ عورت کاذبہ کہان ہے اگر حوصلہ سیادت و نجابت رکھتی ہے تو اسی طرح اس گھر مین جائے اور سلامت نکل آئے از بسکہ سینہ اوس زن بکینہ کا پر کینہ تھا اپنی قساوت باطنی سے سمجھی کہ یہ جانور خانہ پرور ہین کچھ ضرر کسی کو نہین پہنچاتے بی تامل

اوس مکان مین داخل ہوئی اسیوقت بلا دیر و درنگ کے شیر و پلنگ نے اوس بے ایمان کو نوش جان کیا بظہور
اعجاز شاہ سرفراز کے شور صلی علے وصیت سبحان اللہ کا بلند ہوا۔ مومنین آل سید المرسلین سے ظہوران امور کا عہد جناب
مشتاق یار و انیر امام سعید صاحب العصر تک کچھ بعید نہین ہے شیر ذوالجلال نے سلمان خوش خصال کو کیسے وقت مین
بہرسے بچایا ہے کہ زبان زد جہان ہے ہر ایک درند و گزندہ ہمارے جملہ ائمہ کا مطیع و تابع فرمان ہے چنانچہ
ارباب کار مجلس مین ایا شیر کا حال سُنکر مومنین اندوہگین ہون یہ عجب طرح کی حکایت درد آمیز و مصیبت گریہ
خیز ہے حضرات نہ سُنی جائی گی قالت فضۃ رأیت رجلا باکیا علی الخیمۃ جناب فضہ سے منقول
ہے وہ کہتی ہین کہ جب امیر اخوزادہ جبرئیل کا شہزادہ فرزند رسول الثقلین مظلوم حسین شہید ہوئے اور ہم سب
بے وارث و والی رہ گئے تو قریب خیمہ کے مین نے ایک سوار کو دیکھا کہ وہ کھڑا نہوا کمال بیقراری سے روتا ہے مین نے
اوس سے پوچھا کہ اے شیخ تو اسوقت ہماری مصیبت پر روتا ہے یا اور کوئی باعث تیرے اسقدر رونے کا ہے وہ سوار
بولا کہ اے فضہ میرے رونے کا باعث کچھ نہ پوچھ مین نے ایک ایسی خبر وحشت اثر عمر سعد کے لشکر مین سُنی ہے کہ
مجھ مین یارائے ضبط نہین رہا ہے فضہ نے مضطرب ہو کر کہا کہ اے شیخ وہ کیا خبر ہے اوس سے مجھے بھی مطلع کر
بولا کہ اے فضہ اوس خبر کو مین تمہارے سامنے کس مُنہ سے بیان کرون کہ تم تاب سماعت نہ لاسکوگی فضہ کہتی ہین
کہ جب اس سوار نے اس خبر کے اظہار مین مضایقہ کیا تو مین نے بہت ہی اصرار و مبالغہ سے پوچھا اور اوسکو قسم
خدائے عزوجل کی دی تب اُس نے مجھ سے مفصل بیان کیا کہ اسوقت مین عمر سعد کے پاس موجود تھا ناگاہ ایک
ناقہ سوار فرستادہ عبید اللہ ابن زیاد نابکار ایک نامہ بنام عمر سعد کے لایا اوس ملعون کا یہ مضمون تھا کہ اے عمر سعد تو
قتل ہی پر حسین کے اکتفا نہ کیجو بلکہ اُسکی اور رفیقونکی لاش پر گھوڑے دوڑا کر اون کے جسمون کو پامال سم اسپان
کرو اور خیمہائے عصمت مین آگ بھی ضرور لگا نا اور سیدانیون کے سرونپر سے چادرین اور مقنعے اوتار کر اونکو
سربرہنہ کرنا۔ حضرات پہلے یہ دستور اہل عرب کا تھا کہ جب کسی قوم و قبیلہ کی توہین اور ذلت اونکو منظور ہوتی تھی
تو اول اُسکو قتل کرتے تھے اور بعد قتل کے اونکی لاشونپر گھوڑے دوڑا کر اون کو پامال کرتے تھے پس کہا اُس
سوار نے کہ اے فضہ جب خبر پامالی لاشہائے جان نثاران شاہ عالی کی فوج حُر نے سُنی تو تمام رسالہ حُر کا
بفرط غیرت بگڑ بیٹھا اور کہا کہ اے عمر سعد تو نے ہمارے سردار کو رفاقت شاہ ابرار کے سبب قتل کیا اب تو یہ غضب
کرتا ہے کہ ہم اپنے قوم و قبیلہ مین مُنہ دکھانے کے قابل نہ رہین یہ خوب سمجھ و اضح رہے کہ اگر نوبت پامالی لاش حُر
عالی کی پہنچے گی تو قسم ہے خدائے عزوجل کی اس صحرا مین ہم ندیان خون کی بہادین گے یہ سُنکر عمر سعد نے بخوف

فتنہ و فساد کے حکم دیا کہ لاش حر کو ان لاشون مین سے فوراً علیحدہ کرلین اور باقی لاشون پر گھوڑے دوڑائین اسکے بعد عمر ابن حجاج کہ چالیس ہزار سوار سے نگہبان دریائے فرات تھا وہ دوڑا ہوا عمر سعد کے پاس آیا اور کہا کہ ای عمر مینے سُنا ہے کہ لاشین ان شہیدون کی پامال سم اسپان ہون گی کیا تجھے نہین معلوم کہ میرے خالہ زاد بھائی ہلال ابن نافع کی لاش ان شہیدون کے لاشون مین شامل ہے اگر وہ پامال ہوگی تو قدر و منزلت ہماری قوم مین کچھ باقی نرہے گی پس حتی الوسع ہم لاشین ان شہیدون کی ہرگز پامال نہونے دین گے اور نوبت بکشت و خون پہنچے گی عمر سعد بدنہاد بھی بخوف فساد ساکت ہوا اور حکم دیا کہ اچھا لاش ہلال ابن نافع کو بھی جدا کرلین اسکے بعد حرملہ بن کاہل اسدی کہ جسنے نابکار نے گود کو جناب رباب کی ایک طفل شیر خوار سے خالی کردیا اور آغوش پدر مین شش ماہہ پسر کو ہدف تیر کیا وہ دوڑ کر عمر سعد کے پاس آیا اور کہا کہ اے عمر تو خوب آگاہ ہے کہ حبیب ابن مظاہر میری قوم و قبیلہ سے ہے اگر خدا نخواستہ اوسکی لاش ہمراہ لاش حسین پامال ہو جائیگی تو قوم بنی اسد مین میرے واسطے مدت العمر بدنامی اور رسوائی کا باعث ہوگا اور اوس قبیلہ کے آدمی سب مجھے طعن دین گے پس مین کسی کو مُنہ دکھانیکے قابل نرہونگا پس عمر سعد نے حبیب ابن مظاہر کی لاش کو بھی علیحدہ کردیا۔ کیون مومنین پامالی مین اون لاشون کے کسقدر ذلت و توہین سمجھی کہ باین ہمہ عداوت و قساوت برعایت قبیلہ و لحاظ قرابت اپنی ہم قوم کے لاشونکا پامال ہونا اون ملعونونکو گوارا نہوا چنانچہ انمین شمر لعین سب سے زیادہ سنگدل و پرکین تھا جب اوس نے یہ حالت دیکھی تو اوس بے غیرت کو بھی غیرت آئی اور عمر سعد کے پاس آیا اور یہ فقرہ اوسکو سُنایا کہ اے عمر تو خوب آگاہ ہے کہ میرے چار بھانجونکی لاشین ہمراہ ان شہیدون کے شامل ہین مینی نہین چاہتا کہ میرے حضور نگاہ میرے ہمشیر زادے رشک خورشید و ماہ پامال سم اسپان سیاہ روسیاہ ہون اور وہ چارون بھانجے کون کون ہین وہ حضرت عباس علمدار اور عبداللہ و جعفر و عثمان فرزندان جناب امیر المومنین جو کہ بطن شریف حضرت ام البنین سے تھے پس عمر سعد شقی نے حکم دیا کہ یہ چارون لاشین بھی لاشہائے شہدا سے جدا کی جائین پس وہ سوار کہتا ہے کہ اے فضہ اب آگے کیا بیان کرون اصلی سبب میرے رونیکا تو یہ ہے کہ کوئی حسین مظلوم کا ایسا والی و وارث نہوا کہ جو عمر سعد لعین سے سفارش اوس امام دین کی کرتا اور کہتا کہ حسین میرے رشتہ دار یا عزیز و قریب مین سے ہین اونکی لاش مقدس کے ساتھ ایسے ایسے ظلم و گستاخی روا نہین ہے پس اے فضہ مین اسلیئے روتا ہون کہ تمہاری گود کا کھلایا شہزادہ اور آغوش کا پالا خوزادہ پامال سم اسپان ہوا چاہتا ہے جبکہ فضہ نے اوس سوار سے یہ تمام کیفیت سُنی تو اونکو تاب ضبط باقی نرہی واحسیناً وامظلوماہ کہتی ہوئین طرف خیمہ حرم محترم کے روان ہوئین اور جناب زینب بنت شیر خدا سے پامالی لاش

شاہ عالی کا ارادہ اون اشقیا کا بیان کیا زینبؑ خاتون نے جب یہ مضمون درد مشحون سُنا تو اپنے رونے کو ضبط کیا اور فضہ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد ہے اس نواح مین ایک شیر ابو الحارث نام رہتا ہے تو جلد جا اور اُس شیر کو تلاش کر اور اُسکا نام لیکر پکار اور میری جانب سے اوسکو پیام دے کہ دختر شیر خدا تجھ سے فرماتی ہین کہ میرے برادر بیکس کی لاش مقدس پائمال ہوا چاہتی ہے بس یہ وقت رفاقت وحفاظت ہے فضہ نے اوس صحرا مین جا کر ہر طرف ندا کی اور ابو الحارث کہکر پکارا جناب احدیت نے اپنی قدرت کاملہ سے آواز فضہ کی اوس شیر کے کان تک پہنچا دی سُنتے ہی آوازکے وہ شیر ابو الحارث نام ایک گوشہ صحرا سے ظاہر ہوا اور فضہ نے پیام شاہزادی کا اوس سے کہا وہ شیر اسیوقت مقتل شاہ شہید پر آیا اور ہر ایک لاشے کی بو سونگھتا تھا اور ہٹ جاتا تھا جب لاش امام مظلوم پر آیا اور خوشبو گل بوستان رسول خو شنحو کہ اوس نے پایا ٹھہر گیا پس جب وہ اشقیا بارادہ فاسد وہان آئے تو اوس شیر کو بہیئت عجیب و شکل غریب کے وہان دیکھکر ڈر گئے اور اپنے ارادہ بد سے باز رہکر واپس آئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی

مجلس دوم مین ذکر فضائل و معجزات شاہ کائنات جناب امام رضا علیہ السلام وخاتمہ مصائب امام حسینؑ پر۔

سید مرتضے علم الہدی نے ایک راوی باعقل سے نقل کی ہے بیان اوس صدق کیش کا ہے کہ مجھے سفر درپیش ہوا ساتھ میرے سامان سوداگری بتلاش خریدار و مشتری ملک خراسان مین داخل ہوا مین تو اُسوقت مذہب میرا بسبب جہل و ناواقفی کے واقفی تھا۔ واقفی ایک فرقہ بہتّر فرقون مین سے ہے دعوئے تشیع کرتے ہین سات امام کے قائل ہین پانچ امام سے انکار رکھتے ہین وہ واقفی کہتا ہے کہ مین اپنی بضاعت کو لیکر واسطے فروخت کے شہر مرو مین گیا کہ نواح خراسان مین یہ شہر عالیشان واقع ہے ناگاہ ایک روز بازار مرو مین مین نے ایک غلام حبشی کو دیکھا کہ وہ میرا پتہ نشان پوچھتا ہوا میری دکان پر آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے مولائے حق شناس نے مجھکو تیرے پاس بھیجا ہے اور یہ پیام ارشاد فرمایا ہے کہ وہ بردیمنی جو تیرے پاس ہے واسطے کفن ایک مرد مومن مومن کے ہمارے ہاتھ فروخت کر مین نے اوس غلام سے کہا کہ تیرے مولا کا اسم مبارک کیا ہے بولا کہ وہ بادشاہ ارض وسما جناب امام رضا علیہ السلام ہین مین نے اوسکو جواب دیا کہ اے خوش خصال میرا تمام مال فروخت ہو چکا ہے اب میرے پاس نہ کوئی لباس ہین ہے نہ جامہ نو ہے نہ کہن ہے یہ سُنکر وہ غلام خدمت امام مین واپس گیا اور تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور کہا کہ حضرت فرماتی ہین کہ ایک بردیمن تیرے پاس فلان جامہ دان مین نہان ہے یہ سُنکر مجھے ایک حیرت ہوئی اور مین نے نیت کی کہ اگر یہ غیبدانی اُس مقبول یزدانی کی صحیح ہے تو مذہب وقف سے ابھی ببرکت وعنایت اُس فرزند

مظہر العجائب کے مین تائب ہونگا یہ سوچکر وقت تلاش کے وہ جامہ خوش قماش دستیاب ہوا اُسی جامہ دانی سے
وہ بردیمانی برآمد ہوئی جسکا نشان سرور انس و جان نے فرمادیا تھا اوسوقت مین نے اپنے دل مین خیال کیا اور
مجھے یاد آیا کہ میری دختر نے وقت سفر یہ برد مجھے سپرد کی تھی اور کہا تھا کہ اسکو بیچکر دوسرا امتاع میرے واسطے
خرید لانا اور مین نے اس خیال کو روبرو غلام کے زبان سے نہین نکالا مگر مجھے نشاط بے اندازہ اور اعتقاد میرا
امام پر تازہ ہوا اور کہا کہ اے نیک بخت اوس شاہِ والا نسب سے مجھکو قیمت کی طلب نہین ہے اس بردیمن کو
بطور ہدیہ کے خدمت شاہِ زمن مین لیجا غلام نے وہ برد لیجا کر میرا پیام امام عالی مقام سے عرض کیا اوس عالی
جناب نے فوراً جواب دیکر غلام کو واپس فرمایا کہ ہمکو معلوم ہے تیری نیت بخیر ہے مگر یہ مال غیر ہے تیری جانب سے
یہ ہدیہ نہین ہوسکتا یہ برد تیری دختر با خرد نے تجھکو دی ہے کہ اسکو بیچکر دوسرا امتاع اوسکے واسطے لیا جائے پس
یہ مال تیری دختر خوشخصال کا ہے لہذا قیمت اس مال کی تمام و کمال موافق تیرے مطلب کے آل کے بھیجی جاتی ہے جب
یہ پیام امام دین کا سُنکر میرا یقین زیادہ ہوا پھر مین آمادہ ہوا طرف امتحان شاہ انس و جان کے چند مسائل جو اوس کے
پدر خوش خصائل امام موسی کاظمؑ سے مین نے سُنے تھے ایک کاغذ پر لکھے اور یہ خیال کیا کہ علم و کمال اوس خاصۂ ذوالجلال
کو دیکھون کہ ان مسئلون کو کسطرح حل فرماتے ہین پس بروز دگر وقت سحر طرف امام بر و بحر کے چلا مین جبکہ بارگاہ شاہ
پر آیا تو اوس مقام پر اژدحام خلائق اسقدر پایا کہ کسی طرح میری رسائی اوس ملک مشکلکشائی تک نہ ہوسکی بمجبوری وہان سے
لوٹنا ایک امر ضروری ہوا مین چاہتا تھا کہ اپنے مکان کو واپس پھرون ناگاہ خادم شاہ سامنے سے آیا ایک بند قرطاس
اُسکے پاس تھا اور اون اشخاص مین میرا نام خاص اسطرح لیکر پکارتا تھا کہ کہان ہے پسر دختر الیاس مین نے کہا
کہ اے حق شناس مین ہون پسر دختر الیاس پس اس نے وہ بند قرطاس مجھے دیا کیا دیکھتا ہون کہ اوس کاغذ پر
بخط خاص امام عام و خاص نے میرے سب مسائل کے جواب باصواب لکھے ہین اوس خط شنگرف کے حرف حرف
کو پڑھکر مین صرف حیرت ہوا اسلئے کہ حضرت نے بلا سماعت سوال جواب بے مثال لکھے پس اس غیب دانی اوس
مطاع دوجہانی سے شبہ میرے دل کا باطل اور یقین میرا بہمین توجہ امام دین کے کامل ہوا یہ روایت کتاب
معارج الفضائل مین ہے بعبارت نظم مرقوم ہے اور بھی اسی کتاب مین غیب دانی اوس خاصۂ یزدانی کی ابن بابویہ
بسند معتبر زبانی ایک راوی ذی عقل کے نقل کرتے ہین کہ شہر مرو نواح خراسان مین گویا باغ جہان مین مثل
ایک سرو کی ہے اُس شہر مین شہنشاہ جادۂ ہدیٰ جناب علیؑ ابن موسیٰ الرضا رونق افروز تھے ایک دن شاہ حجاز
نے مجھے اپنی خدمت سے ممتاز فرما کر باب اعجاز مجھپر باز کیے فرمایا کہ اسیوقت شہر کوفہ مین ایک شخص مذہب واقفی

فوت ہوا ہے اور اوسکا فلان نام ہے اور حاضرین جنازہ نے اوسکو قبر مین دفن کیا ہے اور نکیرین داسطے سوال
وجواب کے اوسکی قبر مین حاضر ہین اور خدا ور سول کا اس سے سوال کرتے ہین اور وہ شخص صاف صاف کہہ رہا ہے
اللّٰہُ رَبِّیْ وَ مُحَمَّدٌ النَّبِیّ وَالْقُرْاٰنُ کِتَابِیْ وَالْکَعْبَۃُ قِبْلَتِیْ مگر باب امامت مین اوسکو لغزش ہے جناب
مرتضےٰ علیؑ سے میرے پدر بزرگوار جناب موسی کاظم عالی مقدار تک تو نام اوس نے لیے ہین آگے میرے نام کی نوبت
پر اوسکو حیرت ہے ملائکہ عذاب اوس خانہ خراب کو گرز آتشین سے ڈراتے ہین اور باقی ائمہ کا اقرار چاہتے ہین
اور کہتے ہین کہ اے ناکام کیا موسی کاظم علیہ السلام نے تجھکو اسی راہ وقف کی ہدایت فرمائی تھی سب پیشوایان
دین کا تجھکو یقین نہین تھا اب مہیائے عذاب ہو یہ کہکر گرز آتشین اوس بے دین پر مارا ہے کہ قبر اوسنا بکار
کی پر از نار ہوگئی ہے اسی طرح تا یوم التناد وہ نامراد گرفتار پنجہ ملائکہ غلاظ و شداد رہیگا راوی کہتا ہے کہ جب
حضرت اوس واقفی کا حال فرما چکے تب مین نے اوسی وقت وہ تاریخ اور دن اور مہینا اوس واقفی کی وفات کا
بنا بر یادداشت کے لکھکر اپنے پاس رکھلیا اور شہر مرو ملک خراسان سے کوفہ کو منزلون بلکہ مہینونکا راستہ
وفاصلہ ہے جب کوفہ سے خبر منگائی گئی تو ایک عرصہ کے بعد ارشاد امام خوش نہاد صحیح پایا وقت اوس واقفی
کے مرنے کا وہی تھا جو حضرت نے فرمایا تھا **نظم**

رضا کی رضا جس مین شامل نہین	وہ ستے غیر تحصیل حاصل نہین
جو تبرید حب رضا ہوگئی	تب جرم و عصیان ہوا ہوگئی
وہ ہین خاص درگاہ رب رؤف	نہین واقفی کو بھی اوسکا وقوف
برابر برابر ائمہ ہین کل	ریاض نبیؐ کے یہ تازہ ہین گل
جسے ایک سے ان مین انکار ہے	وہ ایمان سے غافل ہے فی النار ہے

اب سنین مومنین ارشاد امام دین جناب رضا علیہ السلام کا اور گریہ کرین حال مصیبت مظلوم کربلا حسینؑ
شہید ظلم وجفا پر قال اِنَّ الْمُحَرَّمَ شَہْرٌ کَانَ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّۃِ یُحَرِّمُوْنَ فِیْہِ الْقِتَالَ
فرمایا جناب رضا علیہ السلام نے کہ محرم وہ مہینا تھا کہ کافر تک اوسمین جنگ و جدال حرام جانتے تھے فَاسْتُحِلَّتْ
فِیْہِ دِمَاؤُنَا وَھُتِکَتْ فِیْہِ حُرْمَتُنَا وَسُبِیَ فِیْہِ ذَرَارِیْنَا اور اس امت نے باوجود
دعوئے اسلام کے خون ہمارا حلال جانا اور ہتک حرمت کیا ہمارا اگہ دختران زہراؑ کو قید کیا اور ہماری خیمون مین
آگ لگائی اور کچھ رعایت رسول اللہ کی ہمارے باب مین نہ کی اِنَّ یَوْمَ الْحُسَیْنِ اَقْرَحَ جُفُوْنَنَا

فَاَشْکَلَ دُمُوْعَنَا وَاَذَلَّ عَزِیْزَنَا روز شہادت حسینؑ وہ روز ہے کہ آنکھیں ہماری روتے روتے
زخمی ہوگئیں ہیں اور آنسو ہمارے جاری ہیں اور ہمارے عزیز دنکو ذلیل کیا یَا اَرْضَ کَرْبَلَاءٍ اَوْرَثْتِنَا
الْکَرْبَ وَالْبَلَاءَ اے زمین کربلا تو موجب ہمارے غم واندوہ وبلا کی ہوئی بس چاہئے کہ رووین احوال حسینؑ
پر رونے والے۔ حضرات دو بندگان خاصان خدا کی مصیبت کے وقت تمام مخلوقات عالم نے درگاہ جناب
احدیت سے نصرت اور مدد دینے کی اجازت چاہی ہے مگر ان دونو بندگان خاص نے کسی کی اعانت قبول
نہین کی ایک تو جناب ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کی نصرت کے واسطے وقت آتش نمرود سب مخلوق الٰہی
موجود ہوئی لیکن حضرت نے سوائے امید امداد رب الارباب کے سب کو جواب دیا اور کسی سے مدد نچاہی۔ دوسرے
آقائے کونین مظلوم حسینؑ ہیں چنانچہ صاحب کتاب عمان البکا لکھتے ہین کہ جب بروز عاشورا وس ہنگامہ یوم
النشور مین صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور حسینؑ یادگار خلیل وافتخار اسمعیلؑ کے لشکر قلیل کا ایک ایک جوان باری باری
درجہ شہادت پر فائز ہونے لگا یہانتک کہ سب عزیز وانصار میدان کارزار مین کام آچکے اور کوئی یار وغمگسار
ایسا باقی نرہا جو اوس بیکسی مین امام دین کا معین ہو تو مظلوم کربلا بنگاہ حسرت ویاس ہر طرف دیکھتے تھے
اور سوائے نیزہ وشمشیر اور خنجر وتیر کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا فَقَالَ اَلَا فِیْکُمْ مُحِبٌّ یُحِبُّنَا ×
اَلَا ذَابٌّ عَنَّا یُحَامِیْ وَیَذُبُّ تو اسوقت کس بیکسی سے آپ لشکر کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے
آیا تم مین کوئی ایسا دوست نہین ہے کہ حق دوستی ادا کرے اور اس تنہائی مین رحم کھا کر ہماری نصرت وحمایت
کرے وَهَلْ مِنْ مُغِیْثٍ اَوْ مُعِیْنٍ یُعِیْنُنَا × وَیَرْجُوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ مَا هُوَ اَدْوَمُ
آیا کوئی فریاد رس ایسا نہین ہے کہ اسوقت ہماری فریاد کو پہنچے اور بروز قیامت اوسکے صلہ مین نعمتہائے آخرت
سے کامیاب ہو۔ حضرات یہ استغاثہ اور ندا حضرت کی بنابر اختتام حجت ومصلحت کے تھی اون ملاعین بیدین
مین تو اس فریاد سے کوئی بد نہاد متاثر اور متنبہ نہوا مگر سنتے ہی ان کلمات کے تمام مخلوقات وموجودات عالم
سے کسی مین تاب ضبط باقی نرہی دریا اور باد صبا اور آفتاب اور زمین حتے کہ درہائے زمین درگاہ رب العالمین
مین عرض کرنے لگے کہ بارالہا اب پنجتنؑ مین ایک حسینؑ کا دم باقی ہے یہ اشقیا چاہتے ہین کہ اسکا بھی خون ناحق
زمین پر بہائین ہمکو یارائے صبر وتحمل نہین ہے اجازت دے کہ ہم اس بیکسی مین تیرے دوست کی نصرت
کرین حکم ہوا کہ وہ عاشق صادق میرا ایسا صابر وشاکر ہے کہ ہماری اعانت وعنایت کے سوا کسی سے طالب
حمایت نہین مگر تم جاؤ اور اوس سے کہو اگر حسینؑ غیور منظور کرے تو اوسکی نصرت مین قصور نکرو یہ حکم خدا سنکر اول

ندا دی دریائے فرات نے کہ ای تین شبانہ روز کے پیاسے اے پیغمبر خدا کے نواسے مین آپ سے بہت شرمندہ ہون
کہ اطفال خورد سال آپ کے شدت عطش سے جان بلب ہین اور ان بیرحمون نے مجھے روک رکھا ہے مجھ سے ایک
قطرہ پانی کا آپ تک نہین جانے دیتے مجھے حکم دیجئے کہ ابھی طغیانی لاکر طوفانی بن جاؤن اور اس قوم پُر فتوح کو
مثل قوم نوح گرداب فنا مین غرق کرون فرزند ساقی کوثر نے جواب دیا کہ اے فرات تیری مجھکو کچھ احتیاج نہین ہے
مین فقط رحمت پروردگار کا محتاج ہون اسکے بعد ذرہ ہائے زمین نے اوٹھکر عرض کی کہ اے ذرہ نواز عالم و اے
آفتاب فلک سخاوکرم آپ ایسی مصیبت مین گرفتار ہین خاک ہے ہمپر اور ہمارے چمکنے پر کہ ہم آپ کو ایسی بلا مین
مبتلا دیکھین اور کسی طرح کی مدد نہ کر سکین ہمکو اجازت دیجئے کہ ان دشمنون کو اصحاب فیل کی طرح سنگریزون سے
ہلاک کردین اونکو جواب دیا کہ سوائے مالک المنان کسی کا احسان ایک ذرّہ بھر بھی مجھے گوارا نہین ہے اسکے بعد
آفتاب نے اوس عالی جناب سے عرض کی کہ یا ابن رسول آپ اس دھوپ کی شدت مین تنہا کھڑے ہوئے زخم پر زخم
کھا رہے ہین اگر آپ مجھکو حکم دین تو ابھی ان ناریون کو جلا کر خاک سیاہ کردون آفتاب کو بھی مثل ذرّون کے
جواب ملا پھر ابر باران نے فغان کی کہ یا حسینؑ یہ فوج شقاوت موج آپ پر گھٹا کی طرح چھائی ہوئی ہے اور تیرونکا
مینہ ہر طرف سے آپ پر برسا رہی ہے اگر آپ مجھے حکم دین تو ان سب اشقیا کو بالائے ہوا کھینچکر الیسا زمین پر ٹپکون
کہ پیوند خاک ہوجائین اُسکو بھی انکار ہوا اسی طرح کل مخلوق کبریائی حاضر آئی شاہ کربلائی نے کسی کی نصرت کی
پذیرائی نفرمائی اس عرصہ مین یکایک گوشۂ صحرا سے ایک غبار پیدا ہوا اور اوس غبار سے سید ابرار نے ایک
آہوئی صحرا کو دیکھا کہ بہت سے ہرنون کی ڈار کو لئے ہوئے چلا آتا ہے جب نزدیک آیا تو بقدرت خدا و اعجاز
سید الشہدا وہ آہوئے صحرا بزبان فصیح گویا ہوا کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہون جانین ہماری آپ پر مقام حیرت
اور افسوس ہے کہ ان ظالمون نے آپ کو ایسے شدائد و مصائب مین گرفتار کیا ہے ہمین حکم دیجے کہ ہم اپنی سینگون
سے ان گستاخون کو زخمی کرین اور انہین مار کر قعر جہنم کو بھرین اور ہم خود بھی آپ کی رضا مین مارے جائین
جبکہ شاہ حجاز نے اوس آہوئے جان باز کو بھی اس ارادہ سے باز رکھا تو اُس نے روکر عرض کی کہ اے امام زمانہ
آپ نے شاید مجھکو نہین پہچانا اوسوقت امام مظلوم نے روکر فرمایا کہ مجھکو خوب معلوم ہے تو وہی بچّہ آہو ہے
کہ میری لڑکپن مین حق سبحانہ تعالے نے میرے کھیلنے کے واسطے مجھے بھیجا تھا پس وہ حیوان بھی سید النس و
جان سے روتا ہوا رخصت ہوا اسکے بعد عجب کیفیت گذری کہ دفعتاً زمین کربلا کانپنے لگی اور اوس سے ایک
[illegible] سیدالاک نے سنی کہ آہ وا ویلاہ تمام عزیز و انصار حسینؑ ذوالفقار کے خون مین غلطان مجھ

طیان ہین اب مین کہانتک متحمل اسی ظلم و صعوبت کی ہون اے سید ناشاد جلد ارشاد کیجیے کہ اس گروہ ملعون کو مثل قارون کے نگل جاؤن تو آپنے جواب مین عجب طرح کے کلمات ارشاد فرمائے کہ اے زمین کربلا اس سے کیا فائدہ ہوگا عباسؑ میرا قوت بازو زندہ نہو جائے گا میرا علی اکبرؑ جی نہ اُٹھے گا میرا قاسمؑ پھر مجھکو نہ ملے گا اے زمین میری مدد کرنے والے ماہ جبین تو مارے گئے اب تجھ سے مین کیا مدد چاہون مگر ایک وصیت تجھے کرتا ہون یہ یاد رہے چھ مہینے کی جان اصغرؔ نادان کو باپ کی گود سے چھڑا کر تیری آغوش مین سلادیا ہے اس میری امانت کو تا بروز قیامت اپنی کنار حفاظت مین رکھنا یہ فرما کر حضرت بہت روئے اسکے بعد ایک اور سانحہ ہوا کہ باد صبا سے ایک ندائے درد و بکا پیدا ہوئی کہ آہ آہ سید جود و کرم ظلم و ستم سے اشقیائے بے شرم کے ایسی ہوائے گرم مین یکہ و تنہا سراپا مجروح کھڑے ہین کہ زخم بدن کے شگفتہ ہوئے جاتے ہین یا حسینؑ مجھے حکم دو کہ مین ابھی اس فرقہ حسود کو مثل قوم عاد و ثمود کے نیست و نابود کر دون ہوا کے جواب مین بھی اوس عالی جنابؑ نے عجب ایک کلمہ یاس کا فرمایا کہ اے باد صبا اگر یہ امر مجھے منظور ہوتا تو اسوقت تک مین اکبرؑ کا داغ کیون دل پر اوٹھاتا اور اپنے انصاران و عزیزان سعید کو کس لئے شہید ہونے دیتا تیری اعانت کی کچھ حاجت نہین ہے مگر اے باد صبا ایک وصیت میری یاد رکھنا کہ جب تو چلتی پھرتی مدینہ رسول مین جائے تو میرے وطن والونکو میرا سلام آخری پہنچا کر میری شہادت سے سب کو خبر دینا اور میری دختر بیمار کو میرا پیام پہنچا دینا کہ اے صغراؔ تو یہ نہ سمجھنا کہ مین تمہاری یاد اور اپنا وعدہ فراموش کر گیا مگر کیا چارہ کہ موت نے مہلت ندی تیرے بھائی اکبرؑ کا نیزہ ستم سے اتفاق مرنے کا ہوا تیرا دوسرا برادر یا تمکین زین العابدینؑ بستر بیماری پر غش کی حالت مین پڑا ہے تیرے بلانے کو کسے بھیجتا مین بھی چند ساعت کا دنیا مین مہمان ہون بیٹی ہمین صبر کرو اب قیامت مین ہم تم ملین گے یہ فرما کر حضرت بشدت روئے پھر حضرت نے نظر اُٹھا کر جو ملاحظہ فرمایا تو عجب سامان نظر آیا دیکھا تو چار فرسخ تک کثرت جنات سے کہین جگہہ نہین ہے زعفر جن بھی بہت دور کے فاصلہ پر اپنی فوج لئے کھڑا ہے جگہہ نہین ملتی کہ قریب آئے یہ سب کے سب قوم اجنہ اذن جہاد کے طالب ہین لیکن آپنے کسی کو اجازت جنگ ندی اور جانب آسمان سر مبارک بلند کیا تو دیکھا کہ ملائکہ صف بصف بے حد و شمار واسطے اذن کارزار کے ہوا پر ایستادہ ہین اور نصرت کی اجازت چاہتے ہین عالی مقام یہ سب حالات کل موجودات کے ملاحظہ فرما چکے تو سب کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا نصرت کیواسطے آئے ہو کہ حسینؑ عاجز یا محتاج تمہارا ہے جناب احدیت نے اپنی مشیت کے مطا[بق] ہر طرح کی قوت و قدرت عطا فرمائی ہے اگر میری عظمت اور جلالت دیکھنا چاہت[ے]

امام غریب نے ایک نگاہ غضب سے طرف افواج مخالف کی اسطرح سے دیکھا کہ وہ مجمع تین لاکھ اسّی ہزار نابکار کا فقط ہیبت نگاہ شاہ عالی جاہ سے مثل بید کانپنے لگے اور منجملہ اون کے چار ہزار اشرار فوراً خاک پر تڑپ کر ہلاک ہوگئے بوقوع اِس واقعہ کے افواج کوفہ و شام مین رعب امام سے ایک کہرام پیدا ہوگیا اسی اثنا مین روح الامین نے بالائے ہوا سے ظاہر ہوکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مین خادم دیرینہ شاہ مدینہ کا ہون اکثر اوقات گہوارۂ جنابی کی ہے بچپن سے آجتک خدمتگذاری مین آپ کی رہا ہون ارشاد ہو کہ آج خدمت آخری بجا لاؤن طبقۂ زمین کا اولٹ دون کہ تمام لشکر یزید مثل قوم لوط خاک و خون مین مخلوط ہوکر نابود و مفقود ہوجائے حضرت نے رو کر فرمایا کہ یا امین جبکہ میرے احباب با تمکین و عزیزان مہ جبین آنکھون کے سامنے شہید ہو چکے تو اب کیا لطف زندگی باقی رہا ہے اب حسینؑ بھی لقائے پروردگار کا مشتاق ہے ابھی یہ فرما ہی رہے تھے کہ آپ نے سامنے سے نظر کی تو جناب سید البشر کو دیکھا کہ صفوف ملائکہ ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ اے فرزند حق تعالے تجھکو جزائے خیر عطا فرمائے کہ تو نے ایسے مصائب پر صبر کیا کہ جس کا متحمل روئے عالم مین کوئی بنی آدم نہین ہوسکتا اے پارۂ تن اب وعدہ بچپن ادا کرنے کا وقت آگیا ہے جلدی کرو کہ شفاعت امت تمہاری شہادت پر موقوف ہے یہی ذکر تھا کہ حضرت نے اپنے پس پشت سے ایک آواز دلخراش رونے کی ایسی سُنی کہ جس سے اور بھی زیادہ دل مضمحل آپ کا پاش پاش ہوا مڑ کر جو نگاہ کی تو جناب سیدہؑ خدیجہ حوران بہشتی کو ہمراہ لئے ہوئے ہین اور رو رو کر فرماتی ہین کہ اے پارۂ جگر گو کہ مین نے تجھکو اسی دن کیواسطے پرورش کیا تھا کہ تو میرے بابا کی امت کے کام آئے مگر اسوقت تیرے صبر کو دیکھکر مجھے تاب تحمل نہین ہے مان کا کلیجہ کہانتک صبر کرے واری اگر تو کہے تو مین اس فرقہ بیدین پر نفرین کرون قربان صبر و تحمل اوس امام جز و کل پر عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ اے امان اگر نفرین آپ کی مصلحت کے قرین ہوتی تو اُسدن ہوتی جسدن دشمنون نے میرے بابا کے گلے مین رسّی باندھی تھی اور آپ کا پہلو شکستہ کیا تھا اے امان مین تو اُسی دن شہید ہو چکا تھا جبدن آپ کا سایہ میرے سر سے اُٹھ گیا تھا میرا علی اصغر اوسی روز شہید ہو چکا تھا جس روز میرے چھوٹے بھائی حسن نے اذیت پائی تھی میرے خیمے اوسی روز جل چکے تھے جب ناریون نے آپ کے بیت الشرف مین آگ لگائی تھی اب بعد علی اکبر اور عباس برادر قاسم سے پارۂ جگر کے زندگی کا مزہ باقی نہین رہا اب اس جان [illegible] کا چارہ میرے واسطے فوت ہی مگر اب ایک تمنا مین آپ سے رکھتا ہون کہ جب مین گھوڑے سے گروں اور شمر میرے گلوئے خشک پر خنجر پھیرے اوسوقت آپ میرے سر کو اپنی آغوش مین

اسطرح لین کہ دامن اطہر آپکا میرے خون ناحق سے رنگین ہوجائے اور اوسی طرح بروز قیامت عادل حقیقی سے آپ دادخواہ ہون کہ آپکا دامن خون آلود باعث مغفرت و بہبود اُمت عاصی کا ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس سوم مین بیان فضل زیارت جناب امام رضا علیہ السلام و ذکر رحلت آخری حضرت کی مدینہ سے ملک خراسان کو و خاتمہ مصائب امام حسین پر

کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام مین یہ حدیث منقول ہے کہ فرمایا زوج بتول نے کہ قریب ہی قتل ہوگا ایک فرزند میرے فرزندون سے شہر طوس مین اور وہ میرا ہمنام ہوگا اور نام اوسکے باپ کا وہ ہوگا جو نام تھا فرزند عمران کا یعنے موسیٰ پس جو شخص ہمارے شیعون سے زیارت کریگا اوسکی حق تعالے تمام گناہ اوسکے بخشدیگا خواہ وہ گناہ اُس زائر کے گزشتہ ہون یا آیندہ ہون اگرچہ کثرت اُسکے گناہون کی مثل ستارہائے آسمان و قطرات باران و برگہائے درختان کے ہو اور بھی اسی کتاب مین جناب امام رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ جو مومن زیارت کرے میری قبر کی شہر طوس مین گویا اُس نے زیارت کی جناب رسولخدا کی اور حق سبحانہ تعالے اوسے ثواب عطا کرے گا ہزار حج اور ہزار عمرہ مقبول کا اور مین اور آبائے طاہرین میرے اوس مومن کے شفیع ہون گے بروز قیامت اور فرمایا جناب صادق نے کہ قتل ہوگا فرزند میرا شہر طوس مین کہ وہ ایک شہر ہے ملک خراسان مین پس جو مومن کہ زیارت کرے اوس میرے فرزند کی بشرطیکہ عارف ہو اسکے حق کا دن قیامت کے مین اوس مومن کا ہاتھ پکڑ کے داخل بہشت کرونگا اگرچہ اوس مومن نے گناہ کبیرہ کیئے ہون راوی نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ معنی معرفت حقاکے کیا ہین حضرت نے فرمایا کہ اطاعت امام حق کی ہر امر مین جانب خداوند جلیل سے واجب اور فرض جانے پس جو شخص کہ زیارت کریگا اوس میرے فرزند کی اور اوسکو امام مفترض الطاعت بھی جانتا ہوگا تو حق سبحانہ تعالے اوس زائر کو ثواب ستر ہزار شہیدونکا عطا فرمائے گا اور اون شہیدونکا ثواب دیگا جو کہ سامنے جناب رسالتمآب کی راہ خدا مین شہید ہوئے ہون اور پھر اسی کتاب عیون اخبار الرضا مین جناب امام رضا فرماتے ہین کہ جو مومن زیارت کرے مجھ غریب کی دیار غربت مین تو حق تعالے نامہ اعمال مین اوسکی ثواب ایک لاکھ شہید اور ایک لاکھ صدیق کا لکھے گا اور عطا کریگا اوس زایر کو ثواب لاکھ حج اور لاکھ عمرہ کا اور لاکھ جہاد کا اور اللہ محشور کرے گا میرے زائر کو ہمارے ساتھ مین اور ہمارا رفیق گردانے گا اور اوسکو درجات عالیہ

بہشت مین پس جو شخص اول غسل کرے اور بعد اوسکے بجالائے زیارت میری وہ شخص گناہون سے ایسا پاک اور پاکیزہ ہوجاتا ہے کہ جیسا شکم مادر سے پاک اور پاکیزہ گناہون سے پیدا ہوا ابی نصر بزنطی سے منقول ہے کہا اوس نے کہ دیکھا مین نے بخط خاص جناب امام رضاؑ کے لکھا ہوا کہ اعلام کردو ہمارے شیعون کو کہ زیارت میری خداوند عادل کے نزدیک برابر ہے ہزار حج کے ابی نصر کہتا ہے کہ اس حکایت کو عرض کیا مین نے جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے اور کہا مین نے کہ یا ابن رسول اللہ کیا زیارت آپکے پدر بزرگوار کی برابر ہے ہزار حج کے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ قسم بخدائے عزوجل بلکہ زیارت میرے پدر کی برابر ہے دس ہزار حج کے بشرطیکہ وہ زائر عارف ہو ساتھ حق اوس جناب کے یعنی اون کو مفترض الطاعت جانتا ہو۔ اب سنین مومنین اُس روضۂ مقدس کے اوصاف

نظم

اللہ رے ضریح لحد پاک کی حشمت	وہ سورۂ رحمت ہے تو آپ آیۂ رحمت
وہ صحن وہ روضہ وہ ضریح اور وہ تربت	اللہ کی قدرت ہی بس اللہ کی قدرت
زوّارون کو رقت جو بہت ہوتی ہے یارو	وان فاطمہؑ پوتے کے لئے روتی ہے یارو
یہ نقل بیان کرتی ہین ایک زائرہ پاک	ایک رات کو اوس روضہ مین پہنچی جو غمناک
دیکھا کہ ہے اک بی بی گریبان کئے چاک	ماتھے پہ تو ہے خون لگا گیسو پہ ہے خاک
جاتی ہے وہ روضہ سے سنا کر یہ لحد کو	اب جاتی ہون رونے کے لئے مین تری جد کو
حیران ہوئی وہ زائرہ شاہ خراسان	اور تھام لیا دوڑ کے اُس بی بی کا دامان
کی عرض کہ تم کو قسم شاہ شہیدان	تم کون ہو ارشاد کرو تم پہ مین قربان
بتلاؤ مجھے اسم شریف اپنا زبان سے	جاتی ہو کہان اور تم آتی ہو کہان سے
اوس بی بی نے رو کر کہا ہی نام سی کیا کام	بے نام و نشان ہو نہین تو پوچھ مرا نام
مین وہ ہون کہ مرقد مین بھی جسکو نہین آرام	مین وہ ہون پسر قتل ہوا جسکا گل اندام
زہراؑ جو سنی ہو وہ دل افگار مین ہی ہون	شبیرؑ کی مان اور عزادار مین ہی ہون
مین وہ ہون پھرین بیٹیان جسکی سر بازار	مین وہ ہون جلایا گیا گھر جسکا کئی بار
مین وہ ہون جسے کہتے ہین سب حشر کی مختار	مین اوسکی ہون مان جسکے ہین سب لوگ غدار
مین وہ ہون تہ تیغ کیا جسکے جگر کو	مین وہ ہون کفن تک نہ ملا جسکے پسر کو

مرتا ہے اگر ایک پسر روتی ہے مادر	زہرا کے تو فرزند ہوئی قتل سراسر
ہے کشتۂ سم کوئی کوئی کشتۂ خنجر	یان آئی تھی رونے کے لئے قبر رضا پر
اب کرب و بلا جاتی ہون کھولے ہوئے سر کو	پوتے کے لئے رو چکی اب روؤن پسر کو

اب سُنو حضرات مصائب امام رضاؑ کے اور گریہ و بکا کرو اوس امام کریم کے مصائب عظیم پر کہ رونا اوس شاہ جلیل کے لئے باعث ثواب جمیل و راجر جزیل ہے کتاب بحار الانوار مین مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ جب مامون رشید عباسی نے امام سعید جناب رضا علیہ السلام کو مدینہ سے ملک خراسان مین بلایا اور کسی شخص کو واسطے لانے امام زمانہ کے مدینہ مین بھیجا تو حضرت حسب مصلحت آمادۂ سفر خراسان ہوئے جب خبر وحشت اثر شہر مدینہ مین منتشر ہوئی تو اُس روز گھر گھر مدینہ مین مفارقت امام سے ایک کہرام تھا مردمان شہر یہ خبر سُن سُنکر در دولت پر آتے تھے اور روتے تھے قریب تھا کہ صدائے گریہ و بکا سے مدینہ اولٹ جائے پس اوس امام بیکس و غریب نے اپنے ہر ایک عزیز و قریب کو اپنے پاس جمع کیا اور اُن سے فرمایا کہ مین نے تمکو خدائے عزوجل کے سپرد کیا اور مین تمسے رخصت ہوتا ہون اب میرا آنا وطن مین نہوگا اور تم سے ملاقات نصیب نہو گی یہ سُنکر ایک شور قیامت اہلحرم مین ایسا برپا ہوا کہ فرط گریہ سے کسی مین ہوش و حواس بجا نرہے اوس شان حادثۂ سفر امام حسینؑ مدینہ سے سب کو یاد آگئی تمام عزیز و اقربا جناب رضاؑ کے بوقت وداع ایسے روئے کہ جیسے حسینؑ کے عزیز و اقارب وقت رخصت اوس شہنشاہ مشارق و مغارب کے روئے تھے اور سب اہل شہر پر فراق شاہ آفاق نہایت شاق تھا

نظم

شور تھا کوچہ و بازار مین ہی ہی سرور	سب کا ندار کھڑے پیٹتے تھے سینہ و سر
غل تھا اب کون غریبو نکی یہان لیگا خبر	آج شبیرؑ کا گویا ہے مدینہ سے سفر
شاہ اس شہر کو ویران کئے جاتے ہین	رونق شہر رضا ساتھ لئے جاتے ہین

حضرت بھی اپنے ہر ایک رشتہ دار اور اہل دیار سے مل مل کر دھاڑین مار کر روتے تھے آخر الامر حضرت نے بارہ ہزار دینار ہر ایک قریب اور رشتہ دار کو اپنے تقسیم کرائے اور سب کو روتا چھوڑ کر دولتسرا سے باہر تشریف لائے اور واسطے رخصت آخری کے روضۂ مقدس جناب رسولخدا مین داخل ہوئے راوی کہتا ہے کہ اوس وقت دیکھا مین نے کہ حضرت بکمال یاس و حسرت قبر جناب رسالت سے لپٹ گئے اور اس درد سے روئے کہ جانتے تھے پھر کبھی اس روضۂ مقدس کی زیارت نصیب نہوگی آخر کار بہزار دشوار قبر سے جدا ہوئے

ہو چلے قبر پیمبر سے جو رخصت وہ جناب	ہاتھ اُٹھا کر یہ کیا شہر مدینہ سے خطاب
اے مدینہ تری خاطر مری آنکھین ہین پُر آب	قدم اُٹھتے نہین یان سے مرا دل ہی بیتاب
دو کھ اُٹھا کر ہمین اس خلق سے جانا ہوگا	اب یہان پھر ترے والی کا نہ آنا ہوگا
اے مدینہ ترے والی کی ہے رخصت تجھ سے	اے زمین چھٹتا ہے خورشید امامت تجھ سے
اے وطن ہمکو جدا کرتی ہے غربت تجھ سے	اے دیار اب ہوئی مظلوم کی فرقت تجھ سے
گلشن یثرب و بطحا پہ خزان آتی ہے	ہم نہین جاتے اجل ہمکو لئے جاتی ہے

پس امام ارجمند باواز بلند روتے ہوئے مع خدام والاشان راہی ملک خراسان ہوئے پس جبکہ وہ حضرت قریب شہر طوس کے پہنچے اور تشریف لانا اوس معصوم کا مامون رشید کو معلوم ہوا مع اپنے ارکان و اعیان کے واسطے استقبال امام باکمال کے باہر شہر طوس سے آیا اور قدمبوس ہو کر آداب اوس جناب کا بجالایا پس شاہ انام کو بتعظیم و اکرام شہر مین داخل کیا بعد چند روز کے مامون رشید نے امام سعید سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ لائق مسند امامت اور سزاوار وسادہ خلافت ہین میری آرزو ہے کہ آپ تخت خلافت پر اس شہر طوس مین جلوس فرمائین حضرت نے منظور نفرمایا اوس نے عرض کی کہ اگر آپ خلافت منظور نہین فرماتے تو مین نے آپکو اپنا ولی عہد کیا بعد میرے آپ مالک ولایت و خلافت ہین حضرت نے اوس سے بھی انکار کیا جب اُس مکار نے اصرار کیا تو سرور عدل و داد نے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ تیری ولیعہدی اوس شخص کو زیبندہ ہے جو کہ بعد تیرے زندہ رہے اور جو بیکس و غریب کہ عنقریب تجھ سے پہلے زہر قہر سے شہید ہو جائے اور اُسکے حالات و صدمات پر ملائکہ سموات اور ساکنان زمین غمگین ہون تو اوسکو کب زیبا ہے کہ ولیعہد تیرا ہو سُنتے ہی اس تقریر اعجاز ضمیر شاہ با توقیر کے مامون سفاک نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ یا علی اگر تم میری ولی عہدی قبول نکروگے تو مین تمہین قتل کرونگا جب نوبت مبالغہ اوس پلید کی باینجا رسید ہوئی تب شاہ حق نیوش خاموش ہوئے پس اُسوقت ارکان سلطنت و اعیان مملکت و اصحاب و اولاد مامون بدنہاد نے حضرت سے بیعت کی اور سکہ و خطبہ بنام نامی اوس سلطان گرامی کے جاری ہوا منقول ہے کہ ولی عہد ہونا اوس فرزند ختم المرسلین کا اعدائے دین پر نہایت سنگین گزرا اور مامون ملعون کو اغوا کر کے قتل شاہزادہ پر آمادہ کیا پس وہ شقی ازلی فکر قتل امام خفی و جلی مین مصروف ہوا باقی حال شہادت شاہ باسعادت کا مجلس آئندہ مین

انشاءاللہ بیان ہوگا اب حال کار مجلس ہین حال مصائب خامس آل عبا جناب سید الشہدا پر چشم پر آب ہو کر ثواب حاصل
کرین قربان ہو جان شیعون کی اوس سجدۂ آخری حسینؑ پر کہ وہ عجب طرح کا سجدہ تھا سر تو سجدہ مین قاتل مستعد با مر
باطل خنجر کین حلق نازنین پر پھیرانے کو اور زبان مقدس پر اسوقت یہ دعا اِلٰهِیْ وَسَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ
تَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِ اُمَّةِ جَدِّیْ وَاغْفِرْ لِشِیْعَتِیْ یعنی الٰہی میرے نانا کی امت کے گنہگارونکو اور میرے پدر بزرگوار
کے شیعون اور دوستدارونکو بخشدے اور بعد اوسکے وہ حضرت تڑپ کر فرماتے تھے کہ العطش العطش مومنین
کیا غضب کی پیاس تھی اوس امام صابرین کی کتاب بحر الدرر مین منقول ہے لَمَّا سَقَطَ الْحُسَیْنُ عَنْ ظَهْرِ
جَوَادِہٖ جسوقت راکب دوش رسول مارے کثرت زخمہائے کاری سے مضمحل ہو کر پشت زین سے بروئے زمین
تشریف لائے ہلال ابن نافع کہتا ہے کہ دیکھا مین نے کہ زبان مبارک اُس امام تشنہ کام کی شدت تشنگی سے
باہر نکل آئی ہے اور جب کوئی ملعون بارادۂ قتل امام غریب کے قریب آتا ہے تو حضرت اپنے قتل پر خیال نہین فرماتے بلکہ
بے اختیار اشارہ سے پانی طلب کرتے ہین اور فرماتے ہین اے شخص قبل ذبح کے تھوڑا پانی مجھے پلادے ہلال
کہتا ہے کہ یہ حالت دیکھکر میرے اعضائے بدن کانپنے لگے اور مین نے عمر سعد سے جاکر کہا کہ ای امیر واللہ
حسینؑ اسقدر زخمی ہین کہ تھوڑی دیر مین بغیر از ذبح ہی کام اونکا تمام ہو جائیگا اور مطلب تیرا بر آئے گا لیکن اسوقت
وہ مظلوم تشنہ لب شدت سے پیاسے ہین اگر اجازت ہو اور میرے واسطے تیرے نزدیک کوئی قباحت نہو تو تھوڑا
سا پانی اسوقت اخیر مین اوس دلگیر کو پلا آؤن فَسَکَتَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ یہ سُنکر عمر سعد جفا کوش خاموش
ہوگیا اَلسُّکُوْتُ کَالْاِقْرَارِ فَوَرَدْتُ عَلَی الْفُرَاتِ وَمَلَأْتُ الرَّکْوَةَ
مین نے چپ ہونا عمر سعد کا بمنزلہ اجازت کے سمجھا کہ اَلْخَامُوْشُ نِیْمُ رَضَا اوسوقت مین گھوڑے پر سوار
ہو کر بتعجیل تمام نہر فرات پر پہنچا اور اپنی ڈولچی کو پانی سے بھر کر چاہا مین نے کہ حسینؑ مظلوم تشنہ لب تک اس
پانی کو پہنچاؤن جب مین نہر سے مقتل کی جانب پھرا تو عجب حادثہ دیکھا کہ دس ہزار نابکار قتل سید ابرار کی خوشیان
کر رہے ہین اور با آواز بلند تکبیرین کہتے ہین آگے بڑھکر دیکھا مین نے مَطَرَتِ السَّمَاءُ بِالدَّمِ کہ آسمان سے
خون برستا ہے آفتاب کو گہن لگا ہے آندھی سیاہ چل رہی ہے اور ایک منادی مابین زمین و آسمان کے ندا
کرتا ہے اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا اے رہنے والو
زمین و آسمان کے آگاہ ہو کہ حسینؑ ابن علیؑ قتل ہوئے اور اے اٹھانے والو عرش اعلےٰ کے خبردار ہو کہ مظلوم
کربلا ذبح ہوئے ہلال کہتا ہے کہ اِن واقعات سے یہ تو مین نے جانا کہ امام تشنہ کام شہید ہو چکے مگر یہ مجھے ابھی

تک ظاہر نہین ہوا کہ یہ حرکت کس شقی کے دست نجس سے واقع ہوئی اور اس شاہ تشنہ لب کو کس بے ادب نے
ذبح کردیا جب مین قریب مقتل کے پہنچا تو عجب طرح کی قیامت کا حال مجھے نظر آیا کہ سر مبارک حسینؑ مظلوم کا شمر شوم کے
دست نجس مین ہے اور دوسرے ہاتھ مین خنجر لئے ہوے تھے اور دونوا آستینونکو چڑھائے ہوئے ہے مین نے جانا کہ
یہ ظلم عظیم اسی مقہور ولئیم سے ظہور مین آیا ہے اسکے بعد ایک امر مین نے ایسا دیکھا کہ اسکے تصور سے موئے تن میرے جسم
پر راست ہو جاتے ہین اور مدت العمر میرے رونے کو کافی ہے کہ شمر ملعون کے اشارہ سے خولی بن اصبحی لعین ایک بہت
بڑا نیزہ لیکر آیا اوس نیزہ کی نوک پر سر مقدس سید بیکس کا شمر بیحیا نے اپنے دست نجس سے نصب کیا تو اوسوقت
دیکھا مین نے کہ کئی قطرے خون کے سر بریدہ امام ستمدیدہ سے ٹپکے پس دیکھتے ہی اس خون تازہ کے صدمہ مجھے
بے اندازہ ہوا تمام جہان میری آنکھون مین تاریک ہوگیا اور مین بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا بعد اسکے عمر سعد
لعین نے حکم دیا کہ خیمہاے عصمت وطہارت کو جلا دو اور ناموس رسالت کو تاراج وغارت کرو پس جب خیام
امام بھی جل چکے اور تاراجی بھی عمل مین آچکی اوسوقت اون ظالمان بدانجام نے چاہا کہ سیدانیون کے سرون سے
چادرین بھی اُتار لین راوی کہتا ہے کہ اسوقت مین نے دیکھا کہ کچھ سوار فوج اشرار سے نکلے اور آگے اون کے
شمر نابکار نیزہ بکف سوار تھا اور کسی قدر آدمی اون مین رہنے والے قبیلہ کندہ کے تھے اور قوم سے مرء القیس
کندی کے تھے اور یہ مرء القیس باپ تھا جناب رباب خاتون زوجہ امام حسینؑ کا پس یہ تمام کندی بھی نیزے ہاتھون
مین لئے ہوئے خیمہ حرم مین داخل ہوئے جب لوٹ شروع ہوئی اور ردائین سرون سے اہلبیت عصمت کے
اوترنے لگین اور نوبت لٹنے ردائے زوجہ عباسؑ کی پہنچی تو مین نے دیکھا کہ شمر لعین با این ہمہ قساوت وکین
بفرط غیرت مانع آیا اور باواز بلند کہا کہ شوہر اس بی بی کا رشتہ مین میرا بھانجہ تھا مین نہین چاہتا کہ میرے
سامنے زوجہ عباسؑ کے سر سے چادر اُتاری جائے اسکے بعد جناب رباب کے سر مبارک سے چادر لینے لگے تو مین نے
دیکھا کہ ایک مرد رئیس قبیلہ کندہ کا آگے بڑھا اور بفرط غیرت مانع آیا اور چادر جناب رباب اور سکینہ کو برعایت
قوم کے اُسنے بچایا اب زیادہ تر مقام رونے کا تو یہ ہے جسکے تصور سے جی بیچین ہوتا ہے کہ ان بیوارثون مین
جناب زینب اور ام کلثوم کی چادر اطہر کا کوئی بچانے والا نہوا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم

مجلس چہارم مین ذکر شہادت باسعادت امام عالی مقام جناب رضا علیہ السلام و
بیان وفات جناب معصومہ قم وخاتمہ ذکر مصائب جناب زینب خاتون و اختلاف
تاریخ شہادت امام رضا علیہ السلام مین منقول ہے کہ مامون رشید باغوائے دشمنان پلید

کے فکر قتل امام سعید مین مصروف ہوا چنانچہ جلاء العیون مین مجلسی علیہ الرحمہ ابن بابویہ خوش سیر سے بسند معتبر
ہرثمہ بن اعین کے روایت کرتے ہین ہرثمہ کہتا ہے کہ صبیح نام ایک شخص دوستان امام رضا علیہ السلام اور خواص
مامون رشید والحرام سے تھا اوس نے مجھ سے بیان کیا کہ قربان اعجاز امام حجاز پر شب گزشتہ مین نے ایک معجزہ
عجیب امام غریب جناب رضا ؑ سے دیکھا ہے مین نے پوچھا وہ کیا معجزہ ہے بیان کر صبیح نے باالتصریح مجھ سے کہنا
شروع کیا کہ مامون بے ایمان نے اپنے تیس غلامان خواص کو واسطے قتل امام عام وخاص کے مقرر کیا اور ایک
ایک تلوار زہردار ہر ایک نابکار کو دیکے مجھے بھی بفرط اعتماد اوس بدنہاد نے یاد کیا اور اون کی ہمراہ کر کے یہ حکم دیا
کہ حجرہ امام رضا ؑ مین جاکر دیکھو وہ حضرت جس حالت مین ہون سوتے ہون یا جاگتے اون کو بلا گفت وشنید کے
ابھی شہید کرو اور گوشت و استخوان اوس شاہ انس وجان کا ریزہ ریزہ کر کے پھر اون کے بدن کے سب ٹکڑون
کو باہم ملاؤ اور چادر مین لپیٹ دو اور تلوارون کو اون کے فرش سے صاف کر کے مجھے خبر دو اور اس جلد و
مین اوس خیرہ سر بانی شر نے فی نفر پارہ پارہ تھیلی زر دینے کا وعدہ کر کے آمادہ کیا تھا اور طمع مکانات و
زمین اور اپنے تقرب سے تسکین دیکے ہم سب کو روانہ کیا جب ہم قریب حجرہ امام غریب کے پہنچے تو دیکھا ہم نے کہ وہ
جناب اپنے فرش خواب پر کروٹ کے بل لیٹے ہوئے ہین اور دست مبارک کو ہلا ہلا کر کچھ سخن فرما رہے ہین کہ
ہم اوس کلام شاہ انام کو نہ سمجھے پس مین تو بیرون در اپنی تلوار ٹیک کر کھڑا ہو رہا اور باستیلائے ہراس مین
نہایت بیحواس تھا کہ یکایک وہ سب غلامان بیحیا امام دوسرا پر حملہ آور ہوئے اور اپنی تلوارین ایک دفعہ ہی
جسم اطہر اوس نور نظر احمد وحیدر پر لگائین تو اوسوقت بدن شاہ زمن پر نہ زرہ تھی نہ پیرہن کہ جسکے باعث وہ
تلوارین اثر نکرین پس اوس انتخاب بلا ارباب کو اون کے فرش خواب مین لپیٹ کر مامون بدسیر کو خبر دی
اوس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے کہ بتعمیل تیرے حکم کے سید جلیل کو قتیل کیا پس اون کے کہنے پر اوس کیآد
نے بوقت بامداد بنیاد نوحہ وفریاد کی آغاز کی بظہور اوس کے تمام جمہور ارکان واعیان اوس بے ایمان کے
حیران ہوکر جمع ہوگئے کہ کیا سانحہ پیش آیا اوس بداندیش نے کہا کہ ماتم رضا ؑ مین میرا دل ریش ہے پس پابرہنہ
چاک گریبان طرف حجرہ شاہ زمان کے دوان ہوا کہ تجہیز وتکفین امام دین مین مصروف ہو جب متصل
پہنچا تو منفعل ہوا کہ آواز اوس مظہر اعجاز کی سنی مجھ سے بولا کہ اے صبیح تو اندر حجرہ کے جاکر حقیقت اوس
مفتی احکام طریقت کی معلوم کر جب مین گیا تو فرزند رسول کو عبادت خدا مین مشغول دیکھکر مامون ملعون
کو مطلع کیا سنتے ہی اوس ناری پر لرزہ طاری ہوا اور بولا کہ لعنت خدا غلامان بیحیا پر کہ مجھے اپنے کلام

بے دلیل ہر ذلیل کیا اے صبیح تو تو اوس فخر مسیح کو بخوبی پہچانتا ہے پھر دوبارا جاکر دیکھ کہ کیا طور ہے محراب عبادت مین وہی ہین یا کوئی اور ہے جب مین مکرر در حجرہ پر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اے صبیح مین نے کہا لبیک اے مولا ئے نام نیک یہ کہکر مین زمین پر گر کر رونے لگا فرمایا اے صبیح خدا تجھپر رحمت کرے اوٹھ کھڑا ہو پس یہ آیہ شریف حضرت نے تلاوت فرمائی یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِــُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ یعنی کفار چاہتے ہین اپنے موہون سے بجھاوین نور خدا کو اور خدا اپنے نور کا تمام کرنے والا ہے ہر چند کفار نچاہین صبیح کہتا ہے کہ مین نے مامون ملعون سے یہ سب مضمون کہا تو کثرت خشم و ملال سے اوس بدخصال ور وسیاہ کی صورت سیاہ ہوگئی تھی مین نے کہا واللہ امام عالی مقام اپنے حجرہ مین مصروف طاعت ملک العلام ہین کوئی نشان زخم کا بدن شاہ زمن پر نہین ہے یہ سنکر بولا کہ یہ اسرار پروردگار اور اعجاز امام ابرار ہے اسکا اظہار باعلان و آشکار کہین نہ کیجیو اور میرے عزیز واقربا جو تعزیت امام رضا کے واسطے جمع ہوئے ہین اون سے کہدیجو کہ حضرت کو غش آگیا تھا اب خدا کے فضل سے شاہ حق نیوش کو ہوش ہے اور وہ فرزند کاظم صحیح وسالم ہین اب ہرثمہ کہتا ہے کہ اس حکایت کو سنکر مین خدمت مین اوس سلطان ہدایت کے حاضر آیا حضرت نے فرمایا کہ واللہ اس گروہ پر ستوہ کے مکر وغدر سے مجھے کچھ ضرر نہ پہنچے گا جب تک کہ اجل موعود میری موجود نہوگی پس جبکہ مامون بدنصیب قتل امام غریب سے عاجز آیا ایک روز اوس عاقبت سوز نے چند دانہ رطب تر کے زہر مین بھر کے حضرت کو بلایا اور ظرف رطب زہر آلود کا سامنے اوس خاصۂ معبود کے لایا اور بولا کہ یا علی میل فرمائے اور یہ رطب کھائیے کہ نہایت لطیف و لذیذ ہین حضرت نے فرمایا کہ شاید رطب جنت کے اسنے زیادہ نفیس و عزیز ہین پس سر مبارک کو اوٹھایا اور میل نفرمایا اوس ملعون کج آہنگ نے بمبالغہ و اصرار امام بیکس و بے دیار کو اسقدر تنگ کیا کہ بحکم ضرور شاہ مجبور نے بمقتضائے مقسوم چند دانہ رطب مسموم کے تناول کر لئے از بسکہ جام عمر امام غریب کا قریب بھرنے کے تھا اور مژدہ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ مقتضی مرنے کا تھا کھاتے ہی اوس زہر قاتل کے حال شاہ عادل کا متغیر ہوگیا اور وہان سے اوٹھ کھڑے ہوئے ہر چند مامون نژند منع کرتا رہا لیکن امام ارجمند نے روکنا اوس ہیچیا کا پسند نفرمایا اور افتان وخیزان مجلس سے اوس سنگدل کی در دولت منزل مین تشریف لائے ابو الصلت ہروی کا بیان ہے کہ اس زہر جانستان کی تاثیر سے شاہ دلگیر مثل ماہی بے آب کی فرش خواب پر بیتاب ہوئے اور امام المشرقین کو کسی کروٹ چین نہ تھا جب حال شاہ نہایت تباہ ہوا تو ایک آہ کر کے مجھے آگاہ کیا کہ اے ابو الصلت ہوشمند بہت

جلد دروازہ بند کردے مین ارشاد حضرت بجالایا دروازہ بند کرکے صحن خانہ مین روتا ہوا آیا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ ایک شاہزادہ عالی جاہ مثل مہر وماہ بغایت حسین اور بہایت باتمکین صحن بارگاہ امام دین پناہ مین ظاہر ہوا
صورت مین مانند علی سیرت مین ثانی نبی رفتار مین باقر گفتار مین جعفر چہرہ مبارک نور امامت سے پر ضیا
ہمشبیہ امام رضا بعمر ہفت سالہ مصروف فغان ونالہ ہے مین نے اوس شاہزادہ خوش خصال سے دو سوال کیے
اول تو نام اوس عالی مقام کا پوچھا دوسرے مین نے عرض کیا کہ باوجود سد باب جناب یہان کسطرح باریاب ہوے
فرمایا کہ اے ابو الصلب مین خدا کی طرف سے تم پر حجت ہون اپنے پدر علیہ السلام کا قائمقام محمد تقی میرا نام ہے
اپنے والد غریب و مظلوم معصوم و مسموم سے رخصت آخری کو آیا ہون اور حبیقا در قدوس نے مجھے مدینہ سے
شہر طوس مین پہنچایا ہے وہی مجھے اس مکان مین لایا ہے پس روتے ہوئے اندر حجرہ کے پاس اپنے والد
حق شناس کے آئے جب شاہ جن وبشر نے اپنے پارۂ جگر پر نظر کی تو بہت روئے اور صاحبزادہ کو اپنے گلے
سے لگالیا اور پیشانی انور اوس ماہ پیکر کے بوسے لیتے تھے اور اوسکی یتیمی پر روتے تھے یہانتک کہ حضرت
نے اپنے فرزند عالی جناب کو اپنے فرش خواب پر لٹایا اور کچھ ایسا ارشاد فرمایا کہ میری سمجھ مین نہ آیا پس ابواب علوم
اولین وآخرین اور ودائع حضرت سید المرسلین اپنے فرزند دلبند کو تلقین فرمائے ابو الصلب ہروی سے مروی
ہے کہ اسوقت لبہائے مبارک سید مسموم پر ایک کف برف سے سفید تر معلوم ہوا پس محمد تقی نور دیدۂ امام
متقی نے اوس کف کو لیسیدہ کیا اور اپنا دست حق پرست درمیان سینہ علم گنجینہ اپنے والد ماجد کے لیجا کے
ایک چیز بشکل عصفور سینہ شاہ جمہور سے باہر نکالی اور نگل گئے پس جناب امام رضا علیہ التحیۃ والثنا پر ضعف
طاری ہوا اور کلمہ طیب زبان مبارک پر جاری ہوا جب دم شماری اوس عاشق باری کی رہ گئی تو وہ صاحبزادہ
اپنی یتیمی اور بے یاری پر کھڑے ہوکر بکمال بیقراری نالہ وزاری کرتا تھا کہ ہائے بابا ہائے بابا اس یتیمی مین
سرپرستی وغمگساری ہماری کون کرے گا پس روح پر فتوح امام عالی مقام نے متوجہ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ
مُسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ہوکر طرف مراتب درجات جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
کے گزر فرمایا ندائے نالہ ملکوت بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ تا بصوامع جبروت کے پہنچی صدائے نوحہ جناب إِلَّا الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ تا بملائکہ سموات بلند ہوئی در و دیوار سے پکار بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کی پیدا تھی اور
واشجار سے اظہار وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کے ہویدا تھے پس وہ صاحبزادہ غسل وکفن اپنے والد ماجد کے واسطے
آمادہ ہوا بعد تغسیل وتکفین امام دین کو حنوط کیا اور تابوت پر اوس شاہزادہ مظہر اعجاز نے نماز پڑھی اور پھر

لاشۂ مقدس امام بیکس کو اوسی حال پر کہ جہان انتقال ہوا تھا لٹا دیا گویا معلوم ہو کہ کسی نے لاش مطہر امام
باجمعیت کو غسل میت نہین دیا ہے پس وہ فرزند مظہر العجائب دفعتاً میری انظر سے غائب ہوا جبکہ خبر وفات
شاہ کائنات کی شہر مین مشہور ہوئی تو مامون مقہور مع اپنے ارکان اور جمہور کے میت پر اوس منظور رب
غفور کے آیا اور براہ ظاہر داری از روئے مکاری آغاز نوحہ و زاری کا بلند کیا پس حضرت کو غسل و کفن ظاہر سے
طاہر کر کے جنازہ اوس پیشوائے اول و آخر کا تیار کیا اور واسطے دفن کے شاہ بیوطن کو لے چلے مامون سفاک
نے اپنا گریبان چاک کیا اور مع اپنی سپاہ کے پا بپیادہ ہمراہ تابوت شاہ کے روتا پیٹتا چلا منقول ہے کہ اوس
روز شہر مین ماتم امام دہر سے ایک قہر قیامت برپا تھا ہر گھر سے صدائے وَاعَلِیَّاہ وَامَولَای بر و بحر
آقائے کشتۂ زہر کی بلند تھی پس مامون نے مع تمام اشراف و اعیان شہر طوس کے جنازہ پر اوس برگزیدہ
ملک القدوس کے نماز پڑھی اور جس مقام پر اب امام عالی مقام کا گنبد ہے وہان دفن کیا منقول ہے کہ مامون
رشید پلید نے چاہا تھا کہ قبر ہارون رشید کو قبلہ قبر امام سعید کا کرے ہر چند بیل و کلند سے پشت قبر ہارون
ذی الجبر کو کھودا لیکن باعجاز امام حجاز وہان قبر نہ کھد سکی آخر تربت حضرت ہی قبلہ گور ہارون کور کی ہوئی
کیونکہ قبر امام حق پر مقدم اور قبلہ کسی کی قبر نہین ہو سکتی جلاء العیون سے یہ سب مضمون ترجمہ کیا گیا ہے

ذکر وفات معصومہ قم کتاب بحار الانوار مین منقول ہے کہ مقبول پنجتن مورد اندوہ و محن جناب امام
رضا کی بہن فاطمہ نام اپنے برادر عالی مقام سے محبت تمام رکھتی تھین جس طرح جناب زینب عاشق صادق
اپنے بھائی شاہ کربلائی کی تھین اوسی طرح جناب فاطمہ کبرا اپنے برادر ذی شان شاہ خراسان کی فدائی تھین جبکہ
عرصہ فراوان امام انس و جان کو گزرا اور کچھ خبر برادر والا قدر کی نپائی تو تاب شکیبائی اوس مقبولہ درگاہ کبریائی
کو نرہی غربت و تنہائی اپنے بھائی کی یاد کر کے فریاد کرتی تھین اور روتی تھین آخر شہر مدینہ اپنے وطن
مانوس سے قصد شہر طوس کا فرمایا اور باعزت و شان تشریف فرمائے ملک خراسان کی ہوئین جبکہ
منزل ساوہ پر نزول اجلال اس سیدہ باکمال کا ہوا تو وہان کچھ طبیعت اوس معظمہ جلیل کی علیل ہو گئی وہان
کے باشندون سے اوس علیلہ جلیلہ نے دریافت فرمایا کہ شہر قم تم سے کتنی دور ہے کہ ہمکو وہان تک
پہنچنا ضرور ہے معلوم ہوا کہ ساوہ سے قم کو دس فرسخ کا فصل ہے فرمایا کہ مجھے بہت جلد شہر قم تک پہنچا دو کہ
منزل قم سے شہر طوس بہت متصل ہے پس جبکہ بعد طے مسافت کے وہ علیلہ مضمحل منزل قم کے متصل
پہنچین اور اہل شہر کو خبر تشریف آوری اون برگزیدہ درگاہ باری کی پہنچی تو تمام مومنین اور اشراف

ورئیس با تمکین اوس شہر عفت قرین کے اپنے اپنے مسکن سے نکل پڑے اور واسطے استقبال اُس محبوبہ
ذوالجلال کے شہر سے باہر آئے اور سب سے پہلے موسیٰ بن خزرج کہ رئیس شہر قم کا تھا خدمت جناب معصومہ مین
حاضر آیا اور مہار ناقہ کی اپنے دست خاص سے تھام کر آداب بجالایا اور سب اہل شہر پا پیادہ ہمراہ رکاب
اوس عالی جناب کے ہو کر شہر مین لائے جبکہ وہ معظمہ داخل شہر قم ہوئین تو شہر مین عجب سانحہ دیکھا کہ تمام مخلوق اوس
دیار کی ماتمدار ہے اور ہر کوچہ و ہر زن سے صدائے شیون ہر مرد و زن کی بلند ہے اور سب لباس ماتمی پہنے ہوئے
ہین اوّل تو پہلے ہی شہر مین سامان عزا برپا تھا اب جناب مخدومہ کے تشریف لانے سے اور ماتم تازہ اور غم
بے اندازہ ہوا یہ حال دیکھکر جناب مخدومہ نہایت متوحش ہوئین اور پوچھا کہ تمہارے شہر مین یہ کس رئیس کا ماتم
برپا ہے کہ ہر گھر سے آواز نوحہ و بکا کی چلی آتی ہے اور ہر زن و مرد آہ سرد بھرتے ہین اور لباس ماتمی پہنے ہوئی
ہین یہ سُنکر کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب خاموش رہے حضرت کو اور زیادہ تر وحشت ہوئی اور فرمایا کہ قسم ہے
تمہین ہمارے حق کی جلد مجھے خبر دو کہ یہ ماتم عظیم کس شخص کریم کا تمہارے شہر مین برپا ہے جب تو سب نے
اپنے سرون سے عمامے زمین پر پھینکدئے اور سر پیٹ کر روئے اور عرض کی کہ اے شاہزادی آپ کے روبرو
سبب اپنے گریہ و تعب کا ہم کس مُنہ سے بیان کرین آپ کے برادر بیکس خلق کے دادرس جناب علی ابن موسیٰ الرضا
مقبول بارگاہ قدوس کا شہر طوس مین انتقال ہوا مامون رشید پلید نے یہ کار یزید کیا کہ اوس مظلوم کو مسموم
کر کے شہید کیا دانہائے رطب زہر آلودہ اوس خاصہ معبود کو کھلادئے اور اس ظلم نامحدود سے ارکان دنیا و
دین کے ہلادئے۔ اب مومنین حق شناس قیاس کرین کہ جب وہ معظمہ سفر دور و دراز کا اٹھا کر بامید ملنے اپنے
بھائی کے آئین ہنوز پہنچنے بھی نہ پائین کہ راستہ ہی مین سُنائی اپنے برادر جانی کی سُنی تو اوسوقت اون کے دل پر
کیا صدمہ گزرا ہوگا راوی کہتا ہے کہ یہ حادثہ سُنکر اوس خاصہ باری پر حالت غشی کی طاری ہوگئی جب ہوش
آتا تھا تو یہی زبان سے نکلتا تھا کہ افسوس اے برادر خستہ جگر یہ بہن مضطر آپ کے مرنے کی خبر سُن نے کو باقی رہگئی
تھی آپ نے شہادت پائی اور مجھے موت نہ آئی منقول ہے کہ جناب فاطمہ کبریٰ سترہ روز تک اس مصیبت کبریٰ مین ہمیشہ
رویا کین عارضہ لاحقہ نے طول پکڑا استرھوین روز اس غم جانسوز مین روتے ہی روتے شہر قم مین اس دار ناپائدار
سے رخصت ہوئین پس بوقوع اس حادثہ کے اور ایک محشر تازہ برپا ہوا کہ آج تک شہر قم مین پشت بہ پشت ان
ہر دو بہن بھائیون کی مجلس عزا برپا ہوتی ہے اور تا قیامت ان کے مصائب یاد کرکے رووینگے تو سیری
نہوگی پس قم کے مومنین باتمکین نے اون معظمہ کو با تمام تمام جائے پاکیزہ مین دفن کیا اور قبر مطہر کو مسقّف

کر دیا بعد چند سال کہ صاحبزادی نے جناب محمد تقی علیہ السلام کی کہ نام اون معظمہ کا زینب تھا مزار مقدس اپنی دادی اماں کا قبہ دار بنوا دیا ہے کہ اب وہان زائر جو مشہد مقدس امام رضاؑ کی شہر طوس کو جانے والے ہوتے ہین وہ لوگ شرف زیارت قبر معصومہ قم سے بھی شرف ہوتے ہین۔ اب حضرات مقام تاسف ہے کہ حال جناب زینب خاتون بہن امام تشنہ دہن پر اللہ اکبر کیا صابرہ بی بی تھین کہ برادر کو اپنی آنکھون سے زیر خنجر دیکھا اور سوائے صبر و شکیبائی کوئی شکایت زبان پر نہ آئی مگر فرط غم سے اشک مسلسل چشم مبارک سے جاری تھے اور ہر مرتبہ قصد کرتی تھین کہ قریب اپنے برادر غریب کے جاؤن اور دیدار آخری دیکھ آؤن لیکن وہ اشقیائے بدذات ہرگز اونکو اوس تشنہ لب فرات تک نجانے دیتے تھے بس جو کچھ کہ اوس مظلومہ حضرت معصومہ پر کربلا سے تا بشام مصائب و آلام گزرے ہین کسی مومن خوش عقیدہ پر پوشیدہ نہین ہے پس دن اور سن اور تاریخ شہادت امام باسعادت علیؑ ابن موسی الرضاؑ مین اختلاف واقع ہے مجلسی علیہ الرحمہ کتاب جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ زیادہ تر مشہور یہ ہے کہ ماہ صفر ۲۰۳ھ ہجری مین شہادت امام رضاؑ کی واقع ہوئی ہے اور بعضون نے روز آخر ماہ صفر اور بعضون نے چودھوین صفر کی لکھی ہے اور بعضون نے ۲۰۶ھ ہجری لکھا ہے اور تاریخ وفات شاہ کائنات بعضے ساتوین اور بعضے غرہ ماہ مبارک رمضان بیان کرتے ہین بابویہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ شہادت آنحضرت اکیسوین تاریخ ماہ رمضان بیان کرتے ہین ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ شہادت آنحضرت اکیسوین ۲۱ تاریخ ماہ رمضان کو بروز جمعہ ۲۰۳ھ ہجری مین واقع ہوئی او سوقت عمر شریف حضرت کی اونچاس ۴۹ سال چھ ۶ ماہ کی تھی اور باون ۵۲ اور پچپن ۵۵ سال کی بھی سن شریف علی الاختلاف الروایت لکھی ہین جس مین مدت امامت شاہ باکرامت بیس ۲۰ سال چار ماہ کی لکھی ہے آلا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین

فصل ششم مین شرح حالات امام کائنات مولائے تاسع آقائے ہر مومن و متقی جناب محمد تقی علیہ السلام اور اوس مین پانچ مجلس ہین۔ مجلس اوّل مین ذکر اسمائے مقدس و القاب و کنیت وغیرہ و تاریخ و کیفیت ولادت باسعادت و عدد ازواج و اولاد جناب امام محمد تقی الجوادؑ و فضایل و معجزات آن حضرت و خاتمہ مصائب امام حسینؑ پر

نظم

امام تقی جو نوین ہین امام	جناب رضاؑ کے وہ قائمقام
مکرم معظم ہین بعد رضاؑ	جہاندار عالم ہین بعد رضاؑ
جو ان کی امامت کا قائل نہین	عبادت سے کچھ اوسکو حاصل نہین

نہین اون کی خدمت مین جسکو نیاز — پڑھی پشت قبلہ پر اس نے نماز
ابو جعفر اونکا معلی لقب — تقی متقی شاہِ والانسب
تقی اس سے مشہور ہے نامِ شاہ — کہ تقوی نے حضرت سے پائی پناہ
جواد ایسے زندہ ہوا جن سے جود — طرفدارِ اقلیم ہر ہست و بود
وہ زاہد کہ ہے زہد کو جن سے راہ — وہ عابد کہ منظورِ ذاتِ الٰہ
وہ صابر کہ صبر انسے گرویدہ ہے — زبان شکر کو خود پسندیدہ ہے
جو مسموم ہین شاہ مثلِ حسنؑ — تو مظلومی مین شاہِ تشنہ دہن
صداقت مین گر مثل صادق ہین یہ — تو کاظم صفت حق کے عاشق ہین یہ

پس اسم مبارک حضرت کا محمد اور کنیت ابو جعفر القاب حضرت کے بہت ہین زیادہ تر مشہور تقی اور جواد اور مختار اور منتخب اور مرتضے اور قانع اور عالم ہین سال ولادت شاہ باسعادت کا باتفاق علما ۱۹۵ھ ہجری روز ولادت جمعہ تاریخ ولادت مین باہم علمائے باانصاف اختلاف ہے بعضے پندرھوین اور بعضے اونیسوین ماہ مبارک رمضان کی بیان کرتے ہین اور شیخ طوسی حق شناس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تاریخ ولادت باسعادت اوس شاہ عرب کی دسوین ماہ رجب ہے اور دعائے ناحیہ جناب صاحب الزمان علیہ السلام شاہد اس کلام کی ہے مکان ولادت باتفاق و شہادت علمائے باسعادت مدینۂ طیبہ ہے پدر نامدار اس عالی وقار کے امام رضا علیہ السلام ہین اور مادر اس برگزیدہ احد کی سکینہ خاتون ام ولد ہین اور نیز اسم مبارک اس خاتون عالی شان کا خیزران اور ریحانہ اور سکینہ بھی لکھا ہے منقول ہے کہ وہ معظمہ اقربائے ماریہ قبطیہ زوجہ جناب رسول مقبول سے تھین۔ حضرات یہ وہی ماریہ قبطیہ نیکذات تھین جنکے بطن شریف سے ابراہیم فرزند پیغمبر ارجمند پیدا ہوئے تھے اور اس صاحبزادہ کو جناب رسول الثقلین نے اپنے پارہ جگر حسینؑ پر سے نثار کیا تھا حال ولادت نہال بستان سیادت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام کا ابن شہر آشوب نے بہ سند معتبر جناب حکیمہ خاتون خوش سیر صاحبزادی امام موسی کاظم علیہ السلام سے اسطرح لکھا ہے وہ فرماتی ہین کہ ایک دن میرے برادر جناب ضامن ثامن علی ابن موسی الرضا نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اے حکیمہ نیکذات آج کی رات ایک فرزند عظیم الشان بطن خیزران سے پیدا ہوگا مناسب ہے کہ وقت پیدائش تم اوسکے رنج و آسایش کی نگران رہو بموجب ارشاد امام خوش نہاد مین حاضر رہی جب رات ہوئی تو برادر خوش صفات

نے دائیون کو بلا کر میرے ہمراہ حجرہ خیزران ذیجاہ مین بھیجدیا اور خود شاہ زمن چراغ روشن کرکے باہر تشریف لائے اور دروازہ مکان کا بند کردیا جب درد زہ اون مخطمہ کو شروع ہوا اور نجم فلک امامت طلوع ہونے پر ہوا تب مین نے اوس عفیفہ کو بالائے طشت بٹھایا تو عجب سامان قدرت خدا نظر آیا بفور ولادت اوس امام جزو کل کے چراغ گل ہوا مشاہدہ اس حال سے مین پریشان حال ہوئی اور وہ مہر مبین فلک امامت برج حمل سے طالع ہو کر بالائے زمین آیا اور درمیان اوس طشت کے نزول فرمایا دیکھا مین نے کہ ایک پردہ باریک اُس مقبول درگاہ وحدہ لاشریک کو احاطہ کئے ہوئے ہے نور کا چہرہ انور اوس ماہ پیکر سے اس حد ظہور تھا کہ تمام حجرہ لامع النور تھا کہ سامنے اوس سراج وہاج کے روشنی کی احتیاج نہ تھی پس مین نے اوس مہ جبین سعادت اطوار کو اپنی کنار مین لیا اور اوس پردہ کو خورشید جمال اوس بدر کمال سے جدا کیا اس عرصہ مین امام رضا علیہ السلام داخل اوس مقام کے ہوئے اوسوقت مین نے جامہ ہائے پاک اوس نونہال چمن شاہ لولاک کو پہنائے پھر پدر حق نیوش نے صاحبزادہ کو اپنی آغوش مین لیا اور تھوڑی دیر بعد اپنے ماہ پارہ کو گہوارہ مین لٹایا مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ شب ولادت اوس باسعادت کے جناب رضا علیہ السلام اوس گہوارہ مین اپنے صاحبزادہ سے باتین کرتے رہے اور اسرار الٰہی گوش الہام نیوش شاہزادہ مین پہنچاتے رہے پھر یہ مضمون روایت حکیمہ خاتون کا ہے کہ میرے برادر امام رضاؑ نے اوس خورد کو میرے سپرد کیا اور فرمایا کہ اسکے گاہوارہ سے جدا نہونا پس جب تیسرا دن ولادت کو اُس باسعادت کی ہوا تو دیدہ حق بین اوس نور مبین نے کھول کر جانب آسمان نگاہ کی اور داہنے بائین دیکھکر بزبان فصیح ندا کی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب مین نے اپنے اوس حبیب سے یہ حالت عجیب مشاہدہ کی تو اپنے برادر امام رضاؑ کی خدمت مین آئی اور یہ سب کیفیت اون کو سنائی حضرت نے فرمایا کہ اے بہن ابھی تو زیادہ اس سے تم اسطرح غرائب سے امور عجائب معائنہ کرو گی پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ میرا فرزند سعید جور اہل ستم سے شہید ہوگا اور اہل آسمان اُس عالی شان کے لئے گریہ و بکا کرینگے اور اُسکے دشمن اور قاتل پر خداوند عادل اپنا غضب نازل کریگا اور وہ شر یہ اپنی زندگی سے بہرہ مند نہوگا اور یکمال روسیاہی واصل بعذاب الٰہی ہوگا پس رنگ موزون جناب تقی کا گندم گون تھا اور بعضون نے سفید لکھا ہے منقول ہے کہ نقش خاتم اوس نبیرہ کاظم کا نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ تھا اور بعضون نے اَلْمُهَيْمِنُ عَضُدِيْ لکھا ہے حضرت کے عقد مین باختلاف

روایات ایک زوجہ تھین سوائے کنیزون کے نام اوس زوجہ کا ام الفضل اور وہ دختر مامون رشید کی تھی
اور ایک روایت معتبر مین منکوحہ حضرت کا اسم مقدس سمانہ لکھا ہے جن کے بطن مقدس سے امام علی نقی
علیہ السلام پیدا ہوئے ایک روایت مین تو دو صاحبزادہ آپکے لکھے ہین ایک امام علی نقیؑ اور دوسرے موسیٰ
اور دوسری روایت مین چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان مرقوم ہین اول امام علی نقی علیہ السلام دوسرے
محمد تیسرے موسیٰ چوتھے جعفر اور صاحبزادیون کے نام فاطمہ و امامہ اور بعض علمانے چار ہی فرزند حضرت کے لکھے
ہین۔ اب حضرات کچھ ذکر معجزات و خوارق عادات اوس مظہر کرامات کا عرض کیا جاتا ہے بگوش دل سنیں اور
درود پڑھین۔ ابو القاسم راوی معتمد یہ نقل مستند بیان کرتا ہے کہ بعد شہادت امام رضا علیہ السلام
اون کے ذمہ چار ہزار درہم کسی شخص کے قرض رہ گئے تھے اور کسی کو اس قرض کا حال معلوم نہ تھا اور ہنوز
شہر طوس سے مدینہ مین خبر شہادت بھی امام رضاؑ کی نہین آئی تھی پس جناب تقی علیہ السلام نے اوس
قرض خواہ کو بلا کر آگاہ کیا کہ شہر طوس مین میرے پدر خوش خصال نے انتقال فرمایا جسقدر تیرا قرض اون کے
ذمہ ہے اوسکا ادا کرنا مجھپر فرض ہے تو ابھی مجھ سے لے تو اوسوقت جناب تقیؑ عبادت خدا پر آمادہ ہو کر
رونق بخش سجادہ تھے پس آپنے مصلے اوٹھا کر اوسے دکھایا اوس نے ایک انبار زر زیر مصلائے شاہ
اطہر پایا فرمایا کہ شمار کرے اور کیسہ بھر لے قربان اعجاز شاہ انس و جان جب اُس نے شمار کئے تو وہ پورے
چار ہزار درہم تھے نہ بیش تھے نہ کم تھے یہ روایت کتاب معارج الفضایل سے ترجمہ کی گئی ہے۔ اور نیز اسی
کتاب مین داؤد بن ابو القاسم جعفری نامہ بر نقل کرتا ہے کہ میرے پاس تین خط بند ایسے آئے کہ اون کے
لفافون پر کچھ پتہ نشان کسی کا مرقوم نہ تھا مین حیران تھا کہ یہ خط مین کسکو جا کر دون اسی فکر مین ایک
روز مین خدمت امام محمد تقی الجواد علیہ السلام مین حاضر ہوا حضرت نے وہ تینون خط میرے ہاتھ سے
اپنے دست مبارک مین لے لئے اور صاف صاف پتہ ہر ایک خط کا انکشاف فرمادیا کہ یہ خط بنام فلان
اور یہ لفافہ بنام فلان اور یہ نامہ موسومہ فلان اور فلان فلان محلہ و مقام مین یہ لوگ مکتوب الیہ ہین
جب حضرت یہ فرما چکے تو آپنے مجھے تین ہزار دینار سرخ دئے اور ارشاد فرمایا کہ اے داؤد یہ دینار تو میرے
چچازاد بھائی کو میری طرف سے پہنچا دینا اور یہ بھی خیال رکھنا کہ جب تو یہ دینار میرے بھائی کو دیگا تو
وہ تجھسے کہیگا کہ کوئی شخص ایسا بتلادے کہ جو خرید و فروخت مین دانا اور بخوبی واقفیت رکھتا ہو تاکہ
اپنی اشیاء ضروری کو اُسکے ہاتھ سے خرید کراؤن پس تو کسی کو تجویز کر دینا کہ ہر چیز مطلوب میرے برادر کو

نذر کرادے پس وہ خطوط اور زر لیکر جو مین آیا تو اُسی طریق سے پایا جیسے فرمایا تھا اور نیز اسی کتاب مذکور مین قطب راوندی سے یہ روایت مشہور ہے ایک راوی با توقیر کی زبانی تحریر کرتے ہین وہ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ جناب امام رضا علیہ التسلیم مکہ معظمہ مین مقیم تھے مین واسطے ادائے تکریم کے خدمت امام کریم مین گیا اور دونو آنکھون سے مین معذور تھا البتہ میرے دل مین ایمان کا نور تھا پس عرض کی مین نے کہ یا ابن رسول اللہ مین مدینہ کو جاتا ہون اگر کوئی خط آپ لکھین تو مین لئے جاؤن شاہ خوش نہاد یہ سنکر بہت شاد ہوئے اور دستخط خاص سے ایک نامہ تقدس اختصاص تحریر فرمایا اور مہر لگاکر بند فرماکر میرے حوالہ کیا جب مین مدینہ منورہ مین پہنچا تو در دولت امام با صولت پر حاضر ہوکر مین نے ندا کی کہ مین مکہ معظمہ سے آیا ہون اور خط جناب امام رضا کا لایا ہون سُنتے ہی اس آواز کے حرم شاہ حجاز مین خوشی آغاز ہوئی دیکھا مین نے کہ ایک خادم حرم سرا سے باہر نکلا اُسکے ہاتھون پر ایک مہد اور اوس مہد مین جناب امام رضا علیہ السلام کا ولی عہد جناب محمد تقی کہ نہایت خورد سال تھے مثل ہلال تکیون پر لیٹے ہوئے ہین دیکھتے ہی مین پائے مہد پر بوسہ زن ہوا اور مکتوب شاہ زمن پیش کیا قربان اعجاز اوس طفل پروردہ ناز پر کہ ہنوز کلام کرنا نہین سیکھے تھے یکایک اپنے خادم سے بزبان درست و بیان چست بولے کہ اس خط کو کھولکر میرے سامنے کر خادم نے وہ خط شاہ پیش نظر اوس ماہ کے کیا اوس شاہزادہ خاصہ باری نے باذن عالم شیرخواری نامہ پدر خوش سیر کو فر فر پڑھا مین اس خوارق عادات اوس طفل عالی درجات سے متعجب ہوا اور وہ حلال مشکل میری طرف مایل ہوا اور فرمایا کہ اے شخص تیری آنکھونکا کیا حال ہے مین نے عرض کی کہ اے نور چشم امام میری آنکھون مین نور کا نام بھی نہین ہے یہ سُنتے ہی اوس ماہ پارہ نے اپنے گھوارہ سے وہ ننھا سا دست مبارک دراز کرکے میری آنکھون پر پھیرا دیا اُسی وقت باعجاز اوس طفل ذو المنن کے میری آنکھین روشن ہوگئین۔ کیون مومنین جن کے خوردون کی اعجاز نمائی اور مشکلکشائی کا یہ حال ہو تو اون کے بزرگون کا شوکت و اقبال اور جاہ و جلال کیسا کچھ ہوگا افسوس ہے اس دنیائے ناپائدار اور زمانہ کجرفتار پر حسنؑ حسینؑ کا گھوارہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہلائین اور حسنؑ حسینؑ کو طفلی مین رسول مقبول اپنے دوش پر چڑھائین اور حسنؑ حسینؑ کی زلفون کو جناب فاطمہؑ اپنے دست پاک سے سلجھائین آہ آہ وہی زلفین کبھی چوب سنان سے اور کبھی فتراک اسپ سے باندھی جائین کبھی شمر لعین اور کبھی خولی بیدین کے دست نجس مین رہین وَوَضَعُوهُ تَارَةً فِي التَّنُّورِ وَسَلَبُوهُ أُخْرَىٰ عَلَى أَبْوَابِ الدُّورِ اور وہی سر کبھی نوک نیزہ پر علم ہوتا تھا کبھی نیزہ سے

اوتار کر تنور مین رکھا جاتا تھا کبھی درختون کی شاخون مین لٹکایا جاتا تھا کبھی صندوق مین بند ہوتا تھا کبھی دروازہاے بلند پر آویزان ہوتا تھا کبھی شمر ملعون کے گھر مین نیچے تغار کے چھپایا جاتا تھا چنانچہ شہید ثالث کتاب مجالس المتقین مین لکھتے ہین کہ شمر ملعون نے سر مبارک امام مظلوم کا اپنے خانہ نجس مین لاکر اوس تغار کے نیچے رکھا جس مین کپڑے دھویا کرتے تھے اور اوسکو چھپا دیا جب رات ہوئی تو اوسکی زوجہ نے دیکھا کہ اوس جگہہ ایک نور ساطع ہے اور تغار کے نیچے سے ایک آواز نخیف دردناک ایسی آتی ہے جیسے کوئی اپنے جوان بیٹے کے ماتم مین روتا ہے سنتے ہی دل زوجہ شمر کا نہایت مضمحل ہوا اپنے شوہر نابکار سے اوس نے استفسار کیا کہ اس تغار کے نیچے تو نے کیا چیز رکھی ہے کہ جس سے آواز گریہ کی چلی آتی ہے فَقَالَ رَأْسُ خَارِجِیٍّ قَتَلْتُهٗ بِاَمْرِ ابْنِ زِیَادٍ وَاُذْهِبُهٗ هَدِیَّةً اِلٰی یَزِیْدَ لِحُصُوْلِ الْجَائِزَةِ مِنْهُ وہ لعین بولا کہ اس تغار کے نیچے ایک خارجی کا سر ہے قتل کیا اوسکو بحکم ابن زیاد اور یہ سر ہدیہ جائیگا پاس یزید بانی فساد کے اور اوس سے جائزہ وانعام لونگا اوس نے پوچھا کہ نام اوس خارجی کا کیا ہے شمر بیحیا نے جواب دیا کہ حسینؑ ابن علیؑ وہ مومنہ سنتے ہی اس نام کے ایک چیخ مار کر سکتہ کے عالم مین ہوگئی جب افاقہ ہوا تو شمر سے بولی لعنت ہے خدا کی تجھپر تو کیسا مسلمان ہے اور یہ کیا دعوے اسلام کا ہے کہ جس نبی کا تو کلمہ پڑھتا ہے اوسی کے نواسہ کا سر مبارک قلم کر کے فخر کرتا ہے یہ کہا اور بے خود ہوکر دوڑی اور سر اطہر سبط رسول مختار کو تغار مین سے نکالکر اپنی آغوش مین لے لیا اور رو کر کہنے لگی ہائے آقا لونڈی کو خبر نہ تھی کہ آپ اس حال سے کنیز کے گھر تشریف لائے ہین یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ قَبْلَ الْیَوْمِ عَمْیَا کاش پہلے سے آنکھین میری نابینا ہوتین کہ مین اس حال سے حضرت کو نہ دیکھتی پس اوس مومنہ نے زنان ہمسایہ اور اہل محلہ کو اپنے گھر مین جمع کیا اور کہا کہ اے بی بیو فرزند رسول کا سر مقدس میرے گھر مین مہمان ہے صف ماتم بچھاؤ اور اونکی مصیبت پر خوب روؤ اور ماتم کرو اور جناب فاطمہؑ کی روح مقدس کو پرسا دو پس اون عورات نے مصیبت پر امام کائنات کی ایسا ماتم کیا کہ غش کھا کھا کر زمین پر گر پڑین وہ مومنہ کہتی تھی کہ اوسی عالم مین دیکھا مین نے کہ دیوار میرے گھر کی شگافتہ ہوگئی اور ایک عماری نور کی آسمان سے اوتری اوس مین سے دو بی بیان سیاہ پوش باصورت نورانی کشادہ پیشانی نکلین اور فریاد کرتی تھین کہ وَاوَلَدَاہُ وَاحُسَیْنَاہُ اور میری گود سے اوس سر انور کو لیکر اپنے سینون سے لگایا اور بہت روئین مین نے پوچھا کہ یہ شہزادیان کون ہین ہاتف کی طرف سے میرے کان مین آواز آئی کہ ایک انمین جناب خدیجۃ الکبریٰ ہین اور دوسری فاطمۃ الزہرا

ہین بعد اسکے کئی مرد مقدس نورانی چہرہ تشریف لائے جب اونکو مین نے دریافت کیا تو ندائے غیب میرے کان مین پہنچی کہ جناب رسول مختار اپنے ہمراہ جعفر طیار اور حمزۂ دیندار و حیدر کرار کو لیکر آئے ہین پس اون حضرات نے بھی نوبت بنوبت سر بریدہ شاہ ستمدیدہ کو اپنے سینون سے لگایا اور سر کی پیشانی مقدس پر بوسے دئے وہ مومنہ کہتی ہے کہ اُسوقت فرمایا جناب خاتون جنان نے کہ اے مومنہ تو نے مجھپر احسان کیا کہ عورات ہمسایہ کو جمع کر کے میرے ایسی فرزند غریب پر تو رو ئی کہ جسپر رونے والا دنیا مین کوئی نہ تھا اگر چاہتی ہے کہ غرفہائے جنت مین میرے ساتھ ہو تو مستعد اور آمادہ رہ پس جب مجھے غش سے تخفیف ہوئی تو مین نے اوس مجمع شریف کو نہ دیکھا مگر سر مبارک سید مظلوم کا میری آغوش مین تھا راوی کہتا ہے کہ صبح کو شمر لعین نے سر مقدس امام دین کا اپنی زوجہ خوش یقین سے طلب کیا اوس مومنہ نے بکمال جرأت و ہمت اوس خانہ خراب کو جواب دیا کہ اے شوم جب تک میرے دم مین دم ہے سر پاک سید مظلوم کا ہرگز تجھکو نہ دونگی آخر کار شمر نابکار نے اپنی زوجہ خوش اطوار کو قتل کیا اور سر مبارک امام مظلوم کا پاس ابن زیاد شوم کے لے گیا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ الخ

مجلس دوم مین ذکر فضائل و معجزات امام کائنات جناب محمد تقی علیہ السلام اور خاتمہ اوپر مصائب فرزند مظہر العجائب جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے

ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کتاب عین الحیوۃ مین علی بن حسان سے ایک نقل عجیب کا بیان لکھتے ہین وہ کہتا ہے کہ مین ایک قریہ نواح شام مین مقام رکھتا تھا وہان ایک خبر مین نے سُنی کہ کسی شخص نے دعوئے پیغمبری کا کیا ہے اوسکو شام سے گرفتار کر کے اس مقام مین لائے ہین اور حاکم نے اس دعوئے دروغ کے جرم مین اوسکو قید کیا ہے یہ سُنکر مجھے اوس قیدی کے دیکھنے کا نہایت شوق پیدا ہوا مین مجبس پر آیا اور زندانبانون سے آشنائی پیدا کر کے اوس قیدی تک مین نے رسائی کی دیکھا تو وہ قیدی میرا آشنا اور ایک مرد مومن با خدا ہے جبکہ سبب قید کا اوس سے مین نے دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ علت دعوے پیغمبری کی تو مجھپر محض تہمت و افترا ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ چند روز سے مجھے شہر دمشق مین عبادت خدا سے عشق تھا اور جس جگہہ سر مبارک مظلوم کربلا کا اشقیا نے آویزان کیا تھا اوس مقام پر مین مشغول عبادت رہتا تھا اور بڑی عبادت میری یہ تھی کہ حال حسینؑ مظلوم کا یاد کر کے مین رویا کرتا تھا کبھی اوس سر پاک کا دروازہ شہر پر لٹکایا جانا یاد آتا تھا اور کبھی در مسجد دمشق پر اور کبھی صندوق اور کبھی تنور اور کبھی نوک نیزہ پر اوس سر مقدس کا ہونا مجھے بیتاب کرتا تھا ایک روز مین اپنے شغل مین تھا ناگاہ ایک مرد بزرگوار ملک کردار میری روبرو ظاہر ہوا اور مجھ سے بولا کہ

اے شخص تو اس جگہہ سے اوٹھ اور ہمارے ہمراہ ہوکر سیر کر پس مین ساتھ ساتھ اوس صاحب کرامات کے چلا اوس وقت مجھکو نہایت فرحت و سرور ملا یکایک مین نے آپ کو ہمراہ اوس مرد ذیجاہ کے مسجد کوفہ مین دیکھا اور شہر دمشق سے کوفہ کو منزلونکا فصل ہے مجھ سے بولے کہ تو پہچانتا ہے یہ کیا مقام ہے مین نے کہا کہ اس مقام کو مین خوب جانتا ہون یہ مسجد کوفہ ہے پس ساتھ اوس واقف راز کے مین نے وہان نماز ادا کی بعد تامل تھوڑی دیر کے کیا دیکھتا ہون کہ مین یا تو کوفہ مین تھا یا طرفۃ العین مین مدینہ رسول مشرقین مین ہون وہان بھی مسجد نبوی مین مین نے ہمراہ اوس سرفراز کے نماز پڑھی اور اوسی وقت وہ عالی جاہ مجھے ہمراہ لیکر مدینہ سے مکہ معظمہ مین داخل ہوئے وہان مین نے اوس عالی مقام کے ساتھ احرام باندھا اور مناسک حج ادا کئے بعد فراغ اعمال حج کے مین نے آپ کو شہر شام اپنے مقام مین دیکھا پس وہ شخص تو میری نظر سے غایب ہوا اور مین بوقوع اس عجائب کے حیران رہ گیا اور مین نے کسی کی روبرو حکایت اس امر سے گفتگو نہ کی یہانتک کہ ایک سال گذرا جب دوسرا سال حج کا آیا تو عین عرفہ کے روز وہی آفتاب جہان افروز ذی قدر مثل بدر نمایان ہوا اور اوسی طریق سے رفیق راہ ہوکر مجھکو ہمراہ اپنے مقامات متذکرہ مین لایا اور انجام تا بشام مجھے پہنچایا جب مجھ سے رخصت ہونے لگے مین نے قدم مبارک پکڑ لئے اور قسم دیکہ کہا کہ للّٰہ آپ اپنے نام و نشان سے مجھے اعلان کرتے جاؤ کہ آپ کون بزرگوار ہین تب میری طرف کو دیکھکر سر مقدس جھکا لیا اور فرمایا کہ نام میرا محمد ہے اور تقی بھی مجھکو کہتے ہین جناب امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام میرے والد بزرگوار ہین یہ فرماکر وہ فرزند مظہر العجائب میری نظر سے غائب ہوئے جب دو مرتبہ اسطرح کے عرائب مجھپر ثبوت ہوئے تو مین سکوت نہ کرسکا آخر یہ خبر میری زبانی مشتہر ہوئی اور حاکم شہر تک نوبت پہنچی اور اہل شقاوت نے براہ عداوت مجھکو بتہمت دعوے پیغمبری کے گرفتار کرلیا علی بن حسان راوی اس بیان کے کہتے ہین کہ یہ اعجاز امام حجاز سنکر مین نے درود پڑھا اور براہ ترحم اوس قیدی سے کہا کہ تو ایک خط اسی حال کا مفصل لکھکر حاکم کے پاس بھیج جب حاکم پر راست راست بے کم و کاست واضح ہوگا تو شاید تیرے صدق مقال پر خیال کرکے رحم کرے اور اس قید بیداد سے تجھے آزاد کرے پس مین نے کاغذ و دوات و قلم بہم پہنچا کر اوس قیدی کے پاس بھیجا اوس نے حاکم کو اپنا تمام سرگذشت لکھا وہان سے فوراً جواب ملا کہ جو شخص تجھکو ایک ساعت مین شام سے کوفہ اور مدینہ و مکہ مین بااین ہمہ دوری مسافت لے گیا اوسکے نزدیک اس قید سے تیری نجات کتنی بات ہے جب یہ جواب طعن آمیز حاکم خبا خبر سے سنا تو اوس قیدی کو اپنی رہائی سے نہایت ناامیدی

ہوئی اور مجھے بھی اوسکے حال سے ملال کمال پیدا ہوا مین رونے لگا اور اوس مومن کو مین نے کمال تسلی دی اور
اوسکی دلجمعی کی کہ مین ہمیشہ تیری خبرگیری کیواسطے تیرے پاس اس قیدخانہ مین آیا کرونگا اور جوکچھ تجھے مطلوب ہوگا
وہ کسی حیلہ سے تجھے پہنچایا کرونگا تو غم نہ کھا اور صبر کر پس گریان گریان بادل بریان مین اوس سے رخصت ہوکر
اپنے گھر آیا روز دوم بہت صبح سے پھر مین بقصد تسکین اوس مومن مسکین کے محبس پر آیا تو عجب حال پایا کہ تمام
محافظ زندان حیران و پریشان ہر طرف جستجو مین اوس با آبرو کی پھرتے ہین مین نے پوچھا کیا حال ہے پاسبانون
نے بیان کیا کہ رات عجیب واردات گذری ہی کہ باب زندان مسدود رہے اور وہ قیدی مفقود ہوگیا جس سے تم
کل کے روز ملے تھے نہ اوسکی حجرہ مین کوئی رخنہ تھا نہ روزن ہوا تاک اسکے دشمن اب اوسکو جا بجا ڈھونڈتے پھرتے
ہین پتہ اوسکا نہین ملتا اب ہم حاکم کو کیا جواب دین گے غرض امام زمان نے براہ اعجاز اوس یگانہ تا زعرصہ راز
کو قید سے نجات دیکر اپنے ہواخواہون مین ممتاز فرمایا حاکم بغداد اور غمازان بدنہاد اپنے کردار پر شرمسار ہوے
یہ روایت کتاب معارج الفضائل مین بھی بعبارت نظم منتظم ہے کیون مومنین یہ ذکر خیر کیسا مرغوب طبع سامعین
بالیقین ہے اب ایک اور معجزہ انتخاب اوس عالی جناب کا مومنین سُنین کتاب جلاء العیون مین یہ مضمون غرابت
مشحون مندرج ہے کہ جب مامون رشید پلید سے کار ریزید وقوع مین آیا یعنی اوس لعین نے قبلہ دنیا و دین
و پیشوائے مومنین جناب امام رضا علیہ التحیتہ والثنا کو زہر دغا سے شہید کیا تو ہر طرف سے وہ ناخلف تیر ملامت
و سہام لعنت کا ہدف ہوا اور تمام نواح خراسان مین ولد الحرام بدنام ہوا تو بدنہاد مارے ندامت کی بغداد
مین آیا اور واسطے رفع الزام کے جناب امام محمد تقی علیہ السلام کو نامہ لکھکر مدینہ سے بغداد مین طلب کیا تو اون روزون
مین سن شریف امام اہم نہایت کم تھا دس یا گیارہ سال عمر اوس خوشخصال سے گذرے تھے ہنوز نوبت ملاقات
مامون بدذات سے نہ پہنچی تھی کہ حضرت سے ایک کرامت عجیب و معجزہ غریب ظاہر ہوا ایک روز بغداد کے کچھ
اطفال خوردسال ایک جگہہ پر جمع تھے جناب تقی بھی اپنی جگہہ سے اوٹھکر اپنے ہم سنون کے مجمع مین آکر کھڑے
ہوگئے اس عرصہ مین یکایک سواری مامون رشید ناری کی اوس طرف سے آنکلی کہ وہ اوسوقت بعزم شکار سوار
ہوکر طرف صحرا کی جاتا تھا جب لڑکون نے شوکت و شان اوس بے ایمان کی دیکھی تو بتقاضائے سن سب لڑکے
اوس جگہہ سے فرار ہوئے مگر شاہ ابرار اپنی جگہہ پر بدستور برقرار رہے یہانتک کہ سواری اوس ناری کی
نزدیک آگئی اور اس نے دیکھا کہ میری ہیبت شاہانہ سے اور لڑکے تو پراگندہ ہوگئے ہین صرف یہ ایک صاحبزادہ
ایستادہ رہگیا ہے اور مثل ماہ شب چہاردہ کے آثار شرافت و نجابت اوسکی صورت سے عیان ہین اور نشان

متانت و وجاہت بشرہ مبشرہ سے نمایان ہین یہ دیکھکر مامون رشید نے باگ روک لی اور حضرت سے پوچھا کہ صاحبزادہ اسکا کیا سبب ہے کہ اور لڑکے تو میری ہیبت سے متفرق ہو گئے اور تمنے کچھ اندیشہ نہ کیا اور اپنی جگہہ پر ثابت رہے حضرت نے بکمال متانت و فصاحت کے جواب دیا کہ اوّل تو یہ راستہ کچھ ایسا تنگ نہ تھا کہ مجھ ایک تن واحد کے ہٹ جانے سے بخوبی کشادہ ہوتا دوسرے مجھ سے کوئی جرم و خطا واقع نہوا تھا کہ اُسکے خوف سے مین بھاگتا تیسرے یہ کہ مجھکو تجھپر اسطرح کا اشتباہ نہین تھا کہ تو بے جرم و خطا بھی کسی کو پکڑتا ہے جب یہ تقریر دلپذیر اوس مہ جبین سے مامون لعین نے سُنی تو خجل ہو کر متعجب ہوا از بسکہ حسن و جمال اوس بدر کمال کا دیکھکر حیران تھا پوچھا کہ صاحبزادے اپنا نام و نشان بتاؤ کہ دُرکس درج کے اور ماہ کون سے برج کے ہو حضرت نے فرمایا کہ نام میرا محمد تقیؑ ہے اور جناب علیؑ بن موسی الرّضا میرے پدر بزرگوار تھے جب مامون نے یہ سُنا تو تعجب اُس ملعون کا بر طرف ہوا اور جانا کہ یہ شاہزادہ عالی نسب تو میرے ہی حسب الطلب مدینہ سے آئے ہین اونکی شرافت اور فصاحت مین کیا قیل و قال ہے اس خاندان کے چھوٹے بڑونکا یکسان حال ہے مگر جناب رضاؑ کا نام مبارک سُنکر اپنے کردار پر نہایت شرمسار ہوا آخر کار اوس حسود نے بظاہر نام حضرت پر درود پڑھا اور طرف صحرا کی روانہ ہوا اور باز کو ایک دراج پر واسطے شکار کے رہا کیا اتفاقاً وہ باز بلندی دور و دراز پر گرم پرواز ہو کر اُسکی نظر سے غائب ہوا جب تک وہ گم رہا اُس کی طبیعت کو ایک طلاطم رہا

نظم

تھا باز گشت باز کا خواہان وہ مکر باز	جنگل مین سوئے باز تھی مامونکی چشم باز
لیکن پھرا وہ باز پس از عرصہ دراز	منقار مین تھا ماہی زندہ لئے وہ باز
ماہی کو اُس شقی نے لیا اپنے ہاتھ مین	اور آیا خدمت شہ عالی صفات مین

پس جب وہ باز اپنی منقار مین ایک مچھلی کو جیک زندہ لئے ہوئے بلندی سے اوترا فوراً مامون رشید نے اوس مچھلی کو لیکر اپنی مٹھی مین چھپا لیا اور لوٹ کر اوسی راہ سے آیا کہ جہان سے وہ لڑکے فرار ہوئے تھے دیکھا تو حضرت وہین اپنے مقام و رود مین موجود ہین بولا کہ اے محمد آپ کا ذہن رسا ہے تو بتلاؤ میری مٹھی مین کیا ہے اوس مظہر اعجاز نے اس انداز سے جواب صاف اور صحیح دیا کہ مرغ ہوش اوس حق فراموش نے پرواز کیا فرمایا کہ حق سبحانہ تعالٰے نے اپنی قدرت کاملہ سے چند دریا پیدا کئے کہ بخار سے اون دریاؤن کے بادل ظاہر ہوتے ہین اور اون دریاؤن مین ماہیان خورد زیر آب ہوتی ہین وہ بادلونکے

ساتھ طرف بالا کے صعود کرتی ہین اور بادشاہون کے بازاون مچھلیون کو شکار کرتے ہین اور بادشاہ مچھلی کو اپنی مٹھی مین لیکر ناز کرتے ہین اور برگزیدگان خدا کا امتحان لیتے ہین اس لئے کہ اونکو دانائے راز اور مظہر اعجاز نہین جانتے ہین بیت مفتاح باب علم ہماری زبان ہے + مچھلی ہے تیرے ہاتھ مین پر نیم جان ہے + سُنتے ہی اس تقریر کے اوس بے پیر پر ایک تعجب طاری ہوا اور بیساختہ اوسکی زبان پر یہ کلمۃ الحق جاری ہوا کہ لاریب آپ معصوم اور فرزند خاصگان قیوم سے ہین بے شبہ ائمہ کے فرزندان سعید سے یہ اسرار و اعجاز بعید نہین۔ حضرات ابن حجر عسقلانی ایک بہت بڑا عالم اہل تسنن مین گذرا ہے وہ بھی اس حدیث کو بعینہ اسی طریق سے بانذک تفاوت اپنی کتاب مین نقل کرتا ہے یہ عسقلانی اوسی شہر عسقلان کا رہنے والا تھا جو راہ شام مین واقع ہے اور اسی شہر عسقلان مین لشکر ابن زیاد بے ایمان مع سرہائے شہدا و اہلبیت رسولخدا کے منزل بمنزل طے کرتے ہوئے داخل ہوئے تھے اس مقام پر منزل شہر عسقلان کا حال صدر کتاب سے دیکھکر پڑھے کہ باب دوم کی فصل نہم سے مجلس دہم مین یہ حال مرقوم ہوچکا ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین ثم مجلس سوم مین کیفیت عقد نکاح ام الفضل دختر مامون رشید با امام سعید جناب محمد تقی الجواد علیہ السلام وخاتمہ رابطہ مصائب امام حسین علیہ السلام پر۔ اے سُنئین مومنین کیفیت عقد مناکحت ام الفضل دختر مامون رشید اپنے مولائے سعید امام محمد تقی الجوادؑ سے ریان بن شبیب سے یہ روایت عجیب بسند معتبر مشہور ہے کہ جب مامون ملعون بعلت قتل امام رضا علیہ السلام کے مطعون زیادہ ہوا تو اوسکا یہ ارادہ ہوا کہ بنابر رفع الزام محمد تقی علیہ السلام کا اپنی دختر ام الفضل سے عقد کردے جب یہ خبر عباسیون نے سُنی تو آتش بغض و عناد سے برافروختہ ہو کر سوختہ ہوئے اور یہ اندیشہ اونکو پیدا ہوا کہ اس عقد سے یہ سلطنت بنی عباس کی مرتضےٰ علی کے خاندان مین منتقل ہوجائے گی پس سب عباسی جمع ہو کر مامون رشید کے پاس آئے اور یہ تقریر کی کہ یہ ارادہ تیرا ہرگز بہتر نہین ہے کہان فرزند رضا اور کجا دختر خلیفہ قدیم الایام سے ہمارے اور اونکی خاندان مین عداوت چلی آتی ہے جو حاکم تجھ سے پیشتر گزرے وہ ہمیشہ اونکی بیخ کنی مین رہے اور ہر امر مین تشفی کرتے رہے اور جبکہ تو نے امام رضا کو امیر کیا تھا تو وہ امر بھی ہمکو دلپذیر نہ تھا مگر خیر گزری کہ اجل موعود اونکی موجود ہوگئی کہ خار دامان فگار سے نکل گیا اب پھر وہی روز درپیش ہے طبیعت ہماری غم اندیش ہی مناسب ہی کہ کوئی لڑکا عقلمند اپنی قوم و برادری سے پسند کرکے اس رشتہ سے پیوند کر اور یہ طفل رضا قطع نظر کم سنی کی نہ عاقل معلوم ہوتا ہے نہ غنی اسواسطے رشتہ و قرابت بعید از اصالت و نجابت ہے جب وہ یہ کہہ چکے

تو مامون رشید نے اون کے کلام کی اسطرح تردید کی کہ اے صاحبو انصاف شرط ہے مین تمہین سے پوچھتا ہون
کہ آجتک جو اونکی اور تمہارے درمیان مین فساد رہا تو بتلاؤ کہ وجہ عناد کیا تھی اور بنائے فساد کسکی طرف سے تھی
انہون نے تمہاری قوم نے آجتک قتل نفس نہین کیا تمہارے حق یا حصّہ کو بزور غصب نہین کیا تمہارے ساتھ
کوئی قطع رحم اون سے ظہور مین نہین آیا اب بقول تمہارے جو خلفائے سابق نے اون کی بیخ کنی کی تو یہ قطع رحمی
اور نیش زنی کسکی طرف سے ہوئی جواب دو کہ خلافت رسول مقبول کی حق کسکا تھا اور پیش پروردگار اس حق
کا حقدار کون تھا اور مین نے جو امام رضا علیہ السلام کو خلیفہ کرنا چاہا تھا تو مین اس بات سے ہرگز پشیمان نہین
ہون او سوقت مین مین اپنا عزال ور مسند خلافت پر اونکو نصب کرنا چاہتا تھا مگر خود امام رضانے خلافت
کو منظور نفرمایا اور مین دشمن اولاد پیغمبر کا نہ تھا یہ تمہین لوگون کی تحریک سے ایک امر تقدیری تھا جو امام رضا
کے ساتھ ہوا اور اب جو محمد تقی اون کے صاحبزادہ کو مین نے اس وصلت اور رشتہ کیواسطے اختیار کیا ہے
تو اوسکا فضل وکمال مجھپر بخوبی آشکار ہوگیا ہے ہماری قوم کے کسی اور لڑکے مین یہ فضل وکمالات کہان
ہین اس کلمۃ الحق سے تمام برادری اور اُسکی قوم نادم تو ہوئی مگر براہ حسد پھر بر سر رد وکد ہوئی کہ یہ دعویٰ
تیرا باطل ہے اور تو عقل سے عاطل ہے محمد تقی کب اس رشتہ کی قابل ہے دس گیارہ برس کے سن وسال مین فضل
وکمال اور علم وعمل مین استعمال اسکو کہان سے حاصل ہے پہلے اس خورد کو معلم کے سپرد کرتا کہ علوم شرعی وعرفی
اسکو معلوم ہون مامون نے پھر یہ مضمون ادا کیا کہ اے صاحبو جو کچھ کہ انکا حال شرافت وکمال کا مجھکو معلوم ہے
تم لوگ ابھی اوس سے واقف نہین ہو اس خاندان کا علم وکمال خدائے لایزال کی طرف سے ہے یہ حضرات
محتاج تعلیم معلم کے نہین ہین یہ اُستاد جبرئیل ہین یہ مرشد میکائیل ہین یہ خاصۂ خلاصۂ انبیائے مقدمین ہین
یہ شہزادے وخوزادے ملائکہ مقربین ہین اگر میرے قول کی تصدیق چاہو تو امتحان اس طفل ذیشان کا
لیکر تحقیق کرلو اوسوقت سب عباسیون نے متفق ہوکر مامون سے یہ مضمون ادا کیا کہ اے امیر البتہ یہ بات
دلپذیر ہے ہم کسی عالم کو تیری مجلس مین لاتے ہین وہ اس خورد سال سے سوال کریگا اگر جواب باصواب دیگا
تو پھر ہمکو جائے کلام اور تجھپر الزام نرہے گا ورنہ تجھکو اس ارادہ عقد دختر سے باز رہنا پڑے گا مامون نے
کہا مین نے تمکو اختیار دیا جس طریق سے چاہو امتحان اسکا لیکر تحقیق کرلو پس جب تجویز امتحان شاہزادہ انس و
جان کی ٹھہر چکی اوسوقت عباسیون نے طرف یحییٰ بن اکثم قاضی کی توجہ کی یہ قاضی بغداد مین علمائے ذی اعتماد
سے تھا اوسکو بطمع زر امام جن وبشر کے امتحان پر مہیا کیا دن مقرر ہوا مکان معطر ہوا مامون نے اپنے

ایوانی مین فرش عالی ترتیب دیکر ایک مسند گران بہا صدر مجلس مین بچھوائی پس جناب امام بہ تمام وقار و زیبائی
اوس مسند خوش دوز پر جلوہ افروز ہوئے مامون رشید بھی دست راست امام سعید کے بیٹھا اور یحیی بن اکثم
اوسدم بڑی عظمت و شان سے داخل ایوان ہوا قبائے تقدس در بر و عمامۂ قضا بر سر ریش مقطع و دراز
اپنی ہمہ دانی پر ہمہ تن بہ بختر و ناز جبکہ اوس مجلس مین ایک جماعت کثیر امیر و وزیر صغیر و کبیر کی جمع ہو چکی اوسوقت
قاضی نے دست بستہ ہو کر خلیفہ سے عرض کی کہ اے امیر اگر اذن مقال ہو تو سؤال کرون مامون نے کہا کہ
مجھ سے کیا پوچھتا ہے شاہزادہ سے دریافت کر تب قاضی مخاطب ہوا طرف اوس خلف شاہ نجف کے کہ مجھکو ایک
مسئلہ پوچھنے کی اجازت ہی حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ تجھے پوچھنا ہے پوچھ قاضی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص
احرام باندھکر شکار کو کشتہ کرے تو اوسکے واسطے شریعت مین کیا حکم ہے آپنے بہ نہایت متانت و فصاحت
کے ارشاد فرمایا کہ یہ سؤال تو نہایت مہمل ہے مفصل بیان کر کہ آیا وہ شکار اوس نے حرم کے اندر کشتہ کیا ہے
یا بیرون حرم کعبہ دوسرے یہ کہہ کہ وہ کشتہ کرنے والا عالم تھا یا جاہل مسئلہ اور عمداً اوس نے کیا یا سہواً تیسرے یہ
بھی کہہ کہ وہ شکار کرنے والا بندہ ہے یا کہ آزاد ہے اور بالغ ہے یا نابالغ ہے اور وہ شکار اوسکا وحوش سے
تھا یا طیور سے اور مقدار مین بڑا تھا یا چھوٹا اور وہ احرام باندھنے والا اپنے اس جرم پر مصر ہے یا پشیمان ہے
اور وہ احرام حج کا تھا یا عمرہ کا جب حضرت نے اوسکے سؤال کو اس تشریح صریح سے بیان فرمایا تو سنتے ہی اس
گفتگو کے قاضی تو زرد رو ہوئے اور حاضرین مجلس اس صغیری پر حضرت کی یہ کچھ خوش تقریری سنکر بذکر
سبحان اللہ رطب اللسان اور مامون رشید اپنے کلام کی تصدیق پر بکلمۂ الحمد للہ تر زبان ہو کر پکارا کہ کیون
صاحبو مین کیا کہتا تھا اب تمین انصاف کرلو کہ رائے میری صائب ہے یا کہنا تمہارا مناسب ہے سب لوگ
خاموش تھے اور ابھی یہ مسئلہ بھی ناتمام تھا کہ مامون اپنی جگہہ سے اٹھا اور جناب امام محمد تقی ؑ کے سامنے مودب
کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ ایک دختر حبیبہ میری ام الفضل نام اوسکو مین آپ کی کنیزی مین دیتا
ہون اگر منظور ہو تو اسی مجمع عام مین آپ خطبہ نکاح کا پڑھین پس حضرت نے منظور فرمایا اور خطبہ نکاح کا بہ نہایت
فصاحت و بلاغت بر سر مجلس پڑھا اور وہ خطبہ مشہور ہے جسکی ابتدا یہ ہے الحمد للہ اقرارًا بنعمتہ
مذہب اثنا عشر مین وقت نکاح کے یہی خطبہ مروج ہے پس صیغہ عقد کا پڑھا اور پانسو درہم شرعی مہر قرار
پایا جو کہ علی المشہور مہر جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا علیہا التحیۃ والثنا کا معین ہوا تھا مامون رشید نے
بہت کچھ زر نقد بہ سبیل نثار کے ایثار کیا جب اس کار سے فارغ ہو چکے تب مامون نے عرض کی کہ سب حاضرین

دربار جواب مسئلہ کے انتظار میں اگر تکلیف نہو تو اوسکی تفصیل آپ ارشاد فرمائین اب سنیے مومنین جواب مسائل
اپنے آقائے بافضائل کے فرمایا کہ اگر کوئی شخص احرام باندھکر صید کشتہ کرے پس اگر یہ حرم کعبہ سے باہر ہو اور
قسم طیور سے ہو اور وہ طائر بڑا بھی ہو تو کفارہ اوسکا ایک گوسفند ہے اور اگر یہ صید اندرون حرم کے واقع
ہو تو کفارہ اوسکا دو گوسفند دے اور اگر طائر خورد کو محرم سوائے حرم کے شکار کرے تو اوسکا کفارہ برہ
گوسفند جو دودہ سے چھٹا ہووے اگر وہ طائر خورد اندرون حرم کے محرم شکار کرے تو سات برہ گوسفند
کے ایک چوجہ کی قیمت مین دے یہ تو حال طیور کا تھا اب وحوش کا کفارہ سنئے اگر بیرون حرم کسی نے بحالت
احرام گورخر کو شکار کیا ہے تو اوسکو کفارہ مین ایک مادہ گاو دیگا اور شتر مرغ کی عوض مین اشتر بلند اور
کفارہ آہو مین ایک گوسفند دیگا اور جو اندرون حرم کے ان جانورونکا صید ہے تو بدلے مین ایک کے دو
کی قید ہے مگر یہ ہدی کعبہ مین پہنچاویگا اور جو ہدی اوس پر باحکام حج واجب ہو اور احرام بھی حج کا
اُس نے باندھا ہو تو ان حیوانات کو مقام منی مین لاکر قربانی کریگا اور جو احرام عمرہ ہے تو مکہ مین قربانی کریگا
اور اس مسئلہ مین عالم و جاہل برابر ہین اور جو کوئی محرم عمداً ایسا کریگا تو روسیاہ ہے اور جو سہواً ہے تو بیگناہ
ہے اور جو آزاد ہے تو خود کفارہ دیگا اور جو کسی کا غلام ہے تو آقا پر اوسکا اہتمام ہے اور سب امور بالغ پر
ضرور ہین نابالغ ان واجبات سے دور ہے پشیمان کے واسطے عذاب نہین مصر کے لئے عقاب ہے پس جب
حضرت نے اس مسئلہ کو اس تفصیل کے ساتھ حل فرمایا تو مامون رشید خوشی سے پھولا نہ سمایا شاہزادہ کی
اس سن اور بیان من و عن پر تمام مجلس نشین آفرین کرتے تھے۔ مومنین اب مقام اندوہگین ہونے کا ہے
جس مقام پر حیوانات کے ستانے اور کشتہ کرنیکا یہ کچھ کفارہ ہے کہ ایک پشہ تک کا مارنا بھی وہان گناہ ہے
اُس مقام مقدس مین حسینؑ کو دشمنون نے بے چین کیا اور حج نہ کرنے دیا ایک دن پہلے شاہ آفاق حج کو عمرہ
سے بدل کر عازم عراق ہوئے

نظم

شاہ نے گھر مین خدا کے بھی نہ پایا آرام جس حرم مین کہ ہے پشہ کا ستانا بھی حرام	حج سے محروم رہا وہ شرف رکن و مقام وہان رہی خوف و تردد مین شہ عرش مقام
چھپ کے اعدا پے قتل شہ دین آئے تھے	سیکڑون حج کے بہانہ سے لعین آئے تھے
تین سو قافلہ حجاج مین پنہان تھے شریر کوفہ و شام سے آتی تھی یہ پیہم تحریر	سب مین تھی قتل امام دوجہان کی تدبیر طوف مین کاٹ لو سر شاہ کا یا کرلو اسیر

آل احمد کے لہو بہنے کا وسواس نہین	حرم کعبہ کی حرمت کا ہمین پاس نہین
حج کے نزدیک تردد مین رہے شاہ انام حج کو عمرہ سے بدل کر کے بہ تعجیل تمام	باندھکر کعبہ داربن نے کھولا احرام راہی دشت مصیبت ہوئے کعبہ امام
دھیان یہ تھا کہ یہان قتل یہ ناشاد نہو	حرمت خانہ کعبہ کہین برباد نہو

حضرات کربلا کے مصائب اوس حامل نوائب نے محض بپاس حرمت خانہ کعبہ کے اپنے اوپر گوارا کئے کس کس مصیبت اور شدت کا بیان کیا جائے جب حضرت داخل کربلا ہوئے تو عظیم ترین مصائب سے اوس فرزند مظہر العجائب پر صدمہ پیاس کا تھا کئی روز تک پانی بند رہا علاوہ اپنی پیاس کے ننھے بچون کی زبانین شدت تشنگی سے باہر نکل آئی تھین اونکو دیکھکر اضطراب و قلق اوس واقف اسرار مابعد و ماسبق کا زیادہ بڑھتا تھا کبھی مضطر ہوکر خیمہ مین تشریف لاتے تھے تو اہلحرم پانی پانی کرتے تھے اور جب خیمہ سے باہر آتے تھے تو عزیزا و انصار مین شور العطش العطش سنکر مضطرب ہوتے تھے مگر اوسوقت سخت مین منقول ہے کہ حضرت کے متعلقین سے چار شخصون نے شکایت پیاس کی نہین کی اور حضرت سے پانی طلب نہین کیا دو اون مین سے مرد تھے اور دو عورتین تھین وہ دو مرد کون کون تھے اول تو جناب عباس ابن علی کہ ہر وقت صدمہ تشنگی مین صابر و شاکر رہے اور شکایت پیاس کی نہین کی دوسرے رئیس الصابرین جناب سید الساجدین تھے کہ جس روز سے وارد کربلا ہوئے اوسی روز سے حفاظت و نگرانی اہلبیت رسول ربانی مین اسقدر مشقت و زحمت اوٹھائی کہ آخر علیل ہو گئے اور اکثر وہ جناب شدت تپ سے غش کرجاتے تھے یہ بھی خبر نہوئی کہ پدر بزرگوار کب شہید ہو گئے اور کیا کیا مصیبتین اون پر گذر گئین پس وہ دو معظمہ جنہون نے شکوہ پیاس کا نہین کیا پہلے اون مین سے جناب زینب خاتون تھین کہ روز عاشورہ اپنے برادر مظلوم کا یہ حال دیکھتی تھین يَلُوكُ لِسَانَهُ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ کہ وہ جناب خود شدت تشنگی سے اپنی سوکھی زبان لبہائے مبارک پر پھیرتے تھے اور ایک ایک سے پانی طلب فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اے قوم ستمگر فرزند ساقی کوثر بہت پیاسا ہے تھوڑا پانی پلاؤ شدت تشنگی سے جگر کباب ہو رہا ہے مگر کوئی شقی اوس امام متقی کو سوائے نیزہ و شمشیر اور خنجر و تیر لگانے کے کچھ جواب نہ دیتا تھا پس اپنے بھائی کی مصیبت دیکھکر زینب بے آس ایسی بیحواس تھین کہ مطلق اپنی پیاس کا کچھ خیال و پاس نہ تھا اور دوسری خاتون معظمہ شیدائے فرزند بوتراب جناب رباب تھین کہ صدمۂ پیاس سید بیکس و بے آس کا دیکھکر اپنی

پیاس کو بھول گئین منقول ہے کہ جسوقت سے جناب خاتون نے یہ سُنا کہ امام تشنہ کام پیاسے ہی زیر خنجر وحسام ہوئے اور وقت وفات بھی ایک قطرہ آب فرات اون کو میسر نہ آیا اوسوقت سے جب تک وہ معظمہ زندہ رہین کبھی پانی نوش نفرمایا چنانچہ لکھا ہے کہ ایک شخص قبیلہ کندہ نے خبر شہادت امام عالی جناب کی رباب کو دی تو پہلے اوس معظمہ نے اوس کندی سے یہی سوال کیا۔ یَا اَخِی الْکِنْدِیّ هَلْ شَرِبَ الْمَاۤءَ الْحُسَیْنُ اے بھائی کندی پہلے یہ کہدے کہ ہمارے سید وآقا کو وقت شہادت بھی کسی نے پانی دیا تھا یا نہین مومنین اس سوال کا کیا سبب تھا اوسکی یہ وجہ تھی کہ حسینؑ کو لڑکپن سے پیاس کی بہت شدت ہوتی تھی چنانچہ والدہ ماجدہ اون کی جناب خاتون زہرا اپنے قرۃ العین حسینؑ کیواسطے اوس طفلی مین پانی کا اہتمام بہت کیا کرتی تھین اور ہر وقت صراحیان آب سرد سے لبریز فرما کر موجود رکھتی تھین اور اس کیفیت سے جناب رباب بخوبی واقف تھین اور اسی طرح کی خدمت یہ بھی بجالاتی تھین

ایک عہد کا یہ ساقی کوثر سے ہے بیان ۔ شدت ہوئی وہ پیاس کی ثیرب مین ناگہان
جو سب جوان و پیر ہوئے زار و ناتوان ۔ آئی بتون رو بروئے فخر مرسلان
سبطین دوش خیر نسا پر مقیم تھے ۔ کاندھون پہ گو سوارۂ عرش عظیم تھے

آ کے نبی کے کاندھے سے اونکو اوتار کر ۔ کی عرض فاطمہ نے کہ یا سید البشر
ان کو قلق ہے پیاس کا سب سے زیادہ تر ۔ چھوٹے سے سن مین ننھے سے دل بھول ہی جگر
ہر چند سب عزیز ہین پیاسے حضور کے ۔ پر ہین بہت نڈھال نواسے حضور کے

حضرت نے اون کے منہ مین زبان دی بجائے آب ۔ پر کہتے ہین روایت ثانی مین بو تراب
مولا لحاف اوڑھ چکے تھے برائے خواب ۔ اور زیب تکیہ تھا سر شاہ فلک جناب
ناگہہ کہا حسنؑ نے کہ کچھ التماس ہے ۔ نانا رسول پانی نواسے کو پیاس ہے

یہ سُنکے نیند ایک طرف اوڑ گیا قرار ۔ ایک جام لیکے دوڑے رسول فلک وقار
تھی گوسفند خانۂ اقدس مین شیر دار ۔ دودھ اوسکا اپنے ہاتھ سے دوہا باضطرار
تحسین کی خدا سے رسا لتمآب نے ۔ کار حسنؑ جو تھا تو کیا خود جناب نے

پر جبکہ وہ پیالہ حسنؑ کو کیا عطا ۔ دوڑا اودھر سے تشنہ صحرائے کربلا
کچھ پیاس کا اشارہ تھا کچھ سن کا مقتضا ۔ رہتی تھی لکھنے پڑھنے مین بھی بحث بارہا

کہنے پہ آستین کو جلدی چڑھا دیا
ننھا سا ہاتھ جام کی جانب بڑھا دیا

ہنسنے لگے حسنؑ کہ نہ تکلیف کیجیے
کوزہ ہٹا کے بولے بھلا پی تو لیجیے
حاضر ہے بھائی شیر میں پیلوں تو پیجیے
یاں ناز تھا کہ ہم نہیں لیتے نہ دیجیے
نیت ہے سیر فضل خدائے قدیر سے
شیریں زبانی آپ کی کیا کم ہے شیر سے

یہ کہکے جست کر کے پیالے پہ آتے تھے
سرکا کے اپنا ہاتھ حسنؑ مسکراتے تھے
کوزہ پہ دوڑ کر جو کبھی منہ لگاتے تھے
ہنستے تھے مثل غنچہ نہ پھولے سماتے تھے
آخر پسینہ آگیا ماتھے پہ تھک گئے
زہراؑ کے آفتاب پہ تارے چھٹک گئے

قطرے عرق کے ماتھے سے حیدرؑ ٹپک پڑے
بیساختہ بتولؑ کے آنسو ٹپک پڑے
دل میں شبر کی دل شکنی کے جو شک پڑے
وہ کرب تھا کہ زخم پہ جیسے نمک پڑے
بولیں نبیؐ سے دیکھ کے منہ اوس غیور کا
گویا حسنؑ پہ پیار سوا ہے حضور کا

فرمایا مصطفےٰ نے نہیں میری نور عین
مجھکو تو جو حسنؑ ہے تمہارا وہی حسینؑ
وہ لطف زندگی ہے یہ نانا کے دل کا چین
شان و شکوہ وہ یہ پیمبر کی زیب و زین
شکوہ یہ بعد کیجیو جانی رسولؐ سے
کہہ پہلے کس نے مانگا تھا پانی رسولؐ سے

دودھ اس لئے میں لایا کہ پیاسے تھے دونو لال
اوّل دیا حسنؑ کو کہ اس نے کیا سوال
سو پیار کی کمی کا ہوا آپ کو خیال
میں ایسا ہوں کہ چاہونگا شبیرؑ کا ملال
حاضر بنی ہے اوسکی ضیافت کیواسطے
پیاسا رہے گا یہ میری امت کے واسطے

اب اہل معرفت سے ہے انصاف کی طلب
دونو نواسے ایک تھے پیش حبیب رب
محرومی حسینؑ کا پھر آہ کیا سبب
پیدا ہوئے تو دودھ کو ترسے یہ ہے غضب
روز ازل سے پیاس ہی مد نگاہ تھی
بچپن سے آب تیغ شہادت کی چاہ تھی

روتی تھی فاطمہؑ جو یہ دوڑے تھے سوئے جام
اب کربلا کی پیاس کریں یاد خاص و عام
پانی تو نانا کے گھر میں فرزند تشنہ کام
انصار شاہ تشنہ ہوں سیراب فوج شام
غش ہو کے کتنی بار زمیں پر گرے حسینؑ
پیاسے گئے فرات پہ پیاسے پھرے حسینؑ

پس جناب ربابؑ نے جب اوس کنیز سے پوچھا کہ میرے آقا حسینؑ کو بوقت شہادت بھی کسی نے

پانی دیا یا ندیا فبکی وقال واللہ قد قتل الحسین عطشانا کندی بی اختیار
رویا اور کہا قسم بخدائے عزوجل اس لشکر غضب نے اوس تشنہ لب کو پیاسا ہی ذبح کیا اور ایک قطرہ پانی
کا وقت نزع بھی حلق تر کرنے کو نہین دیا سنتے ہی جناب رباب نے منہ اپنا پیٹ لیا اور اتنا روئین کہ بیہوش
ہوگئین جب ہوش مین آئین تو اٹھکر لاش فرزند زہرا پر آئین دیکھا کہ وہ ناز پروردہ سید لولاک فرش خاک
پر عریان بدن افتادہ ہے اور سوائے آفتاب کے کوئی دوسرا سایہ نہین ہے منقول ہے کہ اوسیوقت سے
وہ بی بی نیکذات تا بقیہ حیات نہ تو کبھی سایہ مین بیٹھین اور نہ کبھی بقیہ زندگانی پانی نوش فرمایا
الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس چہارم مین ذکر مسئلہ پرسی امام محمد تقی علیہ السلام یحییٰ بن اکثم قاضی بغداد سے اور لاجواب ہونا اوسکا و رخصت امام بغداد سے سوئے مدینہ مع ام الفضل و ربط مصائب امام حسینؑ

- اب سنین مومنین وہ سوال کہ جناب امام محمد تقی الجواد علیہ السلام
نے مجلس مامون رشید مین یحییٰ بن اکثم قاضی بغداد سے کیا اور اوس سے جواب نہ آیا منقول ہے کہ بوقت
مباحثہ مجلس مامون رشید مین جبکہ امام عالی مقام جواب مسائل یحییٰ بن اکثم قاضی کے مفصل اور باصواب
فرما چکے اوسوقت مامون رشید نے امام سعید سے عرض کی کہ اگر ملال نہ گزرے تو آپ بھی کوئی سوال
یحییٰ بن اکثم سے پوچھین حضرت نے یحییٰ کی طرف دیکھا وہ پہلے ہی حضرت کے علم و کمال اور تقریر دلپذیر
سے آگاہ ہوچکا تھا بیساختہ کھڑا ہوگیا اور دست بستہ ہوکر عرض کی کہ اگر مجھے معلوم ہوگا تو حضرت کے
سوال کا جواب دونگا ورنہ حضور سے فیضیاب ہونگا پس حضرت نے ایک مسئلہ اوس سے پوچھا کہ اے
یحییٰ خبر دے حال سے اوس مرد کے کہ اوس نے صبح کے وقت ایک عورت کی طرف نگاہ کی تو وہ نگاہ اسکی
حرام تھی جب پہر دن چڑھا تو وہ عورت اوس مرد پر حلال ہوگئی زوال کے وقت پھر حرام ظہر کے وقت پھر
حلال مغرب کے وقت حرام اور عشا کے وقت حلال آدھی رات جب گزری پھر حرام ہوگئی جب صبح ہوئی تو
وہ عورت اوس مرد پر حلال ہے اب وجہ حرام و حلال کے تو بیان کر سنتے ہی اس مسئلہ کے قاضی صاحب
تو ایک پیچ و تاب مین پریشان اور حاضرین مجلس تقریر پرتاثیر امام زمان سے حیران رہ گئے آخر قاضی نے
بعد تامل بسیار و فکر بیشمار کے جب اس مسئلہ کو نہ سمجھا تو قسم یاد کی کہ واللہ یا شاہ دین پناہ مین اس مسئلہ کو
نہین جانتا امیدوار ہون کہ آپ ہی اس مسئلہ غامض کو حل فرمائین حضرت نے بعد تبسم کے ارشاد فرمایا

کہ یہ مسئلہ کوئی مشکل بات نہین ہے اور علم سے تعلق نہین رکھتا بلکہ محض امتحان عقل ہے یہ تو ظاہر ہے کہ نظر مرد اجنبی عورت نامحرم پر حرام ہے جب پہر دن چڑھا تو اوس مرد نے اوس عورت کو مول لے لیا پس وہ اوسپر حلال ہوئی اور وقت زوال مرد نے اوسے اپنی کنیزی سے آزاد کیا تب وہ اوسپر حرام ہوگئی وقت ظہر اوس عورت سے عقد کیا تو پھر حلال ہوئی مغرب کے وقت ظہار واقع ہوا وہ عورت پھر اوس مرد پر حرام ہوگئی عشا کے وقت کفارہ ظہار کا مرد نے ادا کیا وہ پھر حلال ہوگئی نصف شب کو مرد نے اوسے ایک طلاق دی وہ پھر حرام ہوگئی صبح کو اوس سے رجوع کیا تب وہ عورت پھر حلال ہوگئی جب شاہ ذیشان یہ بیان فرما چکے تو مامون نے طرف اپنی قوم کے متوجہ ہوکر یہ مضمون ادا کیا کہ تم لوگ مجھے منع کرتے تھے کہ عقد ام الفضل اپنی حبیبہ کا اس کودک سے نکر بلکہ کسی لڑکے کو اپنی برادری سے انتخاب کرکے اوسکے ساتھ عقد ام الفضل کا عمل مین آوے اور مجھپر فضل و کمال اس خوردسال کا پہلے ہی ظاہر ہو چکا تھا آیا مین نے تم سے نہین کہا تھا کہ یہ صاحبزادہ خوش صفات کس خاندان عالی درجات کا ہے ہماری قوم مین لڑکون کا تو کیا ذکر ہے کوئی مسن یا جوان بھی اس کودک ذیشان کی برابری نہین کرسکتا حضرات دیکھیے خوارق عادات و اعجاز امام حجاز کے کہ ہارون رشید پلید دشمن خدا و رسول و قاتل اولاد علیؑ و بتولؑ کی زبان سے یہ کچھ صفت و ثنا امام ہدیٰ کی ہوئی اب کیا کوئی مدح کرے ایسے امام عالی مقام کی

نظم

نبی کے جانشین اللہ اکبر ایسے ہوتے ہین موافق تو ثنا مین ہیچ ہین لیکن عدو یہ تھے	وزیر بادشاہ ہفت کشور ایسے ہوتے ہین مخالف خود پکار اوٹھے کہ رہبر ایسے ہوتے ہین

پس حضرات یہ عالی درجات صاحب اعجاز و کرامات ہین فضل مین بزرگ علم مین سترگ حکمت کے باب کرامت مین انتخاب ظاہر و باطن مین مساوی اول و آخر مین سب پر حاوی خوردی مین پیشوا بزرگی مین رہنما باطن مین ذی شعور ظاہر مین نور علیٰ نور حامی ایمان و شریعت مفتی احکام طریقت قاضی قضا و قدر مالک خورشید و بدر ہین

نظم

آدمؑ کے علم و فضل سے مطلوب ہین یہی صبر و رضا مین حضرت ایوبؑ ہین یہی	فہم و ذکا مین نوحؑ سے بھی خوب ہین یہی اور حسن و حزن یوسف و یعقوب ہین یہی
ہیبت مین ہم صفات جناب کلیم ہین	یہ مصطفےٰ کے خلق مین خلق عظیم ہین

ف مرد اپنی منکوحہ سے کہے کہ تیری پشت میری ماں کی یا دیگر محرمات کی شبیہ ہے تو وہ عورت اوس مرد پر حرام ہو جاتی ہے جبتک کفارہ اوس کا شرعی نہ دیگا حلال نہو گی

یحییٰ کا زہد حلم خلیل خدا ہین یہ مثل شعیبؑ معدن خوف و رجا ہین یہ	طاعت مین مثل عیسیٰ معجز نما ہین یہ تقویٰ مین ہُود ذکر مین بھی زکریا ہین یہ
صدق و صفا مین حضرت شمعون ہین یہی	شرم و حیا مین یوشع بن نون ہین یہی
تابع ہین جنکے جن وہ سلیمان یہی تو ہین مشہور خلق خضر بیابان یہی تو ہین	داؤدؑ جو سنئے ہون خوش الحان یہی ہین الیاس کیا ہین چشم سے پنہان یہی تو ہین
زندہ ہین جو جنان مین وہ ادریس ہین یہی	جو مر کے زندہ ہووین وہ جرجیس ہین یہی

ریان بن شبیب راوی حدیث عقد ام الفضل دختر مامون رشید ناقل ہے کہ جب جناب امام محمد تقیؑ نے بعد فراغ عقد مع ام الفضل کے بغداد سے عزم مدینہ منورہ کا فرمایا تو مامون رشید نے بابت جہیز کے اپنی دختر کو بہت کچھ سامان و اسباب دیکے ہمراہ امام دین پناہ کے کیا اور ایک ہودج زرنگار مین اپنی دختر کو سوار کر کے خود بھی بتعظیم امام باحترام تمام تا شارع عام مع لشکر ہمرکاب نور چشم پیغمبر کے ہوکر چلا آخر تھوڑی دور متابعت حضرت کی کی اور رخصت کیا راوی کہتا ہے کہ جب قریب غروب آفتاب گزر اوس جناب کا متصل شہر کوفہ کے ہوا تو اہل کوفہ خبر سُن سُن کر واسطے استقبال اوس فرزند شیر ذوالجلال کے اپنے اپنے گھرون سے نکل پڑے اور شہر سے بر سر راہ تعظیم و تحیت شاہ بجالائے ہر ایک اہل کوفہ ملتجی و متمنی تھا کہ نزول اجلال شاہ باکمال کا میری منزل مین ہو۔ کیون حضرات عجب انقلاب دنیائے بے ثبات ہے مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

نظم

ایک دن وہ تھا اسی کوفہ مین سب بانیٔ شر اہل عصمت کے تماشہ کو کھڑے تھے یکسر	دیکھنے آئے تھے شبیرؑ کا سر نیزہ پر تھی شتربانون پہ اوسوقت یہ تاکید عمر
سب یہ محسوب ہین حاکم کے گنہگارونمین	پھر تشہیر انہین لے چلو بازارون مین
بی بیان کرتی تھین احوال یہ افغان اپنے اُٹھ گئے خلق سے جب ساری نگہبان اپنے	تھا کہان تن پہ جو لین رخ پہ وہ دامان اپنے روکین وہ منہ پہ نہ کیون موئے پریشان اپنے
خانہ حیدرؑ و زہراؑ کی تو بربادی تھی	کوفیون کے لئے دن عید کا تھا شادی تھی
تھا کسیکو سر اکبرؑ کا تماشا ہے ہے سر کا عباسؑ کے نظارہ کہین تھا ہے ہے	سر کو اصغرؑ کے چڑھا نیزہ پہ دیکھا ہے ہے سر کو قاسمؑ کے کوئی دیکھنے آیا ہے ہے

سرون کے عونؑ و محمدؑ کی کوئی تاک مین تھا	اور سر ابن مظاہر کہین فتراک مین تھا

بعض کتب اخبار مین منقول ہے کہ بعد شہادت شاہ کربلا کے فوج اشقیا نے سرونکو شہیدون کے نیزون پر نصب کیا اور اہلبیت حسینؑ کو اسیر کرکے متوجہ کوفہ کے ہوئے جب متصل کوفہ کے پہنچے تو ابن زیاد شقی نے حکم دیا کہ اہلبیت حسینؑ کو مع سرون کے تمام کوچہ و بازار شہر کوفہ مین تشہیر کرو جب وہ اشقیا موافق حکم اوس شقی کے اہلبیت کو واسطے تشہیر کے لے چلے تو وہ عجب قیامت کا وقت تھا آگے آگے نیزونپر سر شہیدون کے اور پیچھے پیچھے اونٹ اہلبیتؑ کے گودیون مین اون بیوارثون کے چھوٹے چھوٹے بچے اون سرونکو دیکھ دیکھ گھبراتے تھے او سہمے جاتے تھے راوی کہتا ہے کہ ہنگامہ خلائق شہر کا واسطے تماشائے سرہائے مظلومان اس کثرت سے تھا کہ جب زمین پر جگہ نہ ملی تو اپنے کوٹھون اور بالاخانون پر لوگ چڑھ گئے اہلبیت اطہار اوس اژدحام مین اپنا روئے مبارک موئے شریف سے چھپائے ہوئے تھے جناب زینبؑ خاتون نیچی نگاہ سے چارون طرف دیکھتی جاتی تھین جیسے کسی کی تلاش و جستجو ہوتی ہے اور زبان مبارک سے کچھ فرماتی تھین جبکہ گذر لشکر کا محلہ تمنی مین ہوا

نظم

ایک غول مین کیا دیکھتی ہین زینبؑ ناشاد	اک طفل ہے پھاڑے ہوئے ننھا سا گریبان
روتا ہے یتیمون کی طرح باسر عریان	کچھ ڈھونڈتا پھرتا ہے ہر اک سمت وہ نادان
جو پوچھتا ہے چہرہ پہ کیون خاک ملی ہے	کہتا ہے چھری حلق پہ سید کے چلی ہے
خدمت مین انھین کی میرے بابا بھی سدھارے	کیا جانئے جیتے ہین کہ رنمین گئے مارے
اماں کے سوا کوئی نہین سر پہ ہمارے	زینبؑ نے ندا دی کوئی اسپر مجھے وارے
مظلوم کا بیکس کا مسافر کا پسر ہے	لوگو یہ حبیب ابن مظاہر کا پسر ہے
مقتل مین تو وان ابن مظاہر کا ہے لاشا	یان پوچھتا پھرتا ہے خبر باپ کی بیٹا
کیون لوگو مقید نکرین اسکو جو اعدا	بن باپ کے بیٹے کو مین دون باپ کا پرسا
حیدرؑ کی ضمانت اسے ڈر مجھکو بڑا ہے	یہ روتا ہے شبیرؑ کو اور شمر کھڑا ہے

پس مومنین امام دین جناب محمد تقی علیہ السلام کوفہ مین کسی رئیس کے مکان مین اوترے وقت نماز مغرب قریب آچکا تھا آپ مسجد مین تشریف لائے راوی کہتا ہے کہ صحن مسجد مین ایک درخت کنار کا تھا اور ابھی تک وہ نخل بارنہ لایا تھا حضرت نے اوس درخت کے نیچے بیٹھکر وضو کیا ہنگامہ خلائق شہر کا واسطے

نماز جماعت کے بدرجہ غایت تھا سب حاضرین نے عقب امام دین نماز جماعت ادا کی حضرت نے پہلی رکعت
مین بعد الحمد کے سورہ اذا جاء نصر اللہ قرات فرمائی اور دوسری رکعت مین بعد الحمد کے قل ہو اللہ احد پس ہر دو
دست مبارک اوٹھا کر قنوت پڑھا پھر رکوع و سجود و تشہد کے بعد تیسری رکعت مغرب کو تمام کیا بعد سلام کے
اللہ اکبر تین بار کہکر واسطے ادائے نافلہ مغرب کے کھڑے ہو گئے جب چارون رکعت نافلہ مغرب بدو سلام ادا فرما چکے
تب آپ نے تعقیب پڑھی پھر سجدہ شکر کر کے مسجد سے باہر تشریف لائے اور اوس درخت کنار کے پاس جاکر
دیکھا تو اوسپر پھل لگے ہوئے ہین جب اون پھلونکو توڑا اور کھایا تو نہایت شیرین اور بے دانہ پایا بظہور اس
اعجاز امام حجاز کے ساکنان کوفہ مثل شگوفہ بوفور سرور شاد ہو کر دل کشاد ہوئے پس امام خوش نہاد بوقت
بامداد سب سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے من معارج الفضائل ۔ اور نیز اسی کتاب مین اسی راوی
ریان بن شبیب سے منقول ہے کہ مامون شقی جناب تقیؑ سے تا بقید حیات اپنی بہت کچھ مدارات کرتا رہا اور حق
دامادی اوس ہادی کا باحسن وجوہ ادا کرتا رہا چنانچہ ایک مرتبہ ام الفضل اسکی دختر نے شکایت فرزند شاہ ولایت
کی مدینہ سے اپنے باپ کو لکھی کہ محمد تقیؑ تیرا داماد مجھ سے عناد رکھتا ہے کنیزون سے التفات ہے نہ میری کچھ
خاطر ہے نہ مدارات ہے اصلا مجھکو خیال مین نہین لاتا اور روز بروز نظرون سے گراتا ہے جبکہ یہ مضمون اپنی دختر
کا مامون نے پڑھا تو کچھ رعایت اوسکی شکایت کی نہ کی اور صاف صاف بیٹی کو لکھا کہ مجھے ایسی باتون سے
معاف رکھ اسلیئے کہ مین حسب مرام تیرے نہ تو کچھ الزام امام کو دے سکتا ہون نہ حلال خدا کو حرام کر سکتا ہون
والسلام ۔ باقی حال شہادت جناب تقی علیہ السلام کا مجلس آئندہ مین انشاء اللہ بیان ہو گا اسلیئے کہ جو اصل
مطلب و مآل ہے وہ رہا جاتا ہے اور وہ کیا مطلب ہے وہ رونا احوال مصیبت حسینؑ فرزند رسول الثقلین ہے بہر
راوی بیان کرتا ہے کہ اشقیائے کوفہ و شام نے بوقت روانگی کربلا سے طرف کوفہ کی یہ ستم کیا تھا کہ سر مبارک
مظلوم کربلا کا تو ایک نیزہ دراز پر نصب کیا تھا اور گیسوئے پاک سر اطہر فرزند شاہ لولاک کو چوب نیزہ سے
مستحکم باندھ دیا تھا اور باقی سر شہیدون کے چھوٹے نیزون پر چڑھائے تھے مگر حبیب ابن مظاہر کا سر انور
ایک لعین نے کہ نام اوسکا حصین لکھا ہے اپنے گھوڑے کے پال یا شکار بند مین باندھا تھا جب کوفہ
مین داخل ہوئے اور نوبت تشہیر اون صاحبان تطہیر کی پہنچی تو محلہ یمنی مین صاحبزادہ حبیب ابن مظاہر کا
اوس قافلہ مین آیا اور ہر ایک سے خبر اپنے باپ کی پوچھتا پھرتا تھا ناگاہ اوس پارہ ماہ نے دیکھا کہ بہت سے
سر تو نیزون پر نصب ہین اور ایک سر شکار بند مین ایک سوار کے لٹکتا ہے نزدیک جاکر جو اس لڑکے نے بغور

دیکھا تو بسبب کثرت جراحت کے صورت بدل گئی تھی شناخت تو نکرسکا مگر چشمہاے سر سے اوس بچے نے اشک مسلسل روان دیکھے بیتاب ہوکر بولا کہ اے سر یہ تیرا رونا اسوقت کا میرے دل پر اتنا اثر کر گیا ہے کہ مجھکو گمان ہوتا ہے کہ تو ہی میرے باپ کا سر ہو اے شہید راہ خدا کے معجزہ سے بتا دے کہ تو کسکا سر ہے **نظم**

اے سر مجھے کیون گردن رہوار مین باندھا شبیر کا سر ہو تو بجا لاؤن مین مجرا	کیا نیزہ کی قابل بھی نہ سمجھے تجھے اعدا زینب نے ندا دی کہین مردہ بھی ہے بولا
وہ نیزہ کلان پر تو سکینہ کا پدر ہے	اور یان مین گھوڑے کی ترے باپ کا سر ہے
نیزہ کی سواری جو نپائی تو نپائی چلتی ترے گھر پہ سے تو مین غم کی ستائی	ممتاز نہ عرش مین حضرت کی فدائی پھر جاتی ہون بندی مین پیمبر کی دوہائی
جیتی ہوئی گر شام سے یان آؤن گی پیارے	رنڈ سالہ تری مان کو مین پہناؤن گی پیارے
یہ سنکے نہ اُس طفل کو کچھ اور بن آیا اور باپ کا سر کھول کے کرتہ مین چھپایا	اک سنگ اُٹھا کر سر ظالم پہ لگایا عابد کو تڑپکر یہ سکینہ نے سنایا
مجھکو بھی یون مین قبلہ و کعبہ سے ملا دو	اچھے مرے بھیا مجھے سر باپ کا لا دو
ہم کوئی نہین غیر سر شہ کے ہین مختار ہم دیکھ بھی سکتے نہین ایسے ہین گنہگار	ہر بار چڑھاتے ہین اسی نیزہ پہ خونخوار کیا شاد ہے سر باپ کا لیکر یہ خوش اطوار
یا تو مجھے ظالم شہ شہدا دے	یا میرا بھی سر کاٹ کے نیزہ پہ چڑھا دے
ناگاہ سر اوس بچہ سے لینے لگے بدذات مچھلی کی طرح لوٹتا پھرتا تھا وہ ہیہات	زلفون کو کوئی کھینچتا تھا اور کوئی ہاتھ اور پھر کمک دیکھتا تھا جانب سادات
کا ہے کو یہ ایذائین غریبون نے سہی تھین	اونٹون پہ بندھے ہاتھون سے سر پیٹ رہی تھین

پس سر مقدس حبیب خوش نصیب کا اون ملاعین بیدین نے بجبر عظیم اوس یتیم سے چھین لیا کہ وہ بچہ رو تا رہ گیا اور وہ اشقیائے بدنہاد مع اہلحرم طرف دربار ابن زیاد کی روانہ ہوئے اس مقام پر ایک راوی معتبر کا بیان ہے کہ جسدن سر مبارک امام الانس وجن کا شہر کوفہ مین آیا اور اہلبیت حسینؑ شتران بے کجاوہ پر سوار تھے اور ان بیکسون کو تشہیر کا حکم طرف سے ابن زیاد بدنہاد کی ہوا تو اوسوقت کے دو امر مین نے ایسے دیکھے کہ مدت العمر میرے رونے کے واسطے کافی ہین جب مجھے اون دو امرون کا

خیال آتا ہے اور اوس مصیبت کے دن کو مین یاد کرتا ہون تو گھڑیون اور پہرون روتا ہون اور خور و خواب مجھے ناگوار ہو جاتا ہے اول یہ کہ مین نے دیکھا ایک نابکار کو کہ گھوڑے پر سوار ہے اور سر ایک جوان ذی قدر کا مثل بدر اوسکے شکار بند مین بندھا ہوا ہے اور جب وہ ملعون گھوڑے کو دوڑاتا تھا تو وہ سر مقدس زمین پر ٹکراتا تھا مین نے اوس شقی سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے بولا کہ وہ شخص حرملہ بن کاہل ازدی ہے پس مین نے اوس بدکردار سے استفسار کیا کہ یہ سر اقدس کس بیکس کا ہے جس کو تو اس ذلت سے اپنے سمند کے شکار بند مین باندھے ہوئے ہے کہا اوس شقی ازلی نے کہ یہ سر ہے عباس بن علی کا جو کہ علمدار لشکر حسین تھا سُنتے ہی اس بیان کے مین بے تاب و توان ہوا وہان تو مین اون ظالمون کے خوف سے رو نہ سکا مگر اس ہنگامہ سے علیحدہ ہو کر ایک گوشہ تنہائی مین مین نے مُنہ اپنا پیٹ لیا اور اتنا رویا کہ مجھے تاب ضبط نہ رہی افسوس کہان تھے حسین جو دیکھتے سر مبارک اپنے قوت بازو کا یون ذلت شکار بند مین بندھا ہوا کہ جسکے مرنے سے کمر حسین کی خم ہو گئی تھی اور دوسرا امر یہ ہے کہ جب گشت کرتے ہوئے شہر مین گزر اون بیکسون کا قریب مسجد کوفہ کے ہوا اور وہان قدرے توقف ہوا پس دیکھا اہلحرم نے کہ وہان دو قبرین تازہ بنی ہوئی ہین اور ایک عورت ضعیفہ اون قبرون پر بیٹھی ہوئی کمال درد سے رو رہی ہے دیکھتے ہی اس حال کے دل سب کے بھر آئے اور رو رو کر دریافت کیا کہ اس مقام پر یہ دو قبرین کس کس کی بنی ہین لوگون نے کہا کہ ایک قبر تو اون مین جناب مسلم بن عقیل کی ہے اور یہ دوسری تربت حضرت ہانی بن عروہ کی ہے جو کہ رفاقت مسلم مین مارے گئے ہین سُنتے ہی اس واقعہ کے شور گریہ وزاری اہلحرم مین اس شدت سے بلند ہوا کہ سب پردگیان عصمت و طہارت نے مارے بیتابی کے آپ کو اونٹون پر سے گرا دیا اور اون قبرون پر آکر اسقدر شیون کیا کہ کسی بی بی مین ہوش و حواس باقی نہ رہے جب رونے سے کچھ افاقہ ہوا تو اہلحرم نے اوس ضعیفہ سے پوچھا کہ اے صالحہ تو کون سعیدہ ہے کہ ان قبرون پر بفرط قلق طپیدہ ہے وہ رو کر بولی کہ آپ میرا حال کیا پوچھتی ہین مین اسی شہر کوفہ مین رہتی ہون طوعہ میرا نام ہے اور یہ عاجزہ ایک ادنی کنیز مسلم ناکام ہے آٹھوین ذیحجہ کو قریب شام کے مسلم ذیشان میرے ہی گھر مہمان ہوئے تھے پس قصہ شہادت مسلم کا اوس ضعیفہ نے روبرو اہلحرم کے بیان کر کے کہا کہ جس روز سے یہ دفن ہوئے ہین مین اوسی روز سے مجاور قبر مسلم کی ہون یہ واقعہ سُنکر دوبارا اون بی بیون مین جوش گریہ سے ایک خروش پیدا ہوا راوی کہتا ہے کہ یہ سب حادثات تو گذرے ہی تھے مگر ایک امر مجھے

نہ دیکھا گیا جسکے خیال سے مین آجتک روتا ہون وہ یہ ہہ کہ اون مستورات طاہرات مین مین نے دیکھا ایک
صاحبزادی کم سن کو کہ وہ سب سے زیادہ بیقرار ہو کر روتی تھی اور بار بار آہ آہ کرتی تھی اُسکے بین سے مجھ پر
ثابت ہوا کہ یہ دختر صغیر مسلم دلگیر کی ہے حَتّٰی اَلْقَتْ نَفْسَہَا مِنْ عَلَی الْبَعِیْرِ تا اینکہ اوس لڑکی نے بفرط
بیتابی اپکو اونٹ سے گرا دیا اور قبر مسلم سے جا لپٹی اور قبر سے خطاب کرکے بین کرتی تھی یَا اَبَتَاہُ یَاَیُّ
عَیْنٍ اَرٰی قَتْلَکَ ہائے اے مظلوم بابا میرے مین کن آنکھون سے دیکھون قبر تمہاری لَیْتَنِیْ کُنْتُ
اَلْیَوْمَ عَمْیًا اے بابا کاش مین آج کے روز اندھی ہوتی اور قبر تمہاری نہ دیکھتی یَا اَبَتَاہُ قَتَلُوْا اَخَاکَ
الْحُسَیْنَ ظَمْاٰنًا اے بابا تمہارے بھائی حسینؑ کو ظالمون نے تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا وَسَلَبُوْنَا
وَلَمْ یَتْرُکُوْا عَلٰی رُؤُسِنَا قِنَاعًا وَّ خِمَارًا اے بابا ہمکو ایسا لوٹا کہ چادرین اور مقنعہ ہمارے سرون پر
نچھوڑے لَطَمُوْا عَلٰی خُدُوْدِنَا اے بابا ہمین بے والی و وارث جانکہ ظالمون نے ہمارے رخسارون پر
طمانچے مارے اور اے بابا بھائی ہمارے ہم سے چھوٹ گئے معلوم نہین کہ اون پر کیا گزری پھر وہ لڑکی قبر
اپنے پدر کے پٹ کر اسقدر روئی کہ بیہوش ہو گئی لوگون نے اوسکو قبر مسلم سے چھڑا کر اونٹ پر بٹھایا اور قافلہ
آگے کو روانہ ہوا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس پنجم مین بیان شہادت باسعادت امام محمد تقی علیہ السلام بظلم معتصم باللہ روسیاہ دست بخس ام الفضل بدعمل سے بزہر ستم با دیگر معجزہ امام امم و خاتمہ مصائب امام حسین پر

اب مومنین غور کرین بغاوت و شقاوت ام الفضل بداصل دختر مامون رشید زوجہ امام
سعید پر بہی ملعونہ باعث شہادت امام باسعادت ہوئی ہے اور سبب ناموافقت اوس بدذات کا شاہ
کائنات کے ساتھ یہ تھا کہ جناب تقی علیہ السلام اور ازواج کی طرف بھی متوجہ ہوتے تھے اور خصوص مادر
گرامی امام علی نقی کو ام الفضل پر ترجیح دیتے تھے اسی وجہہ سے وہ ملعونہ مکرر اپنے پدر مامون سے شکایت
حضرت کی کیا کرتی تھی اور وہ سماعت نکرتا تھا اسلئے کہ جو سلوک بد اوس مرتد نے امام رضا علیہ السلام
سے کیا تھا اوس ظلم کے بعد اہلبیت رسالت کو ایذا دہی مناسب اپنی دولت کے نجانتا تھا چنانچہ اس امر
مین ایک معجزہ عجیب مامون بدنصیب نے امام غریب سے ایسا دیکھا کہ اوس روز سے زیادہ تر اوس بدسیر
کو ایذا رسانی اوس شاہ دوجہانی پر جرات نہوتی تھی۔ اب سنین حضرات مجلس گزشتہ مین ایک
بند مدح مین ان حضرات ائمہ کے لکھا گیا ہے بمصداق اوسی بند کے یہ معجزہ ہے **بند**

تابع ہین جن کے جن وہ سلیمان یہی تو ہین — داؤد جو سُنے ہون خوش الحان یہی تو ہین
مشہور خلق خضر بیابان یہی تو ہین — الیاس کیا ہین چشم سے پنہان یہی تو ہین
زندہ ہین جو جنان مین وہ ادریس ہین یہی — جو مر کے زندہ ہو وین وہ جرجیس ہین یہی

یہ مصرع ملحوظ رہے چنانچہ سید ابن طاؤس اور صاحب کشف الغمہ علیہم الرحمہ نے حکیمہ خاتون دختر امام رضا اور ہمشیرہ جناب تقیؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ام الفضل زوجہ میرے برادر امام محمد تقیؑ نے مجھ سے کہا کہ اے عمہ اگر آپ فرمائین تو ایک ایسی نقل عجیب اور بیان غریب ہین آپ کو سناؤن کہ کبھی آپ نے ایسی بات نہ سُنی ہوگی مین نے کہا کہ بیان کر تب اُس نے کہا کہ مین ایک روز اپنے گھر مین بیٹھی تھی کیا دیکھتی ہون کہ ایک زن صاحب جمال شیرین مقال میرے سامنے آئی مین نے اوس سے پوچھا کہ تم کون ہو اُس نے کہا کہ مین اولاد جناب عمار یاسر رضی اللہ عنہ اصحاب رسالتمآب سے ہون اور مین زوجہ ہون امام محمد تقی الجوادؑ کی مین سُنتے ہی اس کلام کے آتش غضب سے پر تعب ہوئی مگر اُسکے سامنے مین نے اپنے غصّہ کو ضبط کیا جب وہ میرے سامنے سے چلی گئی تو حسد و غیرت جو باہم عورات مین بباعث اس تعلق کے ہوتی ہے مجھے اسقدر رہا کہ مین ضبط و صبر او سپر نکر سکی تمام دن غم و غصّہ مین بسر ہوا جبکہ نصف رات گذری تو مین روتی ہوئی اپنے باپ مامون رشید کے پاس گئی اور حکایت پر شکایت اوس فرزند شاہ ولایت کی مین نے اپنے باپ سے کی کہ وہ میرے سامنے اور بی بیون سے رغبت رکھتے ہین اور جب مین کوئی بات اون سے کہتی ہون تو بلا و سواس مجھے اور سب بنی عباس کو برا کہتے ہین اور میری آپ کی حد تک بد تبلاتی ہین جب مین یہ شکایت کر چکی تو اُسوقت میرا باپ مستی شراب سے آپ مین نہ تھا اور اُس کو اپنے حال کی کچھ خبر نہ تھی سُنتے ہی میرے کلام کے تلوار لیکر خشمناک اوٹھا اور تمام خادم و ملازم اُسکے ہمراہ ہوئے جبکہ بالین امام دین پر پہنچا تو حضرت اوسوقت آرام مین تھے اور آنکھ لگ گئی تھی میرے باپ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بے تامل و بلا خوف و خطر سید جن و بشر کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بستر خواب پر حضرت کے خون بہنے لگا بوقوع اس واقعہ کے مین نے اپنے کردار بد و گفتار پر حد پر پشیمان ہو کر اپنا سر پیٹ لیا بس میرا باپ تو حضرت کا کام تمام کر کے اپنی جگہہ کو واپس گیا اور مین ایک گوشہ تنہائی مین روتی روتی سو گئی جب صبح ہوئی تو یاسر نام خادم نے میرے باپ کو آگاہ کیا کہ رات آپ سے عجب ایک حرکت غضب کی وقوع مین آئی ہے میرا باپ متوحش ہو کر بولا کہ کیا واقع ہوا جلد بیان کر خادم نے عرض کی کہ آپ کی دختر ام الفضل نے ایسا ایسا شکوہ اپنے شوہر جناب تقیؑ کا آپ سے کیا تھا اور آپ نے بلا تامل و تساہل اُسیوقت جا کر امام محمد تقی کو حالت خواب

مین تلوار سے قتل کرڈالا اور اُن کے جسم مبارک کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپ چلے آئے سُنتے ہی اس خبر وحشت اثر
کے میرے پدر نے اسقدر طمانچے اپنے سر اور روئے سیاہ پر مارے کہ پیٹتے پیٹتے بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا
تو اُس خادم سے فرمایا کہ اے یاسر تو مکان شاہ انس و جان پر جا اور مفصل خبر لا کہ اس حادثہ سے اہلحرم شاہ بی نظیر
کی کیا تقریر ہے اور جنازہ اُٹھانے کی کون تدبیر ہے اب اُس یاسر خادم کا بیان ہے کہ جب مین مکان امام کون
و مکان پر پہنچا تو عجب حال دیکھا کہ برلب حوض بیٹھے ہوئے امام پاک مسواک کر رہے ہین مین دیکھتے ہی ردئے شاہ
امم ادائے تسلیم کو خم ہوا حضرت نے جواب سلام مجھے دیا مین نے چاہا کہ حضرت سے کچھ پوچھون اُسی وقت حضرت
مشغول نماز ہوگئے اور مین پچھلے پاؤن ہٹکر دوڑا ہوا خدمت خلیفہ مامون مین آیا اور یہ مضمون اوسکو سنایا
کہ اے خلیفہ آپ کو بشارت ہو کہ امام محمد تقیؑ صاحب اعجاز مشغول نماز ہین اور کوئی صدمہ و گزند اوس شاہ ارجمند
کو نہین پہنچا سُنتے ہی مامون نے سجدۂ شکر ایزد بیچون ادا کیا اور اسقدر شاد کام ہوا کہ ایک ہزار درہم مجھے
انعام مین دئے اور حکم دیا کہ بیس ہزار درہم میرے خزانہ سے بطور ہدیہ کے خدمت امام محمد تقی علیہ السلام مین
بیجا اور اون سے میرا سلام عرض کر پس مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے چاہا کہ جسم مبارک
پر نظر کرون کہ اِن زخمون کے نشان بھی کچھ ہین یا نہین تو اُسوقت حضرت عبا پہنے ہوئے بیٹھے تھے مین نے
سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ میرے کفن کے لئے اپنا پیرہن خاص جو کہ زیب تن تقدس اختصاص ہے مجھے
عطا کیجئے کہ مین اوسکو اپنی خلعت آخری کے واسطے پاس رکھ چھوڑون حضرت نے فوراً مجھے اپنا پیرہن تن اطہر
جدا کرکے دیدیا اوسوقت مین نے جسم شریف شاہ پر نگاہ کی تو واللہ نشان تک بھی اون زخمون کا جسد
مطہر پر نہ دیکھا پس مامون رشید سے آکر مین نے سب ماجرا بیان کیا اوس نے وہی گھوڑا جسپر سوار ہوکر وہ لعین
واسطے قتل امام دین کے آیا تھا مع اُسی تلوار کے جس سے جسم امام پر وار کئے تھے یہ دونو چیزین حضرت کے
پاس ہدیہ بھیجین ام الفضل کہتی ہے کہ بعد اسکے میرے پدر مامون رشید نے مجھے تہدید کی کہ اگر آئندہ تجھسے
مین نے ایک حرف شکایت اوس نور چشم شاہ ولایت کا سُنا تو مین بہت ہی آزردہ ہونگا پس مامون رشید
خود بحضور امام سعید حاضر ہوکر مودب بیٹھا حضرت نے اُسکو براہ نصیحت فرمایا کہ شراب پینا ترک کردے پس
وہ شقی روبرو جناب تقیؑ کے تائب ہوا حضرت نے اوس پُر دغا کو دعا تعلیم فرمائی اور ارشاد کیا کہ یہی دُعا
اوس شب مین ہمارے لب پر تھی اسی دعا کی برکت سے تیری حرکت سے ہمکو کوئی ضرر نہین پہنچا اور وہ
دعا ذی درجات کتاب مہج الدعوات مین موجود ہے ۔ بس حضرات وہ دو مصرع گزشتہ اس جگہہ صادق آتے

ہین ۵ زندہ ہین جو جنان مین وہ ادریس ہین یہی + جو مر کے زندہ ہو وین وہ جرجیس ہین یہی + منقول
ہے کہ جب تک مامون رشید زندہ رہا اوس دعا کی برکت سے ہر بلا سے محفوظ رہا اور بہت سے بلاد و امصار اوس
سرآمد اشرار نے فتح کئے حکیمہ خاتون فرماتی ہین کہ ام الفضل نے یہ نقل بعد انتقال میرے برادر خوش خصال امام
محمد تقیؑ کے مجھ سے بیان کی تھی جبکہ وہ مقہورہ جبّاری براہ مکاری ماتم شوہر مین گریہ وزاری کرکے اوصاف
حمیدہ اوس برگزیدہ باری کے بیان کر رہی تھی پس تا حیات مامون رشید امام سعید مدینہ مین بود و باش رکھتے
تھے نہ حب جاہ نہ منصب دنیا کی تلاش رکھتے تھے پس جبکہ مامون رجیم بفحوائے اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۲۱۸ھ ہجری
مین واصل بعذاب الیم ہوا تو بعد اوسکے اوسکا برادر روسیاہ معتصم باللہ بادشاہ ہوا اوسوقت اعدائے
دین براہ حسد وکین درپے قتل اوس قبلۂ دنیا و دین کے ہوئے اور معتصم لعین کو قتل شاہزادہ پر آمادہ کیا
آخر اوس بدنہاد نے سرور عدل و داد کو پھر بغداد مین طلب کیا شاہ دین پناہ علم امامت سے بخوبی آگاہ
تھے کہ اب کی دفعہ بغداد سے زندہ پھر کر مدینہ مین نہ آئینگے مجبور شاہ جمہور نے بغداد کا قصد فرمایا مجلسی علیہ الرحمہ
لکھتے ہین کہ اوسوقت جناب امام محمد تقیؑ نے اپنے شاہزادۂ امام علی نقیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین تعین فرمایا اور اکابر
شیعہ و ثقات مومنین کو جمع کرکے اون کی روبرو نص صریح امامت پر نقیؑ باکرامت کے بیان فرمایا اور کتب
علوم الٰہی اور اسلحے و تبرکات رسالت پناہی اور نشان جمیع پیغمبران ماسلف کے اپنے خلف کو سپرد فرمائے
اہلحرم مین صدمہ مفارقت حضرت سے ایک شور قیامت برپا تھا اور اہل شہر نے فراق شاہ آفاق مین شور
گریہ وزاری کا بلند کیا تھا پس حضرت سب سے رخصت ہو کر واسطے زیارت اخیر کے اپنے جد رسول قدیر کے
روضۂ منورہ مین آئے اور زیارتِ آخری بجالائے پس عازم شہادت ہو کر سب کو روتا چھوڑا اور بغداد
کو روانہ ہوئے منقول ہے کہ سنہ ۲۲۰ہجری مین اٹھائیسوین تاریخ ماہ محرم کو حضرت بغداد مین پہنچے اور ام الفضل
بھی ہمراہ حضرت کے تھی اب کیفیت شہادت امام باسعادت سنکر مومنین باتمکین اندوہگین ہون کتاب
عیون المعجزات مین منقول ہے کہ جب حضرت بغداد مین پہنچے اور معتصم جافی نے برخلافی ام الفضل پر دغل
کی نسبت با امام عالی مقام معائنہ کی ایک روز اوس ملعون نے ام الفضل دون کو اپنے پاس بلایا اور اپنا رشتہ
قرابت برادر زادگی کا اوس سے جتلایا کہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے پس بحیلہ و مکر اوس بدگہر کو اس بات پر
لایا اور راضی کیا کہ کسی طرح سے تو زہر حضرت کے طعام مین ملادے اور نقش حیات اونکا صفحہ کائنات سے
مٹادے چنانچہ معتصم ملعون نے زہر قاتل پاس ام الفضل کے بھجوایا اوس ملعونہ نے وہ زہر قہر امام دہر کو

انگور ہائے رازقی مین ملا کر کھلایا رازقی ایک قسم انگور کی ہے اون کو زہر آلود کر کے سامنے اوس خاصۂ معبود کے لائی جب حضرت نے تناول فرمائے اور اثر زہر کا جسم مبارک پر ظاہر ہوا تو اس فعل سے وہ شرندہ نطفۂ شیطان پشیمان ہوئی جب کچھ چارہ جوئی نکر سکی تو ملعونہ روئی اور آستین بجس اپنی اشکون سے بھگوئی **نظم**

	پیدا جو شہ کے تن پہ ہوا زہر کا اثر اور بیکسی پہ شاہ کی روئی وہ بد گہر		ملعونہ منفعل ہوئی یہ حال دیکھکر شہ نے کہا کہ تو بھی ہے بے شرم کسقدر
	دنیا مین بیوفائی کہین ایسی ہوتی ہے		تو زہر دے کے آپ مجھے خود ہی روتی ہے
	بتلا تو روز حشر مین کیا ہوگا تیرا حال اور ہوگا دست فاطمہ مین عرش ذوالجلال		خاتون حشر کھولین گی جب اپنے سر کے بال اوسوقت تجھکو ہوویگا کس درجہ انفعال
	اب گھر مین معتصم کے تو چھپنے کو جائے گی		محشر مین فاطمہ سے کہان منہ چھپائے گی

پس حضرت نے فرمایا کہ اے ملعونہ مجھے قتل کر کے تو کیا روتی ہے بخدا سوگند تجھپر ایسی گزند پڑے گی اور ایسے زخم جان گیر مین مبتلا ہوگی جو مرہم پذیر نہوگا اور ایسے ایسے درد و صدمات اوٹھائے گی جس سے دنیا و آخرت مین تو رسوا ہو جائے گی پس بنا بر روایات صحیحہ کے امام مسموم مظلوم نے عین بعالم شباب کل پچیس سال تین ماہ بارہ یوم عمر شریف سے گذرے تھے چھٹی تاریخ ماہ ذیحجہ کو ۲۲۰ ہجری مین بروز شنبہ زہر سے شہادت پائی احادیث معتبرہ مین وارد ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام صاحبزادہ امام مسموم کے براہ اعجاز طے الارض فرما کر مدینہ منورہ سے بغداد مین تشریف لائے اور اپنے پدر عالی قدر کو غسل و کفن دیکے پہلوئے جد بزرگوار جناب امام موسی کاظم علیہ السلام مین دفن کیا اون کے مقام مدفن کو بلحاظ دفن دو امام علیہما السلام کے کاظمین شریفین کہتے ہین اور بعد دفن اپنے باپ کے امام علی نقیؑ اوسیدن بغداد سے مدینہ مین واپس آگئے کلینی علیہ الرحمہ نے بہ سند معتبر ہارون بن فضل سے نقل کی ہے ہارون کہتا ہے کہ مین مدینہ مین بخدمت اقدس جناب امام علی نقیؑ کے حاضر تھا یکایک حضرت چونک پڑے اور فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اور بے اختیار رونے لگے مین مضطر ہو کر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ خیر ہے یہ کیا حال آپ کا ہو گیا اور کلمہ انا للہ آپنے کیون فرمایا ارشاد ہوا کہ اے ہارون میرے پدر بزرگوار نے اسیوقت دنیا سے رحلت فرمائی مین نے عرض کی کہ فدا ہون مان باپ میرے آپ پر سے حضور کو کس طرح معلوم ہوا کہ اُنھون نے رحلت فرمائی وہ تو یہان سے منزلون کے فاصلہ پر بغداد مین تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ اے ہارون اسوقت مجھپر ایک

ایسی حالت طاری ہوئی کہ قبل اسکے کبھی ایسا نہوا تھا مین نے جانا کہ یہ حالت لوازم امامت سے ہے اور دوسری روایت معتبر مین لکھا ہے کہ اُسی دن جناب نقی گھر مین تشریف لے گئے اور اپنی دادی کی گود مین بیٹھ کر رونے لگے اُنہون نے پوچھا کہ اے نور چشم تم کس لئے روتے ہو کہا کہ اے جدہ نامدار اسوقت میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی اُنہون نے کہا کہ اے فرزند دلبند ایسی فال زبان سے نہ نکال حضرت نے مکرر فرمایا کہ بخدا اسوقت میرے پدر ارجمند نے انتقال فرمایا جسطرح مین کہتا ہون اسی طرح ہے اوسوقت تو جدہ حضرت کو اپنے فرزند دلبند جناب محمد تقیؑ کی طرف سے ایک اضطراب لاحق ہوا اور یہ کلام نقی علیہ السلام کا خط مین لکھکر مدینہ سے بغداد کو بھیجا گیا بعد چند روز کے خط کا جواب آیا تو اُسی ساعت امام محمد تقیؑ نے انتقال فرمایا تھا کہ جسکی خبر جناب نقیؑ نے دی تھی۔ اب سنیئے مومنین ام الفضل بد اصل کا انجام بروایت کتاب عیون المعجزات جب کہ امام محمد تقی الجوادؑ زہر ستم سے شہید ہو چکے تو معتصم باللہ روسیاہ ام الفضل کو اپنے محل مین لایا اوسی عرصہ مین اوس راندہ ارض کو ایک ایسا مرض پیدا ہوا کہ بموجب ارشاد اوس مقتول سم جفا کے جسکو شفا نہ تھی اور اوس خاصہ کبریائی نے رسوائی بھی اوس مادہ بیحیائی کی ارشاد فرمائی تھی سو پیش آئی ایک بہت بڑا ناسور از حال دوستان دور اوسکے مقام مستور پر پیدا ہوا ہر چند اطبائے دانشمند معالجہ بنت رشید کا کرتے تھے مفید نہوتا تھا آخر کار محل معتصم نابکار سے نکل پڑی اور جسقدر دولت و مال اوس بدخصال کے پاس تھا دست تعدی و غارت علاج سے تاراج ہوا انجام کو محتاج طعام ہوئی مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ بو فور بیحیائی گدائی کر کر چند روز ذلیل سوز رہی آخر کار بعذاب نار واصل ہو کر زیانکار دنیا و آخرت ہوئی پس مدت امامت جناب امام محمد تقیؑ کی ایک قول مین کچھ کم سترہ برس و بروایت کتاب دلائل حمیری اونیس سال پچیس روز کم بعد اپنے والد ماجد امام رضاؑ کے زندہ رہے

نظم

رونے کی جا نہین ہے یہ پیٹنے کی جا حضرت تقی تمام ہوئے وا مصیبتا	رونے کو آئے لاشہ پہ سر ننگے ابنیا ماتم کیواسطے اُٹھو بیٹھے ہو آہ کیا
شیعون کو بے امام زمانہ نہین کر گئے	لو مومنو امام تقیؑ آج مر گئے
سر پیٹنے کی جا ہے محبان مرتضیٰ مظلوم کربلا بھی تو تھا کل کا پیشوا	حضرت تقیؑ نے باپ کو اپنے کفن دیا جہلم تلک نہ قبر ملی نے کفن ملا
چالیس دن بدن کو کہان پر گزر گئے	سر کو کئی مہینے سنان پر گزر گئے

فصل ہفتم مین شرح احوال شاہ باکمال ہادی جن وبشر آقائے عاشر مشاصل ہر مرتد و شقی جناب امام علی نقی علیہ السلام اور اس مین چار مجلس ہین مجلس اول ہین ذکر اسمائے مقدسہ و القاب و کنیت وغیرہ و تاریخ ولادت و عدد اولاد و ازواج و فضائل و معجزات امام علی نقی الہادی و خاتمہ مصائب امام حسینؑ پر

نظم

شہید ظلم و جفا ہین سب اوصیائے علیؑ علی الخصوص نقی ہین جو دلربائے علیؑ	جفا کشیدہ دنیا ہین اقربائے علیؑ نثار اونپہ محبان جان فزائے علیؑ
سفر مین باپ کا دل زہر سے دو نیم ہوا	یہان مدینہ مین شش سالہ وہ یتیم ہوا
اگرچہ عمر تھی کم پر بہت تھا جاہ و جلال بتایا کرتے تھے ماضی و حال و استقبال	علوم غیب پہ اس سن مین تھا عبور کمال یتیم ہوکے وطن مین رہے وہ تیرہ ۱۳ سال
ابھی نہ داغ یتیمی مٹا تھا سینہ سے	طلب کیا متوکل نے جو مدینہ سے

پس اسم شریف حضرت کا علی لقب مبارک نقی و ہادی و نجیب و مرتضیٰ و عالم و فقیہ و مؤتمن و طیب و متوکل و عسکری ہین اور وجہ تسمیہ عسکری کی یہ ہے کہ شہر سر من رائے جسکو سامرہ کہتے ہین یہ شہر واسطے لشکر کے بنا ہوا تھا پس بوجہ سکونت اس شہر کے جناب نقیؑ اور اون کے صاحبزادہ امام حسن عسکری اس نام سے نامی ہوئی اور کنیت بابرکت جناب نقیؑ کی ابوالحسنؑ ہے سال ولادت باسعادت ۲۱۲ھ ہجری ہین تاریخ ولادت مین اختلاف ہے بروایت علی بن ابراہیم قمی تیرھوین ماہ رجب المرجب یوم شنبہ ولادت امام علی نقی علیہ السلام کی ہوئی اور زیارت ناحیہ مقدسہ صاحب الامر علیہ السلام بھی اسی پر دلالت کرتی ہے مکان ولادت حضرت ایک موضع اطراف مدینہ طیبہ مین ہے جسکا نام صریا لکھا ہے کتاب بصائر الدرجات مین بہ سند معتبر جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم چاہتا ہے کہ امام کو پیدا کرے تو سات برگ بہشتی پدر امام کے لئے بھیجتا ہے جب تناول کرتے ہین تو نطفہ امام کا منعقد ہوجاتا ہے اور جب وہ نطفہ اطہر شکم مقدس مادر مین منتقل ہوتا ہے صدائے مردم سنتا ہے اور جب زمین پر آتا ہے خداوند عالم ایک ستون نور اوس کے لئے درمیان زمین و آسمان کے بلند کرتا ہے اور ایک فرشتہ اوسکے دہنی بازو پر یہ آیہ شریفہ لکھتا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پس پدر بزرگوار آنحضرت امام محمد تقی الجوادؑ

اور والدہ ماجدہ جناب نقی الہادی کی سمانہ مغربیہ ام ولد ہین نقش نگین خاتم امام دین اللہ سبحانہٗ
وھو عصمتی من خلقہ رنگ روئے مبارک گندم گون قامت باکرامت ساتھ نہایت اعتدال کے موزون
حسن اخلاق اور جمیع علوم و کمالات مین تمام روئے زمین پر سب سے فاضل تر حاکم وقت ولادت مامون
ملعون ازواج مین حضرت کے کوئی زن آزاد نہ تھی بسند صحیح صرف ایک کنیز خدمت مین تھی اُس سے
چار فرزند اور ایک دختر پیدا ہوئے نام فرزندون کے اوّل جناب امام حسن عسکری علیہ السلام دوسرے حسین
تیسرے محمد چوتھے جعفر جن کو کذاب کہتے ہین بعضون نے دو صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی اور زیادہ
کرکے چھ فرزند لکھے ہین اور نام اون کی ایک ابی زید دوسرے ابراہیم اور نام صاحبزادی کا عایشہ تھا
اور وجہ جعفر کے کذاب ہونے کی یہ لکھی ہے کہ ہوتے ہوئے امام حق اپنے برادر جناب امام حسن عسکری
علیہ السلام کے دعوی باطل امامت کا کرتے تھے مگر بانجام کار اس دعوی سے گذر کر تائب ہوئے کہ
اسی وجہ سے تواب انکا خطاب مشہور ہے اولاد جعفر تواب بہت کثرت سے ہوئی منقول ہے کہ ایکسو بیس ۱۲۰
فرزند اون کے پیدا ہوئے اور اکثر صاحب اولاد ہوئے اب کچھ ذکر معجزات شاہ کائنات جناب امام
علی نقی علیہ السلام کا مومنین سنین جبکہ بعد فوت معتصم باللہ بدنہاد متوکل باللہ عباسی تخت خلافت
بغداد پر بیٹھا تو بروایت شیخ مفید و علمائے دیگر متوکل لعین نے بقصد توہین و ایذا رسانی اوس شاہ
دوجہانی کو مدینہ سے بغداد مین طلب کیا اور براہ عیاری و مکاری اوس شقی نے جناب تقی کو ایک
خط مشفقانہ بتعظیم و تکریم لکھا کہ آپ کی بدخلافی کے سبب مین نے عبداللہ بن محمد حاکم مدینہ کو بدل کر
محمد بن فضل کو اُسکی جگہہ مقرر کیا ہے اور آپ کے اعزاز و اکرام کے بارہ مین اوسکو تاکید اکید تہدید کردی
گئی ہے یہ تو نوشتہ اپنا حضرت کو لکھا اور ابراہیم بن عباس سے ایک خط اس مضمون کا لکھوا کر بھیجا
کہ خلیفہ متوکل آپ کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہے اگر آپ کو تکلیف نہو تو مع اپنے اہلبیت اور خدم و
حشم کے آپ جب مزاج مین آئے اسطرف نزول اجلال فرمائے اور یحییٰ بن ہرثمہ کو مین آپ کی خدمت
مین بھیجتا ہون اگر مناسب جانین تو اس کو آپ اپنے ہمراہ اس سفر مین رکھین کہ یہ آپ کی اطاعت
ہر امر مین بجالائیگا اور یہانتک مبالغہ و اصرار ابراہیم بن عباس نے لکھا کہ خلیفہ کے نزدیک اُس کے
بیٹون اور بھائیون مین آپ سے زیادہ تر کوئی عزیز و گرامی نہین ہے جب اس مضمون کا نامہ حضرت کے
پاس پہنچا تو شاہ بحر و بر بہت جلد تہیہ سفر کا فرما کر ہمراہ یحییٰ بن ہرثمہ کے مدینہ سے متوجہ سر من رائے کی ہوئے

تب یہ حضرت وہان پہنچ چکے اور متوکل ملعون کی خاطر جمع ہوگئی تب اُس بدذات نے ملاقات تک بھی حضرت سے نہ کی اور غرض اُس لعین کی جلاوطن کرنے امام دین سے یہ تھی کہ جب اجماع شیعیان و رجوع مردمان اہل مدینہ و حجاز اوس مظہر اعجاز کی طرف دیکھا تو حاکم مدینہ نے براہ کینہ متوکل کینہ کو عرضی لکھی کہ اگر آپ حکومت مکہ اور مدینہ کی چاہتے ہین تو امام علی نقیؑ کو مدینہ سے خارج کرین کہ اسطرف کی تمام خلائق کو اُنہون نے اپنا مطیع اور منقاد کرلیا ہے پس جب حضرت شہر سامرہ مین پہنچے تو متوکل بدذات نے ملاقات یا دیگر مدارات و اکرام مہمان کا تو کیا امکان تھا مکان تک بھی حضرت کے رہنے کو ندیا جبکہ خبر نزول اجلال شاہ باکمال کی اوس بدخصال کو دی گئی تو مردود نے اوس خاصہ معبود کو کاروان سرائے مین اوترنے کا حکم دیا کہ جو مقام غربا و مساکین کے رہنے کا تھا محمد بن یعقوب کلینی وغیرہ علما نے صالح بن سعید خوش سیر سے یہ روایت معتبر لکھی ہے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ ایک روز مین اوسی مکان فرودگاہ شاہ مین واسطے قدمبوسی امام دین پناہ کے حاضر ہوا اور بعد ادائے تحیت و تسلیم امام کریم سے مین نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ خلیفہ بغداد نے براہ عناد آپ سے شاہ جلیل کو ایسی جائے ذلیل مین اوتارا ہے کہ جو مسافران بے نام و نشان کے رہنے کی جگہ ہے خدا لعنت کرے اُس قوم پر کہ واسطے چھپانے نور امامت کے یہ شامت ہے واللہ مجھپر بہت دشوار و سخت ناگوار ہے کہ ان ملاعین نے مسکن غربا و مساکین مین قبلہ دنیا و دین کو مسکین کیا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای جوان یہ جائے ننگ واسطے ہمارے باعث عار و ننگ نہین ہے حق سبحانہ تعالے نے ہمکو وہ نعمت اور وسعت عطا فرمائی ہے کہ ہر عسر و یسر ہمارا یکسان ہے تجھکو معرفت قدر و منزلت ہماری اسقدر بھی نہین ہے کہ ہماری شان و شوکت کے سامنے یہ خیال کرتا ہے **نظم** تو جانتا نہین کیا اسکو اے سعادت مند + بلند کرتا ہے جسکو خدائے پست و بلند + مکان پست سے ہوتا نہین کچھ اسکو گزند + رسول صاحب معراج کا مین ہون فرزند + زمین پہ بیٹھنے سے آبرو ہماری ہے + ابوتراب کے بیٹون مین خاکساری ہے + پس دست مبارک اُٹھا کر ایک جانب کو مجھے اشارہ کیا دیکھتا کیا ہون کہ تا بوسعت نگاہ ایک باغ دلخواہ شاداب و پرتاب ہے ایک طرف اشجار پر اثمار ایک سمت خیابان چمن زار نخلہائے بوقلمون میوہ ہائے گوناگون قصور پر نور مجمع غلمان و حور

نظم

اور اُسکے صحن مین ہے قصر گوہر و یاقوت	نظارہ باغ کا اہل نظر کی روح کا قوت
ہر ایک قصر سے ہے قدرت خدا کا ثبوت	غرض کہ جمع ہے وان نور خالق ملکوت
لکھا ہے در پہ ہے ہر یک بوستان نقیؑ	ہین اُسکے مالک و مختار دوستان نقیؑ

امام پاک کے رتبہ پہ کی جو اوس نے نگاہ
زبان صدق بیان سے کہا یہ پھر ای شاہ
قدم پہ گر پڑا ابن سعید حق آگاہ
امام عصر ہے تو لا الہ الا اللہ

وصی حاض ہے تو شیر کبریائی کا
قسم خدا کی تو مختار ہے خدائی کا

کہا امام نے اے میرے مونس دلخواہ
خلیفہ گو کہ نہین میری قدر سے آگاہ
تو معتقد ہے مرا مرحبا جزاک اللہ
مگر خدا نے کیا ہمکو دو جہان کا شاہ

جہان مین کس لئے ہم طالب مکان ہووین
ہمارے سینہ کو جب ایسے بوستان ہووین

کیونکہ مومنین مہمان کی بہی توقیر و تمکین ہوتی ہے کہ پہلے بلانا اور پھر ستانا با وصف دیکھنے معجزات اور جان نے قدر و منزلت ان حضرات طاہرات کی دشمنان خاندان رسالت نے ستانے اور ایذا پہنچانے آل محمد مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا چنانچہ مظلوم کربلا کی مہمانی پر خیال کرو کہ پہلے تو اشقیائے امت نے ہزارہا نامے لکھ لکھ کر حضرت کو تکلیف دی اور جب آپنے اون کے حسب الطلب قدم رنجہ فرمایا تو پہلے ضیافت اوس عالی درجات کی یہ کی کہ لب فرات سے خیمے اون کے اٹھوا کر ایسی جائے ہولناک مین اون کو اوتارا کہ جو محض بے آب و علف تھی اور جا بجا منادی و اشتہار جاری کر دئے تھے کہ کوئی شخص بگذر غلہ وغیرہ اشیائے خوردنی و نوشیدنی لشکر حسین مین واسطے فروخت کے بھی نہ لیجائے ساتوین تاریخ محرم سے مہمان کربلا پر پانی اور دانہ بالکل بند کر دیا تھا اور جب انکو تین دن کی بھوک و پیاس مین شہید کیا تو اون کے والتون اور باقی ماندون پر بھی کسی نے رحم نکھایا چنانچہ زینب خاتون سے یہ غضب کا مضمون نقل ہے کہ جب دن عاشور کا بھی تمام ہوا اور گیارھوین تاریخ محرم کی ہوئی تو اوس روز تک بھی کوئی سنگدل منفعل نہوا آپ کھانا زہر مار کرتے تھے اور ہم اور ہمارے بچے بشدت فاقون سے مرتے تھے

نظم

ہفتم سے تا دہم حرم شہ تھے بے غذا
خود کھانا کھایا سب نے حرم کو نہ کچھ دیا
کھانا کھلاتا کون جو وارث تھے مر گئے
دسوین سے تا دوازدہم تھا نہ کچھ ملا
کھاؤ گے یا نہ کھاؤ گے یہ ذکر بھی نہ تھا
جنگل مین سات فاقے حرم پر گذر گئے

بعض کتب اخبار مین منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسین کے اون کے پس ماندون مین امام زین العابدین اور کچھ اطفال خورد سال اور چند عورتین باقی رہ گئی تھین اوسوقت بعض رؤسائے کوفہ نے باہم مشورہ کیا کہ جس شخص کے قتل سے ہمارا مطلب تھا وہ تو قتل ہو چکا اب چند رانڈین اور کچھ بچے باقی ہین مناسب ہے کہ اونکو

آب و طعام سے ناکام نہ رکھین کہ وہ قابل رحم ہین اس رائے کو سب نے پسند کیا اور یہ چند رئیس جمع ہوئے
اسمار بن خارجہ اور حمید ابن مسلم اور مرہ بن مہاجر و مہاجر بن روس اور علی بن طحان اور یزید بن رکاب
پس یہ سب لوگ جمع ہو کر عمر سعد اشقر الناس کے پاس آئے اور اوس ملعون سے یہ مضمون ادا کیا کہ اے
عمر سعد اب الحرم حسینؑ کی باب مین تیری کیا رائے ہے آیا ان کو بھی قتل کرے گا یا بھوکا پیاسا کر کے ان کا مرنا چاہتا ہے
یا کیا ارادہ ہے یہ سنکر وہ حق فراموش خاموش تھا اور جواب نہ دیتا تھا اس سکوت سے اوس بیرحم کے ثبوت
کیا کہ اب بھی منشا اس بدانجام کا ان بیکسون کو آب و طعام دینے کا نہین ہے تب تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ
اے عمر سعد ہم لوگون نے حکم سے ابن زیاد بدنہاد کے ایسے ایسے خاصانِ خدا کو قتل کیا ہے کہ روئے زمین
پر وہ اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اب اون کی عورات و اطفال کئی دن کے بھوکے اور پیاسے ہین بہت جلد اون
بیکسون کے واسطے سرانجام آب و طعام کا کر کے بھجوا کہ حمیت عرب کی متقاضی ہے پس اگر تو ہمارے کہنے پر
عمل نکرےگا تو ہم بے شبہ تجھ سے قتال کرین گے اور ہم کیونکر اون بیوارثون کو آب و طعام نہ دین کہ ہمکو اپنی
قوم مین جانا اور منہ دکھلانا ہے قَتَلْنَا رِجَالَھُمْ وَ اَطْفَالَھُمْ بِاَیْدِیْنَا قتل کیا ہمنے انکے مردون کو اور
اطفال کو حتی کہ ایک بچہ شیر خوار کو پیکانِ آبدار سے ہم لوگون نے اپنے ہاتھون سے شہید کیا جب یہ تقریر
روسائے کوفہ کی اوس شریر نے سُنی تو بدنہاد نے بخوف فتنہ و فساد کے حبیب ابن حماز کو بلا کر حکم دیا کہ
کچھ آب و طعام اہلبیت امام کیواسطے لیجا اوس مرتد نے براہ خوشامد عمر سعد سے کہا کہ اے امیر ابھی تاخیر کر
ہم لوگون نے آج روزہ منت قتل حسینؑ کا رکھا ہے جب ہم روزہ افطار کر چکین گے اوسوقت اون کو
بھی کچھ کھانا بھیجدین گے یہ سُنکر روسائے کوفہ نے کہا کہ اے ابلیس شریر کو ہرگز نہ بھیج یہ نہایت سنگدل
ہے ایسا نہو کہ یہ شقی اون بیکسون پر کچھ سختی و تشدد کرے اور اون دل شکستون کو اور زیادہ دکھ و
تردد پہنچائے مناسب یہ ہے کہ کچھ عورتون کو لشکر سے انتخاب کر کے طعام و آب اون کے ہاتھ بھیج پسر
سعد نے کہا کہ تم لوگ مختار ہو جسے چاہو بھجواؤ منقول ہے کہ اوسوقت چالیس عورتون کو و بروایت دیگر
ساٹھ عورات کو اشراف قوم سے انتخاب کیا اون عورتون مین زوجہ حضرت حُر کی بھی تھین اور دو بیٹیان
عمر سعد کی اور ام عاصر اور ہندہ اور زوجہ قیس اور زن اسمار بن خارجہ وغیرہ ان سب عورتون کے شوہر تو واسطے
بھیجنے کے اپنی ازواج کو راضی ہوئے لیکن ہندہ یہ زوجہ تھی اوس لعین روسیاہ کی جس نے قاسم نوشاہ
کو شہید کیا تھا نام اوس ملعون کا عمر بن سعید بن نفیل ازدی تھا وہ اپنی زوجہ کے بھیجنے پر رضامند نہوا اور

عورت خود اپنے جانے سے خوش نہ تھی اسلئے کہ اوسکو شرم دامنگیر ہوئی اور کہنے لگی کہ مجھکو اہلحرم مین نہ لیجاؤ
کہ میرے شوہر نے قاسمؑ نوداماد کو شہید کیا ہے مجھے قاسمؑ کی مان سے شرمندگی ہوگی اور اُسکی بیوہ دلہن
کے سامنے میری آنکھین نیچی ہونگی تب روسائے کوفہ نے اوس کی جگہہ زوجہ عثمان یاسر اور اُسکی دونو بیٹیان
اور تین عورتین قبیلہ بنی اسد سے تجویز کر کے ہمراہ اون کے پندرہ خوان روٹیون کے اور پچاس مشکین پانی
کی بھجوائین جب وہ عورتین قریب در خیمۂ اہلبیتؑ کے پہنچین تو وقت مغرب کا آگیا تھا کسی عورت کا قدم آگے نہ
بڑھتا تھا جو جو ظلم کہ اُن کے شوہرون بے ایمان نے سید الانس و جان پر کیئے تھے اوسکی ندامت سے اہلبیتؑ
مین جانے کی کوئی سبقت نکر سکتی تھی وہ اسکو اور یہ اوسکو تحریک آگے بڑھنے کی کرتی تھی اور آپس مین کہتی
تھین کہ ہم کیا مُنہ لیکر ان کے خیمہ مین جائین سب بی بیان اپنے وارثون کے غم مین مبتلا ہین ہمارا روئے نحس
دیکھکر اور زیادہ اون کو صدمہ ہوگا پس وہ اسی فکر مین متحیر تھین اِذا بَکَت زَینَبُ وَقَالَت بِحَقِّ اللّٰہِ
لَا تُؤذُونَا بِاللَّیلِ وَالصِّبیَانِ فِی المَنَامِ اوسوقت اون کی آہٹ سے جناب زینب خاتون نے سمجھا
کہ پھر یہ قوم جفا کار ہمارے لوٹنے کو آئی ہے باواز حزین رو کر فرمایا کہ اے قوم برائے خدا ہمکو رات کے وقت
نہ ستاؤ اور ہمارے لوٹنے کو نہ آؤ کہ بچے ہمارے روتے روتے سست ہوکر سوگئے ہین صبح کو جو چاہو تو ہمارا
اسباب جو پاؤ وہ غارت کر لینا اوسوقت ایک عورت نے اون مین سے عرض کی کہ اے بی بی تم اندیشہ
نکرو ہم تمہارے لوٹنے کو نہین آتی ہین بلکہ کچھ آب و طعام تمہارے واسطے لاتی ہین فَدَخَلَت اَوَّلًا
زَوجَۃُ حُرِّ ابنِ رِیَاحِیِّ وَاَلقَت قِنَاعَهَا وَخَلفَهَا النِّسوَانُ
بَاکِیَاتٍ جُنِّ بَنَاتٍ پس اون سب عورتون مین سے اوّل جس نے سبقت کی وہ زوجہ
حُر ابن ریاحی تھی اوس نے مقنع اپنے سر سے پھینکدیا اور ننگے پانون روتی ہوئی خیمہ حرم مین داخل ہوئی
اوسکے پیچھے باقی عورتین روتین پیٹتین داخل ہوئین اور وہ سب عورتین قوم اشقیا کے حق مین بد دعا
کرتی تھین کہ خداوندا جمیعت کو اِن ملعونون کی پراگندہ کر اور رزق اونکا بند کر اور مکانون کو اون کے
خراب کر اور قبرون کو اون کی آگ سے بھر کَمَا قَتَلُوا ابنَ نَبِیِّکَ بِلَا جُرمٍ جیسا کہ قتل کیا انھون نے بیگناہ
سبط رسالت پناہ کو پس زوجہ حُر کے وسیلہ سے سب عورتون نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ اے دختر
بتولؑ تقصیر ہماری معاف ہو کہ ہم محض ناچار تھی اب ہم نادم ہین اون ظلم و ستم پر جو ہمارے شوہرون نے
تم پر کئے ہین اور یہ آب و طعام حاضر ہے اس مین سے آپ بھی نوش فرمائیے و بچون کی فاقہ شکنی کرائیے

وَاصْبِرُ عَلٰی عَزَاءِ الْحُسَیْنِ اور صبر فرمائے ماتم حسین مین فبکت زینب وقالت کیف اٰکل ھٰذا الطعام وقد قتل اخی جائعاً وعطشاناً جناب زینب نا کام ذکر آب و طعام سُنکر بہت روئین اور بھائی اپنے کی بھوک و پیاس یاد کر کے فرمایا افسوس مین کیونکر یہ کھانا کھاؤن اور پانی پیون میرا برادر مظلوم گرسنہ و تشنہ ہوکر شہید ہوا ہے بخدا یہ آب و طعام بعد قتل برادر تشنہ کام کے مجھے ہرگز گوارا نہوگا پس وہ عورتین لشکر عمر سعد مین واپس گئین مگر زوجہ حُر اور خواہر ہاشم بن عتبہ خدمت اہلبیت مین حاضر رہین اور یہ دونو عورتین جناب زینب کو پرسا بھائی کا دیتی تھین اور جناب زینب اون دونون کے شوہر و برادر کا پرسا دیتی تھین اور اوسوقت اہلبیت مین عجب طرح کا کہرام برپا تھا کہ ہرطرف سے آواز واحُسَیْنَاہ و اعباساہ وا علی اکبراہ کی بلند تھی۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

مجلس دوم مین ذکر فضائل و معجزات شاہ خوش صفات عالی مقام جناب امام علی نقی علیہ السلام و مضمون فی النار ہونا متوکل ملعون کا دعائے بد امام سے خاتمہ مصائب امام حسین پر

جلاء العیون مین مجلسی علیہ الرحمہ بسند سید ابن طاؤس وغیرہ علما سے لکھتے ہین کہ متوکل بے شرم امام علی نقی کے مرتبے گھٹانے پر نہایت سرگرم تھا ایک مرتبہ اوس لعین نے بہ نیت توہین امام دین حکم عام دیا کہ آج بوقت سواری کے سوائے فتح خاقان وزیر کے تمام اعیان و اشراف ہمراہ ہماری سواری کے پا پیادہ ہوکر چلین اگرچہ اِس حکم سے تمام روسائے نادیدہ جفا و اشراف و امرائے اندوہ ناآشنا اپنے دلون مین بہت جلے مگر چار و ناچار حکم حاکم مرگ مفاجات پاپیادہ ہی ساتھ چلے اوس گروہ مین شاہ باشکوہ امام علی نقی علیہ السلام بھی پاپیادہ تشریف لے چلے کہ مقصود اوس مردود کا یہی تھا

نظم

زبان وحی بیان سے یہ کہتے تھے مولا	برب کعبہ کہ مین ہون امام ہر دو سرا
سر پر ہے میرے جد کا عروج عرش علا	براق خلد اوسی کردگار نے بھیجا
غریب و بیسرو سامان رسول زادہ ہون	مین تاج عرش معظم ہون گو پیادہ ہون

زراقہ نام ایک حاجب اُس کاذب کا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اوسوقت شاہ خوش خصال کے روئے مبارک پر آثار ملال کے مین نے دیکھے موسم گرمی کا تھا پیشانی نورانی غرق عرق تھی مین نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ آپ تکلیف نفرمائے اور ٹھہر جایئے فرمایا کہ اسوقت بحکم ضرور مین مجبور ہون اگر پیادہ نہ آتا تو اوس ملعون کے ہاتھ سے امان نہ پاتا اور بہادر ہے کہ ایذا دہی ہماری اہن ناری بے ادب کے حق مین خدا کا غضب ہے ا ی

زراقہ ہمارے اوپر ستم حضور خداوند عالم پے کرنے ناقہ صالح پیغمبر سے کم نہین ہے اس کلام امام ہمام سے مین نہایت ہی مورد اندوہ و آلام ہوا جسوقت سواری اوس ناری سے مین واپس ہو کر اپنے مکان پر آیا تو اسوقت مین میرے مکان پر ایک معلم خوش نہاد پاک اعتقاد تقیّہ کی حالت مین میرے لڑکون کو تعلیم کرتے تھے مین نے کلام امام زمان کو اوس معلم سے بیان کیا سُنتے ہی وہ معلّم ہمہ تن میری طرف کو متوجہ ہو کر بولے کہ شیخ کہاہ امام علیہ السلام نے مثال اپنے حال کی تیرے سامنے ناقہ صالح پیغمبر سے دی ہے مین نے قسم یاد کی اور تمام روداد اونکو سنائی تب اوس روشن ضمیر نے مجھ سے یہ تقریر کی کہ اے زرافہ یاد رکھ اب عنقریب اوس بادشاہ بدنصیب کا قصّہ تمام ہے تو جلد جلد انتظام حفاظت اپنے اسباب و زر و مال کا کر لے کہ اس نطفہ حرام کی زیست کے ایام تمام ہو چکے ہین بعد تین روز کے یہ عاقبت سوز و اصل جہنم ہوگا مین نے سبب اسکا پوچھا بولا کہ فرمانا معصوم کا دروغ نہین ہے حق سبحانہ تعالےٰ اقصّہ ثمود مین فرماتا ہے کہ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِکُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ یہ وعید فرمان مجید مین پے کندگان ناقہ صالح کے حق مین ہے کہ ان مین جو جو طفل یا جوان یا مسن ہے تمتع اونکا گھرون مین تین دن ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تین روز بعد سب قوم ہلاک ہو کر پیوند خاک ہوئی اس مثال معصوم سے صاف معلوم ہے کہ وقت ہلاک اس ناپاک کا آپہنچا ہے سُنتے ہی اس بیان کے مین براہ حمق ناحق اوس باصفا پر خفا ہوا کہ یہ کیا فال بد تجھ سے سرزد ہوئی غصّہ کی حالت مین مین نے اوس عالی مدارج کو اپنے مکان سے خارج کیا پھر مین نے اپنے دل مین سوچا کہ اگر یہ کلام معلّم کے راست ہوئے تو وہ بزرگوار ناحق تیرے مکان سے برخاست ہوئے پس احتیاطاً مین نے اپنا مال و خزانہ سنگوانا شروع کیا اور تین روز تک انتظار دور لیل و نہار کار ہا کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا رنگ روپ ظاہر ہوتا ہے تیسرے دن اوس صاحب باطن کا کہنا من وعن ظاہر ہوا یکایک منتصر باللہ بیٹا متوکل روسیاہ کا مایل ریاست ہو کر بسر سیاست آیا اور قوم ترک اپنے ہوا خواہان باخلوص کو باہم اور جملہ غلامان مخصوص کو فراہم کرکے داخل ایوان متوکل بے ایمان ہوا قبضہ پر ہاتھ سپاہ ساتھ غضبناک سفاک آتے ہی اپنے پدر ناانصاف پر ہاتھ صاف کیا سر سے تا بناف مثل پنبہ نداف ٹکڑے ٹکڑے اوڑائے اسکے بعد فتح بن خاقان وزیر کی گلوگیر ہو کر مثل نخچیر کے فوراً پارہ پارہ بنایا دونو کے سر کاٹ کر خاک ہلاک پر گرائے بظہور اس فساد کے مجھکو امامت پر کامل اعتقاد ہوا اور حضور امام علی نقی علیہ السلام مین حاضر ہو کر کلام معلم با تمام عرض کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوس معلم کا کہنا صحیح تھا فوت متوکل لعین با این رسوائی و توہین اثر و نتیجہ ہماری نفرین و بددعا کا ہے قطب راوندی ابن رودمہ سے ناقل ہین کہ وہ بیان کرتا ہے کہ زمانہ خلافت متوکل لعین مین میرا اتفاق جانے کا شہر سامرہ مین ہوا وہان مین نے سُنا کہ متوکل شقی نے

امام علی نقی علیہ السلام کو قید کیا ہے اور اوسکا دربان کوئی شخص سعید نام ہے اوسکے مکان مین آپ مقید ہین یہ بات سُنکر مجھکو نہایت صدمہ ہوا اور واسطے مزاج پرسی اوس زینت عرش و کرسی کے مین اوس شیطان دربان کے مکان پر گیا وہان مین نے سُنا کہ متوکل لعین نے حکم قتل اوس قبلہ دنیا و دین کا دیدیا ہے قبر کھودی جاتی ہے اور صبح کو وہ ضرور قتل کئے جاینگے یہ سُنکر مجھے اور زیادہ صدمہ ہوا جب نظر اوس دربان بے ایمان کی مجھپر پڑی تو براہ طنز و کنایہ مجھسے بولا کہ اے اودمہ تو اپنے خدا کو دیکھنے آیا ہوگا جواب مین مین نے کہا کہ خدا میرا منزہ و مقدس ہے اس سے کہ آنکھین اوسے دیکھ سکین پھر وہ ملعون کہنے لگا کہ مین اونہین کہتا ہون جنکو تم اپنا امام جانتے ہو یعنی امام علی نقیؑ کو مین نے کہا کہ ہان اونکا دیکھنا مجھے منظور ہے بولا کہ مجھے اون کے قتل کا حکم ہے وہ کل پر منحصر رکھا ہے صبح کو بالضرور اون کو قتل کرونگا اگر تجھے دیکھنا ہو تو یہ آخری اونکا دیکھنا ہے دیکھ لے جب مین حضرت کی خدمت مین گیا تو عجب حالت سے اوس نہال باغ رسالت کو مین نے دیکھا کہ ایک حجرہ تنگ مین حصیر کہنہ پر بیٹھے ہین اور سامنے حضرت کے ایک قبر کھودی جاتی ہے جمال روئے مبارک بھی غم سے زرد کمال نحیف جسم شریف اور دراز سر کے بال علیؑ کے لال کی آنکھین فرط گریہ سے لال لحد بھی کھدتی ہے وہان پھر شاہ نیک خصال امور قتل ہم شاہ کائنات کے ہین یقین ہوا مجھے مہمان یہ ایک رات کے ہین بس مین یہ حالت پر ملالت دیکھکر اور اوس قبر کو مشاہدہ کر کے بہت ہی بیتاب ہو کر رویا حضرت نے فرمایا کہ اے اودمہ تو کس لئے روتا ہے عرض کی مین نے کہ اے میرے مولا مین کیونکر نہ روؤن کہ حضور کو اس حالت مین دیکھتا ہون کہ قبر بھی آپ کے واسطے کندہ ہو رہی ہے اب کاہے کو شرف حضوری مجھے نصیب ہوگا **نظم**

کہا امامؑ نے مت رو تو اے مرے غمخوار	اگرچہ قبر مری پیش مرگ ہے تیار
مگر گزند نہ پہنچیگا ہم کو کچھ زنہار	ہماری موت سے پہلے مرینگے یہ غدار
نہ حاجب اور متوکل زبون ہوویگا	کہ ایک آن مین دونو نکا خون ہوویگا

پس فرمایا کہ اے اودمہ دو روز تک ان ملعونون کو یہ امر ہمارے قتل کا میسر نہوگا آخر خون متوکل ملعون اور اس دربان بے ایمان کا بہایا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا۔ اب مومنین اندوہگین اور اشکبار ہونا اس مجلس کا مآل کار ہے اسلئے کچھ تذکرہ مصائب فرزند مظہر العجائب امام المشرقین ابا عبد اللہ الحسینؑ کا عرض کیا جاتا ہے ہر چند کہ ہر ذکر مصائب امام باعث رنج و آلام ہر خاص و عوام کا ہے مگر یہ دو صدمے ایسے ہین کہ ان کے بیان سے دل ٹکڑے ہوتا ہے اول تو صدمہ قید اہلبیت فرزند خیر البشر دوسرے کیفیت سرہائے شہدائے حق و

بشر کی ذکر ان ہر دوام کانشتر جگر ہے کس منہ سے بیان کیا جائے۔ احمد بن عصفور کے مقتل مین یہ نقل مسطور
ہے کہ جب اعدائے دین دختران سیدالمرسلین کو لیکر معہ سرہائے شہدائے کربلا کے شہر دمشق مین داخل ہوئے
تو یزید پلید نے اون بے وارثون کو ایک خرابہ مین متصل جامع مسجد کے قید کیا اور ہندہ بنت عبداللہ عامر زن
یزید کا مکان قریب اوس خرابہ کے واقع تھا جب ہندہ نے سُنا کہ میرے قصر کے نزدیک کچھ بی بیان زمرۂ اشراف
سے قید ہو کر آئی ہین اون بیکسون کے دریافت حال کیواسطے ہندہ اپنی دختر رملہ کو ساتھ لیکر اوس خرابہ کی طرف روانہ
ہوئی جب وہان پہنچی تو رملہ نے سب بی بیون کو بغور دیکھا اون سب مین جناب سکینہ کو اپنی ہم سن دیکھکر اونہین
کے پاس آکر بیٹھی اور پوچھنے لگی کہ اے بہن تم کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو اور اب کہان سے تم گرفتار
ہو کر یہان آئی ہو اور تم سے ایسا کیا جرم سرزد ہوا ہے کہ میرے باپ نے تم کو اس سختی کے ساتھ قید کیا ہے سکینہ
نے یہ باتین رملہ کی سُنکر ایک آہ اس شدت سے کی کہ رملہ ٹھہرا گئی جب سکینہ نے کچھ جواب اسکے سوال کا ندیا تو اُس نے
دوبارہ وہی سوال کیا اور مبالغہ تمام اون کے حال کی جویا ہوئی تب سکینہ نے مضطر ہو کر اپنی پھوپھی زینب خاتون
کی طرف کو دیکھا اور امیدوار اجازت کی ہوئین اوسوقت جناب زینب نے فرمایا کہ اے بیٹی جو کچھ یہ تم سے سوال کرتی
ہے اوسکا جواب اسکو دو بس سکینہ نے اجازت پاکر رملہ سے صاف صاف فرمایا کہ اے بہن تو کیا ہمارا حال پوچھتی
ہے ہم یثرب کے رہنے والے ہین یثرب کا نام سُنکر رملہ اور زیادہ تر مصر ہوئی کہ تم یثرب کے کس محلہ مین رہتے ہو اور
کس قبیلہ سے ہو مفصل اپنا نام و نشان مجھے بتلاؤ تب سکینہ نے بمجبوری نیچے نگاہ کر کے اوس سے فرمایا کہ اے
بہن تو نام و نشان ہمارا پوچھتی ہے پہلے یہ بتلا کہ تو حبیب خدا جناب محمد مصطفے کو بھی پہچانتی ہے رملہ نے
کہا کیونکر مین اونکو نہ پہچانون کہ وہ پیغمبر آخر الزمان ہین پھر پوچھا کہ تو جناب فاطمۃ الزہرا سے بھی واقف ہے رملہ نے
کہا کہ اونہین کیون نہین جانتی کہ وہ ہمارے پیغمبر کی صاحبزادی ہین فرمایا کہ تو علی ابن ابیطالب کو بھی جانتی ہے رملہ
نے کہا کہ کیونکر مین اونکو نہین جانتی کہ وہ برادر رسول اور زوج جناب بتول ہین قالت اتعرفین حسین ابن علی
پھر پوچھا کہ تو حسین ابن علی سے بھی واقف ہے کہا کیونکر مین اونسے واقف نہون کہ وہ فرزند رسول و دلبند بتول ہین
فرمایا کہ تو فاطمہ کبری اور سکینہ دختران حسین سے بھی واقف ہے اوس نے کہا کہ البتہ اون کے نام مین نے سُنے ہین
یہ سُنکر سکینہ بہت روئی وقال یا اختی انا سکینۃ بنت الحسین اور فرمایا اے بہن وہ پیاری لاڈلی بیٹی حسین
کی سکینہ میرا ہی نام ہے تیرے پدر کے ملازمون نے میرے پدر غریب کو پیاسا بلا کر بے گناہ قتل کیا اور تین روز
تک آپ جد اللہ بعد کٹا اب ہمین پدر کے شتران بے کجاوہ پر کربلا سے شام تک بٹھوائے عام مین ننگے سر برہنہ

لائے ہین رملہ سنتے ہی اس بیان کے بیتاب ہوگئی اور بہت روئی اور بولی کہ اے بہن تمہین جس چیز کی ضرورت ہو وہ مجھ سے کہو کہ مین حاضر کرون سکینہ نے فرمایا کہ اے بہن میری کوئی حاجت نہین ہے البتہ ایک حاجت ہے اگر تجھ سے ہو سکے مین کئی روز سے سر اقدس و اطہر اپنے پدر بزرگوار کی زیارت کی بہت مشتاق ہون چاہتی ہون کہ اپنے باپ کی خوشبو سونگھون اور اون کے کٹے سر کو اپنے سینہ سے لگاؤن رملہ نے کہا کہ مین ابھی سر مقدس تمہارے باپ کا لاتی ہون پس رملہ اوسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی اور خولی لعین کے پاس گئی اور امام کا سر مبارک اوس سے طلب کیا اوس نے انکار کیا اور کہا کہ اے بی بی وہ تو صندوق مین مقفل ہے اور تیرے باپ یزید نے مجھے منع کر دیا ہے کہ اوسکی غیبت مین اوس صندوق کو ہرگز نہ کھولون گا رملہ نے یزید کے سر کی قسم کھائی کہ اگر سر امام کا تو مجھے نہ دیگا تو تیری شکایت اپنے باپ سے کرون گی اور اپنے اس قول پر پھر قسم کھائی وہ ملعون قسم سے رملہ کی بہت خائف ہوا اسلیے کہ جانتا تھا کہ یہ اپنے باپ کے سر کی قسم جھوٹی نہین کھاتی اور یزید اسوقت کو بہت عزیز رکھتا ہے ناچار وہ شقی اٹھا اور صندوق کھولکر ایک سر پتون مین لپٹا ہوا نکالا اور رملہ کے حوالہ کیا پس رملہ وہ سر لیکر آئی اور سکینہ کو دیا وہ صاحبزادی اوس سر کو اپنے سینہ سے لگا کر جناب زینبؑ کی خدمت مین لائین اور عرض کی کہ اے پھوپھی جان آپ دیکھئے کہ میرے پدر مظلوم کا یہی سر ہے جناب زینبؑ نے دیکھتے ہی اوس سر انور کو پہچانا اور فرمایا کہ اے بیٹی یہ سر تو تیرے باپ کا نہین ہے بلکہ یہ سر ہمارے ناصر حبیب ابن مظاہر کا ہے پس اوس سر کو زمین پر رکھدیا اور کمال بیقراری سے سب اہلحرم نے گرد اوس سر کے حلقہ باندھکر حبیب مظلوم کا ماتم کیا جب رونے سے افاقہ ہوا سکینہ نے حبیب کا سر رملہ کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ یہ سر میرے باپ کا نہین ہے رملہ اوس سر کو پھر خولی کے پاس لیکر آئی اور کہا کہ اے دشمن خدا تو نے مجھ سے فریب کیا کہ سر حسینؑ کے بدلے حبیب ابن مظاہر کا سر مجھے دیا اب اگر سر امامؑ مجھے نہ دیگا تو ضرور تیری شکایت اپنے باپ سے کرون گی اور پھر اس قول پر قسم کھائی خولی نے دوسرا سر پتون سے لپٹا ہوا نکالکر دیا اور ملعون نے قسم کھائی کہ سر حسینؑ کا یہی ہے جب سکینہ نے اوس سر پاک کو بھی جناب زینبؑ کو دکھایا حضرت زینبؑ نے دیکھتے ہی اوس سر کے دونو ہاتھون سے کلیجہ تھام لیا اور فرمایا کہ اے بیٹی یہ سر تو تیرے برادر دیجاہ قاسمؑ نوشاہ کا ہے اسپر بھی سب بی بیون نے ماتم کیا پھر رملہ وہ سر لیکر غضبناک خولی سفاک کے پاس آئی اور کہا کہ اے مکار نابکار تو نے جھوٹی قسم کھائی کہان ہے یہ حسینؑ کا یہ قاسمؑ کا سر ہے وہ شقی بولا کہ اے میری سردارزادی مین سر حسینؑ کا بے دیکھے یزید کے کھول نہین سکتا ہون مجھے اوس سے جائزہ اور انعام لینا ہے رملہ اس کلام سے اوس نطفہ حرام کے نہایت ناخوش ہوئی اور رونے لگی اور قسم کھائی کہ اچھا تو سر حسینؑ

کا مجھکو ندرے مین ابھی جاتی ہون اور تیرے ظلم و مکر کی شکایت اپنے باپ سے کرکے نام تیرا زمرہ ملازمین سے ابھی خارج کراتی ہون رملہ کے اِس کلام سے خولی لعین خوفزدہ ہوا اور ایک سر صندوق سے نکالکر دیا اور بہت قسمین کھائین کہ یہی سر مبارک امام حسینؑ کا ہے پس جب یہ تیسرا سر بھی جناب زینب خاتون کے سامنے پیش ہوا اوسکو دیکھکر اوس مخدومہ نے اپنے مُنہ پر طمانچے مارے اور بہت روئین اور فرمایا کہ اے سکینہؑ یہ سر انور تیرے چچا عباسؑ ابن علیؑ کا ہے سُنتے ہی اِس امر مبارک کے سکینہؑ اپنے ننھے ہاتھون سے سر و سینہ پیٹنے لگی اور اوس سر کو اوٹھا کر اپنی آغوش مین لے لیا اور شدت سے روئی اور سب بی بیون نے حلقہ باندھکر گرد اوس سر انور کے ماتم عباسؑ برپا کیا پس اسیطرح چوتھی مرتبہ سر مبارک جناب علی اکبرؑ ہمشکل پیغمبر کا رملہ لیکر آئی پس رملہ کو اِس مرتبہ سکینہؑ سے بہت ندامت ہوئی اور بکمال طیش و غضب خولی بے ادب سے کہا کہ اے لعین اب مجھے تجھسے کچھ حاجت نہین اب سر اطہر امام مظلوم کا مین اپنے باپ سے جاکر لونگی اور تجھے قتل کراونگی یہ کہکر اور سر علی اکبر مظلوم اوس شوم کے حوالہ کرکے اپنے باپ کے قصر کی سمت کو جانے لگی تب تو خولی ناپاک بہت ترسناک ہوا اور پانون پر رملہ کے گر پڑا اور قسم کھائی کہ اے بی بی اب خلاف آپکے حکم کے مین ہرگز عمل نکرونگا مجھے معاف فرماؤ پس بدرجہ آخر ایک صندوق سے سر مبارک سیدِ مظلوم کا اوس شوم نے نکالا دیکھتے ہی اوس سر کے رملہ نے ایک چیخ ماری کہ جبین مبین سے نور امامت کا ساطع تھا اور چہرہ پر آثار مظلومی کے ظاہر تھے اور ہونٹون پر خشکی صدمۂ پیاس سے نمایان تھی پس سر مقدس امام کا رملہ لیکر سکینہؑ کے پاس آئی اور کہا کہ اے بی بی بلاشبہ یہ سر امام مظلوم یہی ہے کہ مشک و کافور سے بہتر خوشبو اس سے آتی ہے اور نشان عظمت و جلال اِس سر اطہر سے پیدا ہے پس جناب زینبؑ نے وہ سر پہچانا اور فرمایا کہ اے بیٹی البتہ یہ سر انور تیرے پدر بزرگوار کا ہے پس زینبؑ نے گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور پیٹتے پیٹتے بیہوش ہوگئین اور سکینہؑ ہائے بابا کہتی ہوئی سر و سینہ اپنا کوٹتی تھی اور اُس سر کو چھاتی سے لگا کر سوکھے ہونٹون پر اپنے باپ کے مُنہ رکھتی تھی پھر کھڑی ہوکر چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے اپنے باپ کے سر کی بلائین لیتی تھی اور سب بی بیان حلقہ کئے ہوئی گرد اوس سر مقدس کے مصروف ماتم تھین اور جناب زینبؑ نے ایسی سینہ زنی کی کہ غش پر غش آنے لگے آخر وہ سر پاک سید مظلوم کا اشقیائے شوم قید خانہ مین آکر لے گئے ۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس سوم مین بھی بعض معجزات و فضائل شاہ خوش خصائل جناب نقی خاتمہ مصائب حسینؑ پر

فضل ابن احمد کاتب نقل کرتا ہے کہ مین ایک روز ہمراہ معشر کے متوکل خیرہ سر کی مجلس مین گیا معشر ایک

شخص اوسکا مصاحب تھا جب وہ داخل مجلس ہوتا تھا تو متوکل اُسکو مرحبا کہکر حکم بیٹھنے کا دیتا تھا اوس روز متوکل عاقبت سوز کا عجب حال نظر آیا کلام ترش اور مشورہ باہم گرپا یا فتح بن خاقان اپنے وزیر سے وہ شریر نسبت جناب نقی علیہ السلام باتوقیر کے یہ کہتا تھا کہ یہ مرد اپنے دعوے دروغ سے میرے فروغ کو گھٹانا چاہتا ہے جب تک اوسکو تہ تیغ کرکے خون بے دریغ اوسکا نہ بہاؤنگا آج کھانا نہ کھاؤن گا اس گفتگو مین وہ بدخو ایسا محو تھا کہ معشر اپنے مصاحب کی طرف بھی متوجہ نہوا ہرچند کہ فتح بن خاقان اوس بدگمان کو فہمائش نرم کرتا تھا مگر وہ بے شرم زیادہ زیادہ گرم ہوتا تھا یہانتک کہ چار غلام ترکی اوس نے اپنے سامنے بلوائے اور یہ کلمے اونکو سنائے کہ امام علی نقی جب اس مقام پر آئین چارون غلام برابر اون پر تلوارین لگائین یہ کہکر ایک سپاہی کو واسطے طلب اوس نور الہی کے بھیجا جب حضرت رونق افروز بزم اوس تیرہ روز کے ہوئے دیکھا مین نے کہ شاہ ابرار بکمال تمکین و وقار خرامان خرامان تشریف لاتے ہین اور آہستہ آہستہ کچھ پڑھتے جاتے ہین لبہائے مبارک کو حرکت ہے یہ دعا ہی کی برکت ہے کہ وہ چارون غلام دیکھتے ہی روئے امام پائے مبارک پر گر پڑے اور کفش مطہر پر بوسے دینے لگے اور جب نگاہ متوکل روسیاہ کی شاہ دین پناہ پر پڑی بے اختیار کرسی پر ایستادہ ہوکر باداے تسلیم شاہزادہ کے آمادہ ہوا اور بولا کہ اسوقت آپنے کیون تکلیف فرمائی ارشاد ہوا کہ تیرے حسب الطلب فلان سپاہی ہمکو بلاکر لایا ہے یہ سنکر اپنا سر بخبن اوس بوالہوس نے جھکا لیا اور بولا کہ اے ابن عم اور اے سرور جود وکرم مین نے آپ کو تکلیف نہین دی میرے نوکر نے غلطی کی آپ دولتسرا کو تشریف لیجائے اور زیادہ تکلیف نفرمائے جب حضرت نے وہان سے مراجعت فرمائی تو خلیفہ نے اپنے تمام خویش و اقارب کو ہمرکاب اوس شہنشاہ مشارق و مغارب کے کیا کہ سب خواص و عوام باکرام تمام در دولت تک حضرت کو پہنچا گئے بعد اسکے متوکل نے اون ترکون سے پوچھا کہ تمنے تلوارین کیون نہ لگائین تب اون غلامون نے اپنی ترکی زبان مین بیان کیا کہ جسوقت نگاہ ہماری روے شاہ پر پڑی تو ایک ہیبت و رعب اونکا ہمپر ایسا غالب ہوا کہ ہر ایک ہم مین سے بوسہائے پائے مبارک کا طالب ہوا سوائے اسکے ہمنے بچشم خود دیکھا کہ ہزار ہا تیغین برہنہ اوسوقت حضرت کے ساتھ ہین پھر ہماری ایسے کیا ہاتھ ہین کہ اون پر اوٹھتے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ بیان اپنی زبان مین وہ ترکی کہتے جاتے تھے اور مترجم اوسکا ترجمہ کرکے متوکل لعین کو تلقین کرتا تھا پس متوکل نے اپنے وزیر کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ امام ذیشان ایسے ہوتے ہین ؎

نبی کے جانشین اللہ اکبر ایسے ہوتے ہین	وزیر بادشاہ ہفت کشور ایسے ہوتے ہین

موافق تو تنہا مین رہتے ہین لیکن مزہ یہ ہے ۔ مخالف خود پکار اوٹھے کہ رہبر ایسے ہوتے ہین

کتاب خرائج مین قطب راوندی سے ایک معجزہ عجب امام عرب کا زبانی ایک راوی باعقل کے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ باغاز کار مذہب حق پر میرا مدار نہ تھا بلکہ براہ شقاوت شیعون سے مین عداوت رکھتا تھا ایک مرتبہ متوکل شقی نے جناب نقی ؑ کے طلب مین تین سو جوان مدینہ منورہ کو روانہ کئے تھے اونہین جوانون مین مین بھی تھا جسوقت حضرت کو مدینہ سے لیکر ہم بغداد کو آتے تھے ناگہان گزر ہمارا ایک ایسے صحرائے بے آب و علف مین ہوا کہ کسی طرف کو نہ سبزہ زار نہ قسم اشجار نظر آیا اور دھوپ کی شدت سے سب لوگ جلنے لگے مارے تشنگی کے دم نکلنے لگا جب حضرت نے یہ حال دیکھا تو قربان رحم اور اعجاز شاہ سرافراز کے ارشاد فرمایا کہ تم سب لوگ کنار چشمہ سار زیر اشجار قرار لو کلام امام انس و جان سے سب حیران تھے کہ نشان درخت یا چشمہ آب اوس دشت مین نایاب تھا ناگہان کیا دیکھتے ہین کہ درخت سایہ ور اور ایک چشمہ آب شیرینی مین مثل شکر صفائی مین مانند گہر سامنے آنکھون کے جلوہ گر ہے پس وہ آب سرد ہر ایک بیابان نورد کے حق مین باعجاز شاہ کائنات گویا آبحیات ہو گیا پانی پیکر سب اون درختون کے سایہ مین باآرام تمام سو رہے اوسوقت یہ کمال شاہ خوش خصال کا دیکھکر مین بمزید اتقان کے برائے امتحان ہوا اپنی تلوار کو مین نے ایک جگہہ زمین کندہ کرکے پوشیدہ کیا اور واسطے نشان کے دو سنگ گران اوس پر رکھدئے جسوقت کہ سب سپاہی بہمراہی اوس نور الٰہی کے راہی ہوئے تو ایک فرسخ راہ سے مین مثل نگاہ کے پھرا دیکھا تو اوس مقام پر نہ چشمہ آب ہے اور اثر شجر بھی نایاب ہے دونو سنگ اوٹھا کر اپنی شمشیر آئینہ رنگ کو مین نے نکالا اور لغزش کفر سے آپ کو سنبھالا اور دوڑ کر اپنے ہمراہیون سے جاملا حضرت نے مجھکو دیکھکر فرمایا کہ کیون اے شخص ہمارا امتحان توکر آیا مین نے اپنے سر کو حضرت کے قدمونپر جھکایا اور ایمان لایا پس بزبان حال فرمایا

نظم

ہمارے دادا نے بھی فوج حر کو آب دیا ۔ سوال کرتے ہی پانی بلا حساب دیا
پیام آب جو تشنہ نے پئے رباب دیا ۔ تو صاف یہ لپسر سعد نے جواب دیا
ظروف بھر کے ہر اک پیاسے کو پلائین گے ۔ یہ تمکو قطرہ نہ دیوینگے اور رلائین گے
علی ؑ کے خلق بھی خلقت نے آزمائے ہین ۔ طعام قیدیون مسکینون کو کھلائے ہین
ہمارے جد نے یتیمون کے ناز اٹھائے ہین ۔ وہ پانی مشکون مین بیوونکے گھر پلائی ہین
جو پانی پیاسون کا پہنچانے کا سبب ہووے ۔ خدا کی شان لپسر اوس کا تشنہ لب ہووے

اور ایک اعجاز بادشاہ حجاز امام علی ؑ نقی الہادی کا مومنین سنین صاحب معارج الفضائل

لکھتے ہین کہ ایک بادشاہ عباسیون مین واثق ثالیہ متوکل روسیاہ سے پہلے وہ خیرہ سر بھی شاہ امام جن وبشر کے
بر سر غدر رہا منقول ہے کہ نوے ۹۰ ہزار سوار اور پیادے بے شمار اوسکے لشکر مین تھے ایک روز اُس غول نے ایک دشت
مین نزول کیا اور تمام اپنی فوج شقاوت موج کو واسطے دکھلانے اپنے اوج کے ایکجا جمع کیا اور بقصد ملاحظہ اپنے شکوہ
کے ایک کوہ پر آیا اور جناب نقی علیہ السلام کو بلایا اور وہ شوکت وشان اور اپنا سب سامان سرورانس وجان کو دکھلایا
اسلئے کہ میرے عروج کو دیکھکر حضرت قصد خروج نفرمائین اور میری ہیبت سے ڈرجائین جب حضرت بخوبی ملاحظہ اسکی
فوج کا فرماچکے اوسوقت ارشاد فرمایا کہ اے واثق ہمنے تیری سپاہ پر بخوبی نگاہ کی اب تو بھی ہمارے لشکر پر نظر کر
وہ بولا کہ آپ کا لشکر کہان ہے یہان فقط ایک آپکی نقد جان ہے بس امام ارجمند نے حروف چند پڑھکر دست مبارک
طرف آسمان کے بلند کئے بقدرت ذو الجلال عجب اعجاز شاہ باکمال ظاہر ہوا کہ غرب سے تا شرق افواج ملائک سلاح
مین غرق خود بفرق بشکل مہیب وہیات عجیب ہوا سے زیر کوہ ایک انبوہ ہے دیکھتے ہی اس کثرت بیقیاس کے
واثق فاسق بے حواس ہوا جب وہ ہوش مین آیا تب حضرت نے فرمایا کہ اے واثق گو بحکم خدا اس فوج بے انتہا
پر ہم قادر ہین اگر ہم حکم دین تو ایک آن واحد مین زمین وآسمان کو زیر وزبر اور تیری تمام اس فوج کو فی النار
والسقر کرین مگر اُسکی رضا پر ہم صابر وشاکر ہین نہ حب جاہ ہے نہ طمع سپاہ ہے نہ تجھ سے قصد نبرد ہے دل ہمارا
دنیا کی طرف سے سرد ہے ترک دنیا ہمارا تجمل ہے توشہ سعادتمند وزکا توکل ہے ۔

نظم

دنیا نہ جائے عیش ہے عبرت کا ہے مقام ہوجو کہ محو عشق خدا گزرے ہین تمام	اس عاریت سرا سے نہین دوستون کو کام تا زیست سب بلا مین رہی مبتلا دوام
آدم فراق خلد مین غمگین سدا رہے	اور نوحؑ تا ہزار برس مبتلا رہے
دنیا سے رنج اوٹھا کے خلیل احد گئے یعقوبؑ داغ سہکے بہ پیش صمد گئے	ایوبؑ صبر کرکے بملک ابد گئے یحیےؑ پہ ظلم وجور زیک تا بصد گئے
صالحؑ کا ناقہ پے ہوا غم ہو دلے گئے	کلفت شعیبؑ حسرتین داؤد لے گئے
شاہی مین کیا جہان سے سلیمان لے گئے فرعون سے رنج موسئ عمران لے گئے	یوسف نہ ساتھ قبر مین سامان لے گئے عیسےٰ فلک پہ قوم کا ارمان لے گئے
گذری محمدؐ عربی کی نہ عیش سے	کیا کیا ستم اُٹھائے ہین دست قریش سے
دنیا نے کیا کیا شہ خیبر شکن کے ساتھ	اور کب رہا زمانہ موافق حسنؑ کے ساتھ

پیش آئے دہر کیا شہ تشنہ دہن کی ساتھ — سجاد تا بشام گئے کس محن کے ساتھ
باقر اسد از مانہ کو پہچانتے رہے — صادق بھی فخر فقر ہی مین جانتے رہے

آزاد اس زمانہ سے کاظم رہے سدا — دائم رہے ہین تارک دنیا علی رضا
راحت سے کام کچھ نہ محمد تقی کو تھا — ان سب کے بعد اب ہی نقی مورد بلا
پھر عسکری زمانہ مین ایذا اوٹھائیگا — مہدی کسی کو غم سے نہ پھر منہ دکھائیگا

دنیا نے اہل عفت و عصمت سے کیا کیا — حوا کو داغ ہجر تقیہ مین آ سیا
سارہ جو مبتلا تھین تو غمگین تھین ہاجرہ — بہتان آسیہ پہ تو مریم پہ افترا
جس رنج کیا یہ خاصہ قیوم لے گئین — موسیٰ کا داغ دہر سے کلثوم لے گئین

زہرا پہ جو جو گذرے ہین غم سب پہ ہی عیان — زینب کی سرگذشت کا کس منہ سے ہو بیان
بھائی کی لاش پر ہوئی کلثوم نوحہ خوان — پُر درد ہے سکینہ و کبرا کی داستان
محزون ہے دل رقیہ و بانو کے باب مین — باندھی رسن لعینون نے دست رباب مین

اسما کو بیت حزن نبی کا رواق تھا — جون ماہ ام سلمہ کو غم سے محاق تھا
صغرا کو تا بزیست پدر کا فراق تھا — ام البنین پہ ماتم عباس شاق تھا
سنکر خبر وطن مین امام قتیل کی — پردہ سے نکلی پیٹتی بیٹی عقیل کی

حضرات یہ دو مصرع ملحوظ رہین۔ چنانچہ کتب احادیث مین منقول ہے کہ جب سر اقدس مظلوم کربلا سامنے یزید پلید کے زیر تخت رکھا گیا اور اہلبیت حسین باحال پریشان روبرو اوس بے ایمان کے کھڑے ہوئے تو وہ ملعون نہایت مسرور ہوا اور اسیوقت منشیان دفتر کو اپنے سامنے بلایا اور یہ حکم سنایا کہ بہت سے نامے متضمن باین مضمون بنام عاملان بلاد عراق و شام وغیرہ کے لکھو کہ جائے شکر اور محل سرور ہے کہ ہمنے بکمال جد و جہد ایک وحید عہد پر فتح پائی اور اُنہین مع اعوان و انصار کے قتل کرکے اوسکے اہلحرم کو مقید اور گرفتار کیا سر اطہر فرزند خیر البشر کا آج ہمارے زیر تخت رکھا ہے پس ہر ایک کو عمال بد اعمال سے لازم ہے کہ پہنچتے ہی اس فتح نامہ کے اس خبر فرحت اثر کو جابجا شائع و منتشر کرین تاکہ خیر خواہان آل ابوسفیان مسرور اور شادمان ہون اور شیعیان علی مغموم و گریان ہون پس جب حکم یزید وہ سب نامہ تحریر ہو چکے تو اون خطون مین سے مدینہ کا خط یزید نے علیحدہ کرکے عبد الملک سلمی کو اپنے سامنے طلب کیا اور

اُس سے بتاکید کہا کہ یہ فتحنامہ ہمارا بکمال سرعت و تعجیل مدینہ رسول جلیل میں پاس عمر بن سعید حاکم ... کے
پہنچادے کہ وہ اس فتح سے مسرور ہو عبدالملک بیان کرتا ہے کہ مین وہ نامہ یزید کا لیکر شہر دمشق سے راہی مدینہ
رسالت پناہی کا ہوا اثنائے راہ مین مجھے ایک مرد قریشی آتا ہوا ملا اوس نے مجھے طرف مدینہ منورہ کے جاتے ہوئے
دیکھکر پوچھا کہ اے ناقہ سوار تجھے کچھ خبر حسینؑ ابن علیؑ کی بھی معلوم ہے اسقدر تو ہمنے سُنا تھا کہ باہم کوفیان اور
امام زمانؑ جنگ ٹھیری تھی یہہ معلوم نہین کہ انجام مین کسکی فتح اور کسکی شکست ہوئی مین نے اوس قریشی
کو جواب دیا کہ اے شخص مین نامہ بر ہون امیر شام کا اور واسطے سُنانے ایسی خبر کے جسکو تو پوچھتا ہے مین شہر مدینہ
کو پاس حاکم مدینہ کے جاتا ہون اگر تجھے دریافت کرنا اس خبر کا منظور ہے تو میری ہمراہ مدینہ کو چل وہان تجھے مفصل
حال اس جنگ کا معلوم ہو جائے گا کہ کون اون مین سے فتحیاب ہوا اور کسکی شکست ہوئی اور اب مجھمین تاب و طاقت
اس بیان کی نہین ہے اوس قریشی نے سنتے ہی اس کلام کے ایک آہ کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون
کہکر رونے لگا اور بولا کہ اے شخص کیا حاجت ہے میرے مدینہ جانیکی تیرے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ شاہ کم سپاہ
سردار کونین امام حسینؑ شہید ہوئے اور ہم سب بے امام و سرپرست کے رہ گئے عبدالملک کہتا ہے کہ مین اوسے
روتا ہی چھوڑکر طرف مدینہ کی راہی ہوا اور بعد طے مراحل و منازل کے مین شہر مدینہ مین پہنچا اور عمر ابن سعید
حاکم مدینہ کو نامہ یزید کا دیا وہ پلید اوس خط کو پڑھکر بہت خوش ہوا اور مجھ سے کہا کہ جلد جلد اس خبر کو ہر گلی و
کوچہ ہائے مدینہ مین بآواز بلند سُناوے کہ اس خبر کو سُنکر بنی امیہ شاد ہون اور بنی ہاشم ناشاد و نامراد ہوکر
فریاد کرین پس مین نے موافق حکم حاکم مدینہ کے ہر گلی اور کوچہائے مدینہ مین بآواز بلند یہ کہنا شروع کیا کہ
اے مدینہ کے رہنے والو آگاہ ہو کہ یزید بن معاویہ نے حسینؑ فرزند رسول الثقلین پر فتح پائی اور اُسکو زمین کربلا
پر شدت تشنگی مین قتل کیا اے مدینہ والو ملازمانِ یزید نے بحکم اوس پلید کے حسینؑ کو مثل گوسفند قربانی کے ذبح
کیا اور اُسکے خیمون کو تاراج کرکے آگ سے جلادیا اے مدینہ والو لاش اطہر حسینؑ سے لباس اوتار لیا اور خاک و
خون مین عریان و غلطان بے دفن و کفن چھوڑکر چلے آئے ہین اور سر مقدس اونکا نوک نیزہ پر رکھکر مع اونکی
عورتون اور بچون کے ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار مین تشہیر کیا عبدالملک کہتا ہے کہ جب مین گشت کرتا ہوا
محلہ بنی ہاشم مین پہنچا تو میرے ساتھ ایک انبوہ خلق کا یہ خبر سُنکر شہر سے جمع ہو گیا تھا پس محلہ بنی ہاشم مین
بھی مین نے وہی ندا کی قسم بخدائے عزوجل کہ سُنتے ہی میری آواز ملال طراز کے ہر گھر سے اوس محلہ کے اس
کثرت و شدت سے آواز رونے کی بلند ہوئی کہ سُننے والون کے جگر شق ہوئے جاتے تھے پیہم یہ آواز چلی آتی تھی

کہ ہائے حسینؑ فرزند میرے مین تجھ سے پارۂ جگر نور نظر کے مرنیکی خبر سُننے کو آجتک زندہ رہی تھی عبد الملک کہتا ہے
کہ اِن آوازونکو اور اون مخدرات کے بین سُن سُنکر جسقدر انبوہ خلق کہ میری ساتھ تھا سبھی روتے تھے اور اپنے
اپنے منہ پر طمانچے مارتے تھے کہ اون کے رونے پیٹنے سے محلہ بنی ہاشم مین ایک قیامت برپا ہو رہی تھی ناگاہ
دیکھا مین نے کہ ایک گھر سے ایک خاتون معظمہ روتی اور پیٹتی باہر نکلین اور اون کے پیچھے چار مخدرات اور تھین کہ
باحال پریشان روتی ہوئی نکلین پس اِن کے عقب مین ایک بی بی باکمال صاحب عظمت و جلال اسی طرح
پردہ عصمت سے برآمد ہوئین کہ دیکھتے ہی اس سانحہ کے ہر فرد بشر کی نگاہین بفرط تعظیم نیچے ہوگئین جب مین نے
یہ حال تباہ اونکا دیکھکر لوگون سے پوچھا کہ یہ معظمات کون کون ہین اہل محلہ نے کہا کہ اے شخص آنکھین اپنی
بند کر کہ یہ سب وہ مخدرات معظمات ہین کہ جنکی کنیزون کو بھی ڈیوڑھی تک آنا ننگ و عار تھا آج حسینؑ کے مرنے
نے اِن پردگیان عصمت و طہارت کو گھرون سے باہر نکالا ہے وہ بی بی معظمہ جو سب کے آگے روتی جاتی ہین وہ
مخدومہ زنان جناب ام لقمان صاحبزادی حضرت عقیل ابن ابیطالب کی ہین۔ چنانچہ وہ دو مصرع گذشتہ مصداق
اس حال کے ہین ؎ سُنکر خبر وطن مین امام قتیل کی + پردہ سے نکلی پیٹتی بیٹی عقیل کی + اور پیچھے
اون کے چارون ہمشیرہ ام لقمان کی ام ہانی اور اسما اور رملہ اور زینب دختران عقیل ہین اور یہ مخدومہ
عالم جو اِن کے عقب مین ہین یہ حضرت ام البنین زوجہ امیر المومنینؑ والدہ ماجدہ جناب عباسؑ علمدار کی ہین
پس یہ سب بی بیان روتی پیٹتین روضہ مبارک جناب رسالت مآب پر پہنچین اور گرد قبر مطہر کے حلقہ کرکے
منہ اپنے پیٹنے لگین اور یہ کہتی جاتی تھین کہ یا رسول الثقلینؐ فرزند آپکا حسینؑ زمین کربلا پر مثل گوسفند کے
تشنہ لب قتل ہوا اور بیٹیان آپ کی مثل بندیان ترک و دیلم کے قید ہو کر بھرے بازار سر برہنہ پھرائی گئین یا رسول اللہ
ہم بے وارث و سردار و بے حامی و مددگار بعد آپ کے ذلیل و خوار ہو گئین ہم آپ کو خبر مرگ آپکے نوجوان
ذیشان حسینؑ کی سُنانے آئین ہین اور اپنی مصیبت کی شکایت آپسے کرتی ہین حدیث مین وارد ہوا ہے کہ اِن
مخدرات کے بین سے قبر مطہر رسول مشرقین کی کانپنے لگی اور شور گریہ و بکا اون مستورات عقیلہ و ہاشمیہ سے
روضہ رسولِ خدا مین ایک قیامت برپا ہو گئی راوی کہتا ہے کہ واللہ نہین بھولتا مجھے اوسوقت کا رونا
ام البنین مادر عباسؑ کا کہ وہ معظمہ اِس کرب و قلق سے بین کرتی تھین کہ در و دیوار سے آواز رونیکی بلند تھی
یَا بُنَیَّ بِعَزَّ عَلَیَّ اَنْ اَسْمَعَ النَّاعِیَ لِقَتْلِکَ وَاَنَا حَیٌّ ہائے لے حسینؑ فرزند میرے ہائے حسینؑ دلبند میرے
افسوس صد افسوس کہ تم تشنہ لب شہید ہوئے اور مین سخت جان اس پیرانہ سالی مین تمہارے مرنے کی خبر

سُننے کو زندہ رہی تھی کاش مجھے قبل اسکے موت آتی کہ یہ خبر بلاکت اثر نہ سُنتی پس وہ خاتون محترم اس ماتم مین
روتے روتے غش کھاکر زمین پر گر پڑین حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جب تک جناب ام البنین زندہ رہین ہمیشہ صبح
سے اُٹھکر گورستان بقیع مین تشریف لیجاتی تھین اور مُنہ پر پلّہ لیکر روتی تھین اور یہ کہتی تھین کہ وا حُسینناہ
وا عبّاساہ وا جعفراہ تم سب قتل ہوگئے اور مجھے رونے کو چھوڑ گئے اور منقول ہے کہ تمام اہل مدینہ اون
مخدومہ کے بین سُننے کو وہان جمع ہو جاتے تھے یہانتک کہ مروان علیہ اللعن باین ہمہ عداوت خاندان رسالت
کے قبرستان بقیع مین جاکر بین اون کے سُنتا تھا اور روتا تھا پس جب تک وہ مستورات طاہرات بقید حیات
رہین کسی بی بی نے عورات ہاشمیہ سے نہ سر مین تیل ڈالا نہ بالون مین کنگھی کی نہ آنکھون مین سرمہ لگایا
روتے ہی روتے غم حسینؑ مین دنیا سے رحلت کی الا لعنۃ اللہ علے القوم الظلمین وسیعلم الخ

مجلس چہارم مین نیز ذکر بعض معجزات وحیرے بیان شہادت باسعادت جناب امام علی نقیؑ وخاتمہ مصائب جناب سید الشہدا ایر۔

کتاب امالی مین شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کافور خادم امام
علی نقیؑ سے روایت کی ہے کافور بیان کرتا ہے کہ ایک شخص یونس نام حکاک غمناک پیش شاہ زمن حاضر ہو کر حرف
زن ہوا کہ یا ابو الحسنؑ مین ایک سفر کو جاؤنگا اور یقین ہے کہ زندہ واپس نہ آؤنگا پس میری غیبت مین حضور میری
زوجہ مجبور کی تیمار داری فرماتے رہین کہ سوائے جناب کے میرے احباب سے کوئی ایسا نہین ہے کہ اُسکی سفارش
کرون حضرت نے متبسم ہو کر فرمایا کہ اے خوشخصال تو اس سفر سے کیون پر ملال ہے عرض کی کہ فلان امیر کہ
ایک مرد شریر ہے اُس نے ایک بیش بہا نگین کہ خراج مین بھی اوسکی قیمت کا یقین نہین مجھے واسطے نقش
کرنے کے دیا تھا میری تیرہ بختی سے یہ سختی پیش آئی کہ وقت نقش کرنیکے وہ مجھ سے ٹوٹ گیا او سیوقت سے
دل میرا ہاتھون سے چھوٹ گیا جب وہ یہ خبر پائیگا خدا جانے مجھپر کیا غضب لائیگا حضرت نے فرمایا کہ اے یونس
تو کچھ غم نکر کہ سوائے خیر کے کوئی شر اوس سے تجھے نہ پہنچے گا کافور کہتا ہے کہ جب وہ حکاک سامنے اوس سفاک کے
پہنچا وہان ماجرائے عجیب و حکایت غریب پیش آئی اوس امیر کی دو بی بیان تھین اور دونو مین بابت اوسی
نگین کے صورت نزاع و کین کی تھی ایک کہتی تھی کہ اوس نگین کو مین لونگی دوسری کا قول تھا کہ مین
ہرگز تجھے نہ دونگی امیر نے دیکھتے ہی حکاک کی صورت کے یہ کدورت ظاہر کی کہ اگر کسی طرح وہ نگین تجھسے درمیان
سے ٹوٹے تو جان میری اس بلا سے چھوٹے کہ نصف نصف دونو کو دیکر رضامند اور اس تصفیہ سے ہر ایک کو
خورسند کیا جائے پس سُنتے ہی اس کلام فرحت انجام کے وہ حکاک بیباک ہوا اور ارشاد امام پاک پر نہایت

فرحناک ہوا پس امیر سے حسب مصلحت کچھ مہلت لیکر علیحدہ ہوا اور دونون ٹکڑون کو اوس نگین کے نہایت خوش
وضع اور بہترین بناکر سامنے اوس حاکم کے لیگیا اوس نے بہت کچھ انعام اوس مطیع ارشاد امام کو دیکر رخصت
کیا اور سنیئے مومنین اس سے بڑھکر اعجاز امام دین کا شیخ طبرسی سعید بصری سے ناقل ہین سعید کہتا ہے
کہ ایک شخص جعفر نام میرا ہم وطن وہم مقام تھا مذہب وقفیہ مین نہایت چست اور دین اثنا عشریہ مین عقیدہ
اوسکا نادرست تھا میرے ہم سفر ہوکر شہر سامرہ مین ہمارا گذر ہوا ایک روز رستہ مین اتفاقی جناب نقی سے ہم ملاقی
ہوئے اب جعفر واقفی کی طرف کو حضرت کا خطاب ہے کہ اے جعفر کب تک یہ غفلت کی خواب ہے اس مذہب وقف سے
بیزار ہو اور طریقہ حقہ کا طلبگار ہو یہ فرماکر حضرت تو آگے کو تشریف فرما ہوئے اور جعفر نے مجھ سے کہا کہ اے
سعید سنا تو نے جو حضرت نے فرمایا یہ مجھ سے اور میرے مذہب سے کسطرح آگاہ ہوئے آجتک مین نے کبھی
حضرت کو دیکھا نہ حضرت نے مجھے واللہ اسوقت کا فرمانا امام زمانہ کا میرے دل پر ایک نشانہ ہوا یہ تقریر دلپذیر
کیا کچھ پر اثر ہے بلا شبہ یہ امام عصر ہے سعید بصری کہتا ہے کہ اوسی عرصہ مین حاکم شہر کے لڑکا پیدا ہوا تھا
اس تقریب سے برابر امیر وغریب کی دعوت عام تھی کہ تمام رئیس واشراف اطراف کے اوسکی مجلس مین حاضر تھے
دیکھا مین نے کہ جناب نقی علیہ السلام بھی اوس مجمع خاص وعام مین تشریف لائے سب خورد وکلان
واسطے ادائے تسلیم امام کریم کے یکسر کھڑے ہوگئے رعب امامت اور دبدبہ ولایت کا اتنا جوش ہوا کہ ہر فرد
بشر اوس مجلس مین مودب ہوکر خاموش ہوا مگر ایک جوان نادان اہل عرب بے ادبانہ کلام بیہودہ بکنے کے
سوا نہ حضرت کو تسلیم کی نہ تعظیم دی اور قہقہہ کرکے ہنستا تھا ہر چند لوگون نے اسکو منع کیا اور کہا کہ اے
احمق تجھکو مطلق حیا نہین ہے دیکھ تو اس مجلس مین نور خدا کا ظہور ہے امام حق تشریف رکھتے ہین
کب سزاوار ہے کہ انکی روبرو ایسی نالایق گفتگو کیجائے لیکن اوس مجہول نے اوس فہمائش پر بھی اپنے کلام
فضول کو طول دیا تب جناب امام نے اوس بدانجام کی جانب خطاب کرکے خواب غفلت سے اوسکو بیدار
فرمایا اور یہ ارشاد سنایا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ جام عمر تیرا ہو چکا ہے موت تیری بہت قریب ہے اور تب
تیرے مرنے کی تقریب ہے آج سے تیسرے روز تو اپنی جان دیگا اور اس سرائے فانی سے دار آخرت کی راہ
لیگا سنتے ہی اس خروش کے وہ جوان تو خاموش ہوگیا مگر جب اوس واقفی مذہب نے کلام امام عرب سنے تو مجھ سے
کہا کہ اے سعید اگر تیسرے روز یہ جوان تیرہ روز بموجب ارشاد امام خوش نہاد کے مریگا تو واللہ مجھپر حجت تمام
ہوگی مین بے شبہ اس مذہب واقفی سے بیزار اور امامت ائمہ اثنا عشر کا اقرار کرونگا پس تیسرے دن ارشاد

امام الفتوحین کا صحیح ہوا کہ وہ شخص فوت ہوا اوسوقت اوس واقفی نے اس مذہب باطل سے توبہ کی اور دوازدہ امام علیہم السلام کی امامت کا اقرار کیا مِن مصابح الفضائل کلینی اور شیخ مفید وغیرہ علمائے کرام ابراہیم بن محمد طاہر سے یہ روایت ظاہر کرتے ہین کہ ایک مرتبہ متوکل عباسی پر دُنبل کے دُنبل نکلا کہ اوسکی تعب سے جان بلب تھا اور کسی جراح کو جرأت نہوتی تھی کہ اوسپر نشتر لگائے اور کثافت کو اوس دُنبل کی بہائے متوکل اُسکے درد سے نہایت مضمحل تھا پس ماں نے متوکل کی نذر مانی کہ اگر بیٹا میرا متوکل اِس علت سے صحت پائے تو مال کثیر خدمت مین شاہ بے نظیر جناب نقیؑ کے ہدیہ بھیجون راوی کہتا ہے کہ فتح بن خاقان جو وزیر متوکل بے ایمان کا تھا صاحب تدبیر تھا اُس نے یہ تقریر کی کہ اے خلیفہ اگر آپ حکم دین تو امام علی نقیؑ کو اعلام کیا جائے وہ کوئی دوا برائے شفا اس دنبل کے لئے تجویز کرین پس جب حال اوس مرض کا حضرت سے عرض کیا گیا تو آپنے ارشاد فرمایا کہ بکری کی مینگنیان گلاب مین حل کر کے اوس دنبل پر باندھ دین جب یہ دوا متوکل کے اقربانے سُنی تو وہ پر دغا استہزاء کرنے لگے کہ یہ کیا خراب اور بیموقع دوا بتائی ہے مگر وزیر دانا و کار آشنا تھا بولا کہ مین خوب جانتا ہون کہ ارشاد اونکا بے بنیاد نہین ہے اگر تعمیل حکم شاہ جلیل کیجائے تو مضر نہوگا جب وہ دوا حضرت کی بتائی دنبل پر لگائی اوسیوقت وہ پھوٹ گیا اور وہ ملعون اس درد والم سے چھوٹ گیا راوی کہتا ہے کہ ایک شخص جسے بطحائی کہتے تھے وہ امام خوشخو کو متوکل کی روبرو براہ خوشامد برا کہا کرتا تھا چنانچہ بعد صحت یابی خلیفہ کے اوس بطحائی نے یہ خرابی کی کہ امام عالی مقام پر اتہام کیا اور خلیفہ سے کہا کہ امام علی نقیؑ نے ہتھیار اور مال بہت کچھ جمع کیا ہے اور خلیفہ پر قصد خروج رکھتے ہین سُنتے ہی اس بیان کے متوکل نے اپنے دربان کو بلایا اور یہ حکم سنایا کہ تو بے خبر امام علی نقیؑ کے گھر پر جا اور جسقدر سلاح اور مال پا سب لے آ پس وہ دربان رات کے وقت نردبان لگا کر حضرت کے مکان پر چڑھا اور چاہا کہ نیچے اوتر کر اندر مکان کے داخل ہو شب تاریک تھی راہ بھول گیا اور زینہ مکان مین اُترنیکا اوسے نہ ملا حیران تھا کہ اب کسطرف سے نیچے اوترون ناگاہ شاہ ذیجاہ نے براہ اعجاز آواز دی اور اُس دربان کا نام لیکر پکارا کہ اے شخص ذرا توقف کر کہ مین شمع بھیجتا ہون اوسکی روشنی مین چلے آنا پس خادم حضرت کا شمع لایا اور اوسکو راہ اوترنے کا بتلایا جب وہ داخل مکان ہوا تو دیکھا کہ حضرت ایک جبۂ پشمین پہنے ہوئے ہین اور مصلۂ نماز کا ایک بوریہ پر بچھائے قبلہ رو بیٹھے ہین پس فرمایا حضرت نے کہ اے شخص گھر میرا تلاش کرلو اور جو کچھ پاؤ لیجاؤ اب وہ دربان بیان کرتا ہے کہ مین نے مکان کے سب گوشون مین تلاش کی تو کچھ نپایا مگر ایک بدرہ زر مین نے دیکھا کہ اوس پر مہر لگی ہوئی تھی چراغ کی روشنی سے جو اوسپر نظر کی تو وہ مہر متوکل

کی مان کی پائی پھر دوسرا بدرہ زر کا مین نے دیکھا وہ بلا مہر تھا پس حضرت نے فرمایا کہ میرا مصلّٰی بھی اُٹھا کر
دیکھ لے جب مین نے وہ جانماز اوٹھائی تو وہان ایک تلوار مجھے نظر آئی جس کا غلاف چوبی تھا اور اوسپر
کچھ کپڑا یا چمڑا سلا ہوا نہ تھا پس وہ ایک تلوار اور دونو بدرہ زر کے اُٹھا کر مین متوکل کے پاس لایا جب اوسنے
اپنی مان کی مہر بدرہ پر لگی ہوئی دیکھی تو مان کو بلایا اور حقیقت اُس مہر کی دریافت کی اوس نے کہا کہ تیری
مرض دنبل مین مین نے نذر کی تھی کہ جب تو صحت پائے گا تو دس ہزار دینار امام ابرار کو ہدیہ بھیجون گی اور
یہ وہی تھیلی ہے جو مین نے بھیجی تھی ہنوز اُسکی مہر بھی امامؑ نے نہین کھولی جب دوسری تھیلی کو کھولا تو اوسمین
کُل چار سو دینار نکلے پس جب یہ کچھ مال اور یہ کچھ ہتھیار حضرت کے گھر سے برآمد ہوا تو متوکل منفعل ہوا اور
اور وہ دونو تھیلیان اور ایک تھیلی اور اپنے پاس سے زیادہ کرکے مع اوس تلوار کے اوسی دربان
کو دیکے حضرت کے پاس بھیجا اور عذر خواہی کی اور دربان نے عذر کیا کہ مولا میری تقصیر عفو کیجیے کہ مین نے
بے ادبی کی اور بے اجازت آپکے مکان مین چلا آیا خلیفہ کے حکم سے مین مجبور اور معذور تھا یہ سُنکر حضرت
نے فرمایا سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ یعنی عنقریب وہ جانینگے جو ظلم و ستم کرتے ہین کہ اون کی
بازگشت کہان ہے۔ اور ایک معجزہ قصہ برکۃ السباع کا مشہور ہے اکثر کتب معتبرہ مین اوسکا ذکر ہے
کہ متوکل ملعون نے اپنے قصر کے سامنے ایک حوض عمیق کھدوایا تھا اور اُس مین شیر اور بھیڑیے وغیرہ
جانوران درندگان موذی چھوڑدائے تھے جسکو سزا دینی منظور ہوتی تھی اوس مجرم کو اوس مین ڈالدیتے
تھے اور وہ درندے اوسکو کھاجاتے تھے ایک روز متوکل ولد الحرام نے جناب نقی علیہ السلام کو براہ عداوت
و نزاع اوس برکۃ السباع مین ڈالدیا قربان اعجاز اوس شاہ حجاز ہر کہ گرتے ہی اوس حوض مین مشغول نماز
ہوئے اور وہ تمام شیر و گرگ اوس امام سترگ کے گرد پھر کر قربان ہوتے تھے اور عجز و انکسار سے دُمین اپنی
زمین پر ملتے تھے اور اپنے مُنہ حضرت کے پانون پر رکھتے تھے جب اُس شقی نے عظمت و جلال جناب نقیؑ
کا اُس کمال پر دیکھا تو اپنے دل مین سوچا کہ ان امورات سے تو قلوب ثقات مین محبت و اعتقاد شاہ
کائنات سے اور زیادہ ہوگا پس حضرت کو اوس برکۃ السباع سے نکال لیا اب سُنیئے مومنین حال شہادت
اپنے مولائے باسعادت کا منقول ہے کہ جب ظلم و جور متوکل لعین کا ساتھ امام دین کے حد افراط سے گذرا
اور بدعائے بد اوس برگزیدہ صمد کے وہ روسیاہ ہاتھ سے اپنے بیٹے مستنصر باللہ کے قتل ہو کر
داخل مقر سقر ہوا تو مستنصر باللہ چھ ماہ بعد متوکل کے تخت خلافت پر زندہ رہا بعد اُسکے مرنے کے برادر

اوسکا مستعین باللہ خلیفہ ہوا یہ مردود بھی کچھ ایام معدودہی تخت خلافت پر رہا تھا کہ اوسکا ایک اور بھائی معتز باللہ تھا اوس نے بجبر مستعین کو اوتار کر خود تخت نشین ہوا بقول بعض علما کے اسی معتز مشوم نے جناب نقی مظلوم کو بزہر ستم مسموم کیا ہے تاریخ وفات شاہ کائنات مین باختلاف روایات تیسری ماہ رجب یا پچیسوین جماد الثانی یا ستائیسوین یا اٹھائیسوین جمادی الثانی ۲۵۴ھ ہجری مین قول مختلف ہین اور بنابر قول ابن بابویہ وجماعت دیگر کے معتمد باللہ عباسی نے حضرت کو زہر سے شہید کیا ہے یہ معتمد پلید بھی متوکل ہی کا بیٹا تھا یعنی مستنصر قاتل پدر اور مستعین لعین اور معتز ھرزہ اور معتمد یہ چارون بیٹے متوکل کے تھے مجلسی علیہ الرحمہ جلاء العیون مین لکھتے ہین کہ وقت شہادت جناب امام علی نقی علیہ السلام کے اون کے پاس سوائے اون کے صاحبزادہ نہال بستان صفدری امام حسن عسکری کے اور کوئی نہ تھا اور وقت وفات سن شریف جناب نقی کا چالیس سال اور دوسری روایت مین اکتالیس سال اور چند ماہ کا لکھا ہے اور چالیس سال کی یہ تفصیل لکھی ہے کہ جب وہ مظہر اعجاز منصب جلیل امامت پر ممتاز ہوئے تو چھ برس اور پانچ ماہ عمر شریف سے گزرے تھے اس کم سنی مین معتصم لئیم نے اون کو یتیم کیا اور سات ماہ تینتیس سال چند روز کم مدت امامت شاہ باکرامت کی لکھی ہے منجملہ اسکے آپ تیرہ برس مدینہ منورہ مین رہے تھے غرض باختلاف اقوال معتز یا معتمد زشت خصال نے جب امام ہدی کو بسم جفا شہید کیا تو قریب رحلت کے حضرت نے تمام ودائع امامت اور احکام شریعت جناب امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے فرزند خورد کو سپرد فرمائے اور قائمقام اپنی ذات عالی درجات کا کر کے متوجہ درگاہ غیب آگاہ کے ہوئے اور طائر روح پرفتوح نے آشیانہ ہستی سے طرف مراتب وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ کے پرواز فرمایا مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ جناب عسکری نے ماتم پدر مین فرط مصیبت سے غمناک ہوکر گریبان چاک کیا تھا اور خود بنفس نفیس متوجہ تجہیز و تکفین اوس صاحب تقدیس کے ہوکر جنازہ تیار کیا تمام شہر سامرہ مین ماتم امام سے ایک کہرام تھا اور جمیع امرا و اعیان اپنے اپنے مسکن سے چلے آتے تھے اور شریک جنازہ ہوتے تھے بعض منافقین نے امام حسن عسکری کو چاک گریبان دیکھکر اعتراض کیا کہ آپ کو مصیبت کے وقت باوجود منصب امامت چاک گریبان کرنا مناسب نہ تھا حضرت نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ جہال اور احمق لوگ احکام دین حق کو نہین جانتے ہین جناب موسی علیہ السلام تو پیغمبر تھے انہون نے اپنے برادر ہارون عالی قدر کے ماتم مین اپنا گریبان چاک کیا تھا پس تابوت امام پر امام نے نماز پڑھی اور شہر سامرہ مین اوسی حجرہ خاص مین جو کہ مقام آپ کی عبادت کا تھا امام نے امام کو دفن کیا۔

مین کیا کہون حسن عسکری کو جو غم تھا یہ دیکھکر ہوئے یکبار طعنہ زن اعدا	غم پدر مین گریبان اپنا چاک کیا امام کے لیئے زیبا نہین یہ رسم عزا
تمہین تو دعوے صبر ورضا ہی عالم مین	کیا ہے چاک گریبان باپ کے غم مین
کہا یہ تب حسن عسکری نے اے جہلا مواجب اپنی اجل سے برادر موسیٰ	مجھ پہ طعنہ کرو تم مین ہون امام ہدا تو دست غم سے گریبان اوسنے چاک کیا
بہت بجا ہے گریبان جو میرا پارا ہے	کہ میرے باپ کو زہر دغا سے مارا ہے

حضرات چاک گریبان کرنا یا رونا اس حدیث سے فقط باپ اور بھائی کے غم مین جائز ثابت ہوتا ہے مگر جناب صادق ایسا ارشاد فرماتے ہین کہ کُلُّ الجزعِ وَالبُکاءِ مَکرُوہٌ سِوَی الجزعِ وَالبُکاءِ عَلَی الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلام رونا باآواز بلند کسی مصیبت مین اور بیتاب ہونا ہر بلا ورنج مین مکروہ ہے مگر نوحہ وبکا کرنا ماتم حسینؑ مین باعث خوشنودی خدا وموجب حسنات لاتعد ولاتحصے ہے اور بیتاب ہوکر رونا مصائب حسینؑ پر کفارہ ہے گناہان عظیم کا اور یہ وہ غم ہے کہ جتنے فرقے مسلمانون کے ہین سلف سے اب تک سوائے فرقہ خوارج کے کسی فرقہ کے علمانے غم حسینؑ مین رونے کو منع نہین کیا بلکہ حضرات اہل تسنن مین علمائے معتبر فضائل ومصائب امام حسینؑ کے اپنی اپنی کتب معتبرہ مین برابر لکھتے ہین نمونہ اون سب کتب معتبرہ کا ایک کتاب روضۃ الشہدا ملا حسین واعظ کی ہے کہ کس شرح واعلان کے ساتھ اس غم ومصیبت امام حسینؑ کا بیان لکھا ہے دوسرے متاخرین علمائے اہل تسنن مین مولوی عبد العزیز دہلوی ہین کہ کتاب سر الشہادتین مین کس خوبصورتی سے شہادت حسنینؑ کو لکھا ہے مگر افسوس ہے بعض علمائے اہل خلاف پر مثل امام غزالی وغیرہ کے کہ محض براہ تعصب فریق اثنا عشر کو اس مصیبت حسینؑ مین سب سے زیادہ روتا پیٹتا دیکھکر امتناع غم حسینؑ کا فتوی جاری کردیا اور واسطے اغوائے جہلائے قوم کے ان کے دلون مین وسوسے ڈالدے کہ حدیث قتل حسینؑ کو ہرگز بیان مت کرو اور نہ اس غم کا بیان کسی سے سنو اسلیئے کہ اس مصیبت وغم کے پڑھنے اور سننے سے بغض صحابہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ ذکر حسینؑ مین خواہی نخواہی کوئی اصحابونکا نام بھی نہین لیتا البتہ اون کے قاتلون کے ظلم وستم کا ذکر کرکے روتے رلاتے ہین پھر بغض صحابہ کا شک امام صاحب کے دل مین کسواسطے پیدا ہوا اس سے صاف ظاہر ہے بقول شخصے کہ سرد بستان یاد دہانیدن۔ بنائے قتل امام حسینؑ و اساس ظلم وستم جو خاندان خیر الامم مین رکھی گئی اسکی بانی مبانیون کو امام صاحب بخوبی جانتے تھے اور اس فقرہ سے کہ مصیبت حسینؑ کو مت بیان

کرو اس سے بعض صحابہ پیدا ہوتا ہے سب کو جتلا اور بتلادیا سو واقعی اس ذکر مصیبت حسینؑ سے کیونکہ بعض صحابہ پیدا ہو گا آتش زنی خانہ رسولؐ اور شکستہ ہونا پہلوئے جناب بتولؑ و شہادت محسن وغیرہ اساس ظلم صرف اس لفظ بعض صحابہ سے امام صاحب نے سب کو یاد دلا دیا پس حضرات اثنینین بیان جواز تعزیہ داری و گریہ وزاری غم حسینؑ مین عہد جناب رسولخدا سے آجتک جسکو امام غزالی وغیرہ منع کرتے ہین کتاب بحر الاحزان مین سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ جسوقت خبر شہادت حسینؑ بن علیؑ کی جبرئیل امین نے جناب احکم الحاکمین کی طرف سے سید المرسلین سے بیان کی تو جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ نے یہ مصیبت اپنے پارہ جگر حسینؑ کی سنکر گھر مین صف ماتم بچھائی اور دو علم لطیف خرما سے بنائے اور گھر مین نصب کئے لیکن اون دونو علمون مین کوئی علم تصویر دار مثل پنجہ کی نہ تھا بلکہ سادہ علم تھے اور جناب رسولخداؐ گھر مین فاطمہؑ کے تشریف لاکر شریک عزاداری ہوئے اور چالیس روز تک ماتم حسینؑ کا گھر مین فاطمہؑ کے برپا رہا اور بعد گریہ و بکا کے ہر روز جناب سرور انبیاؐ جبرئیل امین سے چھوارہ فردوس برین کے منگا منگا کر اہل عزا کو تقسیم فرماتے تھے حضرت ام سلمہ اور ام ایمن وغیرہ جو جو گھر مین فاطمہؑ کے شریک ماتم حسینؑ ہوتی تھی سب کو چھوارے تقسیم کرتے تھے اور جناب سیدہؑ اس ماتم مین سینہ اپنا پیٹتی تھین اور جناب امیر المومنینؑ نے دو مرتبہ اپنے پارہ جگر حسینؑ مظلوم کے غم مین دونو دست مقدس اپنے سر مبارک پر مارے تھے اور ام سلمہؓ نے طمانچے اپنے رخسار مطہر پر لگائے تھے اور پیغمبر خدا نے اونکو منع نہین فرمایا اور جناب زینبؑ و ام کلثومؑ اس صغیر سنی مین اور ام سلمہ اور ام ایمن اس مصیبت مین روتے روتے اکثر غش ہو جاتی تھین پس عزاداری حسینؑ مظلوم کی فعل رسولؐ و آل رسولؐ ہے اس حدیث مین سند عزائے امام چہلم تک نکلتی ہے اور علمونکا اپنی مجالس عزا مین نصب کرنا اور اہل عزا کو قسم شیرینی یا میوہ مثل خرما وغیرہ یا طعام یا شربت تقسیم کرنا یا ماتم حسینؑ مین سر و سینہ اپنا کوٹنا اور شدت گریہ سے غش ہو جانا جواز ان سب امرون کا اس حدیث سے بخوبی ثابت ہے اور چاک گریبان کرنا غم حسینؑ مین شیعون کو مضمون حدیث امام حسن عسکریؑ بہ نسبت پدر و مادر کے بالاولی ہے کہ ہزار جانین ہماری اور ہمارے ماں باپ کی فدائے جان حسینؑ ہین پس شیعون کو چاہیے کہ ہر وقت عزائے امام اکرم مین سرگرم رہین کہ لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اقتدار سول مقبولؐ سے نیک چاہیئے اور اکثر کتب معتبرہ اخبار و احادیث مین منقول و مشہور ہے کہ جب اہلبیت رسولؐ قید شام سے رہائی پاکر مدینہ مین آئے تو جناب زینبؑ نے اٹھارہ قبرین ریگ سے برابر ایک حجرہ مین بنائین ہر ایک عزیز کے نام نہاد کی ایک ایک قبر فرض کی گئی یعنی یہ قبر امام حسینؑ کی ہے اور یہ قبر علی اکبرؑ کی اور یہ قاسمؑ و

عونؑ و محمدؑ و عباسؑ بن علیؑ وغیرہ بنی فاطمہؑ اور ایک چھوٹی سی قبر علی اصغر کے نام کی بنائی اور اون سب قبرون پر چادرین برنگ سرخ و سبز و زرد ڈالی گئین لیس اونمین پانچ چادرین تو زرد تھین اور پانچ سبز تھین اور باقی سب سرخ تھین اور جناب سید الساجدینؑ اون قبرون پر زیارت پڑھتے تھے اور روتے تھے تو اسمقام سے بنانا نقل ضریح اور تربتون کا اور اپنے اپنے گھرون کو عزاخانہ امام مظلوم کا بنانا اور نوحہ و زیارت امامؑ کے واسطے بجالانا یہ عین اقتدا اور پیروی امام عصر جناب زین العابدینؑ کی ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

فصل ہشتم مین شرح احوال نہال بستان صفدری جناب امام حسن عسکری علیہ السلام مولائے حادی عشر اور اوس مین چار مجلس ہین مجلس اوّل مین ذکر اسمائے مقدس و القاب و کنیت وغیرہ و تاریخ ولادت و عدد اولاد و ازواج و فضائل و معجزات و خاتمہ بر چند بند مرثیہ کے مصائب جناب عسکری علیہ السلام مین۔

نظم

شہرہ جہان مین حسن عسکری کا ہے کونین مین یہ گل چمن صفدری کا ہے	نقش نگین وہ عرش کی انگشتری کا ہے دُرّ یتیم معدن پیغمبری کا ہے
مظلومیت مین مثل جناب حسینؑ ہے	اور دبدبہ مین فاتح بدر و حنین ہے
ہمنام ہے حسنؑ کا یہ محبوب ایزدی خود قبلۂ زمین و زمان عابد و سخی	بابا علی نقی ہے تو جد مرتضےٰ علیؑ سرتاج خلق زیب دہ مسند نبیؐ
ابن نقی لقب ہے شہ خاص و عام کا	اور صاحب الزمانؑ ہے پسر اوس امامؑ کا
عابدؑ کی طرح اپنے عبادت کا خاتمہ مثل علیؑ ہے اپنے شجاعت کا خاتمہ	مثل حسنؑ ہے خلق و مروت کا خاتمہ صادقؑ کی طرح شہ پہ صداقت کا خاتمہ
شمع مزار اقدس شیر اللہ ہین	پشت و پناہ قبر رسالت پناہ ہین

پس اسم مبارک حضرت کا حسنؑ اور کنیت ابو محمد اور القاب شریف اوس عالی جناب کے زکی اور ہادی اور عسکری ہین پدر بزرگوار امام ابرار کے امام علی نقی ہین اور نام نامی مادر گرامی اوس خاصہ صمد کا ام ولد اور حُدیث اور سوسن ہے عفت و پارسائی اوس مقبولہ درگاہ خدائی کی کالشمس فی النہار روشن ہے ولادت باسعادت امام سعید بقول شیخ مفید ماہ ربیع الاول ۲۳۲ھ ہجری و بقول بعضے دیگر علما ۲۳۱ھ ہجری ہشتم یا دہم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ یا دوشنبہ ہے مکان ولادت بقولی مدینہ طیبہ و بروایتی سرمن رائے

سے حاکم وقت ولادت واثق بیٹا معتصم فاسق کا نقش نگین اوس سردار مومنین کا اَنَا لِلّٰہِ شَہِیۡدٌ
تھا عدد ازواج اوس سراج وہاج مین صرف ایک ہی بی بی جناب نرجس وبگیر بس شمار اولاد اوس سرور
عدل و داد مین ایک فرزند ارجمند خلیفۃ الرحمن جناب صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہم اور ایک صاحبزادی
اوس ہادی کی کہ انکا نام علمائے کرام نے نہین لکھا کتاب بصائر الدرجات مین جناب صادق خوش صفات
سے اثبات ہے کہ جسوقت منظور رب غفور ہوتا ہے کہ امام کو پیدا کرے تب ایک قطرہ آب زیر عرش سے
فرش زمین پر بھیجتا ہے اور وہ قطرہ کسی میوہ وغیرہ پر گرتا ہے پس پدر امام اوس میوہ یا اوس چیز کو جسپر
وہ ہے تناول فرماتا ہے اور اُس قطرہ آب عرش سے نطفہ امام کا منعقد ہوتا ہے اور جب وہ نطفہ مکرم شکم
مادر محترم امام مین منتقل ہوتا ہے بعد چالیس روز کے آواز مردم سنتا ہے اور جب چار مہینے گزرتے ہین تو
اوس امام کے دہنے بازو پر یہ آیہ شریفہ شکم والدہ مین بقلم قدرت لکھی جاتی ہے وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ
صِدۡقًا وَّعَدۡلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ اور جب امام پیدا ہوتا ہے حق سبحانہ تعالے
حکمت کی کنجیان اوسے عطا کرتا ہے اور بحلیہ حلم و وقار کے اوسے زینت دیتا ہے اور خلعت مہابت اوسے
پہناتا ہے اور ایک ایسا چراغ نور کا اوسکے دل مین روشن فرماتا ہے کہ جو کچھ لوگون کے دلون مین ہو اُسے
وہ امام عالی مقام بخوبی جانتا ہے اور اوس نور کے سبب سے اعمال و افعال مردم پر مطلع و خبردار ہوتا ہے چنانچہ
ابو ہاشم جعفری جناب امام حسن عسکری کی ایک ایسی نقل کہ جس سے چشم عقل وا ہوجائے بیان کرتا ہے کہ
ایک دن شاہ انس وجن بتوجہ سیر متوجہ صحرا کے تھے اور مین بھی ہمرکاب اُس نور چشم جناب زہرا کے صحرا
کو جاتا تھا عین راہ مین شدت غرض خواہ مجھے یاد آئی اور طبیعت میری گھبرائی یہی دل مین خیال کہ کہان
اسقدر مال کہ قرض کے وبال سے فارغ البال ہوجاؤن بفور اس تصور کے امام با تہور مجھ سے کیا ارشاد فرماتے
ہین کہ اے ابو ہاشم تیرا قرض خداوند عالم ادا کرے گا یہ کہکر گھوڑے سے جھکے اور کوڑے سے ایک خط زمین
پر کھینچا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ اپنا بڑھادے مین نے جھک کر جو اپنا ہاتھ بڑھایا تو ایک شمشہ طلائی
خالص میرے ہاتھ مین آیا مین نے اُسے زمین سے اُٹھا کر آستین مین رکھلیا امام کی اس مہربانی سے مجھکو
کمال درجہ کی شادمانی ہوئی تھوڑی دیر بعد راستہ مین پھر میرے دل پر خیال گزرا اور فکر لباس زمستان سے مین
پریشان ہوا سوچا کہ قرض تو میرا بتوجہ امام ہدا ادا ہوا مگر جو لباس سرما نہوگا تو میرے عیال کو تکلیف کمال
ہوگی معًا اس خیال کے شاہ زمن پھر میری طرف مخاطب ہوئے کہ اپنا ہاتھ دراز کر کہ بے نیاز تیری حاجت

روا کرے گا پس بار دگر امام جن و بشر زمین سے طرف زمین کی جھکے اور تازیانہ سے پھر ایک خط کھینچا جب
مین نے ہاتھ اپنا بڑھایا تو ایک شمشہ سیم میرے ہاتھ مین آیا تب حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ای ابو ہاشم اب تو
تبفضل کارساز اپنی حاجت سے بے نیاز ہوا پس آگاہ ہو کہ یہ راز ہمارا کسی پر باز نہو پس شاہ ذیشان مراجعت
فرما کر رونق بخش ایوان ہوئے اور مین شاد شاد حضرت سے رخصت ہو کر بامراد اپنے گھر پر آیا تو اوس طلا و سیم
عطیہ امام کریم سے میرا قرض بھی ادا ہوا اور لباس سرما سے بھی میرے عیال نے راحت پائی اور باعجاز امام
امجد وہ عطیہ میری حاجت سے نہ بیش تھا نہ کم من معارج الفضائل اب جعفرات حسین ابن ظریف سے ایک اور
نقل لطیف پر سمع شریف متوجہ ہون وہ کہتا ہے کہ مجھے امام خوش خصال سے دو سوال کرنیکا خیال تھا
اوّل یہ کہ جناب صاحب العصر والزمانؑ بوقت ظہور کن کن امور مین کس کس طور سے اجرائے حکم فرمائین گے دوسرے
تپ ربع کا علاج جسکو چوتھیہ کہتے ہین اوس اپنے سرتاج سے مجھے دریافت کرنا منظور تھا جب مین عرضیہ خدمت
امام مین لکھنے لگا تو ایک ہی سوال امر صاحب الامر مین مین نے لکھا اور دوسرے سوال کو مین سہواً ایسا فراموش
ہوا کہ کسی طرح میرے ذہن مین نہ آیا جبکہ میری تحریر نظر مبارک شاہ با توقیر سے گذری تو جواب باہم شاہ عالیمقام
نے عجب اہتمام سے ارقام فرمایا کہ قائم آل محمدؐ بوقت ظہور اپنے علم سے تمام احکام رب غفور کے جاری کریگا اور
وہ خود سر علم و شریعت کا تاج ہے کسی معاملہ مین کب اُسکو گواہون کی احتیاج ہے اور جو مطلب و مقصود اوسکے
ظہور اور وجود سے ہے وہ یہ ہے کہ حکم اپنا وہ مثل حکم حضرت داؤد علیہ السلام کے جاری کریگا پس اسیقدر تیرا
سوال تھا اوسکا یہ جواب ہوا سوال دوم اگرچہ تو نے فراموش کیا مگر ہم اوس مین خاموش نہین رہتے تیری
لکھنے کی کیا احتیاج ہے مطلوب تجھکو تپ ربع کا علاج ہے لکھ ایک ورق پر یہ آیۂ شریفہ قُلْنَا یَا نَارُ کُونِی
بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اور تعویذ کر صاحب تپ کو یہ علم امامت اور صفت ولایت ہے راوی
کہتا ہے کہ باندھتے ہی اس تعویذ کے صاحب تپ نے شفا پائی من معارج الفضائل پھر اسی کتاب مین ابو ہاشم
جعفری امام حسن عسکری کا ایک معجزہ عجیب بیان کرتا ہے کہ مین ایک دن خدمت مین سرور انس و جن کے
حاضر ہوا تو حضرت کوئی نامہ عنبرین شمامہ اپنے دست و قلم سے رقم فرما رہے تھے ابھی وہ مکتوب اوس مطلوب
علام الغیوب کا پورا نہوا تھا کہ وقت نماز کا آگیا پس امامؑ نے تو اہتمام نماز کا فرمایا اور مجھے ایک عجیب و غریب
حال اوسوقت نظر آیا کہ اوس قلم کو بے جنبش دست باقی نامہ حضرت کا رقم کرتے ہوئے پایا ایک طرف فرزند
شاہ نجف نے طاعت خدا کا اہتمام کیا دوسری طرف خامہ شنگرف نے حرف حرف بقیۂ خط کو تمام کیا عجب انداز

تحریر تھا وہ خامہ اعجاز یا کلک تقدیر تھا۔ اب غیب دانی اوس عاشق ربانی کی مومنین سنئین کتاب مذکور مین ایک اوی معتبر سے یہ نقل مشتہر ہے کہ مین ایک مرتبہ اپنے گھر سے بنا بر شرف حضوری امام باصولت کے در دولت پر حاضر ہوا اور گرد اوس کعبہ عفاف کے پھر کر مشرف بطواف ہوا جب مین نے قصد مراجعت کیا تو شاہ بحر و بر نے ایک مشت زر مجھے دیکر ارشاد فرمایا کہ اے عزیز اس زر سے تو ایک کنیز اپنے لیئے خرید کر لینا اسواسطے کہ تیری قدیم کنیز نے انتقال کیا سنتے ہی اس خبر کے مین ششدر رہ گیا اور یک بیک کچھ شک بھی میرے دل مین پیدا ہوا کہ مین ابھی اپنی لونڈی کو گھر مین صحیح وسالم چھوڑ کر آیا ہون یہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہین آخر جب مین گھر پر آیا تو فرمانا امام زمانہ کا راست پایا دیکھا مین نے اپنے غلام کو کہ روتا ہوا گھر سے باہر آیا اور خبر لونڈی کے مرنے کی اوس نے مجھے دی مین نے سبب فوت اور عارضہ موت کو جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اوس نے فقط آب خالص پیا تھا وہ گلے مین ایسا اٹکا کہ جس سے مرنے کا کھٹکا ہوا بس وہ آخری پانی ہی اوس لونڈی کو بمالک جاودانی لے گیا۔ مومنین یہ اسرار ولایت اور رموز امامت شاہ باکرامت ہے اب مصائب اوس فرزند مظہر العجائب کے سنو اور گریہ وبکا کرو کہ معتمد باللہ روسیاہ نے اوس شہنشاہ عالی جاہ کو کہ جسکے فضائل ومعجزات تمنے سنے بزہر ستم شہید کیا پہلے تو اوس امام حق شناس کو فرقہ بنی عباس نے قید کیا اور آخر براہ حسد اوس خاصہ صمد کو خلیفہ نا معتمد معتمد مرتد نے زہر دغا سے شہید کرایا

نظم

کیا معتمد نے قہر کیا وامصیبتا	ایسے ولی کو زہر دیا وامصیبتا
ایمان کے گھر کو لوٹ لیا وامصیبتا	خون جگر حرم نے پیا وامصیبتا
پھاڑا کفن نبیؐ نے علیؑ ننگے سر ہوئے	بچپن مین ہائے مہدیؑ دین بے پدر ہوئے
مولا کو ورثہ حسنؑ مجتبےٰ ملا	دست ستم سے انکو بھی زہر دغا ملا
ہر روز ایک روز سے صدمہ سوا ملا	کیا خاک مین نشان رسولؐ خدا ملا
زہر اجل سے سبز حسنؑ کا بدن ہوا	سرسبز خوب شبیر خدا کا چمن ہوا
ارواح پنجتنؑ کو ستایا ہزار حیف	جنت مین مصطفٰے کو رلایا ہزار حیف
تربت سے فاطمہؑ کو اٹھایا ہزار حیف	قبر شہ نجف کو ہلایا ہزار حیف
غل سامرہ مین ہوتا تھا جو وقت بین کا	یان کربلا مین ہلتا تھا مرقد حسینؑ کا

حیران تھے زائرانِ حسینی کہ کیا ہے آج
کیوں زلزلہ میں قبرِ شہِ کربلا ہے آج
محشر میانِ گنجِ شہیداں بپا ہے آج
آتی تھی یہ ندا ہمیں صدمہ بڑا ہے آج
زخمی بدن کو میرے عدو نے ہلا دیا
پوتے کو میرے زہرِ ہلاہل پلا دیا۔

حیرت ہے کیوں زمیں پہ نہ عرشِ علا گرا
اس ظلم سے عمامۂ مشکلکشا گرا
عباسیوں پہ کیوں نہ فلک جا بجا گرا
بالائے خاک تاجِ رسولِ خدا گرا
پھر بال کھولے سوگ میں آلِ رسول نے
جنت میں سر سے پھینک دی چادر بتول نے

لکھا ہے جب امام ہوئے عازمِ جناں
ایک دفعہ سامرہ میں قیامت ہوئی عیاں
دولت سرا سے شاہؑ کے آنے لگی فغاں
لو مومنو یتیم ہوئے صاحبؑ الزماں
سرگرم ظلم چار طرف بدخصال ہیں
اور حیف ہے کہ مہدیؑ دیں خورد سال ہیں

شبیرِ خدا کی شیعو رفاقت کا وقت ہے
کم عمر ہے امام حمایت کا وقت ہے
سیدانیوں پہ سخت مصیبت کا وقت ہے
عباسیوں کے اوج و حکومت کا وقت ہے
بے وارث آج عترتِ خیر الوریٰ ہوئی۔
بے صاحب آج مسندِ شبیرِ خدا ہوئی

سایہ نہ باپ کا نہ کوئی بھائی ساتھ ہے
سر پر امام عصرؑ کے بس حق کی ذات ہے
اس بے پدر کی سمت کسے التفات ہے
اب شرم اہلبیت کی زہراؑ کے ہاتھ ہے
مُردہ کے گرد شور جو نوحہ کا ہوتا ہے
معصوم پھوٹ پھوٹ کے بابا کو روتا ہے

امداد اس یتیم کی مشکلکشا کرے
تائید اپنے پوتے کی خیر النساؑ کرے
اِس سن میں بے پدر نہ کسی کو خدا کرے
سر پر نہیں ہے کوئی نہ روئے تو کیا کرے
ننھی سی پھر بہن کا گریبان چاک ہے
سنبل سے گیسوؤں پہ یتیمی کی خاک ہے

عباسیوں کے قہر سے سب خوف کھائینگے
کل ہے کو اس غریب کے پرسے کو آئینگے
تابوت بھی نہ ابن نقیؑ کا اُٹھائینگے
بے وارثوں کو اور بھی ظالم ستائینگے
آگے بھی در بتولؑ کے اوپر گرایا ہے
زینب کو شہر شہر کھلے سر پھرایا ہے

اب اس طرح سے اہلِ خبر کرتے ہیں بیاں
ماتم سرا میں بیبیاں کرتی تھیں سب فغاں
نہلا چکے جو لاشہ مولائے دو جہاں
کفنایا اُنکو رختِ مطہر کے درمیاں

آواز آئی فاطمہؑ کے شور و شین کی　　سب شیعی روئے بیکفنی پر حسینؑ کی

اُسدم ہوا یہہ معجزۂ شاہِ دوسرا　　در پر پئے نماز جنازہ کو جب دھرا
سب ساکنین سامرہ تھے جمع برملا　　صف بستہ انبیا و ملایک ہزار ہا
شور و فغاں جنازہ پہ اصحاب نے کیا　　قصد نماز جعفرِ کذاب نے کیا

تکبیر ابھی نہ آئی تھی لب پر کہ ناگہاں　　اک طفل مثلِ ماہ ہوا پردہ سے عیاں
سر تا قدم تھا قدرتِ اللہ کا نشاں　　جلوہ میں آفتاب بزرگی میں آسماں
آئی ندائے غیب امام زمنؑ یہہ ہے　　ہاں پنجتن کے شیعو یتیم حسنؑ یہ ہے

مجرا کرو امام علیہ السلام کو　　اب دیکھ لو نہ پاؤ گے پھر اس امام کو
پہچان رکھو نائبِ خیر الانام کو۔　　دل کے نگیں پہ کندہ کرو اسکے نام کو
حیدرؑ کا جانشین یہہ ہے سند نشیں یہ ہے　　مہدیؑ ہے نام ہادی دنیا و دیں یہ ہے

جعفر کے پاس آیا وہ شیعوں کا پیشوا　　اور غصہ سے ہٹایا اُسے کھینچکر ردا
فرمایا ہم بحقِ امامت ہیں اسے چچا　　ہم وارثِ امام ہیں ہم حجتِ خدا
آئی ندائے غیب کہ صادق امام ہے۔　　کذاب دور ہو یہہ اسی کا مقام ہے

القصہ شاہزادہ نے تکبیر کی شروع　　رُخ سوئے قبلہ دل طرفِ کبریا رجوع
ہر فقرہ میں خضوع تھا ہر لفظ میں خشوع　　مثلِ ستارہ اشک ہوئے آنکھوں سے طلوع
جب پڑھ چکے نماز تو رو رو کے آہ کی ۔　　تُربت بنائی قبلہ ایماں پناہ کی

آکر مزار میں ہوئیں زہرہؑ یہ نعرہ زن　　ہے ہے میرے غریب حسنؑ بیوطن حسنؑ
کس قہر کا یہہ زہر تھا ہے سبز سب بدن　　ہے ہے زمردی ہے میرے لال کا کفن
یہہ زہر میرے قلب پہ تاثیر کر گیا　　کیا جانئے جگر پہ میرے کیا گزر گیا

اب میں کہاں کہاں صفِ ماتم بپا کروں　　کس کس کے ہیں بقیہ بیں برپا عزا کہ رو
یا کربلا میں سوگ کی ہے ہے بنا کروں　　یا طوس میں رضا کی لحد پر بکا کروں
روؤں نجف میں بادشہ مشرقین میں　　سر پیٹوں سامرہ میں و یا کاظمین میں

مولفہ ۔ کیا قیامت ہے کہ اولاد جناب رسولؐ کہاں کہاں اور کس کس طرح مقتول ہوئی اور کیا کیا

صدمات و مصائب اُن حاملان نوایب پہ گزرے اور روح جناب فاطمہ زہرہ کی کہاں کہاں اور کیسے کیسے مقام پر اپنے عزیزان کرام کے واسطے روئی چنانچہ شہر شام کے قید خانہ میں جہاں پیغمبر خدا کی نواسیاں اور علی مرتضی کی صاحبزادیاں مقید زندان تھیں تو اُس جائے ناپرساں میں سوائے روح پاک دختر شاہ لولاک کے کوئی ایسا نہ تھا کہ اُنکے حال زار پر اشکبار ہو۔ جیسا کہ صاحب کتاب نظم الاحزان وغیرہ بروایت مختلفہ لکھتے ہیں کہ ایک رات ناظر اُس قید خانہ کا جو کہ اسیران اہلبیت کا محافظ تھا درِ زندان سے باہر کیا سنتا ہے کہ کوئی معظمہ بین ہین حسینؑ حسینؑ کہکر روتی ہے اُسکو شک گزرا کہ شاید کوئی بی بی قید خانہ سے باہر نکل آئی ہے اور روتی پھرتی ہے صبح کو وہ زندان بان بدگمان داخل زندان ہوا اور ہر ایک قیدی کو مطابق اپنی فہرست کے نام لے لے کر پکارنے لگا تو سب کو پورا پایا اپنے دل میں گھبرایا اور کہنے لگا کہ میں نے بگوش خود اچھی طرح سے سُنا کہ ایک بی بی بیرون درِ زندان بین کر رہی ہے مکرر شمار کیا تو قیدیوں میں کمی نہ پائی آخر اُس نے اُن بیکسوں سے دریافت کیا کہ تم میں سے کوئی بی بی قید خانہ سے باہر بھی نکلی تھی۔ جناب زینب نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کب ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے آدمیوں میں سے کسی کو ایسی آفت و مصیبت میں چھوڑ کر چلے جائیں مگر وہ شقی برابر اصرار کرتا تھا کہ نہیں ضرور کوئی بی بی تم میں سے زندان سے باہر چلی گئی تھی۔ جناب زینبؑ نے فرمایا کہ حاشا ہم میں سے کوئی باہر نہیں گئی تو اپنی فہرست سے ملالے۔ وہ کہتا تھا کہ فہرست میں تو مطابق ہے تم سب قیدی پورے ہو۔ مگر میرے دل کو یقین ہے کہ کوئی تم میں باہر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے زندان بان ہم لوگ دروغ گو نہیں ہیں اگر یونہیں تیرا دل ہمارے ستانے کو چاہتا ہے تو جو ظلم وستم تجھکو منظور ہو ہمپر کرلے کہ ہم مجبور ہیں کوئی وارث سر پر نہیں رکھتے ایک وارث جو قتل سے بچ رہا ہے وہ بیمار قریب بہلاکت ہے یہ کب ہوسکتا ہے کہ ہم اُسکو گرفتار بلا چھوڑ کر یہاں سے چلے جائیں اور ابھی تو سر بریدہ ہمارے وارثانِ ستم دیدہ کے یہاں ضبط ہیں اُنکو چھوڑ کر ہم کس طرح جاسکتے ہیں۔ مگر اے زندان بان تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ کوئی بی بی ہم میں سے باہر تھی۔ اُس نے کہا کہ آج رات کو میں نے ایک بی بی کی آواز دردناک سُنی کہ تمام شب زندان کے چاروں طرف نہایت بیقراری سے روتی پھرتی تھی کہ اُسکے بین سے دل سننے والوں کے بیتاب ہوجاتے تھے۔ جسوقت سے میں نے اُس بی بی کا رونا سُنا ہے میرا دل بھی بیتابی سے مضمحل ہوگیا ہے اور اُس معظمہ کی آواز تمہاری آواز سے بہت مشابہ تھی کیا عجب ہے کہ تمہیں زندان سے باہر جاکر

پھر چلی آئی ہو یہ سنکر زینب خاتون نے ایک آہ کی اور فرمایا کہ اے زنداں باں وہ بی بی فریادی ہم اسیروں میں سے نہ تھی کیونکر ہوسکتا تھا کہ قفل درِ زندان بند رہے اور ہم میں سے کوئی باہر نکل جائے۔ اب تو یہہ کہہ کہ وہ بی بی بین کے وقت کیا کیا الفاظ کہکر روتی تھی بولا کہ وہ اسطرح روتی تھی جیسے کوئی عورت اپنے فرزند کی لاش پر نوحہ کرتی ہے وَاحُسَیْنَاہُ وَامَظْلُومَاہُ وَاقُرَّۃَ عَیْنَاہُ کہکر روتی تھی اُسوقت جناب زینبؑ کو تاب سخن نرہی روکر فرمایا کہ اسے زنداں باں وہ معظمہ میری والدہ ماجدہ جناب فاطمۃ الزہراؑ ہیں کبھی صحرائے کربلا میں جاکر اپنے فرزند کی لاش پاش پاش پر روتی ہیں اور کبھی خزانہ یزید میں جاکر اپنے لخت جگر حسین کا سر بریدہ کلیجہ سے لگاکر ماتم کرتی ہیں اور کبھی یہاں اس زندانِ بلا میں آکر ہم اسیروں کے ساتھ گریہ و بکا میں مصروف رہتی ہیں یہ سنکر وہ زنداں باں شقی باوجود قساوت قلبی کے بہت رویا اور زندان سے باہر نکل آیا اور اسیران حرم میں ہنگامہ ماتم برپا ہوا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الخ

مجلس دوم میں ذکر بعض فضائل شاہ خوش خصائل جناب امام حسن عسکری علیہ السلام واظہار قدر ومنزلت امام زمن پیش دوست ودشمن وخاتمہ اشعار عرب پر مصائب میں

اب قدر و منزلت جناب حسنؑ پیش دوست و دشمن پر مومنین توجہ فرمائیں اور طول سے نہ گھبرائیں ابن بابویہ محدث معتبر و نیز علمائے دیگر اس روایت باہدایت کو ایک راوی باعقل اہل قم سے اسطرح نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں ایک روز احمد بن عبد اللہ خاقان کے مکان پر گیا کہ وہ خلیفہ کی طرف سے بمقام قم حاکم تھا اور وہ مجہول دشمن اہلبیت رسول تھا اُس کی مجلس میں کچھ ذکر سادات بابرکات علوی کا کہ جو شہر سرمن رائے میں رہتے تھے آپس میں کر رہے تھے اور اُنکے مذہب اور کیفیت قرب و منزلت اُنکی جو کہ خلفائے جور ہر دور کے نزدیک رہی ہے اُسکا مذکور ہو رہا تھا اس ضمن میں احمد بن عبد اللہ میر مجلس کی زبان سے یہ بیان نکلا کہ شہر سرمن رائے میں سادات علوی سے میری رائے میں مثل امام حسنؑ عسکریؑ کسی کو برتری نہیں ہے اسلیئے کہ تمام خلفا و سادات اور بنی ہاشم اُنکو علم و عبادت اور زہد و طہارت اور جمیع صفات کمالیہ میں اپنے بزرگوں پر ترجیح دیتے ہیں اور تمام دوست و دشمن خواص و عوام اُنکا اکرام کرتے ہیں چنانچہ ایک روز کی نقل اُس نے اپنے باپ عبد اللہ خاقان کی بیان کی کہ ایک روز میرے باپ عبد اللہ خاقان اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے اور میں اُنکے پیچھے اپنے خیال میں کھڑا ہوا تھا۔ ناگاہ دربانِ بارگاہ میرے پدر کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور اطلاع کی کہ اس وقت

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام دروازہ پر تشریف لائے ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں سُنتے ہی میرے باپ نے باواز بلند کہا کہ مرحبا مرحبا لاؤ اور بلاؤ حضرت کو ناگاہ دیکھا میں نے کہ وہ بزرگوار بکمال عظمت و توا گندم گوں با قامت موزوں کشادہ چشم باحشم فراخ پیشانی باچہرۂ نورانی سیاہ مو شگفتہ رو نوجوان باشوکت و شان داخل مکان ہوئے جب نظر میرے پدر کی اُس کالشمس والبدر پر پڑی بے تامل اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُنکے استقبال کو آگے بڑھا اور میرے باپ نے کبھی کسی خلیفہ یا کسی بنی ہاشم کی بھی تعظیم نہیں دی تھی یہ ہیبت و جلال اُسی جوان صاحب اقبال کا تھا کہ میرے باپ نے اپنے ہاتھ اُس خوش صفات کی گردن میں حمائل کرکے پیشانی اور دستہائے نورانی پر بوسہ دیا اور ہاتھ تھام کر اُس عالی مقام کو اپنی جگہ پر بٹھلایا اور آپ مؤدب ہو کر روبرو اُس خجستہ خو کے بیٹھا اور باتوں میں بروئے تعظیم و آداب کُلیت کے ساتھ خطاب کرتا تھا اور ہر کلام میں میرا باپ اُن سے یہی کہتا تھا کہ فدا ہوں آپ پر سے میرے ماں باپ اور ہیں۔ ان باتوں کے مشاہدہ و سماعت سے میں حیرت میں تھا ناگاہ پھر دربان نے آکر آگاہ کیا کہ خلیفۂ وقت کی آمد ہے اور وہ زمانہ موفق باللہ عباسی کا تھا اور قاعدہ یہ تھا کہ جب موفق میرے باپ کے پاس آنے کو ہوتا تھا تو اُسکے خواص اور خادمانِ خاص ہر دو طرف صف بصف کھڑے ہوتے تھے تاآنکہ خلیفہ بیٹھتا تھا اور واپس جاتا تھا اُسوقت باوصف اطلاع اور آمد آمد خلیفہ کے میرا باپ بدستور اُس جوان پر نور سے مخاطب رہا اور خلیفہ کی ہیبت اُس جوان باشوکت پر مقدم نہ رکھی یہاں تک کہ مخصوصان بادشاہ پر میرے باپ کی نگاہ پڑی کہا کہ یا ابو محمد ماں باپ میرے آپ پر سے فدا ہوں آمد آمد خلیفہ کی ہے اگر آپکے نزدیک مناسب ہو تو تشریف رکھیں اور جو بہتر جانیں تو دولت منزل کو تشریف لیجائیں یہ سُنکر وہ اُٹھے اور میرے باپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ آپکو ہمراہ لیجا چوبداران خلیفہ کی نظر اُنپر نہ پڑے لوگوں کے پیچھے سے نکالکر لیجائیو اور میرے باپ نے اُنکی بہت توصیف اور تعظیم کی اور پیشانی پر بوسہ دیکر رخصت کیا بعد اسکے خلیفہ کے استقبال کو گیا میں نے اپنے باپ کے ملازموں سے دریافت کیا کہ یہ جوان ذیشان کون شخص تھے جنکی میرے باپ نے اسقدر تعظیم و تکریم کی اُن لوگوں نے کہا کہ یہ جوان ایک اکابر عرب سے ہے اور نام مبارک اُنکا حسنؑ ہے اور علی نقیؑ جو رافضیوں کے امام تھے اُنکا یہ بیٹا ہے۔ سُنتے ہی اس بات کے مجھے حیرت ہوئی اور اپنے باپ کی طرف سے اُسکے مذہب میں مجھے شک ہوا کہ ایک رافضی کی اسقدر آبرو بڑھائی اُس روز مجھے تمام دن شش و پنج اور خلجان رہا۔

رات کے وقت بعد نماز مغرب وعشا حسب معمول میرا باپ کاغذات وعرائض دیکھنے بیٹھا کہ صبح کو خلیفہ کے دربار میں پیش کرے۔ میں بھی اپنے پدر کے پاس بیٹھ گیا اُس نے پوچھا کوئی کام ہے مینے کہا اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کیا چاہتا ہوں۔ کہا کیا کہتا ہے میں نے پوچھا کہ جس شخص کی آپ نے اسقدر تعظیم وتکریم کی کہ اپنی جان اور اپنے پدر و مادر کی جان اُسپر فدا کی وہ کون تھا جواب دیا کہ اے فرزند وہ شخص رافضیوں کا امام ہے یہ کہکے سکوت کیا تھوڑی دیر کے بعد میرا باپ بولا کہ اے فرزند اگر خلافت بنی عباس سے نکل جائے تو سوائے اس جوان ذیشان کے دوسرا کوئی مستحق خلافت نہیں ہے اسلئے کہ زہد وعبادت اور علم وفضل بے نہایت رکھتا ہے نسب میں شریف حسب میں لطیف عفت نفس میں بے مثال اور جمیع صفات حسنہ میں صاحب کمال ہے۔ اے فرزند اگر تو انکے باپ جناب امام علی نقی کو دیکھتا تو تجھے معلوم ہوتا کہ تمام روئے زمین پر ہر صفات کمالیہ میں بے نظیر تھے اور ہر دوست ودشمن کے نزدیک جمیع اخلاق حسنہ میں ازجملہ مشاہیر تھے۔ احمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ ان تعریفوں اور مخالف کی مدداحیوں پر مجھے غصہ آیا اور حیرت زیادہ ہوئی مگر اپنے باپ کے ادب سے میں خاموش رہا لیکن اُسی وقت سے مجھے تجسس ہے اور قصداً چاہتا ہوں کہ اُس جوان کی بدی یا کسی طرح کی مذمت کی بات کسی کی زبان سے سنوں اور کوئی شخص عیب اُنکا میرے سامنے ظاہر کرے تاکہ میں خوش ہوں مگر تمام وزراء امراء وسادات واشراف ہر اطراف کے اُنکو جمیع فضل وکمالات میں سب سے مقدم سمجھتے ہیں اور ابتک سوائے تعریف وتوصیف کے میں نے اُنکے حق میں مطلق اور کچھ نہ سُنا اس سبب سے اُنکی قدر ومنزلت میری نظر میں عظیم ہوئی سو میں خوب جانتا ہوں کہ اس خاندان میں کیا بلکہ تمام جہان میں کسی طرح کی برتری سوائے امام حسن عسکری کے دوسرے کو حاصل نہیں ہے جسطرح اُنکی مدح اور توصیف اُنکا فریق کرتا تھا اُسی طرح ثنا وتعریف اُنکی ہر مذہب وطریق کرتا ہے۔ **لمولفہ**

نبی کے جانشیں اللہ اکبر ایسے ہوتے ہیں	وزیر بادشاہ ہفت کشور ایسے ہوتے ہیں
موافق تو ثنا میں رہتے ہیں لیکن مزہ یہ ہے	مخالف خود پکار اُٹھے کہ رہبر ایسے ہوتے ہیں

اب راوی کا بیان ہے کہ جب احمد بن عبد اللہ یہ کچھ فضائل اُس شہنشاہ عالی جاہ کے علی الاعلان بیان کئے تو ایک شخص نے اہل مجلس سے عبد اللہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ امام حسن عسکری کے برادر جعفر کا بھی تو احوال بیان کرو کہ وہ کیسے تھے امراء نے جواب دیا کہ جعفر کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ

اُسکے حال سے کوئی سوال کرے یا اُسکا نام امام حسنؑ عسکری کے نام مبارک کے ہمراہ لیا جائے۔ پس اُس مخالف دین نے جعفر کی مذمت و توہین میں بمجمع حاضرین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جبکہ مذمت جعفر سے وہ فاسق بُخار اپنے دل کا نکال چکا تو پھر حال جناب عسکریؑ کا بیان کرنے لگا اور کہا کہ بخدا سوگند وقت وفات اُس ارجمند کے ایک ایسی حالت خلیفہ اور سب لوگوں پر طاری ہوئی کہ مجھے گمان ہے کسی کے مرنے پر یہ گریہ وزاری نہوئی ہوگی اور واقع وفات اُس سید سادات کا اسطرح گزرا ہے کہ ایک روز میرے باپ کے پاس خبر آئی کہ امام حسنؑ عسکری بیمار ہوگئے ہیں سُنتے ہی میرا باپ عبداللہ بہ تعجیل تمام خلیفہ کے پاس گیا اور اُسے حضرت کے مرض کی اطلاع دی خلیفہ نے یہ سُنکے پانچ شخص اپنے مخصوصوں سے میرے باپ کے ہمراہ کئے اور حکم دیا کہ ہر وقت حضرت کے پاس حاضر رہیں اور خدمتگذاری و تیمارداری کریں اور ایک طبیب مقرر کیا کہ ہر صبح و شام نگران امام رہے پس دو روز کے بعد پھر میرے پدر کے پاس خبر آئی کہ مرض امام سعید بہت شدید ہوگیا اور اس نبیرۂ علی ابن ابی طالب پر ضعف غالب ہے یہ سنکر میرا پدر بوقت فجر سوار ہوکر خدمت میں اُس فرزند خیر البشر کے گیا اور طبیبوں کو حکم کیا کہ خدمت آنحضرت سے جدا نہوں اور قاضی القضات کو بُلایا اور حکم سنایا کہ دس کس علمائے مشہور کو حاضر حضور شہنشاہ جمہور کے ہر وقت رکھے اور مطلب اس اہتمام سے اُس گروہ بدانجام کا یہ تھا کہ زہر جو اُس امام دہر کو دیا گیا تھا اُسپر کوئی مطلع نہو بلکہ لوگوں کے سامنے ذکر کریں کہ رحلت حضرت کی اپنی موت سے ہوئی ہے۔ پس یہ سب لوگ ہر وقت حاضر خدمت آنحضرتؑ رہتے تھے یہاں تک کہ ماہ ربیع الاول کی ابتدائی تاریخوں میں حضرت نے وفات پائی اور ظلم و جور مخالفان دور سے نجات پائی جب خبر وفات شاہ کائناتؑ کی شہر سامرہ میں مشتہر ہوئی تو ایک قیامت اُس شہر میں برپا ہوگئی جمیع مرد و زن دوست و دشمن شہر نے اُس کُشتۂ زہر پر فریاد نوحہ و شیون کی بلند کی اُدھر تو ماتم امام زمانؑ میں نالہ و فغاں کی جوشش اِدھر خلیفہ سامری کو فرزند جناب عسکریؑ کی تلاش میں کوشش تھی۔ پس بحکم خلیفۂ بیدین اسکے ملازمین ملاعین نے دولت سرائے اس مہمان سر من رائے کو گھیر لیا اور ہر متنفس متجسس تھا کہ شاید کسی حجرہ سے پتہ و نشان امام کے نام و نشان کا ظاہر ہو لیکن جب کہیں سے سراغ اُس عسکریؑ کے چراغ کا نہ ملا تو خلیفہ بدذات نے اپنے قبیلہ کی عورات کو تعینات کیا کہ کنیزان امامؑ کے حالات سے تفحص کریں کہ شاید کسی کنیز کو حمل ہو چنانچہ ایک عورت نے خلیفہ بدنہاد

واقعہ وفات جناب امام حسن عسکری علیہ السلام

کو خبر دی کہ ایک کنیز شاہ باکمال پر حمل کا احتمال ہے خلیفہ نے اپنی خادم کو کہ تحریر اُس بے پیر کا نام تھا اُس کنیز بے تقصیر پر موکل کیا کہ جو پائے احوال رہے تا کہ صدق و کذب زن مخبرہ کا ظاہر ہو اسکے بعد خلیفۂ بے دین کہ معتمد لعین تھا متوجہ تجہیز و تکفین اُس قبلۂ دنیا و دین کا ہوا۔ تمام کوچہ و بازار میں موت شاہِ ابرار سے ہر صغار و کبار بحالت انتشار تھا تمام وضیع و شریف اور قوی و نحیف شہر کے تابوت امامِ دہر پر جمع تھے اور عبداللہ خاقان کہ وزیر خلیفۂ بے ایمان کا تھا معہ جمیع امراء و عزیزان خلیفہ و اہل قلم و بنی ہاشم جنازہ پر حضرت کے حاضر ہوا اُسوقت شہر سامرہ میں کثرت نالہ و شیون ہر مرد و زن سے ایک شور قیامت برپا تھا جب غسل و کفن شاہِ زمن سے فارغ ہوئے تب خلیفہ نے اپنے علما میں سے ایک عالم کو کہ ابو عیسیٰ اُسکا نام تھا واسطے نماز جنازہ کے بھیجا جسوقت کہ تابوت حضرت کا واسطے نماز کے قبلہ رو زمین پر لاکر رکھا تو ابو عیسیٰ نے بتعلیم خلیفہ قبل از نماز کفن روئے شاہِ زمن سے اُٹھا دیا اسوقت کی بیتابی مردمان شہر کی اُس کشتۂ زہر کا روئے انور دیکھکر ذاکر کس زبان سے بیان کرے تمام سادات ہاشمیاں کی آواز نالہ و فغاں کی اسقدر بلند ہوئی کہ آثار قیامت کی ظاہر ہوگئی اور جسقدر قضاۃ معتبرین اور علمائے مخالفین و اشراف و رعیاں وہاں حاضر تھے کفن میں وہ چہرہ نورانی اُس مقبول یزدانی کا دیکھکر فریاد واویلاہ کرتے تھے اور مطلب ابو عیسیٰ کا اُس وقت کے مُنھ کھولنے اور دکھلانے سے یہ تھا کہ خلیفہ جیفۂ دنیا پر سے رفع تہمت ہو اور کوئی بنی ہاشم و سادات وغیرہ یہ سمجھیں کہ خلیفہ راندۂ دہر نے زہر سے حضرت کو شہید کیا ہے بلکہ سب حاضرین روئے انور امام دین کو ملاحظہ کرلیں اور سمجھ لیں کہ یہ اپنی موت سے فوت ہوگئے ہیں کسی نے کوئی آسیب اور گزند امامِ ارجمند کو نہیں پہونچایا اور علماء و اطباء و قضات وقت وفات اُنکے پاس حاضر رہے ہیں وہ گواہی دیتے ہیں۔ غرض کسی طرح بدنامی خلیفہ بانی بدنامی پر عائد نہو۔ پس جامۂ کفن روئے شاہِ زمن پر ڈھانپ دیا اور ابو عیسے نے آگے کھڑے ہوکر حضرت پر نماز پڑھی اور پہلوے اقدس اپنے والد مقدس جناب امام علی نقی علیہ السلام میں دفن ہوئے۔ **لمولفہ** ۔ حضرات نماز جنازہ امام کی امام پڑھتا ہے غیر معصوم نہیں پڑھا سکتا اور نہ سوائے معصوم کے معصوم کا غسل و کفن کوئی کرسکتا ہے حدیث صحیح میں واقع ہوا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے غسل و کفن اور نماز و دفن میں جناب صاحب العصر علیہ السلام صاحبزادے جناب عسکری کے خود بذاتہ شریک تھے۔

چنانچہ مجلس آیندہ میں انشاء اللہ مفصل بیان ہوگا عجب نہیں کہ ابو عیسیٰ نے نماز جنازہ حضرت کی ظاہر میں بعد وقوعہ نماز صاحب الامر کے پڑھائی ہو پس منقول ہے کہ بعد دفن جناب حسنؑ کے گروہ عباسیہ ملاعین تلاش میں فرزند امام دین کے مصروف ہوئے اسلئے کہ ان اشقیا نے معتبر سُن لیا تھا کہ اُنکا فرزند مہدیؑ ارجمند تمام روئے زمین پر بادشاہ ہوگا اور اہل باطل کو دفع کریگا ہر چند بہت تلاش کیا لیکن مطلق خبر صاحب الامر علیہ السلام کی اُس فریق گمنام کو نہ معلوم ہوئی اور جس کنیز پر احتمال حمل کا تھا دو سال تک اسکے چوبلے احوال رہے اور کچھ اثر اُس سے ظاہر نہوا۔ پس موافق روایات اہل سنت کے میراث و متروکہ امام حسن عسکریؑ کا درمیان انکی والدہ ماجدہ اور جعفر کذاب کے تقسیم ہوا پس احمد بن عبد اللہ کہتا ہے کہ بعد رحلت جناب امام حسن عسکریؑ کے جعفر کذاب میرے باپ کے پاس آئے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں منصب امامت میرے برادر امام حسن عسکریؑ کا مجھے ملے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہر سال بیس ہزار دینار آپکے پاس حاضر کیا کرونگا میرا باپ سنتے ہی اس گفتگو کے بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ منصب امامت تمہارے برادر باکرامت کا اس لائق نہیں ہے کہ مال دیکر لیا جائے دیکھو کہ خلفائے بنی عباس اسی فکر و قیاس میں برسوں سے تلواریں کھینچے ہوئے ہیں اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور اسی تمنا میں مرلیے ہیں کہ تمہارے پدر بزرگوار اور برادر نامدار کی امامت کے اعتقاد سے لوگ منحرف ہوکر ہماری خلافت پر شاد و دل نہاد رہیں اور اُن سے باوصف سلطنت کے کچھ نہ ہوسکا پھر آپ کس طرح متحمل بار امامت ہوسکتے ہیں البتہ اگر تم اپنے گروہ شیعوں کے نزدیک اس مرتبہ امامت کی لیاقت رکھتے ہو تو سب تم سے خود بخود رجوع کرینگے تم کو خلیفہ کی یا کسی کی احتیاج نہیں ہے یہ مرتبہ تمہارے واسطے اور لوگ تحصیل نہیں کرسکتے۔ پس میرے پدر کو جعفر کی ان باتوں سے اُنکی خفت عقل اور عدم دیانت ثابت ہوئی اور حکم دیا اپنے ملازمین کو کہ جعفر کو منع کردو کہ میرے دربار میں نہ آیا کریں اسکے بعد جعفر کذاب میرے باپ کے دربار میں باریاب نہوتے تھے۔ جب تک کہ میرے باپ نے قضا کی اور ابتک خلیفہ متجس فرزند امام حسن عسکریؑ کا متجسس رہتا ہے لیکن پتہ نشان صاحب الزمانؑ کا اُس بے ایمان کو نہیں ملتا پس باتفاق اکثر محدثین و مورخین کی شہادت باسعادت امام حسن عسکریؑ کی آٹھویں تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ دو سو ساٹھ ہجری میں واقع ہوئی ہے اور معتمد مرند ابن متوکل بد اصل نے حضرت کو زہر سے شہید کیا ہے + **شعر**

کَاَصْحَاتَ اللهُ السِّنَّ الدَّهْرَانِ ضَحِکَتْ × وَقَالَ رَسُوْلِ اللهِ مَظْلُوْمُوْنَ قَدْ قُهِرُوْا
مومنین خداوند جلیل نہ متبسم ہونے دے زمانہ غدار وروزگار جفا شعار کو جس وقت کہ وہ قصد ہنسنے کا کرے اور کیونکر گوارا ہو غلامان اہلبیت اطہار کو متبسم ہونا اس زمانہ کا کہ اولاد رسول مختار مبتلا بمصائب بے شمار ہوئی **شعر** مُسْتَرْدُوْنَ نُفُوْا عَنْ عِقْرِ دَارِهِمْ × کَاَنَّهُمْ جَنُوْا مَالَیْسَ یُغْتَفَرُوْا
اور اُن خاصان خدا کو اشقیائے امت نے بے جرم وگناہ قتل کیا کسی کو تلوار وخنجر سے شہید کیا اور اکثروں کو ان میں سے بزہر ستم مقتول کیا۔ **شعر**
مَنَعُوْا زُلَالَ الْمَاءِ اٰلِ مُحَمَّدٍ × وَغَدَتْ ذُبَابُ الرَّاقِیَةِ تَکَرَّعُ ×
ترجمہ۔ افسوس کہ جانوران صحرا آب فرات سے سیراب ہوں اور اولاد رسول وعترت بتول کہ جو مالک نہر فرات کے ہوں اُس پانی سے منع کئے جائیں اور شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی کے ذبح کئے جائیں۔ **شعر**
عَیْنٌ عَلَاهَا الْکُحْلُ فِیْهِ تَفَقَّنَتْ × وَیَدٌ تُصَافِحُ فِی الْبَرِیَّةِ تُقْطَعُ ×
نابینا ہو وہ آنکھ کہ جو بعد واقع ہونے ایسے حادثوں کے سرمہ آگیں وسرور ہو اور قطع ہوں وہ ہاتھ کہ بعد وقوعہ شہادت حسینؑ ومصائب ذریت رسول الثقلین مصافحہ سرور کریں اسلئے کہ جب ایسے ایسے پیشوائے دین اولاد سید الوصیئین ہاتھ سے بنی امیہ کے گرفتار بلیا اور دست ظلم بنی عباس ناحق شناس سے بیکس وبے آس ہوکر زہر دغا سے شہادت پائیں تو اب کیا مقام سرور باقی رہا بلکہ اب مقام اسکا ہے کہ ہر وقت غلام اُنکے سر پیٹ پیٹ کر رویا کریں اور جس وقت شہادت وبیکسی کے عالم میں رحلت ہر ایک امام علیہ السلام کی یاد کریں خاص کر آقائے حادی عشر یعنی گیارھویں امام جناب عسکریؑ کی مصیبت پر غور کریں اور اپنے امام وقت جناب صاحب العصر کی صغیر سنی میں وہ تنہائی اور یتیمی یاد کریں یا ایک پیاس پر امام حسین علیہ السلام کی خیال کریں تو بمقتضائے انصاف پانی نہ پئیں اور غلام اُنکے پیاسے ہی تڑپ تڑپ کر مرجائیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ

مجلس سوم میں بعض وقایع وفات ومعجزات جناب امام حسن عسکری علیہ السلام وخاتمہ مصائب جناب سید الشہدا اور بیان سر مقدس کا شہر مدینہ میں تشہیر ہونا

محمد بن بابویہ قمی علیہ الجنان ابوالادیان سے روایت کرتے ہیں یہ شخص ابوالادیان راوی بصرہ کا رہنے والا تھا بیان کرتا ہے کہ میں خدمت میں نوبادہ بستان صفدری امام حسن عسکریؑ کی رہتا تھا

اور اُنکے نامہ و پیغام اکثر شہروں میں لیجایا کرتا تھا پس ایک دن خدمت شاہ انس وجن میں حاضر ہوا میں تو حضرت بیمار تھے اور اُسی مرض میں بعالم قدس رحلت فرمائی ہے پس کئی خطوط شہر مداین کو جناب امام نے ارقام فرمائی اور مجھ سے ارشاد ہوا کہ اے ابوالادیان تو آج سے پندرہ روز میں مداین سے لوٹ کر داخل شہر سامرہ ہوگا اور اسوقت تو صدائے نوحہ وشیون ہمارے مسکن سے سنے گا اور اُسوقت مجھکو غسل میت دیتے ہونگے - سنتے ہی اس کلام کے زمام اختیار میرے قبضہ اقتدار سے چھوٹ گئی اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا - پھر میں نے عرض کی کہ اے سید میرے جبکہ یہ حادثہ دلریش پیش آئیگا تو امر امامت کس کی طرف منتقل ہوگا ارشاد فرمایا کہ جو تجھ سے جواب ہمارے خطوں کا طلب کرے وہ بعد میرے امام ہے - میں نے عرض کی کہ کچھ اور علامت امامت کی ارشاد ہو - فرمایا کہ جو میرے جنازہ کی نماز پڑھوائیگا وہ ہی میرا جانشین ہے پھر میں نے پوچھا کہ کچھ اور نشان امام انس وجان کا بیان ہو فرمایا کہ جو مفصل بیان کرے کہ میان ہمیان کیا ہے وہ تمہارا پیشوا ہے - اسکے بعد مجھے ہیبت حضرت کی مانع ہوئی یہ میں نہ پوچھ سکا کہ کون ہمیان یا کوئی اور نشان پس میں باہر آیا اور نامے حضرت کے لیکر شہر مداین کو روانہ ہوا اور جواب خطوں کے لیکر میں واپس آیا جسطرح حضرت نے ارشاد فرمایا تھا پندرھویں روز میں داخل شہر سامرہ ہوا تو واقعی صدائے نوحہ وشیون منزل شاہ زمن سے سُنی میں نے اور بوقوع اس حادثہ کے تمام شہر میں شور وغل ماتم امام جزوکل کا برپا تھا سامان تجہیز وتکفین اُس قبلۂ دنیا ودین کا ہو رہا تھا در دولت امام پر اژدحام خلائق تھا اُس مجمع میں دیکھا میں نے کہ دروازۂ جناب پر جعفر کذاب بیٹھے ہوئے ہیں اور گروہ شیعیان وانبوہ ہواخواہان گرد جعفر کے ہے اور تعزیت برادر باکرامت وتہنیت بمنصب امامت جعفر کو دے رہے ہیں یہ امر دیکھتے ہی میں سرنگوں ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اگر یہ صاحب امام ہیں تو امر امامت دگرگوں ہوا اسلئے کہ انکو اکثر بار امور ممنوعہ وافعال غیر مشروعہ عمل میں لاتے دیکھا ہے - **لمولفہ** - مومنین اس مقام پر عقیدہ شیعوں کا درباب جعفر لکھا جاتا ہے بقول مجلسی علیہ الرحمتہ تو بیشک ان سے لغزش صادر ہوئی اور دعوی امامت کا انہوں نے کیا چنانچہ اسی وجہ سے کذاب مشہور ہوئے مگر بقول بعض علمائے شیعہ جعفر اپنے افعال سے نادم اور تائب بھی ہوئے ہیں کہ اسی واسطے اُنکو جعفر تواب کہتے ہیں پس ان کے حق میں قدح نکالنا اور ساتھ مذمت کے اُنکو یاد کرنا داخل سوء ادبی ہے گو کہ جعفر معصوم نہ تھے مگر

معصوم زادہ امام علی نقی علیہ السلام کے صاحبزادہ اور جناب حسن عسکری علیہ السلام کے برادر حقیقی تھے اور نسل سادات نقوئی انہیں سے جاری ہوئی اور جعفر کی اولاد سے بڑے بڑے علمائے معتبرین وفضلائے مجتہدین پیدا ہوئے اس لحاظ سے نام انکا باکرام لینا چاہیئے دوسرے یہ بھی مشہور ہے اور اکثر علمائے شیعہ میں اسکا مذکور ہے کہ بایام غیبت صغرا کسی شیعہ کا عریضہ بحضور شاہ جمہور صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہم بدین مراد گذرا کہ حضور کا اعتقاد اپنے عم جعفر کے حق میں کیا ہے یعنی جو عقیدہ آپکا انکے بابین ہو وہ ہی اعتقاد ہم غلامان حضور بھی انکے امور میں رکھیں ۔ بجواب اس عریضہ کے شاہ عالی جناب کا توقیع وقیع ناحیہ مقدسہ سے بدیں ارشاد برآمد ہوا کہ مثال میرے عم جعفر کی مثال برادران یوسفؑ کی ہے یعنی جیسا کہ ابتدائے کار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھائیوں نے وہ کچھ سلوک کیا کہ چاہِ کنعان میں گرایا اور اور باپ سے چھڑایا اور قریب چالیس برس کے جناب یعقوب علیہ السلام فراق یوسفؑ میں روتے روتے نابینا ہوگئے مگر انتہائے کار میں وقت ملاقات باہمی برادراں و پدر ذیشان شہر مصر میں جب برادران یوسفؑ اپنے کردار پر پشیمان ہوئے تو نوبت انکے عفو جرائم کی پہونچی پس یہی حال جعفر تواب کا ہے اگر کوئی شخص انکی مدح نہ کرے تو قدح بھی انکے حق میں نہ نکالے ۔پس ابوالادیان کہتا ہے کہ میں اکی بڑھا اور مثل اوروں کے میں نے بھی تعزیت و تہنیت جعفر کو کہی تو مجھسے کوئی سوال جعفر نے نہیں کیا اسی حالت میں ایک غلام کہ عقیدہ اسکا نام تھا حرم سرائے امام سے باہر آیا اور طرف جعفر کے خطاب کیا کہ اے سید غسل وکفن آپکے برادر ذوالمنن سے فارغ ہوچکے ہیں جنازہ تیار ہے آپکا انتظار ہے آئیے اور نماز جنازہ پڑھوائیے یہ سنکر جعفر اٹھے اور تمام گروہ شیعوں کا انکے ہمراہ ہوا جب صحن خانہ امام زمانہ میں پہونچے تو دیکھا میں نے کہ تابوت اس خاصہ حیّ لایموت کا تیار ہے پس جعفر بقصد نماز اگی ایستادہ اور حاضرین صف باندھکر اقتدا پر آمادہ ہوئے جو وقت جعفر نے چاہا کہ تکبیر کہے اسوقت دیکھا میں نے کہ ایک صاحبزادہ باجبینِ کشادہ گندم گوں باقامت موزوں پیچیدہ موکشیدہ ابرو کشادہ دندان روشن زنخداں بعمر پنج یا شش سال صاحب جمال مثل پارہ ماہ حرم سرائے شاہ سے برآمد ہوا اور خراماں خراماں تشریف ارزانی فرماکر رداے جعفر کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے کھینچ لیا اور یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اے عم سزاوار امامت بنماز اپنے پدر جان نواز پر ہم ہیں اب پیچھے کھڑے ہوکر اقتدا کریں دیکھتے ہی اس حال کے رنگ روئے جعفر متغیر ہوگیا اور فوراً جائے مقتدا کو چھوڑکر اقتدا پر آگئے **لمولفہ** ۔ حضرات سمجھے ہونگے کہ وہ شہزادہ کونین و نورزادہ مشرقین

کون تھے وہ آقائے ذیشان امام العصر والزمان جناب قایم آل محمد علیہ السلام عجل اللہ فرجہم تھے پس زمانہ غیبت امام میں یہی ایک نماز میت معصوم کی دنیا میں باقی تھی بعد اس نماز کے اب کوئی نماز جنازہ معصوم کی غیبت کبریٰ دنیا میں نہو گی الغرض بعد نماز تابوت امام حجاز اُس حجرہ میں لائے کہ جس میں مزار مقدس امام علی نقیؑ کا ہے اور وہیں پہلوے پدر بزرگوار میں حضرت کو دفن کیا ابوالادیان راوی اس حدیث کا بیان کرتا ہے کہ جب صاحب الامر دفن پدر سے فارغ ہوئے تو مخاطب ہوئے طرف میری کہ اے بصری جواب ہمارے خطوں کا دے کہ تیرے پاس موجود ہیں میں نے فوراً وہ جواب حوالہ اُس جناب کے کئے اور اپنے دل میں کہا کہ یہ دو علامتیں امامت کی تو مطابق ارشاد جناب عسکری باکرامت کے امام حسن عسکریؑ کی ظاہر ہوئیں اب ایک علامت ہمیان کی باقی رہی۔ پس میں باہر آیا ایک شخص حاضر و شانام نے جعفر کذاب سے بنظر اتمام حجت دریافت کیا کہ اے سید یہ طفل ذیشان کسکا نشان تھا جعفر بولے کہ واللہ میں اسکو نہیں پہچانتا میں نے ابتک اسکو کبھی نہیں دیکھا تھا یہ دریافت کرنا حاضر ہوشا کا اسلئے تھا تاکہ لوگ معلوم کریں کہ جعفر امام نہیں ہے۔ پس اسی حال میں ایک قافلہ شیعیان شہر قم کا وارد حال ہوا اور احوال جناب عسکریؑ سے سؤال کیا لوگوں نے کہا کہ اُنکا انتقال ہوا اس حادثہ کو سنکر ہر ایک خیر سگال بوفور ملال پریشان حال ہوا پھر پوچھا کہ بعد اُن حضرت کے امام اور حجت خدا کون ہے لوگوں نے اشارہ طرف جعفر کے کیا وہ قافلہ جعفر کے پاس آیا اور تعزیت و تہنیت دیکر کہا کہ ہمارے پاس چند نامے اور مال ہے آپ کہئے کہ نامے کس جماعت کے ہیں نام اُنکے لیجئے اور مال کی مقدار اظہار کیجئے تاکہ ہم آپکو یہ خطوط اور مال تسلیم کریں یہ سنکر جعفر کذاب وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ لوگ ہمسے علم غیب پوچھتے ہیں۔ اُسی وقت خادم جناب صاحب الامر علیہ السلام کا حرم سرائے امامؑ سے باہر آیا اور کہا کہ تمہارے پاس خطوط فلاں فلاں شخصوں کے ہیں سب کے نام مفصل لئے اور کہا کہ ایک ہمیان بھی تمہارے پاس ہے اُس میں ہزار اشرفیاں ہیں اور اُن میں دس اشرفیاں ایسی ہیں کہ اُنپر آب طلا سے ملمع کیا ہوا ہے سنتے ہی اُس جماعت نے وہ بضاعت معہ خطوں کے حوالے خادم کے کئے اور کہا کہ جس نے تجھکو بھیجکر یہ مال اور نامے طلب کئے ہیں وہ مالک کون ومکان امام زماں ہے۔ پس مراد جناب امام حسن عسکریؑ اسی ہمیان سے تھی۔ **لمولفہ**۔ اب مومنین مقام گریہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ کے واسطے اگرچہ ہر طرح کے جور خلفائے دوڑ کے رہی یہانتک

کہ ہر ستم سے اُس امام اکرم کو شہید کیا مگر غسل و کفن اور مقام دفن تو میسّر ہوا۔ **نظم۔**

مولا کا خوب دھوم سے غسل و کفن ہوا عابد کو کربلا میں یہ رنج و محن ہوا	بیٹا کفیل دفن امام زمن ہوا۔ پامال لاشۂ شہ تشنہ دہن ہوا
رو تی تھی روح فاتحہ بدر حنین کی۔	افتادہ بے جنازہ تھی میّت حسین کی
مجمع تھا عسکری کے جنازہ پہ بیشمار یہاں لے گئے جنازہ کو عزت سے تا مزار	تنہا تھا رن میں لاشۂ شبیر نامدار وہاں لاش پر حسینؑ کی دوڑے راہوار
میّت حسنؑ کی مومن و سادات لیگئے	نیزہ پہ سر حسینؑ کا بدذات لے گئے

افسوس کہاں کہاں اور کس کس مقام پر سر مقدس امام حسینؑ کا اشقیائے امت لئے پھرتے تھے مومنین ہر شہر و دیار و کوچہ و بازار میں تو سر مبارک امام دین کا تشہیر ہوا ہی تھا غضب یہ ہے کہ اُس سر پاک کو شہر مدینہ میں بھی تشہیر کیا چنانچہ بعض کتب اخبار میں ایک راوی معتبر کی زبانی منقول ہے وہ کہتا ہے کہ دہم محرم سے چوبیس ۲۴ روز کے بعد میں نے مدینہ میں عجب ایک سانحہ دیکھا کہ میں اپنے گھر میں بخیال خود بیٹھا ہوا تھا ناگاہ ایک شور و غل کہ جس سے چراغ عقل کے گل ہوں بلند ہوا اور آواز نوحہ و زاری بکمال بیقراری ہر طرف سے آنے لگی کہ اسطرح کا نوحہ و بکا میں نے کبھی نہ سنا تھا میں گھبرایا اور مجھے بھی خود بخود رونا آیا میں روتا ہوا گھر سے باہر نکلا دیکھا تو ایک انبوہ بیشمار ہے اور اُس مجمع میں ایک سوار ہے اور اُس سوار کے ہاتھ میں ایک نیزہ طویل ہے اور اُس نیزہ پر سر مقدس سید جلیل امام قتیل کا نصب ہے اور سامنے سے چلا آتا ہے میں بھی اُسکے ہمراہ ہوا کہ دیکھوں یہ سر اقدس کہاں لیجائیگا۔ افسوس وہ سر اطہر جو دوش رسولؐ اور آغوش بتولؑ میں کس کس ناز و نعمت سے پلا تھا اُسکو اس سوار نابکار نے مدینہ رسولؐ قدیر میں محلہ بمحلہ اور کوچہ بکوچہ تشہیر کرنا شروع کیا اور ان کلمات سے وہ بدذات ندا کرتا تھا اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا وَھٰذَا رَاْسُهٗ اے مدینہ کے رہنے والو آگاہ ہو کہ حسینؑ ابن علیؑ صحرائے کربلا میں معہ خویش و اقربا تین دن کے بھوکے پیاسے عاشورہ کے دن قتل ہو گئے اور یہ سر اُسی حسینؑ کا ہے جو کہ یزید ابن معاویہ حاکم شام سے باغی ہوا تھا اب امیر شام نے تم لوگوں کی عبرت کیواسطے اُسکا سر یہاں بھیجا ہے اور یہ سزا اُسکی ہے جو اپنے حاکم پر خروج کرے راوی بیان کرتا ہے کہ جب

اُسکا گذر محلہ بنی ہاشم میں ہوا میں نے دیکھا کہ اُسکی آواز سنتے ہی دو بیبیاں روتی ہوئیں سر کے بال کھولے مُنہ پر طمانچے مارتی ہوئی ایک گھر سے باہر نکلیں اور اس طرح کے بین جگر خراش کرتی تھیں کہ سننے والوں کے دل شق ہوتے تھے اور اُنکے ساتھ ایک لڑکی تھی چہرہ نورانی اُسکا بر رنگ زعفرانی تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کچھ بیمار ہے اُسکے بین سُننے کی کسی میں تاب نہ رہی یہ کلمات کہکر وہ عالی درجات روتی تھی یَا اَبَتَاہُ فِدَاکَ بِنْتُکَ مَاذَا حَالُکَ حیف ہے اے بابا یہاں سے جاکر تمہارا یہ کیا حال ہوگیا یہ کیسی صورت تمنے بنائی ہے کس ظالم بے رحم نے آپکا سر اطہر بدن سے جدا کیا ہے اور ریش مبارک آپکی کس لعین نے خون سے رنگین کی ہے۔ اس اثنا میں اور زنانِ ہاشمیہؓ وہاں جمع ہوگئیں اور نوحہ وشیون کرنے لگیں شعر بَدَتْ تَقُوْلُ اَخِیْ وَهٰذَا وَالِدِیْ وَمِنَ الرَّزِیَّۃِ قَلْبُہَا مَقْرُوْحٌ بعض بی بی تو کہتی تھی کہ یہ سر اطہر میرے بھائی کا ہے جسے تین دن کا بھوکا پیاسا رکھکر ذبح کر ڈالا۔ حضرات یہ مخدومہ جناب ام لقمان صاحبزادی جناب عقیل کی تھیں اور بعض کہتی تھی کہ یہ سر انور میرے والد بزرگوار کا ہے جو اس بیکسی سے مارے گئے مومنین یہ مخدرہ فاطمہؓ صغرا تھی وَمِنْہُنَّ مَنْ تَقُوْلُ وَاقُرَّۃَ عَیْنَاہُ وَاثَمَرَۃَ فُؤَادَاہُ قَتَلُوْکَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعُوْکَ اور کوئی بی بی اُن میں سے یہ بیان کرکے فریاد کرتی تھی کہ ہاے اے نور چشم میرے ہاے اے میوہ دل میرے ہزار افسوس ہے کہ تجھے ظالموں نے اُس آب صباح سے منع کیا اور تادم مرگ ایک قطرہ پانی کا نہ دیا۔ ہے ہے تجھے تین دن کا بھوکا پیاسا کرکے شہید کیا۔ حضرات یہ دو معظمہ تھیں ایک تو جناب ام سلمہ زوجہ سید المرسلینؐ دوسری حضرت ام البنین زوجہ سید الوصییّنؑ پس اسی طرح وہ سب بیبیاں روتی بیٹھی تھیں اور ہم سب لوگ رو رو کر آہ کے نعرہ مارتے تھے یہانتک کہ وہ سوار اور ہم سب لوگ روضۂ جناب رسالت مآب پر پہونچے۔ پس وہ سوار بدکردار گھوڑے سے اُترا اور داخل روضۂ مُقدّس ہوا اور اُس سر بریدہ شاہ ستمدیدہ کو نیزہ سے اُتار کر اُنکے جد بزرگوار کی قبر مطہر پر اس بے ادبی سے رکھدیا کہ ذاکر کی زبان کو تاب بیان کی نہیں ہے اور ایک کلمہ گستاخی کا اُس ملعون نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ عوض ہے اسکا جو آپ نے جنگ بدر و حنین میں شیوخ بنی امیہ کے ساتھ عمل کیا اور اُنکو قتل کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اُسوقت دیکھا میں نے کہ در و دیوار روضۂ رسول مختار سے رونے اور ماتم کی آوازیں چلی آتی تھیں اور مرقد منور سید البشر کا

اُسوقت اسطرح کا پیتا تھا کہ ہم لوگوں نے گمان کیا کہ زلزلہ عظیم مدینہ نبی کریم میں واقع ہوا۔ پس زنان بنی ہاشم نے اس طرح کا نوحہ اور ماتم وسینہ زنی کی کہ ایسا کہرام میں نے مدینہ سید الانام میں کبھی نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ الخ

مجلس چہارم میں ذکر جستجو کرنا ظلمہ وقت کا امام عصر جناب صاحب الامر علیہ السلام کو بعد واقعہ شہادت امام حسن عسکریؑ کے وبعض فضایل جناب عسکریؑ وربط مصائب امام حسینؑ - جلاء العیون میں مجلسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جسوقت جعفر کذاب کو معلوم ہوا کہ اولاد پسری میرے برادر امام حسن عسکریؑ کی موجود ہے یعنی بوقت تیار ہونے جنازہ امام حسن عسکریؑ کے جب جعفر نے قصد نماز جنازہ کیا اور صاحب الامرؑ صاحبزادہ حضرت کے بعمر پنج یا شش سال کے حرم سرائے سے باہر تشریف لائے اور ردائے جعفر کو کھینچکر ہٹا دیا اور بلفظ عم کہکر خطاب کیا کہ اے عم میں سزاوار امامت واسطے نماز اپنے پدر بزرگوار کے ہوں آپ اقتدا میرا کریں یہ کہکر تکبیر احرام کہی اور نماز جنازہ کو تمام کیا اور اس سے پہلے جعفر کذاب نے اُس صاحبزادہ عالی جناب کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ پس جعفر نے یہ تمام کیفیت اور موجود ہونا وجود اولاد برادر خوش نہاد کا شہر بغداد میں جاکر خلیفہ روسیاہ معتمد باللہ سے مفصل بیان کر دیا سنتے ہی معتمد لعین نے اپنے خادمان بیدین کو واسطے گرفتاری اُس طفل مہ جبیں کے شہر سامرہ کو روانہ کیا اُن اشقیائے خود رائے نے حرم سرائے مولائی سر من رائی کو محاصرہ کیا اور بجبر ایک کنیز باتمیز امام کو کہ صیقل اُسکا نام تھا گرفتار کر لیا تاکہ اُس طفل ذیشان کا نشان بتلادے کنیز باوقار نے انکار کرکے مصلحتاً واسطے رفع گمان اُس فرقۂ شیطان کے کہا کہ میں کسی طفل کو تو حضرت کے نہیں جانتی البتہ امام خوش عمل سے میں حمل رکھتی ہوں اس سبب سے خلیفہ غضب نے کنیز شاہدین پر قاضی ابی الشوارب کو امین کیا اور حکم دیا کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہو تو فوراً اُسکو قتل کر دینا اور روایت معتبر میں وارد ہوا ہے کہ تا دو سال وہ کنیز خوش خصال مقید رہی اور اُسکی نگرانی وہ مغضوب ربانی کرتے رہے لیکن کچھ اثر ولادت اُس باسعادت سے ظاہر نہوا اتفاقاً عبداللہ بن یحییٰ جو وزیر باتدبیر خلیفہ کا تھا وہ مر گیا اور اسی عرصہ میں کسی شخص نے اہل بصرہ سے خلیفہ پر خروج کیا اس کشمکش میں وہ کنیز امام المشارق والمغارب قاضی ابن ابی الشوارب کے گھر سے اپنے گھر میں با آرام تمام آگئی اور بھی اسی کتاب مذکور میں مجلسی علیہ الرحمۃ شیخ طوسی سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک شخص رشیق نام بیان کرتا ہے کہ ایک روز معتمد یا معتضد باللہ خلیفہ روسیاہ
نے مجھکو معہ دوکس دیگر کے اپنے پاس طلب کیا اور ہم تینوں کو ایک ایک گھوڑا واسطے سواری
کے دیا اور ایک ایک گھوڑا کوتل ہمارے ساتھ کرکے حکم دیا کہ بہت جلد سامرہ کو روانہ ہو جاؤ
اور کسی سے کچھ دریافت مت کرو سیدھے امام حسن عسکریؑ کے مکان پر جاؤ اس نشان سے
کہ اُنکے دروازہ پر ایک غلام حبشی کو تم دیکھوگے کہ وہ ہر وقت ڈیوڑھی پر حضرت کی رہتا ہی پس
تم داخل خانہ امام زمانہ کے ہو اور جسکو اُس گھر میں پاؤ اُسکا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ - پس ہم
خلیفہ سے رخصت ہوکر بغداد سے طرف سامرہ کے روانہ ہوئے اور در دولت امام باصولت پر اُس
غلام سیاہ پر ہماری نگاہ پڑی میں نے اُس سے پوچھا کہ کوئی اس مکان میں ہے جواب دیا کہ صاحب خانہ
اپنے گھر میں موجود ہے یہ کہا اور بند زیر جامہ وہ بُنتا رہا اور کچھ التفات اور پروا اُس غلام نے
ہماری طرف نہیں کی - پس ہم داخل مکان ہوئے - جائے پاکیزہ اور مصفا ہمکو نظر آئی اور ایک
پردہ عجیب قطع کا بارگاہ شاہ پر ہمنے مشاہدہ کیا کہ بہتر اُس سے مدت العمر میں ہمنے نہیں دیکھا
تھا گویا ابھی ہاتھ سے کاریگر کے بنایا گیا ہے اور اُس خانہ نور کاشانہ میں ہمنے کسیکو نہ دیکھا جب
وہ پردہ اُٹھاکر ہمنے نظر کی تو حجرہ بزرگ اور مکان سترگ ہمنے دیکھا اور اُس حجرے میں ایک دریائے
مواج ہمکو دکھائی دیا اور منتہائے دریا پر ایک حصیر پر تنویر بروے آب بچھا ہوا ہے اور اُس
حصیر پر ایک مرد با توقیر کو دیکھا ہمنے کہ مشغول نماز بے نیاز ہے میرے ہمراہی کے ایک شخص
احمد بن عبداللہ نام نے قدم اپنا اندرون اُس حجرہ کے بڑھایا اور چاہا کہ داخل ہو قدم کے
رکھتے ہی غرق آب ہوکر اضطراب کرنے لگا میں نے فوراً ہاتھ اپنا دراز کرکے اُسکو پانی سے
نکالا وہ بیہوش تھا بعد ایک ساعت کے جب اُسکو ہوش ہوا تو رفیق دوم نے ارادہ کیا کہ
داخل حجرہ ہو اُسکا حال بھی اسی مآل پر گذرا مشاہدہ اس کیفیت سے طبیعت میری حیران
تھی - آخر میں نے اُس مرد نماز گذار سے مخاطب ہوکر زبان اعتذار کی کھولی کہ میں عذر طلب
کرتا ہوں خدا سے اور تجھسے اے مقرب بارگاہ اللہ واللہ میں حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اب
توبہ کرتا ہوں طرف خدا کے اس کردار سے - پس کسی طرح وہ بزرگوار متوجہ میری گفتار کا نہ ہوا
بدستور مشغول نماز رہا اور ہمپر ایک ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اُس بیقراری میں ہمسے وہاں

نہ ٹھیرا گیا اور جلد وہاں سے لوٹ کر راہی بغداد ہوئے خلیفۂ غدار ہمارے انتظار میں تھا دربانوں سے
سفارش کی تھی کہ جسوقت وہ پہونچیں اُسی وقت اُنکو میرے پاس حاضر کرو۔ پس درمیان شب کے ہم
داخل ہوئے دربان ہمکو روبرو اُس شیطان کے لے گئے ہم نے تمام حال اُس بد مآل سے ظاہر کیا
پوچھا تم نے مجھ سے پہلے کسی سے ملاقات کی اور اس قصہ سے کوئی بات کسی اور سے بھی کہی ہے
ہمنے قسم کھائی کہ سوا تیرے اور کسی سے ہمنے ایک حرف بھی اس قصہ سے نقل نہیں کیا۔ پس سوگندہائے
عظیم اُس لئیم نے یاد کیں اور کہا کہ اگر میں سنوں گا کہ ایک کلمہ اس واقعہ کا تمنے کسی دوسرے سے
نقل کیا ہے تو سب کو قتل کرونگا۔ پس ہم اس حکایت کو بخوف اپنی جان کے کسی سے بیان نہ کرسکتے
تھے۔ جب وہ لعین واصل اسفل السافلین ہوا تب ہمنے اسکا ذکر کیا ہے۔ اور بھی جلاء العیون
میں یہ مضمون ہے قدوہ اصحاب قلوب محمد بن یعقوب کلینی بسند معتبر ایک شخص اہل لشکر خلیفہ بدسیر
سے یہ خبر لکھتے ہیں وہ لشکری کہتا ہے کہ ایک غلام سیما نام خلیفہ کا تھا وہ بحکم خلیفہ مجھکو ہمراہ لیکر
شہر سرمن رأے میں آیا اور در دولت امام حسن عسکریؑ پر پہونچکر دروازہ کو حضرت کے توڑا اور چاہا
کہ داخل ایوان شاہ کون ومکان ہو اور یہ واقعہ بعد شہادت امام باسعادت کے ہوا پس دیکھا ہمنے کہ
جناب صاحب الامر علیہ السلام اندرون خانہ نور آشیانہ سے برآمد ہوئے اور ایک حربہ کہ اُسکو طبرزین
کہتے ہیں دست مبارک شاہ دنیا و دین میں تھا اور سیا غلام سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تو میرے
گھر سے کس لئے مزاحمت کرتا ہے دیکھتے ہی صورت پرسرورت امام کی غلام لرز گیا اور عرض کی کہ
جعفر کذاب کہتا تھا کہ آپکے پدربزرگوار جناب عسکریؑ سے کوئی فرزند ہی نہیں ہے اگر یہ گھر آپکا ہے تو
آپ کو مبارک رہے اور ہم واپس جاتے ہیں یہ کہکر ہم واپس آئے علی بن قیس راوی اس حدیث کا کہتا
ہے کہ ایک خادم خانہ امامؑ سے باہر آیا میں نے اُس سے یہ کیفیت دریافت کی کہ آیا یہ واقعہ آج کا
صحیح ہے وہ بولا کہ تمہیں کس نے خبر دی میں نے کہا کہ ایک لشکری خلیفہ کا مجھسے بیان کرتا تھا یہ
سُنکر خادم نے کہا کہ کوئی خبر دنیا میں مستتر نہیں رہتی اب کچھ فضائل وخصائل ماہ برج برتری
جناب امام حسن عسکریؑ کے مومنین سنیں صاحب مجالس علویہ یہ روایت مشہور علی ابن حسن
ابن شاپور سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شہر سامرہ میں قحط شدید پدید ہوا خلیفۂ وقت نے حکم دیا
کہ سب لوگ مسلمان واسطے نماز استسقا کے باہر شہر سے کسی صحرا میں جائیں اس حکم سے تمام

اہلِ اسلام جمع ہو کر دو روز متواتر طرف صحرا کی گئے اور تمام استسقا اور دعائے طلب باراں میں اشک باراں ہوئے لیکن مینہہ نہ برسا۔ پس ایک جماعت قوم نصاریٰ نے مسلمانوں سے استدعا کی کہ ہم لوگ بھی بندگانِ خدا سے ہیں ہمکو اجازت دو کہ ہم بھی طرف صحرا کی جاکر دعا کریں شاید ہماری ہی دعا سے خدا تعالےٰ مینہہ برسائے۔ خلیفہ نے اجازت دی تب ایک شخص جاثلیق نام نصرانی کہ وہ رئیس قوم نصاریٰ کا تھا اپنے گروہ کو لیکر ایک صحرا میں گئے تو اس قوم میں ایک بہت بڑا راہب تھا اُسکو پیش کیا اُس نے ہاتھ اپنے طرف آسمان کے واسطے طلب باران کے بلند کئے بقدرت خدا اُسی وقت ابر آسمان پر پیدا ہوا اور بارش ہونے لگی۔ اس امر سے اہلِ اسلام کو کمال رشک بلکہ شک واقع ہوا اور تعجب عظیم تھا کہ دعائے مسلماناں غیر اثر اور قوم نصاریٰ کی دعا کا یہ کچھ ثمر بعض فریق مسلمانوں کا مائل دین تنصر ہوا خلیفہ اور اُسکے ارکان کو اس معاملہ سے تحیر ہوا آخر رائے وزرائے خلیفہ نے اسپر اقتضا کیا کہ یہ عقدہ لاینحل سوائے امام زماں کے کسی سے حل نہو گا۔ آہ اسے حضرت اُسوقت میں نہال بستان صفدری امام حسن عسکریؑ قید میں خلیفہ پر کید کے محبوس زنداں تھے۔ پس خلیفہ لعین نے شاہ دنیا و دین کو محبس سے طلب کیا اور بظاہر بہت کچھ اعزاز اُس مظہر اعجاز کا کرکے عرض کی کہ اَلْحِقْ اُمَّةَ جَدِّكَ فَقَدْ هَلَكَتْ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُمت آپکی جد کی ہلاک ہوا چاہتی ہے اے فرزند رسولؐ خدا کے آپ خبر لیجئے حضرت نے فرمایا کہ کل فلاں وقت رنگ شبہہ و شک دلہائے اہل نیاز سے بکمال اعجاز حک کیا جائیگا۔ پس دوسرے دن بھی وہ گروہ نصارا کا اور اُنکے رہبان واسطے دعائے طلب باران طرف بیابان کے گئے اِدھر سے امام عالی جناب بھی اپنے اصحاب کے واسطے نماز استسقا تشریف لے گئے اور اپنے غلام سے کہ عقید اُسکا نام تھا حکم فرمایا کہ تو اس گروہ نصاریٰ میں جا اور جسوقت یہ راہب اپنے ہاتھ واسطے دعا کے طرف آسمان کے اُٹھائے تو فوراً اُسکا دہنا ہاتھ پکڑ لینا اور خوب زور سے اُنگلیاں اُسکی مضبوط پکڑے رہنا جب تک کہ حکم ہمارا نہو ہرگز نہ چھوڑنا عقید نے بموجب ارشاد امام سعید کے ایسا ہی کیا ہر چند اُس راہب نے اضطراب کیا مگر اس نے نہ چھوڑا آخر اُسکی اُنگلیوں کے درمیان سے ایک استخوان پائی گئی رنگ اُس ہڈی کا سیاہ تھا حضرت نے فوراً وہ استخوان اُس بے ایمان سے لیکر اپنی مشت مبارک میں چھپالی اور فرمایا کہ اب دعا کر پس تمام نصاریٰ بتضرع وزاری فنالہ و بیقراری کے دعا کرتے تھے

کچھ اثر اجابت ظاہر نہ ہوتا تھا بلکہ بادل جو آسمان پر پہلے سے تھا وہ بھی ہٹ گیا اور مطلع صاف ہوگیا ہر چند قوم نصاریٰ نے استجابت دعا کی بہت کچھ سبیل کی اور اپنی کتاب انجیل کو شفیع وکفیل لائے مگر اثر روز گذشتہ کا نشان نہ دیکھکر از بس پشیمان و ذلیل ہوئے خلیفہ نے حضرت سے سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ ہمکو آگاہ فرماؤ کہ آپ نے کیا چیز اس راہب کے ہاتھ سے چھین لی ارشاد فرمایا کہ استخوان ہے ایک نبی کا انبیائے بنی اسرائیل سے یہ اس راہب کے ہاتھ کہیں سے آگیا تھا۔ پس استخوان پیغمبران کی یہ خاصیت ہے کہ جب زیر آسمان برہنہ ہوگی ضرور باران رحمت بندگان خدا پر نازل ہوگا اور مینھہ قطع نہ ہوگا جب تک کہ وہ استخوان عریاں رہیگی بعد اسکے امام حجاز نے خود تہیہ نماز کا فرمایا اور بآداب و شرائط نماز استسقا ادا کرکے دعا کی فوراً اثر اجابت کا ظاہر ہوا اور اسقدر بارش ہوئی کہ قحط دفع اور سب مسلمانوں کا شک رفع ہوگیا۔ **لمولفہ** اللہ اکبر کیوں مومنین ایسے برگزیدہ خدا و مقبول بارگاہ جل وعلا محبوس زنداں باحال پریشاں ہوں یہ دنیائے دوں عجب مقام واژگوں ہے اس مقام پر قول عرب مناسب مطلب پر ایک قطعہ یاد آگیا ہے **شعر**۔

عَتَبْتُ عَلَى الدُّنْيَا بِتَقْدِيمِ جَاهِلٍ × وَتَاخِيرِ ذِي فَضْلٍ فَابْدَتْ لِيَ الْعُذْرَا

ایک عرب کہتا ہے کہ میں نے دنیا پر عتاب کیا اور اس سے پوچھا کہ اُسکا کیا باعث ہے کہ تو ہمیشہ جاہلوں کو مُقدّم رکھتی ہے یعنی اُنکو چاہتی ہے اور اُن سے تو محبت رکھتی ہے اور جو کہ صاحبان فضل و بزرگی ہیں اُنکی تو تاخیر کرتی ہے یعنی اُن سے تجھکو کچھ اُنس و محبت نہیں ہے پس دنیا نے مجھسے یہ عذر کیا اور جواب دیا۔ **شعر**

اَبْنَاءُ اَوْلَادِیْ بَنُوْنَ ضَرَّۃً × وَاُرْضِعُ اَوْلَادًا لِضَرَّتِیْ اَلْاُخْرٰی

دنیا نے کہا آخرت اور میں دنیا ہم دونو آپس میں سوکنیں ہیں پس اہل علم و فضل اولاد آخرت ہیں تو گویا میری سوکن کے بچے ہیں اور اہل جہالت و رزالت یہ اولاد میری ہیں اب تو ہی کہدے کہ میں کیونکر اپنی اولاد کو چھوڑ کر سوت کے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میری اولاد جو نااہل اور صاحبان جہل ہیں وہ حسرت میں مرجائیں۔ **ربط مصائب** ۔ اب سنیں مومنین تفصیل اس اجمال کی باسنادہائے صحیح کتب اخبار میں منقول ہے کہ جب جناب رسالتمآبؐ نے اس جہان فان سے طرف ملک جاودان کے انتقال فرمایا تو منافقان اُمت یعنی ابنائے دنیا نے دست ظلم و ستم

زاد ہائے آخرت خصوصاً خانہ اہلبیت طہارت پر دراز کیا یہانتک کہ حق کو جناب امیرؑ کے غصب کیا اور بیعت حقہ مرتضیٰ علیؑ کو توڑ کر سب اولاد دنیا نے باہم مشورہ کیا کہ اپنی موافق مرضی و خواہش کے کوئی خلیفہ جدید مقرر کیا جائے اور اُس سے بیعت کر کے اپنا امام و پیشوا قرار دیا جائے پس ایسا ہی کیا۔ ایک روز وہ خلیفہ صاحب جدید منبر رسولؐ مجید پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے ناگاہ ایک مردِ اعرابی حاضر وقت ہوا اور خلیفہ صاحب سے بولا کہ کیا آپ ہی وصی اور خلیفہ رسولؐ خدا کے ہیں۔ کہا ہاں میں ہی ہوں خلیفہ رسولؐ خدا کا قَالَ اِنْ صَدَقْتَ فَاخْبِرْنِیْ مَا رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ ثُمَّ عَبِّرْہُ اعرابی نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں اور واقعی خلیفہ پیغمبر کے آپ ہی ہیں تو فرمایئے کہ میں نے رات کو کیا خواب دیکھا ہے بمفصل میرا خواب بیان کر کے تعبیر بھی اُسکی دیجئے۔ قَالَ مَا تَقُوْلُ یَا اَعْرَابِیُّ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کیا کہتا ہے تو اے اعرابی نہیں جانتا کوئی غیب مگر خدائے عزوجل لیکن جا تو عمر ابن خطاب کے پاس اور سوال کر اُن سے۔ پس وہ ہی جواب دیا عمر نے جو کہ ابوبکر نے کہا تھا وَاَمَرَ بِاِخْرَاجِہٖ عَنِ الْمَسْجِدِ اور حکم کیا کہ اسے مسجد سے نکال دو کہ یہ ہم سے امور غیب کا سائل ہوتا ہے اُسوقت حضرت ابوذر غفاریؓ حاضر تھے اُنہوں نے ہاتھ اعرابی کا پکڑ کر فرمایا کہ چل میرے ساتھ خدمت میں جناب علی ابن ابیطالبؑ کی کہ وہ تیرا جواب دینگے۔ پس آیا وہ ساتھ ابوذر کی خدمت میں جناب امیرؑ کی اور سلام کیا اور پوچھا کہ یا حضرت آپ کس لئے خانہ نشین ہیں۔ قَالَ مَا وَجَدْتُ نَاصِرًا وَّلَا مُعِیْنًا فَعَمِلْتُ عَلٰی مَا اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا کہ میں نے ناصر و مددگار نہ پائے پس عمل کیا میں نے وصیت رسولؐ خدا پر یہ فرما کر ارشاد ہوا کہ اے اعرابی تیری کیا حاجت ہے عرض کی کہ یا امیر المومنین میں نے ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہے چاہتا ہوں میں کہ آپ اُسے بیان کیجئے اور فرمایئے کہ میں نے کیا خواب دیکھا ہے پھر اُسکی تعبیر بھی ارشاد ہو یہ سُنکر حضرت نے سلمان فارسی سے فرمایا کہ اے سلمان بلاؤ میرے نور چشم حسینؑ کو کہ وہ اس اعرابی کے سوال کا جواب دیگا۔ پس جب امام حسینؑ تشریف لائے اُسوقت جناب امیرؑ مخاطب ہوئے طرف اعرابی کے اے مرد جو چاہے تو اس میرے فرزند سے پوچھ لے + **لمولفہ** ۔ مومنین جناب سید الوصیینؑ نے اُن ابنائے دنیا کو اور بھی زیادہ ذلیل کیا کہ مسند خلافت پر بیٹھے ہیں اور بسبب جہل کے جواب سے عاجز ہیں

اور ہمارے بچے بھی علم غیب کے ماہر اور اعجاز پر قادر ہیں۔ پس اعرابی نے شاہزادہ حسینؑ سے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ خبر دو مجھے کہ میں نے کیا خواب دیکھا ہے پھر اُسکی تعبیر فرماؤ بولے کہ اے اعرابی تو نے خواب میں دیکھا ہے کہ کتنے ایک ستارے خون میں بھرے ہوئے آسمانِ ہفتم سے ٹوٹ کر زمین پر گرے ہیں اور قریب کنارہ فرات کے زمین میں غایب ہو گئے ہیں۔ عرض کی اُس نے فدا ہوں میں آپ پر سے اے فرزند رسولؐ خدا واللہ یہی خواب دیکھا ہے میں نے اب تعبیر اُسکی بیان فرمائی قَالَ وَعنِی یَا اَعرَابِی عَن تَاوِیلِهَا فرمایا کہ اے اعرابی تعبیر اس خواب کی کچھ نہ پوچھ اور اُس سے درگذر کر اگر میں بیان کرونگا تو تجھے طاقت اُسکے سن نے کی نہ رہیگی اُس نے عرض کی کہ یا بن رسولؐ اللہ اسقدر مسافت اُٹھا کر راہِ دور و دراز سے میں آیا ہوں محض واسطے اسی کار کے فَقَالَ لَا یَا اَعرَابِی اِنَّ النُّجُومُ المُتَلَطِّخ بِالدَّمِ اَنَا وَاَقرِبَائِی وَاَصحَابِی امام مظلوم نے فرمایا آگاہ ہو اے اعرابی وہ ستارے خون آلودہ جو تو نے دیکھی ہیں وہ میں اور میرے اقربا و اصحاب ہیں اور کیفیت اُسکی یہ ہے کہ ایک وقت مجھ پر ایسا آئیگا کہ میں بطلب کوفیان بیحیا وارد صحرائے کربلا ہونگا اشقیائے اُمت پہلے تو مجھ پر پانی بند کرینگے اور تین روز تک صدائے واعطشاہ واعطشاہ کی میرے خیمہ سے بلند ہوگی اور ننھے ننھے بچے میرے شدّت پیاس سے مثل ماہی بے آب کے تڑپیں گے اور کوئی اُنپر رحم نہ کھائے گا۔ پس تیسرے روز کہ وہ دسویں محرم کی ہوگی صفیں واسطے جنگ کے مجھ پر کھینچینگے میرے اصحاب اور بھائی بھتیجوں کو بالب تشنہ و شکم گرسنہ مثل گوسفند قربانی کے ذبح کرینگے وَبَعدَهُم لَا یَکُونُ لِی نَاصِرٌ وَلَا مُعِینٌ اے بھائی اعرابی بعد ان سب کی شہادت کے میں یکہ و تنہا بے یار و مددگار رہجاؤنگا تب اشقیائے اشرالناس ایک ہزار نو سو پچاس زخم میرے تن ناتوان پر لگا کر گھوڑے سے نیچے گرائینگے عین سجدۂ پروردگار میں سر میرا خنجر ظلم سے کاٹا جائیگا سب کے لاشے تو میں اُٹھاؤنگا اور میری لاش کا کوئی بھی اُٹھانے والا نہ رہے گا وَیُحرِقُونَ خِیَامِی بِالنَّارِ وَیَنهَبُونَ اَموَالِی اور اے بھائی اعرابی ظالم میرے خیموں کو آگ سے جلائینگے اور مال میرا لوٹیں گے وَیَسبُونَ اَهلَبَیتِی مِن کَربَلَاءِ اِلَی الشَّامِ مُکشِفَاتَ الرُّؤُسِ عَلٰی جِمَالٍ بِغَیرِ وِطَاءٍ وَلَا سِترٍ اے بھائی اہلبیت کو میرے اسیر کر کے بلوائے عام میں سر برہنہ شتران بے کجاوہ پر سوار کر کے کربلا سے شام تک لیجائینگے وَیَترُکُونِی عَلَی الاَرضِ بِلَا غُسلٍ وَلَا کَفَنٍ اور میری لاش کو

اسی طرح بے غسل و کفن اور دفن کے حرارت آفتاب میں ریگ گرم پر چھوڑ جائیں گے۔ جبکہ اُس اعرابی دیندار نے یہ ماجرائے جگر فگار سُنا تو مُنہ اپنا پیٹ لیا اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہو گیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ **فصل نہم بشرح احوال اِمام خوش خصال خلیفۃ الرحمٰن جناب صاحب العصر و الزمان ؑ** اور اُسمیں چھ مجلس ہیں

مجلس اول میں ذکر اسمائے مقدس القاب شریف و کنیت لطیف وغیرہ و شمہ مضمون خریداری جناب نرجس خاتون والدہ ماجدہ صاحب الامرؑ و ربط مصائب بچند بند مرثیہ احوال شہربانو ہیں ۔ پس اسمِ مبارک حضرت کا محمد علیہ السلام اور القاب شریف منتظر اور الخلف المہدی وَالْحُجَّةُ الْقَائِمُ بِالْحَقِّ اور کنیت جناب کی ابو القاسم اور مکان ولادت شاہِ باسعادت شہر سر من رائے دولت سرائے حضرت ہے اور روز ولادت جمعہ تاریخ اور مہینہ پیدائش کا پندرھویں ۱۵ ماہ شعبان المعظم ہے سال ولادت سنہ ۲۵۵ دو سو پچپن ہجری ہے حاکم وقت و لادت معتمد باللہ بیٹا متوکل روسیاہ عباسی کا کیفیت ولادت مجلس آیندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہو گی نقش نگین انگشتری اُس نشان عسکری کا اَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ عدد ازواج العلم عند اللہ و عدد اولاد العلم عند اللہ سن شریف حضرت کا ابتک کہ سن تیرہ سو چار ۱۳۰۴ ہجری ہے قریب ایک ہزار اُنچاس برس کے ہوتا ہے ماشاء اللہ اسم مقدس پدر بزرگوار شاہ ابرار کا جناب امام حسن عسکریؑ ہے اور والدہ ماجدہ اُس امام مقدس کی جناب نرجس ہیں علیہا الرحمۃ کیا کوئی مدح کرے ایسے امام عالی مقام کی کہ خاتم الاوصیا ہیں ✤

نظم

بابا تو آپ کے حسنؑ معدن علوم — جاری ہوئی ہے جنسے نکوئی کی سب رسوم
ماں نرجس خجستہ سیر بنت شاہِ روم — عز و شرف کی جسکی ہی دو جہانمیں دھوم
پہلے تھیں وہ نہ دینِ رسالت مآب میں — تلقین فاطمہؓ نے کیا اُنکو خواب میں

حقا کہ شہربانو کا رتبہ انہیں ملا — آتی تھیں انکے خواب میں بھی اشرف النسا
عیسیٰ کے دین میں تھی وہ خاتون باوفا — پر ایک شب کو خواب میں دیکھا یہ ماجرا
نازل زمیں پہ عیسیٰؑ گردوں نشیں ہوئے — آتے ہی اُسکے قیصر و محل میں مکیں ہوئے

پہلو میں اُنکے حضرتِ شمعوں نامدار — بیٹھے میانِ قصر بصد حشمت و وقار
ایک تخت مثلِ عرش ہوا واں پر آشکار — غل تھا کہ ہے سواری محبوب کردگار

اُٹھے مسیح پاک بھی تعظیم کے لئے		شمعوں نے سر کو خم کیا تسلیم کے لئے

اب سنیں مومنین تفصیل اس اجمال کی دو شیخ بزرگوار محمد بن بابویہ قمی اور شیخ طوسی علیہ الرحمۃ کتب غیبت میں بسند معتبر بشیر بن سلیمان بردہ فروش سے روایت کرتے ہیں اور یہ شخص بشیر اولاد ابو ایوب انصاری با توقیر ہے تھا اور شیعان خاص جناب علی نقی و امام حسن عسکری علیہم السلام سے تھا اور انکے ہمسایہ شہر سر من رائے میں رہتا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ ایک روز جناب امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے خادم کافور کو بھیجکر مجھے طلب فرمایا جب میں خدمت حضرت میں حاضر ہوا تو مجھسے ارشاد فرمایا کہ اے بشیر تو فرزندان انصار با توقیر سے ہے اور ولایت و محبت ہم اہلبیت کی عہد جناب رسول خداؐ سے اب تک درمیان تمہارے چلی آتی ہے اور تم ہمیشہ سے محل اعتماد ہمارے رہے ہو۔ پس اے بشیر ہمنے تم کو اختیار کیا ہے ایک کار کے واسطے اور مشرف کرتے ہیں ہم تجھے ایک فضیلت کے ساتھ کہ بسبب اُس فضیلت کے تو سبقت لیجائیگا ہمارے کل شیعوں پر اور وہ ایک راز پنہاں ہے کہ ہم مطلع کرتے ہیں تجھکو اُس راز پر اور وہ یہ ہے کہ واسطے خریداری ایک کنیز کے ہم تجھکو بھیجتے ہیں۔ پس حضرت نے ایک خط بحروف و لغات انگریزی لکھا اور مہر شریف سے اُسکو مزین فرمایا اور ایک کیسہ زر کا منگوایا کہ اُس میں دو سو اشرفی تھیں۔ پس فرمایا کہ یہ خط اور یہ زر اُٹھا لے اور طرف بغداد کی روانہ ہو اور فلاں روز بوقت چاشت کے پل پر دریائے دجلہ کے حاضر ہو اور جب کشتیاں قیدیوں سے بھری ہوئیں کنارۂ دریا پر پہونچیں تو ایک جماعت کنیزوں کی تو اُنمیں دیکھے گا اور ایک گروہ خریداروں کا جو امرائے بنی عباس کی طرف سے ہونگے تو مشاہدہ کریگا اور تھوڑے سے جوانان عرب بھی گرد اُن اسیروں کے جمع ہونگے۔ پس دور سے تو نظر کر ایک بردہ فروش کی طرف کو کہ عمر بن یزید اُسکا نام ہے اور وہ اُن کنیزوں کو مشتریوں پر ظاہر کریگا اور تمام دن اسی کار میں رہیگا یہانتک کہ وہ ایک کنیز کو واسطے مشتریوں کے ظاہر کریگا اور ایسی ایسی صفت اور شناخت اُس کنیز کی ہوگی کہ دو جامہ حریر کے وہ با توقیر پہنے ہوگی اور وہ حریر اُس کنیز صاحب تمیز کے جسم پر گندہ دو بیز ہوگا اور وہ نظر کرنے اور مس کرنے مشتریوں سے انکار و امتناع کرتی ہوگی اور پردہ میں ہوگی۔ اور پس پردہ سے تو اُسکی آواز سُنے گا بزبان رومی وہ یہ کہتی ہوگی کہ افسوس پردہ میری عفت کا جاتا ہے

کہ نامحرم مجھ پر نظر کرتے ہیں پس ایک شخص مشتریوں میں سے کہیگا کہ میں تین سو اشرفی قیمت میں اس کنیز کی دیتا ہوں کہ عفت اور پارسائی اسکی باعث میری رغبت اور خریداری کی ہے تو وہ کنیز باتمیز اُس خریدار کو بزبانِ عرب جواب دیگی کہ اے شخص اگر تو بلباس حضرت سلیمانؑ بن داودؑ علی نبینا علیہم السلام کے ہوکر ظاہر ہوگا اور بادشاہی اُنکی پاکر میری خواہش کریگا تب بھی تو مجھکو تجھسے رغبت نہوگی اپنا مال میری قیمت میں ناحق ضایع مت کر تب وہ بردہ فروش اُس کنیز حق کوش سے کہیگا کہ میں تیرے واسطے کیا تدبیر کروں کہ کوئی مشتری تجھکو پسند دلپذیر نہیں ہے اور آخر مجھکو سوائے تیری فروخت کے چارہ نہیں ہے تو وہ کنیز اُسکو جواب دیگی کہ میرا مشتری ایک ایسا مرد جلیل ہے کہ جو فخر خلیل اور شرف اسمٰعیل ہے شہزادہ جبرئیل و خوزادہ میکائیل ہے پس میری فروخت کرنے میں تجھکو کیا تعجیل ہے میرا خریدار صاحب عدل و داد ہے اُسکی وفا اور دیانت پر مجھکو اعتماد ہے۔ جب نوبت گفتگو کی یہانتک پہونچے تو اے بشیر تو اُس وقت سامنے اُس کنیز صاحب تمیز کے جاکر کہہ کہ میرے پاس ایک خط ہے کہ ایک بزرگ عرب نے ملاطفت کے سبب بخطِ انگریزی لکھا ہے اور اس خط میں کرم و سخاوت اور وفاداری و بزرگواری اپنے وصف کی ہے۔ پس یہ خط اُس کنیز کو دے کہ وہ مطالعہ کرے اور کہہ کہ اگر صاحب اس خط سے تو رضامند ہوگی تو اُس بزرگوار کی جانب سے میں ذمہ وار اور خریدار ہوں بشیر بن سلیمان کہتے ہیں کہ جو کچھ حضرت نے خبر دی تھی سب واقع ہوا اور جو کچھ مجھے ارشاد فرمایا تھا انہیں عمل میں لایا۔ جب نظر اُس کنیز گرامی کی نامۂ نامی امامؑ پر پڑی بہت روئی اور عمر بن یزید بردہ فروش سے کہا کہ اب میرا خریدار آپہونچا ہے فوراً مجھے اسکے ہاتھ فروخت کر اور اگر تو مجھے اسکے ہاتھ نہ بیچے گا تو بخدائے پاک میں اپنے نفس کو ہلاک کرونگی۔ پس بابت قیمت میں میری اور اُس بردہ فروش کی بہت کچھ گفتگو واقع ہوئی آخر وہ اُسی قیمت پر راضی ہوا جو کہ امام علی نقی علیہ السلام نے نے دو سو اشرفیاں مجھے دیں تھیں پس وہ کنیز صاحب تمیز خنداں و شاداں میرے ہمراہ اُس حجرہ تک آئی کہ جو میں نے بغداد میں اپنے قیام کے واسطے لیا تھا اور جب تک اُس حجرے تک پہونچی رستہ میں بار بار اُس خط شنگرف کے حرف حرف پر بوسہ دیتی تھی اور اپنے سر و چشم پر رکھتی تھی اور اپنے بدن سے ملتی تھی۔ میں نے بڑے تعجب پوچھا کہ آپ اس خط پر بوسہ

دیتی ہیں جسکے لکھنے والے کو کبھی آپ نے نہیں دیکھا نہ اُسکو پہچانتی ہو کہا کہ اے عاجز کم معرفت
تو بزرگی فرزندان اور اوصیاے پیغمبران کو نہیں جانتا اب تو متوجہ ہو اور واسطے سماعت میرے
سخن کے اپنے دل کو ہر خیال سے فارغ البال کرتا کہ احوال اپنا روبرو تیرے شرح کروں آگاہ ہو
کہ میں شاہزادی ملک روم کی ہوں اور میں دختر ہوں یشوعا کی جو کہ فرزند قیصر بادشاہ روم
کا ہے اور والدہ ماجدہ میری اولاد حضرت شمعونؑ الصفا وصی جناب عیسی سے تھیں اب میں
تجھکو خبر دیتی ہوں ایک امر عجیب کی۔ جب میں تیرہ سال کی ہوئی تو میرے جد قیصر نے میرا عقد
اپنے بھتیجے کے ساتھ کرنا چاہا پس جمع کیا اپنے قصر میں تین سو حواریاں حضرت عیسیٰؑ اور علمائے نصارٰی اور انکے
عباد و زہاد کو قریب تین سو نفر کے اور بہت سے اشراف اور صاحبان قدر و منزلت اطراف کے سات سو آدمی
اور امرائے لشکر و سرداران عسکر و بزرگان سپاہ و سرکردہائے عالیجاہ چار ہزار نفر کو پس اُس مجمع میں ایک تخت مرصع
حاضر کیا گیا کہ اس تخت کو اپنے ایام بادشاہی میں طرح طرح کے جواہرات سے مرصع کرایا تھا اور چالیس پائے
اُس تخت کے تھے سوا اسکے اپنے بتوں اور چلیپا کو بلندی پر نصب کیا تھا۔ پس بلایا اپنے بھتیجے کو اور
بٹھلایا اُسکو اُس تخت زرنگار پر پس چاہا پادریوں اور کشیشوں نے کہ پڑھنا انجیل کا شروع کریں
اُسی وقت ایک سانحہ عجیب درپیش آیا کہ دفعتاً وہ تمام بت و چلیپا وغیرہ اُنکے خود بخود سرنگوں
ہو کر زمین پر گر پڑے اور اُس تخت کے چالیس پائے ٹوٹ کر تخت بھی گرا اور پسر برادر بادشاہ
بحال تباہ بالائے تخت سے زمین سخت پر گرا حال مجلس دگرگوں اور اہل مجلس کی کیفیت زبوں ہوئی
بوقوع اس واقع کے رنگ روئے حاضرین متغیر اور مجلس نشین متحیر رہگئے ایک شخص بزرگ قوم
نے میرے جد قیصر سے کہا کہ اے بادشاہ با انصاف ہمکو اس امر سے معاف رکھ کہ پیش آنا ایسی
نحوست کا دلیل ہے کہ دین مسیحا ذلیل ہو پس میرے جد نے اس امر کو فال بد سے جانا اور علمائے
نصارٰی اور کشیشاں کو حکم دیا کہ ایک دفعہ پھر بھی تخت کو درست کرکے فرش و رخت سے آراستہ
کیا جائے اور اس برگشتہ بخت کے دوسرے برادر کو حاضر کرو کہ عقد اس دختر کا اُسکے ساتھ عمل
میں آئے پس جب دوسرا برادر اُسکا تخت پر بیٹھا اور کشیشان جلیل نے شروع بخواندن انجیل
کرنا چاہا پھر وہی حالت اولے مکرر واقع ہوئی اور نحوست اس برادر کی بھی برابر نحوست اُس
برادر کے شائع ہوئی اور جو اسرار الٰہی کہ اس امر میں تھا وہ کسی نے نہ جانا کہ یہ امر سعادت

ایک سرورسے تھا نہ نحوست دو برادرسے پس اہل مجلس سب متفرق ہوگئے اور میرا جد پرغم اسی حرم میں آیا اور پردہ خجالت کا در ندامت پر لٹکایا جب رات بہت گذری اور میں اپنی خوابگاہ میں جاکر سو رہی تو عجب ایک خواب سراسر ثواب میں نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور جناب شمعون علیہما السلام باجماعت حواریاں میرے جد قیصر کے قصر میں جمع ہو رہے ہیں اور ایک منبر نور کا نصب کیا گیا ہے کہ رفعت شان اسکی آسمان سے سر بلند ہے اور یہ منبر اسی موقع پر تعبیہ ہوا ہے کہ جہاں سے تخت میرے جد کا سرنگوں ہوا تھا پس دیکھا میں نے اسی عالم رویا میں جناب رسالت مآبؐ کو اور ساتھ انکے وصی و داماد خوش نہاد انکے علی بن ابی طالب علیہ السلام کو معہ سب فرزندان اامان انکے علیہم السلام کہ بنور قدوم مبارک کے قصر میرے جد کو میمنت لزوم فرمایا پس جناب مسیحؑ بقدم ادب از روے تعظیم و اجلال واسطے استقبال جناب رسولؐ خوش خصال کے گئے اور ہر دو دست پاک اپنے گردن مبارک سید لولاک میں حائل کئے۔ پس فرمایا جناب رسول اللہ نے کہ یا روح اللہ ہم اسلئے یہاں آئے ہیں کہ خواستگاری کریں ملیکہ دختر تمہارے وصی شمعون کی اپنے فرزند سعادتمند کے واسطے اور اشارہ فرمایا طرف ماہ برج امامت و سروری امام حسن عسکریؑ کے کہ یہ فرزند ارجمند انکے ہیں جنکا تو خط لیکر آیا ہے۔ پس حضرت عیسیٰؑ نے جناب رسولؐ خدا سے یہ سنکر طرف شمعون کے دیکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجھکو ساتھ شرف دو جہانی کے اے شمعونؑ پیوند کر اپنے رحم کو ساتھ رحم آل محمد صلوات اللہ علیہم کے۔ شمعونؑ نے عرض کی کہ مجھکو بدل قبول و منظور ہے پس سب بزرگوار اس منبر پر انوار پر جلوہ افروز ہوئے۔ رسولؐ خدا نے خطبہ انشا فرمایا اور بوکالت جناب مسیح کے عقد میرا ساتھ امام حسن عسکریؑ کے باندھا اس طرف سے فرزندان رسولؐ اللہ اس طرف سے حواریان عیسیٰؑ روح اللہ میرے عقد پر گواہ ہوئے۔ پس وقت بیداری مجھ پر عجب حالت طاری تھی اپنے جد و پدر سے بخوف و خطر اپنے قتل کے اس خواب کو نقل نہیں کر سکتی تھی اور اس گنج رایگاں کو اپنے سینہ میں نہاں رکھتی اور آتش محبت اس خورشید فلک امامت کی روز بروز سر سوز تھی سرمایہ صبر و قرار کا میدان عدم کو فرار اور عشق امام میں آب و طعام مجھ پر دشوار ہوا چہرہ کاہی اور بدن کاہیدہ و عشق نہانی اس عاشق ربانی کا زاویہ سطور سے شاہراہ ظہور پر کشیدہ ہوا + نظم

دن کو تو چشم رہتی تھی وا مثل آفتاب	انجم کی طرح شب کو نہ آتا تھا مجھکو خواب

ہر وقت محو روئے امام والا جناب
دل کو تو اشتیاق جگر کو تھا اضطراب

دایم زبانِ شوق پہ حضرت کا نام تھا
ہر دم رفیقِ میرا خیال امام تھا۔

لمولفہ۔ پس حضرات جسطرح سے جناب نرجس خاتون عشق امام حسن عسکریؑ میں محزون رہی تھیں اُسی طرح جناب شہر بانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس بھی عشق حسینؑ میں بیچین رہی تھیں۔

شبیرؑ سے بانو کا ذرا دیکھو قرینہ
وہ زیب مداین تھی تو یہ فخر مدینہ
یہ نقد امامت تو وہ عفت کا خزینہ
وہ خاتم عصمت تو حیا کا یہ نگینہ
وہاں دولت و آسائش و تفریح و خوشی تھی
یاں حکم میں سب کچھ مگر فاقہ کشی تھی

فہرست ہوئی بارہ اماموں کی جو تحریر
ناقص تھی وہ ہوتی نہ اگر بانوی شبیر
شوہر ہیں امام سوم اللہ رے توقیر
پر دیکھو تو بانو کی ذرا خوبیِ تقدیر
شبیر سا شوہر ہے تو عابد سا خلف ہے
تو گوہر دریائے امامت کی صدف ہے

کیوں فخر یہ وہ فخر نہ کونین میں پاوے
خاتونِ جناں خواب میں جس بی بی کو آوے
اور خواب میں آوے تو بہو اپنی بناوے
اعجاز سے فرزند کو بلوا کے دکھاوے
اُس رو پہ تجلی کا نہ کیوں خاتمہ ہووے
آب گل جنت سے جسے فاطمہ دھووے

اک شب کو وہ سوتی تھی مگر بخت تھا بیدار
کیا دیکھتی ہے خواب میں وہ عاشقِ غفار
بالائے زمیں آیا ہے اِک تخت ضیا بار
اِک بی بی ہے اُس تخت پہ جوں عرش نمودار
وہ تخت ہے یا بخت بلند اہلِ زمیں کا
خاتونِ معظم ہے شرف عرش بریں کا

حورانِ جناں تخت کا پایہ لئے سر پر
کتنی ہی جلوہ دار سلیماں سے ہیں بہتر
وہ بی بی جلوس آئی عجب طرح کا لیکر
جسطرح چڑھے بیاہنے کو بیٹے کے مادر
کچھ اور بجز قدرتِ اللہ نہیں ہے
ساماں ہے شادی کا پہ نوشاہ نہیں ہے

وہ تخت جو بانو سے قریں آیا قضا را
تب آپ کو خاتونِ معظم نے اُتارا
کس پیار سے بانو کو بہو کہہ کے پکارا
الفت کا یہ کلمہ تھا قرابت کا اشارا
سر اُسکا رکھا سینۂ اقدس پہ اُٹھا کے
ہاتھوں سے بلائیں لیں کلیجے سے لگا کے

پھر زلف معنبر پہ ملا خلد کا عنبر
تھا پنجۂ دست اُسکا ہر ایک شانہ سے بہتر

سلجھائے اُسی شانہ سے گیسوئے معنبر
آغاز تو یہ تھا مگر اے وائے مقدر
اٹھارویں سال آہ جب اکبر نے قضا کی
تھی خاک اُنہیں گیسوؤں پر کرب و بلا کی۔

فارغ جو ہوئیں فاطمہؑ سلجھا کے وہ گیسو
گلگونۂ جنت کو کیا زیب گلِ رو
اور نور کے جوشن کئے وابستۂ بازو
پر نرم گرہ دی کہ نہ ایذا ہو سرِ مو
سو کوفیوں نے بغض شہنشاہِ زمن سے
باندھا تھا اُنہیں بازوؤں کو کس کے رسن سے

حیراں ہوئی خواب میں بانوئے خوش اطوار
تسلیم بجا لا کے یہ کرنے لگی گفتار
تم کون ہو اے بی بی کرو نام تو اظہار
بس شانِ نزول آپکی ہے رحمتِ غفار
شانہ بھی کیا زلفوں میں شادی و فرح سے
لیں تم نے بلائیں میری مادر کی طرح سے

وہ بولیں تجھے مرتبہ اپنا نہیں معلوم
ہے تیرے فضائل کی تو افلاک تلک دھوم
تو زوجۂ مظلوم ہے میں مادرِ مظلوم
تو لال تیرے ہونگے عیاں اطہر و معصوم
میں فاطمہؑ ہوں اور میرا باپ نبی ہے
تو مادرِ ہمشکلِ رسولِ عربی ہے

کرتا ہے کوئی غیر کے گیسوؤں میں بھی شانہ
سر سینہ پہ رکھ رکھ کے کلیجے سے لگانا
بانو میرے آنے کا سبب تو نے نہ جانا
تھا حیدر و صفدر کی بہو تجھکو بنانا
طالع تیرے بیدار ہیں گو خواب میں تو ہے
ہو تجھ کو بشارت کہ پیمبر کی بہو ہے

کافی ہے تیرے مہر میں گو دولتِ عقبیٰ
پر مہر میں میرے جو تمام آئے ہیں دریا
وہ بحر تیرے مہر میں اب دیتی ہے زہرا
اے صاحبِ انصاف یہ انصاف کی ہے جا
پانی ہے جہاں مہر میں زہرا کے وہ سب ہے
قطرہ نہ ملا اکبر و اصغر کو غضب ہے

تب خواب میں زہرا سے یہ بانو ہوئی گویا
نام آپکے فرزند جگر بند کا ہے کیا
زہرا نے کہا نام بزرگ ایسا ہی اُسکا
زینت کے لئے عرش پہ حق نے جسے لکھا
ہر چند سب اولادِ علیؑ نیک ہے بانو
پر ساری خدائی میں حسینؑ ایک ہی بانو

گو رسم نویسی کا ہے دستور ہر اک جا
بلقیس کو مکتوب سلیماں نے بھیجا
تو چاہے جہاں پوچھ لے نام و نسب اُسکا
ہمشیر ہے زینبؑ سی برادر ہے حسنؑ سا
ہے سبطِ نبیؐ پردۂ دل و جانِ نبی ہے
شہزادۂ جبریل ہے فرزند علیؑ ہے

جو قدرت حق میں ہے وہ سب اُسکو ملا ہے
مختار بہشت و سقر و ارض و سما ہے
مظلوم وہ ہے اور وہی شاہ شہدا ہے
مقتول جفا ہے وہ ہی مذبوح قفا ہے
ایسا کوئی ذی رتبہ نہ دیکھا نہ سنا ہے
اولاد میں آدمؑ کے نہ ہوگا نہ ہوا ہے

ذاتی و صفاتی ہیں شرف اُسکے سب اعلا
محتاج ہے بیشک پہ نہیں عیب کچھ اسکا
میراث یہ نانا کی ہے اے بانوئے دانا
اکثر پئے رہن ہوئی چادر زہرا
بیٹے کی میسر ہے خشک غذا نان جویں ہے
یہ بھی کبھی ہے اور کبھی یہ بھی نہیں ہے

یہ ذکر تھا بیدار جو بانو ہوئی ناگاہ
دیکھا نہ وہ بی بی ہے نہ وہ تخت فلک جاہ
رو کر یہی کہتی تھی میں کیوں چونک پڑی آہ
اب دیکھئے کب دیکھونگی یہ قدرت اللہ
اس خواب کی امید پہ سویا ہی کرونگی
بس عالم رویا میں میں رویا ہی کرونگی

آنکھوں سے جو دیکھا تھا کسی کو نہ سنایا
پر دل میں جو تھا عشق وہ آنکھوں سے جتایا
زانو پہ رکھا سر کبھی تکیہ پہ جھکایا
کھانا کبھی کھایا کبھی کچھ بھی نہ کھایا
سینہ تھا ورق اور ہر انگشت قلم تھی
اور شام و سحر مدح شہیدیں کی رقم تھی

آخر اسی اندوہ میں ایک سال جو گذرا
اک رات کو پھر خواب وہ ہی خواب میں دیکھا
یعنی کہ قدم رنجہ ہوئیں فاطمہؑ زہرا
زہرا کے قدم پر گری وہ شاہ کی شیدا
کہتی تھی کہ طاقت نہیں جو اُٹھکے کھڑی ہوں
بی بی تپ ہجراں سے میں بیمار پڑی ہوں -

نام اپنے جگر گوشہ کا تو مجھ کو سنایا
پر صورت پر نور کو اُن کی نہ دکھایا
یہ نام بھی گو کام ہر ایک وقت میں آیا
سو بار میں مردہ ہوئی سو بار جلایا
تعویذ دل غمزدہ نام شہیدیں ہے -
آنکھوں کی تسلی کو مگر کوئی نہیں ہے

یا فاطمہؑ لونڈی کے رخ زرد کو دیکھو
ہاتھ اپنا میرے دل پہ رکھو درد کو دیکھو
چشمان تر و کاکل پر گرد کو دیکھو
میری طپش دل نفس سرد کو دیکھو -
جز نام حسینؑ اور کوئی یاد نہیں ہے
فریاد کہ اب طاقت فریاد نہیں ہے

ایسا بھی کنیزوں سے کوئی ہوتا ہے غافل
اُس دن سے زیارت ہوئی آج آپکی حاصل
یہ رحم دلی کیسی کہ مجھکو کیا بے دل
رحمت کے یہ معنی ہیں کہ فرقت ہو نازل

کچھ وجہ بھی۔ کیوں خادمہ کی یاد بھلادی
حضرت نے مجھے درد دیا اور نہ دوا دی۔

زہرا نے کہا کیا ہے تیرے درد کی تدبیر
بانو نے یہ کی عرض کہ شبیر کی تصویر
اس کشتۂ ہجراں کے ہے حق میں یہی اکسیر
زہرا نے کہا خیر یہاں کچھ نہیں تاخیر
نظارۂ شبیر تو خوشنودی رب ہے
منظوری اسلام یہ حاصل ابھی سب ہے

بانو دل و جاں سے ہوئی اُسوقت مسلمان
آنکھوں سے حجاب اُٹھ گیا اللہ رے عرفان
ناگاہ قضا اور قدر کو ہوا فرمان۔
ہاں اب اسے شبیر کو دکھلا دو اسی آن
گو حسن ہے یوسفؑ سے سوا ابن علیؑ کا
دکھلا دے غریبی کہ یہہ حصہ ہے اسی کا۔

ہاں خواب میں بانو سے مخاطب ہوئیں زہرا
لے دیکھ تو بی بی طرفِ راست ہے یہ کیا
بانو نے سوئے راست جو کی چشم تمنا۔
دیکھا تو عجب طرح کے مظلوم کو دیکھا
قامت تو وہ ہے جسکے لئے صلِّ علیٰ ہے
پر سانچہ ہیں مظلومی و غربت کے ڈھلا ہے

آنکھوں سے کریمی و رحیمی کے سب آثار
بے یاوری اُس روئے مبارک سے ہے اظہار
چسپیدہ شکم فاقہ کشی صاف نمودار
لرزہ ہیں سب اعضا سببِ ہیبتِ غفار
مخلوق جو کچھ درجے غریبی کے لئے تھے
وہ سب اسی مظلوم کو خالق نے دیئے تھے

لب قفل درِ حکمتِ اسرار الٰہی
کھولے جو گئے چوب سے اے وائے تباہی
گیسو سے عیاں برہمی نا متناہی
دلجمعی اُمت پہ وہ دیتے تھے گواہی۔
تھی انکو غرض عقدہ کشائی جہاں سے
موجود تھے بندھنے کے لئے چوب سناں سے

لوحِ کتب رازِ خدا سینۂ شبیرؑ
جلاد نے کی جسپہ اقامت دم تکبیر
نشرح لک صدر اسکی ہے قرآنمیں تفسیر
رگ رگ سے یہ گویا تھا گلوئے شہ دلگیر
پانی کا نہ شربت کا نہوں تیر کا مشتاق
ہر وقت ہوں آب دم شمشیر کا مشتاق

بانو نے جو شکل شہ مظلوم کو دیکھا
شیدا تو تھی پر اور زیادہ ہوئی شیدا
بیساختہ ایک عشق کا نعرہ کیا ایسا
جو کھل گئی اُس خواب سے ہر چشم تمنا۔
پایا سرِ والا کو نہ پھر خیر نسا کو۔
ہر سمت پھری ڈھونڈتی نقشِ کفِ پا کو

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دوم میں بقیہ حال جناب نرجس خاتون و چندے مضمون اسیری اور جناب شہر بانو، خاتمہ بر مصائب و شمہ احوال ملاقات شہر یار کی اپنی ہمشیرہ جناب شہر بانو سے اثنائے راہ میں - بشیر بن سلیمان بردہ فروش بیان کرتا ہے کہ جب میں نے حسب ارشاد امام علی نقیؑ کے جناب نرجس خاتون والدہ ماجدہ جناب صاحب الامر علیہ السلام کی قیمت دو سو اشرفیاں عطیہ امام سعید عمر بن یزید بردہ فروش کرا دا کیں اور معظمہ کو ہمراہ اپنے لیکر میں جس مقام پر ٹھیرا ہوا تھا شہر بغداد میں لایا تو اس خاتون خوش خصال نے مجھکو اپنی تمام حقیقت حال سے خبر دی کہ اصلی نام میرا ملیکہ ہے اور میں دختر شاہ روم کی ہوں اور بعالم خواب مستطاب بہترین زماں جناب سیدہ خاتونِ جناں کے ایمان لائی ہوں اور اُن حضرت نے میری خواستگاری اپنے فرزند خاصۂ باری جناب حسن عسکریؑ علیہ السلام سے کی ہے اور بعالمِ رویا اُس نہال بستانِ صفدری کو مجھے دکھلایا پس میرے دل میں اُسی وقت سے اُنکی محبت اور عشق ایسا پیدا ہوا کہ شوق لقائے امام میں راحت و آرام اور آب و طعام میرا ترک ہو گیا اور میں بیمار ہو گئی - پس ملک روم کے تمام شہروں میں کوئی طبیب نہ رہا جسکو میرے جد قیصر نے واسطے میرے معالجہ کے حاضر نہ کیا ہو لیکن کسی طبیب نامور کا علاج کارگر نہ ہوا جبکہ سب طبیب اور میرے جملہ عزیز و قریب مایوس ہوئے تو ایک روز مجھسے پوچھا کہ اے نور چشم آیا تیرے دلمیں کوئی آرزو دنیا کی ہے کہ اسکو تیرے واسطے ہم عمل میں لاویں - میں نے اپنے جد قیصر سے کہا کہ باب سود میرے واسطے مسدود ہے اور مایہ بہبود مجھسے نابود ہے - البتہ اگر اہل اسلام کے قیدیوں کی زنجیر کشائی ہو کر شکنجہ اور آزار سے اُنکو رہائی دیجائے تو میں امیدوار ہوں کہ حضرت مسیحؑ اور مادر گرامی اُنکی جناب مریمؑ مجھے عافیت بخشیں - پس میرے کہنے سے کچھ قیدیوں کو مسلمانوں کے رہائی دی میں نے حسب مصلحت کسی قدر صحت اپنے عارضہ سے ظاہر کی اور قدرے طعام بھی تناول کیا بمعائنہ اس حال کے بو فور شاہ کامی باقی اسیران اسلام کو گرامی رکھتے تھے جب چودہ راتیں اسی حال پر گذریں پھر میں نے دختر سید العرب عالی جناب فاطمہؑ کو خواب میں دیکھا کہ وہ میرے دیکھنے کو تشریف لائے ہیں اور حضرت مریمؑ مادرِ معظم جناب عیسیٰؑ بھی معہ ہزار کنیزان حوران جنت کے ہمراہ جناب سیّدہ ذیجاہ کے تھیں - پس جناب مریمؑ نے مجھسے فرمایا

کہ اے ملیکہ آگاہ ہو کہ یہ خاتون معظمہ مادر مکرمہ تیرے شوہر والا مقام امام حسن عسکری علیہ السلام کی ہیں۔ میں سنتے ہی فوراً دامن اُس پاکدامن سے لپٹ گئی اور اُسی حالت رویا میں بہت روئی اور میں نے شکایت کی کہ اے سیدۂ من آپکا پارۂ تن امام حسنؑ مجھ پر جفا کرتا ہے کہ میرے دیکھنے سے خفا ہے + نظم۔

نے آپ آتے ہیں نہ مجھے واں بلاتے ہیں ہر شب غم فراق سے مجھ کو ستاتے ہیں	شب کو بھی خواب میں نہیں صورت دکھاتے ہیں ہر روز سوز ہجر سے دل کو جلاتے ہیں
آنکھوں کو انتظار ہے دل بیقرار ہے	فریاد اب فراق حسنؑ ناگوار ہے
فرمایا فاطمہؑ نے کہ اے صاحب حیا پھر آئے کس طرح حسن عسکریؑ بھلا	تیرے بھی اشتیاق میں ہے میرا مہ لقا تو نے ہنوز کلمۂ طیب نہیں پڑھا
کلمہ جو صدق دل سے تو لائے زباں پر	آئے ابھی وہ کان کرم اس مکان پر
کی عرض میں نے تابع فرماں ہوں عذر کیا پھر حکم فاطمہؑ سے جو کلمہ ادا کیا	کلمہ پڑھائیے مجھے یا بنت مصطفےٰ پیدا حضور چشم ہوئی قدرت خدا
موجود وہاں امام زمین و زماں ہوا۔	خورشید آسمان امامت عیاں ہوا
تب میں نے سر کو رکھدیا پائے امام پر عاشق کو اپنے کوئی رلاتا ہے اسقدر	اور التماس کرنے لگی ہاتھ تھام کر۔ آقا کنیز سے رہے اس طرح بے خبر
دنیا میں یہ طریقۂ اہل وفا نہیں	الفت ہے ہمکو آپ سے تم کو ولا نہیں

پس کہا کہ اے بشیر جبکہ میں نے بتعلیم خاتون صاحب تطہیر کے کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور صدق دل سے کہا کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو حضرت خاتون مدینہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اے ارجمند اب تو میرے فرزند کے آنے کی منتظر رہ کہ میں اُسکو تیری طرف بھیجتی ہوں۔ پس میں خواب سے بیدار ہوئی اور امید وار دیدار شاہ ابرار کی ہو کر مجھے کمال انتظاری تھی اور وہ دو کلمہ طیب میری زبان پر جاری تھے + شب آئندہ خورشید جمال شاہ باکمال افق خواب سعادت مآب سے طالع ہو کر طالع میرا بلند ہوا اور میں نہایت خورسند ہوئی میں نے سبب دیر تشریف آوری کا پوچھا تو جناب عسکریؑ نے فرمایا کہ

اے خاتون خوش انجام ابتک تو اسلام نہیں لائی تھی اسلئے میرے دیدار سے ناکام رہی اب کہ تو نے
صدق دل سے کلمہ شہادت کا پڑھا تو ہر شب بحکم رب میں تیرے پاس آیا کرونگا اُس وقت تک کہ
مسبب الاسباب باسباب ظاہر بملاقات ہمدگر ہم دونوں کو ماہر کرے پس اے بشیر اُس روز سے
ابتک کوئی شب مجھ پر ایسی نہیں گذری کہ شربتِ وصال شاہ باکمال نے مجھے سیراب وخوشحال نفرمایا ہو
ہر شب بے تعب میرے خواب میں وہ عالی جناب تشریف لاتے ہیں۔ بشیر بن سلیمان نے پوچھا کہ اے
خاتون خوش کردار باایں عظمت واقتدار آپ درمیان اسیروں کے کس طرح گرفتار ہوئیں فرمایا کہ
ایک شب شبہائے وصال سے بعالم رویا میرے مولا امام حسن عسکریؑ نے مجھے خبر دی کہ فلاں
روز تیرا دادہ قیصر اپنے لشکر کو آمادہ کریگا اور واسطے جنگ اہلِ اسلام کے بھیجے گا اور خود بھی عقب
سے روانہ ہوگا اور اپنی کنیزوں اور خدمہ کو ساتھ لیگا تو اُس وقت اے خاتون ذی شان تو آپ کو
درمیان کنیزان کے داخل کر اس ہیئت سے کہ تجھے کوئی شناخت نہ کرسکے اور پیچھے پیچھے سواری اپنے
جد کے چلی آنا اور فلاں راہ سے چلنا۔ پس میں نے موافق ارشاد شاہ خوش نہاد کے عمل کیا آخر کار لشکر
اسلام میرے جد پر غالب آیا اور جسقدر عورات وخادم وغیرہ لشکر کے ساتھ تھے سب کو اسیر
کیا اور اُس گروہ میں میں بھی قید ہوئی پس انتہا میرا یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے اور ابتک سوا تیرے
کسی نے مجھ کو نہیں جانا کہ میں دختر بادشاہ روم کی ہوں اور وقت تقسیم غنیمت کے میں حصہ میں
ایک مرد پیر کے آئی تھی جب اُس نے میرا نام پوچھا تو میں نے حسب مصلحت اپنا اصلی نام کہ ملیکہ ہے
اُسکو نہ بتلایا بلکہ میں نے اپنا نام اُس سے نرجس ظاہر کیا اسپر اُس نے کہا کہ یہ نام تو کنیزوں کا ہوتا ہے
بشیر نے پوچھا کہ اے معظمہ تعجب ہے کہ آپ اہل فرنگ سے ہیں اور زبان عرب کو آپ نہایت عمدہ جانتی
ہیں فرمایا کہ اے بشیر میرا جد یا تو قیصر مجھ پر نہایت الفت وعنایت رکھتا تھا اُس نے چاہا کہ مجھ کو جمیع آداب
حسنہ وعلوم مستحسنہ تعلیم کرے پس ایک عورت مترجم کو کہ زبان عربی اور انگریزی دو تو جانتی تھی میری
تعلیم کے واسطے مقرر کیا کہ ہر صبح وشام وہ معلمہ خوش کلام لغات عرب وعلم وادب مجھکو سکھلاتی
تھی یہانتک کہ میری زبان پر لغات عرب بے تعب جاری ہوئے۔ بشیر کہتے ہیں کہ جب میں اُس
برگزیدۂ کبریائی کو سرمن رائے میں لایا اور خدمت امام علی نقیؑ میں پہونچایا تو حضرت نے خطاب
فرمایا کہ اے صالحہ حق سبحانہ تعالےٰ نے دین اسلام کی عزت اور مذہبِ نصاریٰ کی مذلت تجھ پر

کس طرح ظاہر کی اور شرف و بزرگواری محمدؐ و آل محمدؐ خاصگان باری کی تجھ کو کس طرح ثابت ہوئی - بولیں وہ پاک ظن کہ اے مولائے من یہ کنیز صفت اُس چیز ہیں روبرو اپنے آقائے خوش خو کے کیا گفتگو کرے کہ جسکی آپ مجھ سے بہتر خبر رکھتے ہیں - پس فرمایا حضرت نے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تجھکو اس طرح گرامی رکھیں کہ جس سے شادکامی و نیکنامی دوامی تجھکو حاصل رہے - پس اے ارجمند اب تو دو امر سے ایک پسند کر یا تو ہم دس ہزار درہم و اشرفیاں تجھکو دیکر بحرمت ہرچہ تمامتر تیرے جد قیصر کے پاس تجھے پہونچادیں یا ایک ایسی بشارت تجھکو دیں اور ایسے شرف کے ساتھ تجھے مشرف کریں کہ وہ بزرگی و جاہ تا ابدالآباد تیرے ہمراہ رہے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ وہ بشارت ہی مجھکو مدنگاہ ہے خواہش مال ہیش خیال نہیں - حضرت نے فرمایا کہ اے خردمند بشارت ہو تجھکو ساتھ ایسے فرزند ارجمند کے کہ وہ بادشاہ معظم مشرق و مغرب عالم کا ہوگا اور وہ شاہ خوش نہاد زمین کو بھر دیگا عدل و داد سے اُس وقت میں کہ مملو ہوگی زمین ظلم و بیداد سے - عرض کی کہ اے مولا یہ فرزند خوش اطوار کس بزرگوار سے عمل میں آئیگا یعنی پدر اس عالی قدر کا کون ہوگا فرمایا کہ اے صالحہ باپ اُس عالی جاہ کا وہ ہے کہ رسولؐ اللہ نے جس خاصہ باری کے لئے تیری خواستگاری کی آیا تو پہچانتی ہے کہ حضرت مسیح باوفا اور اُنکے وصی شمعون باصفا تجھکو کسکے عقد نکاح میں لائے ہیں - عرض کی کہ آپکے فرزند ارجمند ماہ فلک برتری امام حسن عسکریؑ کے عقد میں لائے ہیں فرمایا کہ تو اُسکو پہچانتی ہے کہا کہ میں اُنکو کیسے نہ پہچانوں جس روز سے کہ میں بدست مبارک بہترین زنان خاتون جناں کے مسلمان ہوئی ہوں نہیں گذری مجھ پر ایسی کوئی رات کہ وہ سید سادات یعنی آپکا فرزند جگر بند واسطے دیکھنے مجھ مستمند کے تشریف نہ لائے ہوں - پس جناب امام علی نقیؑ نے کافور اپنے خادم باشعور کو بلایا اور فرمایا کہ جلد جا اور میری بہن حکیمہ خاتون کو اُنکے گھر سے بلا کر لا - پس جب وہ معظمہ داخل حجرہ شاہ عادل کے ہوئیں فرمایا کہ اے ہمشیرہ باتمیز یہ وہی کنیز ہے کہ جسکی میں نے تمکو خبر دی تھی سنتے ہی اس مضمون کے حکیمہ خاتون نے نرجس باوقار کو اپنے کنار میں لیا اور براہ عزت افزائی بہت نوازش فرمائی اور اس کنیز بااقبال کو دیکھ کر حکیمہ خوش خصال نہایت خوش حال ہوئیں پس فرمایا جناب نقی علیہ السلام نے کہ اے دختر رسول اس کنیز مقبول کو تم اپنے گھر لیجاؤ اور شریعت کے واجبات اور سنتیں سید کائنات کی اور جملہ شریعت کے احکام

سے اسے بخوبی اعلام کرو کہ یہ زوجہ ہے میرے فرزند حسن عسکریؑ کی اور ماں ہے ماہ فلک برتری کی کہ جو ذیشان صاحب العصر والزمانؑ ہے۔ **لمولفہ**۔ پس حضرات اسی طرح کا واقعہ ووارداتِ جناب شہر بانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس کا گذرا ہے منقول ہے کہ جب لشکر اسلام بادشاہ عجم پر فتحیاب ہوا اور بعد قتل و تاراج کے عورات اور دختران شاہ عجم کو قید کیا اور مدینۂ منورہ میں لیکر آئے تو اُن اسیروں میں حضرت شہر بانو بھی قید ہو کر آئیں اور وہ زمانہ خلیفہ ثانی عمر بن خطاب کا تھا از بسکہ شہرۂ حسن و جمال بانوئے خوش خصال کا مشہور عالم تھا جب کہ شہر مدینہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ان قیدیوں میں بادشاہ فارس کی بیٹی شاہ زناں بھی قید ہو کر آئی ہے تو تمام دختران عرب واسطے تماشائے جمال باکمال شہر بانو کے مسجد نبوی میں جمع ہوئیں اور جناب خلافت مآب نے بھی چاہا کہ گوشہ چادر رخ انور بانوئے خوش سیر سے اُٹھا کر چہرۂ اطہر اُس ماہ پر نگاہ کرے اُس وقت جناب شہر بانو نے اپنی زبان فارسی میں کہا کہ سیاہ باد روز ہرمز کہ ہیچو تو نامحرمی دست خود بدامن عفت دختر او برساند اُس کلام کو خلیفہ صاحب نہ سمجھے اور خیال کیا یہ مجھکو اپنی زبان عجم میں دشنام دیتی ہے۔ غصہ کھا کر بولے کہ یہ گبر زادی بدیں مجھے بہ تو ہیں یاد کرتی ہے۔ افسوس خلیفہ صاحب کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ مخدومہ عالم بعالم رویا ہاتھ سے بہترین مستورات جناب سیدہ عالی درجات کے پہلے ہی ایمان لا چکی ہے اور بشارت عقد نکاح حسینؑ بادشاہ سے اول ہی پا چکی ہے۔ پس عمر نے چاہا کہ کچھ اذیت و آزار اُس بانوئے خوش اطوار کو پہونچائیں جناب امیرؑ نے اس حرکت سے اُنکو منع کر کے فرمایا کہ تم زبان عجم سے واقف نہیں ہو تمکو کس طرح معلوم ہوا کہ یہ تمکو دشنام دیتی ہے بلکہ وہ تو اپنے حق میں بد دعا کرتی ہے کہ سیاہ ہو جیو روزگار ہرمز کا کہ تجھسا نامحرم ہاتھ اپنا اُسکی دختر کے دامن عصمت پر لگائے۔ پس عمر نے چاہا کہ عورتوں کو اسیران عجم کی مثل کنیزوں کے بیچیں اور مردوں کو اُن اسیروں کے غلام بنائیں اور موسم حج میں جو لوگ کہ بیمار یا ضعیف ہوں اور طواف سے عاجز ہوں وہ پشتوں پر اُن اسیروں کی سوار ہو کر طواف خانہ کعبہ کا بجا لائیں۔ جب اس تجویز بے تمیز کی خبر وصی خیر البشر امیرؑ خوش سیر کو ہوئی فرمایا کہ اے عمر میں نے اکثر جناب سید البشرؐ سے سنا ہے کہ توقیر کرو تم اُس صاحب تقصیر کی کہ جو اپنی قوم میں بزرگ اور امیر ہو اور ہتک حرمت اور تحقیر اُنکی مت کرو اگرچہ وہ مخالفِ مذہب اور

اسیر ہوں اور یہ اسیران فارس ارزل ناس نہیں ہیں بلکہ نہایت دانا عقل میں سنجیدہ اور بہ فہم ہیں فہمیدہ ہیں اگرچہ خلاف مذہب اور ہمارے دین سے برطرف ہیں مگر صاحب غیرت و ذی شرف ہیں کسی طرح انکی ہتک و ذلت نچاہو۔ بلکہ اسلام انپر عرض کرو یہ فرما کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے عمران ہیں جسقدر حصہ میرا و دیگر بنی ہاشم کا ہے میں نے انکو راہ خدا میں آزاد کیا۔ جب یہ کلام امیر عالی مقام سے دیگر مہاجر و انصار نے سُنا تو عرض کی یا علیؑ ہمنے اپنا حصہ بھی آپ ہی کو ہبہ کیا قَالَ قَبِلْتُ وَاَعْتَقْتُ فرمایا کہ میں نے قبول کیا اور اُنکو بھی آزاد کیا۔ پس کہا عمر نے کہ سبقت کی علیؑ نے آزاد کرنے میں ان اسیروں کے اور جو فوائد کہ میرے دل میں تھے وہ سب تلف ہوئے منقول ہے کہ بعد آزادی کے وہ سب قیدی متفرق ہوگئے مگر جناب شہر بانو اپنی جگہ سے نہلیں اور مراجعت کرنی اپنے باپ کے ملک میں منظور نفرمائی۔ پس جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے دختر شہر یار عجم اب تو اپنے عقد نکاح کے واسطے گروہ مہاجر و انصار سے کسی کو پسند کرلے تو اُس وقت شہر بانو نے اپنے دست مبارک سے دامن پاک فرزند صاحب لولاک امام حسینؑ کا تھام لیا پس عقد نکاح شہر بانو کا جناب امام حسینؑ ہی سے عمل میں آیا۔ لمولفہ۔ کیوں حضرات کیا قیامت کی بات ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے زنان کفار کو بھی کنیزی سے بچایا اور شہر بانو کے مُنہ پر سے نقاب نہ اُٹھانے دیا کیا حال ہوتا اُن حضرت کا جب دیکھتے اسی شہر بانو کو ریسمانِ ظلم سے بندھے ہوئے اور اپنی دختران باعز و شان جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کو بایں ذلت و خواری پیش یزید ناری کھڑے ہوئے کہ اُس مجمع عام میں کوئی تو کلثومؑ کو کنیزی کے لئے تجویز کرتا تھا اور کوئی سکینہؑ کو لونڈی بنانے کا ارادہ رکھتا تھا چنانچہ منقول ہے کہ ایک شامی سرخ رنگ نے یزید بے نام و ننگ سے کہا کہ میں اس لوٹ میں سے کچھ تجھ سے نہیں مانگتا مگر یہ لڑکی مجھے دیدے کہ میں اسے لونڈی بناؤں اور اشارہ کیا طرف سکینہؑ کے سنتے ہی اس کلام کے سکینہؑ اپنی پھوپھی زینبؑ سے دوڑ کر لپٹ گئی اور بولی کہ اے پھوپھی اولاد رسول خدا کی لونڈیاں بنائی جائیں گی۔ جناب زینبؑ نے اُسکو دلاسا دیا اور اُس مردک کو چشم نمائی سے خاموش کیا۔ باب جناب شہر بانو میں بہت سے اقوال علمائے باکمال و مورخین خوش مقال کے ہیں بنظر اختصار اُن سب اختلافات کا تذکار چھوڑ کر بحوالہ کتاب حزن المومنین و سرور المومنین کے صرف ایک نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے بعد شہادت شاہ کربلا کے گھوڑا حضرتؑ کا

کہ نام اُس خوشخرام کا میمون لکھا ہے درخیمہ پر آیا اور اس آواز دردناک سے بولا جیسے کوئی غمزدہ اپنے آقا و سرپرست کے ماتم میں نالہ کرتا ہے جناب شہر بانو اُس گھوڑے کی آواز سنکر خیمہ سے برآمد ہوئیں اور موافق ارشاد و وصیت شاہِ مظلوم کے اُسپر سوار ہوئیں اور وہ گھوڑا انکو لیکر ایک سمت کو روانہ ہوا ہر چند لشکر عمر سعد نے تعاقب کیا لیکن وہ گھوڑا اس سرعت سے چلا کہ فوراً نظر لشکر سے ناپدید ہوا پس لشکر عمر عاجز ہو کر واپس آیا اور جناب شہر بانو بہت دور کے فاصلہ پر چلی جاتی تھیں ناگاہ سرِراہ اُس مخدومہ ذیجاہ نے دیکھا کہ ایک لشکر گراں سامنے سے نمایاں ہوا اپنے دل میں سمجھیں کہ شاید یہ فوج کہیں سے واسطے کمک پسر سعد کے آتی ہے یہ خیال کر کے خائف ہوئیں اور عنان اپنے راہوار کی دوسری سمت کو پھیر دی اور اُدھر سردار لشکر نے جو دیکھا کہ ایک سوار نقاب دار کربلا کی سمت سے آتا ہوا شاہراہ چھوڑ کر اور طرف کو جاتا ہے وہ سردار خود اپنا گھوڑا بڑھا کر انکے قریب آیا اور کہا کہ اے سوار تو خائف نہو مجھے کچھ تجھ سے اپنے آقا حسینؑ کا احوال پوچھنا ہے سنتے ہی جناب شہر بانو ٹھیر گئیں اور بولیں کہ اے شخص تو کون غمخوار حسینؑ ہے کہ حضرت کا حال پوچھتا ہے اُن سے تو زمانہ پھر گیا ہے کوئی پرسان حال اُنکا نہیں ہے اُس سردار نے کہا کہ مجھے امام حسینؑ سے دو دعوے ہیں۔ ایک دعویٰ غلامی کا اور دوسرا دعویٰ برادری کا ہے شہر بانو نے کہا کہ اُنکی غلامی کا دعویٰ تو ہر مسلمان کرتا ہے مگر برادری کا لفظ تو نے کس رو سے کہا اور تو کون شخص ہے تب اُس سردار نے کہا کہ امام حسین کی کنیزوں میں میری ایک ہمشیرہ ہے نام اُسکا شہر بانو ہے۔ مجھے حضرت نے اثنائے سفر سے ایک نامہ لکھا تھا کہ اے بھائی اہل کوفہ ہمسے برسرِ پرخاش ہیں جہانتک تم سے ممکن ہو نصرت اسلام سے باہر نہ رہنا اور اے سوار نقاب دار میں شہزادہ عجم ہوں شہر یار میرا نام ہے موافق لکھنے حضرت کے اپنا لشکر لیکر واسطے جاں نثاری حسینؑ خاصہ باری کے جاتا ہوں سنتے ہی اس بیان کے بانوئے ذیشان ٹھہر گئیں اور بے تامل نقاب اپنے چہرۂ مقدس سے الٹ دی شہر یار کو جو وہ پریشان صورت ایک عورت کی نظر آئی تو بسبب خستہ حالی کے اپنی بہن کو نہ پہچان سکا۔ شرم سے سر اپنا جھکا لیا اور نیچی نگاہ سے دریافت کیا کہ آپ کون معظمہ ہیں اگر حال سے میرے آقا حسینؑ کے کچھ آپکو خبر ہو تو مجھے مطلع کیجئے اُس وقت شہر بانو چلا اُٹھیں اور کہا کہ اے بھائی آپ کسکی مدد کو جاؤ گے حسینؑ ابن علیؑ تو قتل ہو گئے۔ اے بھائی ایک حسینؑ ہی قتل نہیں ہوئے بلکہ

ظالموں نے دو پہر کے عرصہ میں ہمارا گھر کا گھر صاف کر دیا ایک فرزند بیمار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اب معلوم نہیں کہ وہ بیمار بھی زندہ ہے یا نہیں۔ اس وقت تک مشکلکشا کی بیٹیاں اور رسولخداؐ کی نواسیاں مصیبت میں گرفتار ہیں سنتے ہی اس بیان کے شہریار نے عمامہ اپنے سر سے اُتار کر پھینکدیا اور اُس معظمہ کو دیکھکر اتنا متوحش ہوا کہ دیر تک عالم سکتہ کا سا رہا آخر پوچھا کہ اے مخدومہ عالم جلد اپنا اسم معظم تو مجھے بتلاؤ کہ آپ کون معظمہ ہیں۔ فرمایا اے بھائی تم نے ابتک مجھے نہیں پہچانا میں وہ ہی شہربانو تمہاری ہمشیرہ ہوں جو کنیز ہی میں شاہ مظلوم کی آئی تھی وقت رخصت ہونے کے اہل حرم سے میرے آقا نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میری شہادت کے گھوڑا ہماری سواری کا در خیمہ پر آئیگا تم اُسپر سوار ہوجانا جس جگہ حکم خدا ہوگا وہ گھوڑا تمکو وہیں پہونچا دیگا یہہ کہکر شہربانو نے اپنے بھائی کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے اور دونوں بہن بھائی گلے ملکر اس شدت سے روئے کہ روتے روتے غش کر گئے اور سارا لشکر شہریار کا سیاہ پوش ہوا اور تین دن تک اُس صحرا میں ماتم ابن زہراؑ کا ایسا برپا رہا کہ پہاڑوں اور جنگلوں سے پیہم صدائے واویلاہ واحسیناہ کی بلند تھی

الا لعنة الله على القوم الظالمين وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون

مجلس سوم میں ذکر زفاف نرجس خاتون و بیان کیفیت ولادت باسعادت جناب صاحب العصرؑ با کرامت و چند اشعار عرب مصائب اہلبیت میں و خاتمہ مصائب جناب سید الشہداؑ پر

مجلسی علیہ الرحمۃ جلاء العیون میں بسند معتبر جناب حکیمہ خاتونؑ ہمشیرہ مکرمہ امام علی نقیؑ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک روز امام حسن عسکریؑ میرے برادر زادہ میرے گھر میں تشریف لائے اور بنگاہ تند و تیز طرف نرجس خاتون کے دیکھا۔ عرض کی کہ میں نے کہ فدا ہو جان میری آپ پر سے اگر خواہش ہو تو میں نرجس کو آپکی خدمت میں بھیجدوں فرمایا کہ اے عمہ یہ دیکھنا میرا اسوقت کا روئے نرجس کو بروئے تعجب تھا اس لئے کہ حق سبحانہ تعالے بہت جلد اسکے بطن شریف سے ایک فرزند لطیف ایسا عطا فرمائیگا کہ وہ تمام عالم کو بھر دیگا عدل و داد سے اسوقت میں کہ دنیا پُر ہوگی ظلم و فساد سے۔ عرض کی میں نے کہ اب بھیجدوں میں اسکو آپکی خدمت میں فرمایا کہ پہلے میرے پدر عالی مقام جناب نقی علیہ السلام سے اس امر میں اجازت لیجائیے یہہ سُنتے ہی میں خدمت میں اپنے برادر امام علی نقیؑ کی حاضر

ہوئی اور چاہتی تھی کہ کچھ عرض کروں حضرت نے براہ اعجاز اول ہی سخن آغاز فرمایا کہ اے بہن
تم نرجس کو واسطے میرے فرزند حسنؑ کے بھیجدو میں نے عرض کی فداہوں میں آپ پر سے خاص
اسی مطلب کے لئے میں حضور میں حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے اجازت لوں فرمایا کہ اے بزرگوار
صاحب اقتدار پروردگار چاہتا ہے کہ تمہیں شریک کرے اس ثواب میں اور بہرہ عظیم خیر وسعادت
سے تمکو عطا فرمائے اور واسطہ اور سبب اس امر خیر کا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے تمکو گردانا ہے پس
یہ ارشاد برادر خوش نہاد کا سنکر میں اپنے گھر میں آئی اور نرجس کو غسل وشانہ ولباس سے میں نے
آراستہ کیا اور اسی شب میں زفاف اُس معدن فتوت وعفاف کا میں نے اپنے گھر میں مقرر کیا۔
اور بعد چند روز کے اُس سعد اکبر کو معہ اُس زہرہ منظر کے خانہ نور کاشانہ امام زمانہ میں میں
اپنے ہمراہ لے گئی چند روز ہی گذرے تھے کہ آفتاب مطلع امامت میرے برادر والا کرامت امام علی نقی
علیہ السلام نے مغرب عالم بقا میں غروب فرمایا اور ماہ برج صفدری امام حسن عسکریؑ میرا برادر زادہ
رونق بخش مسند امامت وزینت دہ منبر وسجادہ ہوا تو میں ہمیشہ موافق معمول کے اُس فرزند
رسول کے گھر میں جاتی تھی۔ایک روز جو میں وہاں گئی تو نرجس خاتون نے میرے سامنے آکر
یہ مضمون ادا کیا کہ اے خاتون ممتاز اپنا پائے مبارک دراز کرو کہ میں کفش مطہر آپکے پائے
اطہر سے جدا کروں میں نے کہا کہ خاتون عفت مشحون تو صاحب شرف وبزرگواری ہے نہ لائق
خدمتگذاری۔میں نہیں چاہتی کہ تو کفش میرے پاؤں سے نکالے بلکہ مجکو سزاوار ہے کہ تیری
خدمت گذار رہوں جب امام نے یہ کلام مجھسے سنا تو فرمایا کہ اے عمہ جناب احدیت تمکو جزائے
نیک عطا فرمائے۔پس خدمت میں اپنے بھتیجے کی میں بیٹھی اور تا غروب آفتاب وہاں رہی جب
وقت نماز مغرب قریب آیا تو میں نے اپنی کنیز کو بلایا اور اپنے گھر جانا چاہا اُسوقت امام نے فرمایا کہ
اے عمہ حق شناس آج کی شب تم ہمارے پاس رہو اسلئے کہ آج رات ہمارے گھر میں ایسا فرزند
عالی درجات پیدا ہوگا کہ زندہ کریگا زمین کو بعلم وایماں اُس وقت میں کہ مردہ ہوگئی ہوگی زمین
بشیوع کفر وطغیان عرض کی میں نے کہ اے سید من وہ طفل ذوالمنن کسکے بطن سے پیدا ہوگا
اسلئے کہ نرجس خوش عمل سے میں کوئی اثر حمل کا نہیں دیکھتی ہوں فرمایا کہ اے عمہ ذی حشم
وہ فرزند نرجس ہی کے شکم سے پیدا ہوگا نہ اور کسی سے ارشاد امام سنکر میں زود تر اٹھی اور

پشت و شکم نرجس خجستہ شیم کو میں نے بخوبی ملاحظہ کیا تو حمل کا نشان اُس صاحب فروشان
سے نہ پایا۔ پس آئی میں بخدمت امام حسن عسکری اور جیسا حال تھا اُس سے مقال کیا حضرت
مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمہ قریب صبح صادق کے ہمارے کہنے کے موافق ہوگا امر مثل
نرجس ذیشان کی مثل مادر موسیٰ بن عمران کے ہے کہ وقت ولادت موسیٰ تک کسی طرح سے آثار
حمل اُنکی مادر خوش عمل پر ظاہر نہوئے و بقدرت جناب اللہ کوئی اُسپر آگاہ نہوا اسلئے کہ فرعون
سفاک شکم زنانِ حاملہ کو بطلب موسیٰ چاک کراتا تھا۔ پس حال اس فرزند کا بھی اس امر میں
مثل حال موسیٰ کے ہے اسواسطے کہ فرقہ بنی عباس اُس فخر خضر والیاس کو بعزم قتل ڈھونڈتے
ہیں اور ڈھونڈیں گے و بروایت دیگر حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اے عمہ
حمل ہم اوصیاء پیغمبران کا شکم مادران میں نہیں ہوتا بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور ہم اوصیاء رحم
سے باہر نہیں آتے ران مادران سے پیدا ہوتے ہیں اسواسطے کہ ہم نور جناب رب غفور کے ہیں
اور ہم نجاست اور کثافت سے دور ہیں حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ ارشاد امام کا نرجس نیکنام
سے کہا تو بولی کہ اے خاتون خوش سیر میں کسی طرح کا اثر اپنے جسم میں اس قسم کا نہیں دیکھتی
ہوں۔ حلیمہ خاتون کہتی ہیں کہ آخر میں اُس شب کو نزدیک نرجس کے سوئی لیکن ہر ساعت میری
آنکھ کھلتی تھی اور اُس خوش سیر کی خبر رکھتی تھی اور وہ بحال خود سوتی تھی اور مجھے ساعت بساعت
حیرت ہوتی تھی۔ پس میں اُس شب میں بہ نسبت شبہائے دیگر واسطے ادائے تہجد کے پیشتر اُٹھی
اور نماز شب میں نے ادا کی جب نوبت بنماز وتر پہونچی تو اُسوقت نرجس باوقار بھی بیدار ہوئی
پس اُس نے وضو کیا اور نماز شب بجالائی میں نے دیکھا تو صبح کاذب طلوع ہوگئی تھی اُسوقت
میں بکمال متحیر تھی قریب تھا کہ وعدہ امام سے میرے دل میں شک پیدا ہو اُسی وقت شاہ حجاز نے
براہِ اعجاز اپنے حجرے سے مجھے آواز دی کہ اے عمہ میرے وعدہ میں ہرگز شک نہ لائیو کہ وقت
اُسکا آپہونچا ہے۔ پس حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ یکایک نرجس عفت مآب سے میں نے اضطراب
مشاہدہ کیا پوچھا کہ کیا حال ہے۔ بولی کہ جو ارشاد امام خوش نہاد تھا وہ اب مجھ پر ظاہر ہے
میں نے اُس باوقار کو اپنے کنار میں لیا اور اسمائے مقدس جناب تعالیٰ و تقدس میں نے
اُسپر پڑھے حضرت نے حجرے سے آواز دی کہ اے عمہ اس وقت سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

کی تلاوت کرو۔ پس میں نے یہ سورہ مبارکہ شروع کی تو عجیب حالت دیکھی میں نے کہ وہ طفل معظم بھی ماں کے شکم میں میرے ساتھ ساتھ سورہ انا انزلناہ کی تلاوت کرتا ہے اور مجھکو اُس طفل گل اندام نے سلام کیا اُسوقت تو میں بتقاضاے بشریت ڈر گئی۔ امام حسن عسکریؑ نے پھر مجھے آواز دی کہ اے عمہ ہرگز تعجب اور خوف نہ کرو حق سبحانہ تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے خوردوں کو بحکمت شاملہ گویا کرتا ہے اور ہم جب بڑے ہوتے ہیں تو حق تعالےٰ زمین پر ہمکو اپنی حجت قرار دیتا ہے۔ پس یہی کلام تھا کہ ایک اور امر عجایب ہوا کہ نرجس میری نظر سے غائب ہوگئی گویا پردہ درمیان میرے اور اُس با فضائل کے حایل ہوا اُسوقت تو میں مضطربانہ طرف حجرہ امام زمانہ کے دوڑی گئی اور فریاد کی حضرت نے فرمایا کہ اے عمہ وہیں پھر جاؤ کہ نرجس کو اپنی جگہ پر پاؤگی۔ جب میں آئی تو نرجس سے ایک ایسا نور میں نے مشاہدہ کیا کہ آنکھیں میری خیرہ ہوگئیں اور دیکھا میں نے کہ حضرت صاحب الامرؑ پیدا ہوئے ہیں اور روبقبلہ سجدہ میں ہیں اور انگشتان سبابہ صاحبزادہ عالیشان کی طرف آسمان کے بلند ہیں اور یہ کلمہ کہتے ہیں کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ جَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ اَبِیْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور سب آئمہؑ کے اسماے مبارک اپنے اسم مقدس تک شمار کئے اور یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِیْ وَعْدِیْ وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَثَبِّتْ وَطْاَتِیْ وَامْلَاِ الْاَرْضَ بِیْ عَدْلًا وَّ قِسْطًا ۔

یعنی اے بار خدایا جو وعدہ کہ نصرت کا تو نے مجھے دیا ہے اُسکو وفا کر اور امر خلافت و امامت کو میرے تمام کر اور دشمنوں پر مجھے غالب کر کہ اُن سے انتقام لوں اور بھردے زمین کو عدل و داد سے بسبب میرے۔ پس امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی کہ اے عمہ میرے فرزند خوش اطوار کو اپنی کنار میں لیکر میرے پاس لاؤ۔ پس جب میں نے اُس طفل ذی ہوش کو اپنی آغوش میں لیا تو ختنہ کردہ و ناف بریدہ پاک و پاکیزہ پایا اور دہنے شانہ پر اُس طفل کے یہ آیہ شریفہ لکھی ہوئی دیکھی میں نے کہ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی حق آیا اور باطل مضمحل ہوا تحقیق باطل لائق مضمحل ہونے کے ہے اور بقا نہیں رکھتا پس اُس طفل گلعذار کو میں نزدیک اُسکے پدر بزرگوار کے لے گئی۔ دیکھتے ہی روئے مبارک امام کے اُس طفل نے باپ کو سلام کیا۔ پس شاہ ابرار نے اُسکو اپنے کنار میں لیا

اور زبان مبارک اپنی اُسکی دونوں آنکھوں اور ہر دو گوش اطہر و دہان مقدس میں پھرائی اور آپنے
بائیں کف دست پر بٹھالیا اور دہنا ہاتھ اُسکے سر پر پھیر کر فرمایا کہ اے فرزند خجستہ کام کچھ کلام کر
اُس مظہر اعجاز نے روبرو اپنے پدر جان نواز کے اس آیہ شریفہ کی تلاوت آغاز کی

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ

یہ آیہ کریمہ موافق احادیث معتبرہ کے شان میں جناب صاحب الزمانؑ اور اُنکے آبائے
طاہرین علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے ترجمہ ظاہری یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ شانہ فرماتا ہے
ہم چاہتے ہیں کہ منت رکھیں اُنپر کہ جن پر ستمگاروں نے ظلم کیا اور زمین پر اُنکو ضعیف کر دیا
کہ گردانیں ہم اُنکو پیشوایان دین اور گردانیں ہم اُنکو وارثان زمین اور تسلط بخشیں ہم اُنکو
زمین پر اور دکھلائیں ہم فرعون وہامان اور اُنکے لشکر کو ان پیشواؤں سے وہ امر کہ جس سے وہ
حذر کرتے تھے۔ پس موافق احادیث معتبرہ کے اس آیہ شریفہ میں فرعون وہامان سے مراد اول و
ثانی ہیں۔ پس صاحب الامرؑ نے محمدؐ وآل محمدؐ پر درود پڑھا حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ اے
فرزند پڑھ جو کچھ حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں پر بھیجا ہے۔ پس شروع کیا اس طفل نے صحف
آدمؑ کو بزبان سریانی اور کتاب ادریسؑ اور کتاب نوحؑ اور کتاب ہودؑ اور کتاب صالحؑ اور صحف
ابراہیمؑ و توریت موسیٰؑ و زبور داؤدؑ و انجیل عیسیٰؑ اور قرآن میرے جد محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہ
وعلیہم اجمعین کو اور سب کتب آسمانی کو ابتدا سے انتہا تک پڑھا اور قصہہائے پیغمبران گذشتہ
کو یاد کیا بروایت جلاء العیون نسیم خادم امام حسن عسکریؑ سے یہ مضمون منقول ہے کہ جسوقت
حضرت صاحب الامرؑ پیدا ہوئے تو حضرت کو چھینک آئی فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ
علی محمد وآلہ۔ اور جب ایک شب ولادت باسعادت حضرت سے گذری تو میں حاضر خدمت تھا
مجھے چھینک آئی صاحبزادہ نے فوراً زبان مبارک سے فرمایا کہ یرحمک اللہ یہ سُنکر میں
خوش حال ہوا۔ پس صاحبزادہ نے فرمایا کہ میں بشارت دوں تجھے چھینک کی۔ عرض کی ہاں
ہاں مولا فرمایا کہ عطسہ کرنے میں تین روز تک مرنے سے امان ہے۔ لمولفہ حضرت جن خاندان

عالی درجات کے بچوں تک علم وکمال میں مالا مال ہوں اور وقت تلاوت قرات قرآن وصرف مقال ہوں مقام افسوس ہے کہ وہ خاندان رسالت و دودمان نبوت ایسا برباد و تباہ ہوا کہ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ نہوا ہے اور نہ ہوگا وہ گھر کہ جو مہبط جبرائیل اور سجدہ گاہ میکائیل و اسرافیل تھا اور ہر وقت جس گھر سے صدائے تکبیر و تہلیل کی بلند تھی افسوس ہے کہ اُس گھر سے ذکر خدا بالکلیہ معدوم و موقوف ہوگیا اور وہ مساجد کہ جن سے ہر آن صدائے تلاوت قرآن آتی تھی اب اُن مسجدوں سے آواز نماز و اذان کی کسی کان میں نہیں آتی۔ شعر

أَسَفاً عَلَى آلِ الرَّسُولِ فَإِنَّهُمْ × قُتِلُوا وَبَعْضُ بِالسُّمُومِ اُسْتُشْهِدُ

اور زیادہ تر مقام حسرت یہ ہے کہ مالک اُس گھر کے جو بہترین خلق خدا و باعث ایجاد ہر دوسرا تھے بعض ان میں سے مقتول بسیف اشقیا اور بعض اُن میں سے مسموم بسم جفا ہوئے۔ شعر

وَقُبُورُهُمْ شَتَّى بِكُلِّ مَحَلَّةٍ ×× وَبُيُوتُهُمْ لِلْبُومِ فِيهَا مَنْ قَدْ

قبریں اُنکی متفرق جا بجائے اور گھر اُنکے آشیانہ طائراں ہوئے۔ دو بزرگوار اس خاندان کے ایک جناب نقی دوسرے جناب عسکری علیہما السلام یہ دونوں امام بکیں و مظلوم زہر ستم سے مسموم ہوکر زمین سامرہ میں دفن ہوئے۔ شعر

فَبِأَرْضِ سَامِرَا وَبَغْدَادِ ثَوَى × بَعْضٌ وَبَعْضٌ بِالْغَرِيِّ مُلْحَدُ

اور بعض حضرات اس خاندان سے سید اکرم امام موسےٰ کاظم و امام محمد تقی ہیں کہ اُن دونو ہادیان دین و دلبند سید المرسلین کو آوارہ وطن کرکے ایک مدت دراز تک مقید بقید شدید رکھا اور آخر اشقیائے عباسیہ نے انکو زہر ستم سے شہید کیا۔ بس قبریں اُنکی بغداد میں بنائی گئیں اور بعض اُن پیشوایان دین سے جناب سید الوصیین امیر المومنینؑ ہیں کہ ابن ملجم شقی نے اُن حضرت کو مسجد کوفہ میں تلوار زہر دار سے قتل کیا اور لاش مقدس اُنکی ارض غری یعنی نجف اشرف میں دفن کی گئی۔ شعر۔ وَبِطُوسٍ وَالْبَقِيعِ وَطَيْبَةٍ × وَبِكَرْبَلَا بَعْضُ الَّذِينَ اُسْتُشْهِدُوا

اور ایک اُن ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے جناب امام علیؑ بن موسیٰ الرضا ہیں کہ مامون رشید پلید نے مدینہ منورہ سے انکو بمکر و دغا شہر طوس میں بلاکر زہر سے شہید کیا اور لاش اطہر اُس امام جن و بشر کی طوس میں دفن کی اور چار معصوم اس گھر کے اولاً امام حسن مجتبیٰؑ دوسرے

امام زین العابدینؑ تیسرے جناب باقرؑ چوتھے جناب صادق علیہم الصلواۃ والسلام یہ چار بزرگوار مدینہ طیبہ میں زہر قہر سے شہید ہوئے اور اسی ارض مقدس میں مقبرہ جنت البقیع دفن ہوئے اور بعض اولاد رسولؐ سے حسین مقتول ہیں کہ مصیبت جنکی عظیم ترین مصائب ہے وہ حضرت معہ ستر جوانان علوی وعقیلی وجعفری واولاد حسنی وحسینی کے ایک ساعت واحدہ میں تین شبانہ روز کے بھوکے پیاسے مثل گوسفند قربانی کے زمین کربلا پر ذبح ہوئے اور لاشہائے مقدس انکے بے غسل وکفن بعد کئی روز کے ایک ہی قبر میں دفن ہوئیں اور نشان انکی قبروں کے علیحدہ بنانے میسر نہوئے صرف تین حضرات کو ان میں سے قوم بنی اسد نے علیحدہ علیحدہ دفن کیا ہے اول تو جناب سید الشہدا دوسرے علی اکبرؑ اور تیسرے جناب عباسؑ علمدار حضرات کیونکر ویران وبرباد نہو وہ گھر کہ جس گھر سے اٹھارہ چاند بنی فاطمہؑ کے ایک ساعت میں نیچے خاک کے پنہاں ہوگئے کہ جن کا شبیہ ونظیر تمام عالم میں نہ تھا۔

فَوَحُوْا عَلَی السَّیِّدِ الْحُسَیْنِ سِبْطِ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ مَادَامَ الثَّقَلَانِ

مومنین نوحہ وبکا کرو اس امام بیکس ومظلوم پر کہ جس نے طرح طرح کے رنج والم اعوان انصار کے اٹھا کر دنیا سے رحلت فرمائی اور روؤ اس امام محزوں ومہموم پر کہ جو داغ پر داغ عزیز واقربا کے اٹھا کر شہید ہوئے ہر چند کہ جناب سید الشہدا کو مفارقت ایک ایک اپنے اقربا کی نہایت ہی شاق وناگوار تھی لیکن دو مصیبتیں ان مصائب سے حضرت پر سخت گذریں ہیں ایک تو صدمہ شہادت عباسؑ علمدار دوسرے مفارقت فرزند نوجوان ہمشبیہ رسول مختار نظم

روتے تھے کمر تھامے شہ بیکس وبے آس تھا کون کہ اس حال میں مظلوم کے ہو پاس	دلگیر تھا کبھی صدمہ رنج وقلق ویاس ہاں ایک غم اکبرؑ کا تھا اور اک غم عباسؑ
فرماتے تھے تھامے ہوئے ہاتھوں سے کمر کو	دل ایک نے اور ایک نے توڑا ہے جگر کو
دوڑے ہوئے جاتے کبھی لاشہ پہ پسر کے روئے سر اکبرؑ کو کبھی زانو پہ دھر کے	بھائی کے کبھی گنتے جراحت تن وسر کے لپٹے کبھی بھائی سے بکا لاش پہ کر کے
کچھ پوچھو نہ حال اس شہ مظلوم کے جی کا	دشمن کو بھی غم ہووے نہ فرزند وانحی کا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چہارم مشتمل ہے اوپر ذکر فضائل و معجزات و بیان غیب دانی امام جہانی جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام و جواب مسائل سعد بن عبداللہ قمی کے زبان مبارک صاحب العصرؑ سے و ذکر شہادت حضرت زکریاؑ و یحییٰؑ و ربط مصائب جناب سید الشہدا۔ نظم

بارہ بروج ہیں فلک نیلہ فام کے صدقے ہر ایک امام مقدس کے نام کے	ہیں سب وہ اختیار میں بارہ امام کے ہیں بارہ حرف کلمہ خیر الانام کے
ان سے شرف زمیں کا ہے اور آسمان کا	مختار ایک ایک ہے دونوں جہان کا
بارہ مہینے سال کے دنیا میں ہیں تمام حیدرؑ سے ابتدائے امامت ہے لاکلام	بارہ امام کے ہیں وہ محکوم صبح و شام اور بارھواں امام ہے مہدیؑ فلک مقام
غیبت میں سب ظہور پہ اسکے گواہ ہیں	بن دیکھے جیسے قائل ذات الٰہ ہیں
ہمنام ہے جناب محمدؐ کا یہ امام ہے جس طرح نبی پہ نبوت کا اختتام	اک حکم پر ہے اُنکے دو عالم کا انتظام مہدی پہ اُس طرح سے امامت ہوئی تمام
مہدی خدائے ظاہر و باطن کا نور ہے	یہ غیبت امام بھی مثل ظہور ہے

اب سنیں مومنین علم و غیب دانی اُس مقبول ربانی کی۔ مجلسی علیہ الرحمۃ اپنی تصانیف میں شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی وغیرہ اکابر محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بسند معتبر سعد بن عبداللہ قمی سے روایت کرتے ہیں کہ کہا سعد نے ایک دن میں مبتلا ہوا مباحثہ میں بدترین فرقہ نواصب اور مطیعین گروہ غاصب کے اُس بے پیر نے بعد مناظرات بیغایات کے اس قسم کی تقریر مجھ سے کی کہ تم رافضیوں کا فریق کس طریق سے مہاجرین و انصار کے افعال و اعمال پر طعن اور اُنکے نام پر ہر کلام میں سب و لعن کرتا ہے ابوبکر بسبب جلد اسلام لانے کے جمیع اصحاب کبار سے ابرار تھے کہ شب غار میں رسول مختار کے یار تھے چونکہ پیغمبر خدا بعلم نبوت جانتے تھے کہ وہ بعد میرے خلیفہ ہوگا تو بوفور محبت اُنکو اپنے ساتھ غار میں لے گئے کہ مبادا یہ تلف اور امور مسلمانان اسکے مرنے سے برطرف ہو جائیں اور ظاہر ہے کہ مرتضیٰ علیؑ کو یہ جانتے پر خطر اپنے بستر پر سلا گئے کہ اگر علیؑ ضائع ہو جائیگا تو امور اسلام میں کچھ فتور نہ آئیگا ہر چند کہ اُس نزند کو میں نے

جواب دیئے اُس نے اور دلائل پیش کئے اور ایسی تقریر اُس پر تذویر نے کی کہ میں جواب دینے سے ساکت رہا بولا کہ تم لوگ رافضی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو منافق کہتے ہو اور اُسپر دلائل شب عقبہ وغیرہ پیش کرتے ہو بتلاؤ کہ یہہ دونوں تمہارے نزدیک مسلمان بھی تھے اور اسلام انکا برغبت وخواہش کے تھا یا بجبر واکراہ رسالت پناہ نے انکو مسلمان کیا تھا اُس سوال پر اُس بدمآل کے میں نے خیال کیا کہ اگر جواب میں کہتا ہوں کہ اسلام انکا طوعاً ورغبتاً تھا تو یہہ شخص کہیگا کہ بس نفاق چہ معنی دارد اور جو یہہ کہتا ہوں کہ بزور وجبر انکو مسلمان کیا تھا تو اُسوقت اوائل اسلام میں جبر نہ تھا اور ہنوز مکہ معظمہ میں اسلام نے قوت نہیں پائی تھی بہر حال مجھے جواب نہ آیا اور میں دلگیر ہوکر اُس بے پیر کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اس جذبہ اور چارہ گری میں جناب عسکری ع کی خدمت میں میں نے ایک عریضہ لکھا اور بہت سے سوال اُس میں درج کئے یہہ دو مسئلہ بھی لکھے تو اُس وقت میں اتفاق سے محمد بن اسحاق مصاحب امام آفاق کے شہر سامرہ سے اپنے مکان پر قم میں آئے ہوئے تھے اپنا عریضہ لیکر جب میں اُنکے مکان پر گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سامرہ کو آج ہی سوار ہو گئے ہیں میں فوراً اُنکے تعاقب میں گیا اور رستہ میں اُن سے ملا اور عریضہ انکو واسطے پیش کرنے خدمت امام حسن عسکری ع کے دینے لگا وہ میرے بیان مباحثہ اور عریضہ پر نظر کرکے بولے کہ ہماری رائے میں سرِ من رے کو تو خود ہی میرے ہمراہ خدمت شاہ دین پناہ میں چل اور اپنا عرض حال زبانی اُس مقبول ربانی سے کر۔ پس میں رفیق راہ ہوکر طریق پیمائے خدمت شاہ ہوا جب شہر میں در دولت امام دہر پہ پہونچے ہم اور اطلاع اپنی حاضری کی حضور جناب عسکری ع میں کی حکم ہوا کہ داخل ہو۔ پس ہم دونوں داخل ایوان شاہ کون ومکان ہوئے جب نظر میری اوپر روئے پاک اس نور چشم سید لولاک کے پڑی چہرہ انور مثل حلقہ بدر پیشانی نورانی مانند شمس وقمر + نظم +

آنکھیں وہ غزالان ختن جنپہ تصدق دانت ایسے کہ ہوں درعدن جنپہ تصدق	پلکوں میں وہ خوشبو کہ سمن جنپہ تصدق ہونٹ ایسے کہ ہوں لعل یمن جنپہ تصدق
کس عضو کی توصیف لکھوں میں کہ وہ کیا تھا	ہر جزو بدن نور کے سانچہ میں ڈھلا تھا

پھر ایک طفل خورد سال مانند مشتری دامن جناب عسکری ع میں دیکھا میں نے کہ اُنکے سر مبارک پہ

دو کاکل تھے حسن و جمال اُس طفل بالکمال میں زبان لال ہے ایسا حسن بیمثال ہے۔ نظم۔

دیکھکر چہرہ کو جاتی رہے مہتاب کی تاب	دُر دنداں نے اُڑادی درِ خوشاب کی آب
بار دی خلق کے ہر فضل و کمالات پہ لات	آگے اُس طفل کے کم تھی الوالالباب کی بات

پہلے تو جناب عسکریؑ نے احمد بن اسحاق سے گفتگو کی اُس نے جواب عرض کئے بعد اسکے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے سعد تو کس مطلب کے واسطے آیا ہے میں نے عرض کی کہ شوق ملازمت حضرت کا مجھے یہاں لایا ہے قربان غیب دانی اُس خاصہ یزدانی پر ارشاد ہوا کہ وہ مسائل کیا ہوئے کہ باعث تیرے آنے کے ہیں۔ عرض کی میں نے حاضر ہیں۔ فرمایا کہ اے سعد جو کچھ سوالات کہ تجھکو پوچھنے ہوں اس نور چشم سے میرے دریافت کرلے اور اشارہ کیا اُس طفل خورد سال کی طرف کہ وہ صاحب العصر علیہ السلام تھے۔ پس میں نے بہت سے سوال اُس صاحبزادہ بالکمال سے کئے اور سب سوالوں کے جواب باصواب میں نے اُس طفل عالی جناب سے پائے اُنکے صغر سن اور بیان من وعن پر میں حیران تھا کہ اُس پروردۂ ناز نے باب اعجاز سے فرمایا کہ اے سعد جب مخالف نے اس مناظرہ و مباحثہ میں تجھ سے کہا تھا کہ رسول خداؐ ابوبکر کو براہ شفقت اپنے ہمراہ غار میں لے گئے تھے اسلئے کہ وہ اُسکو بعد اپنے خلیفہ جانتے تھے کہ کہ مبادا کفار مکہ کے ہاتھ سے قتل ہو اور امور مسلمانان اسکے مرنے سے پریشان ہوں تو نے کیوں نہیں اسکے جواب میں کہا کہ تمہیں لوگ روایت کرتے ہو کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ خلافت بعد میرے تیس سال رہیگی اور اس تیس سال کو چار خلیفوں کی عمر پر تقسیم کیا ہے۔ پس جبکہ بگمان فاسد تمہارے یہ چاروں خلیفہ بحق ہیں تو رسول خداؐ کو لازم تھا کہ ان چاروں کو ہمراہ اپنے غار میں لیجاتے ایک ابوبکر پر شفقت ہوئی اور تین کے حق میں معاذاللہ پیغمبرؐ نے تقصیر کی اور انکے حق میں ترک شفقت فرمائی اور حق انکا سبک گنا اور عدل پیغمبر سے یہ امر بعید ہے دوسرے جب مخالف نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ اسلام ابوبکر و عمر برغبت تھا یا بکراہت تو نے کسواسطے نہ کہا کہ طوعاً و رغبتاً تھا اسلئے کہ کفار یہود کے ساتھ یہ ملحق تھے اور یہودی بروئے توریت اور اپنی کتب کے احوال محمدؐ انپر ظاہر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ تمام ملک عرب پر غالب ہوگا اور بادشاہی اُسکی مثل بادشاہی بخت نصر کے ہوگی لیکن دعویٰ پیغمبری کا کریگا اور کفر و عناد سے

سے کہتے تھے کہ وہ پیغمبر نہیں ہے مگر بدروغ دعویٰ پیغمبری کا کریگا۔ پس حضرت جب مبعوث برسالت ہوئے تو شیخین از روئے گفتہ یہود بظاہر کلمتیں کہتے تھے واسطے اس طمع کے کہ شاید کوئی حکومت یا ولایت ملک کی حضرت انکو دینگے اور باطن انکا صاف نہ تھا جب آخر میں مایوس ہوئے اور کوئی حکومت یا ولایت انکو نہ ملی تو منافقین کے ساتھ ہوکر بالائے عقبہ گئے اور اپنے موہوں کو چھپالیا تاکہ انکو کوئی شناخت نہ کرے اور بقصد ایذا رسانی پیغمبر دو جہانی کے پتھر کو بھیوں میں رکھکر پھینکتے تھے تاکہ شتر حضرت کا رم کرے یا چونک کر حضرت کو گرادے۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجکر انکے حال سے خبر دی اور اپنے محبوب کو شر اعدا سے بچا یا اور حال شیخین کا مثل حال طلحہ و زبیر کے تھا کہ بطمع مناصب و جاگیر ظاہر میں بعیت جناب امیرؑ کی کی تھی جب مایوس ہوئے اور کوئی حکومت و ریاست شاہ بافراست نے انکو نہ دی تو براہ حسد بعیت اُس خاصہ صمد کی توڑ دی اور حضرت پر خروج کیا اور بہ رد و پیرو غل اپنے بسزاے عمل کو دنیا و دین میں پہونچے سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ منجملہ دیگر سوالات کے میں نے اُس طفل عالی درجات مہدی علیہ الصلواۃ سے ایک سوال کیا کہ یا بن رسول اللہ حروف مقطعات قرانی میں جو کھیعص ہے اس سے کیا مراد ہے فرمایا کہ یہ حروف اخبار غیب سے ہیں حق سبحانہ تعالےٰ نے جناب زکریا علیہ السلام کو خبر دی تھی اور سبب اسکا یہہ تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جناب باری عز اسمہ میں خواستگاری کی کہ بارالہٰا مجھے اسمائے مقدس آل عبا کی تعلیم کرتا کہ میں بحال شدائد و مصائب اُن ناموں کو پڑھکر تجھسے پناہ چاہوں۔ پس بحکم رب جلیل حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اسمائے پنجتن اُس پیغمبر ذوالمنن کو تعلیم فرمائے۔ پس جبکہ زکریاؑ نے ان نامہاے مبارک کا ورد کیا تو ایک عجیب حالت واقع ہوئی کہ جب یہ چار نام محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن علیہم السلام اپنی زبان مقدس پہ جاری کرتے تھے تو جمیع ہموم و غموم سے انکو رستگاری حاصل ہوتی تھی مگر جب پانچواں نام حسینؑ کا یاد کرتے تھے تو فرط زاری سے انپر خود بخود ایک ایسی حالت طاری ہوتی تھی کہ آپکو ضبط نہ کرسکتے تھے جبکہ چند بار اسی طرح کے انداز و آثار اُس خاصۂ پروردگار نے مشاہدہ کئے تو ایک روز بدرگاہ غیب آگاہ مناجات کی کہ یا قاضی الحاجات کیا سبب ہے کہ اُن چار بزرگواروں کے نام مقدس لینے سے تو میرا غم دور ہوتا ہے اور میں مسرور ہوتا ہوں

اور اس پانچویں نام سے میری جان پر مصیبت اور غم کا ہیجان ہوتا ہے۔ اے عالم الغیب نام حسینؑ سے مجھ میں بفرط گریہ طاقت صبر و شکیب کی نہیں رہتی۔ پس خداوند عالم نے معرکہ کربلا اور قصہ شہادت جناب سید الشہدا کو طرف زکریاؑ کے وحی کیا اور فرمایا کھیعص پس کاف سے مراد کربلا ہے اور ہا سے اشارہ ہلاکت عترت سید انبیا ہے اور یا سے مقصود یزید مردود ہے اور عین سے عطش و تشنگی اُن خاصان معبود کی ہے اور صاد سے مراد صبر آل رسول مقبول ہے جبکہ زکریاؑ نے یہ قصہ پرغصہ سُنا تو باستیلائے اندوہ و مصیبت تین روز تک مسجد سے باہر نہیں نکلے اور نہ اپنے پاس کسی کو آنے دیا ہر وقت مرثیہ او پر مصائب حسینؑ حامل نوایب کے پڑھتے تھے اور روتے تھے اور جناب باری میں عرض کرتے تھے اَتُلْبِسُ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ ثِيَابَ هٰذِهِ الْمُصِيْبَةِ بار الٰہا آیا علیؑ اور فاطمہؑ کو جامہ ایسی مصیبت سخت کا پہنائے گا پھر زکریاؑ نے دعا کی کہ الٰہی ایک فرزند مجھے عطا کر کہ اس عالم پیری میں آنکھیں میری اُسکی دید سے روشن ہوں پھر مجھ کو فریفتہ کر اُسکی محبت کا ثُمَّ افْجَعْنِيْ بِهٖ كَمَا تَفْجَعُ مُحَمَّدًا حَبِيْبَكَ بِوَلَدِهٖ پھر مجھے بھی اُس فرزند کی مصیبت میں گریاں کر اور دل میرا درد میں لا جیسا کہ دل محمد مصطفےٰ کا دردناک ہوگا اور اُن کے فرزند کے ماتم میں فَرَزَقَهُ اللّٰهُ يَحْيٰى وَفَجَعَهٗ بِهٖ پس حق تعالیٰ نے زکریاؑ کو ایک فرزند اُسی عالم پیری میں کرامت فرمایا کہ نام اُنکا یحییٰؑ تھا اور وہ بھی پیغمبر تھے اور مثل حسینؑ وہ بھی شہید ہوئے اور جس طرح سر انور مظلوم کربلا کا یزید پلید ایک شرابخوار کے لئے ہدیہ بھیجا گیا اُسی طرح سر اقدس جناب یحییٰؑ کا بھی واسطے ایک زن فاجرہ کے ہدیہ بھیجا گیا تھا کیفیت قتل جناب زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کی کتب اخبار میں اس طرح مرقوم ہے کہ اُنکے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اور اسکی زوجہ پہلے شوہر سے ایک دختر رکھتی تھی اور وہ لڑکی نہایت حسینہ و جمیلہ تھی اور اُسکی ماں سن رسیدہ اور بڑھیا ہوگئی تھی اُس نے چاہا کہ اپنی دختر کتخدا کو بادشاہ کی صحبت میں دوں اور اس امر میں بہت کچھ اصرار بادشاہ سے کیا اُس نے کہا کہ اس مقدمہ میں جب تک جناب یحییٰ علیہ السلام سے میں دریافت نہ کر لونگا اُس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا آخر ایک روز حضرت یحییٰؑ کو طلب کر کے بادشاہ نے اُن سے مشورہ کیا کہ میری زوجہ پہلے خاوند سے ایک دختر رکھتی ہے اب وہ اُس لڑکی کو میرے عقد میں دینا چاہتی ہے

اس میں آپکی کیا رائے ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ دختر تجھ پر حرام ہے تیری زوجہ کے بطن سے گو پہلے ہی شوہر سے پیدا ہوئی ہے تجھ پر کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی ہے یہ سنتے ہی بادشاہ نے اُس رشک ماہ کو ترک کیا اُسکی زوجہ سن رسیدہ اس امر سے نہایت رنجیدہ ہوئی اور براہ نفاق جناب یحییٰؑ سے عداوت رکھنے لگی اور حضرت کے قتل کی فکر میں ہوئی۔ پس چندروز تک وہ جفا کوش خاموش رہی یہانتک کہ ایک روز وہ بادشاہ دنیا پرست نشہ شراب سے بدمست ہوا پس موقع وقت پاکر وہ بڑھیا اشر الناس اپنی دختر کو زیور ولباس سے آراستہ کرکے بادشاہ کے پیش نگاہ لائی اُس حالت مستی و بے خودی میں دل بادشاہ کا اُس دختر پر آیا بفرط رغبت دست شوق اُسکی طرف کو بڑھایا وہ زوجہ بڑھیا مادر اُس دختر کی مانع آئی اور بادشاہ اپنے شوہر کو دام فریب میں لائی اور کہاکہ یہ صورت نہیں ہو سکتی ہے جب تک کہ مہر اس دختر کا ادا نہو بادشاہ نے پوچھا کیا مہر ہے اس رشک مہر کا۔ بولی کہ اسکا مہر قتل ہے حضرت یحییٰؑ کا بادشاہ نے اُسی وقت شوق میں اُس دختر کے لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالا۔ اور قتل جناب یحییٰؑ کا حکم اپنی زبان نجس سے نکالا۔ اُسی وقت اُس زن ننگ کاشانہ نے آدمی طلب میں یحییٰؑ کی روانہ کئے اُس عہد کے علماء کو اس امر کی خبر ہوئی اُنہوں نے حضور میں اُس شاہ مخمور کے حاضر ہوکر ظاہر کیا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ اگر حضرت یحییٰؑ کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گریگا تو گھاس تک زمین پر نہ جمے گی اُس بادشاہ گمراہ نے کہاکہ یحییٰؑ کا سر طشت میں رکھکر اُسکو ذبح کیا جائے تاکہ خون اُسکا زمین پر نہ گرے بلکہ طشت میں جمع ہو پھر اُس طشت سے خون یحییٰؑ کا کنویں میں ڈالا جائے۔ منقول ہے کہ کسی لعین نے بادشاہ کے مقربین سے عرض کی کہ اے بادشاہ یحییٰؑ کا باپ زکریاؑ مستجاب الدعوات ہے پہلے اُسکو قتل کیا جائے تاکہ وہ اپنے فرزند کے قاتل کے حق میں دعائے بدنہ کرے کہ اُسکی دعا درگاہ خدا سے کبھی رد نہیں ہوتی یہ سنتے ہی بادشاہ نے جناب زکریاؑ کے بھی قتل کا حکم دیدیا پس ملازم بادشاہ گھر میں اُن عاشقان اللہ کے داخل ہوئے تو اُس وقت وہ دونوں خدا کے رسول نماز میں مشغول تھے پس ظالموں نے اول حضرت یحییٰؑ کو باپ کے پہلو سے بجبر کھینچکر باندھ لیا پھر قصد جناب زکریاؑ کے باندھنے کا کیا زکریاؑ اپنی جان بچانے کے لحاظ سے اُنکے سامنے سے بھاگے اور ملازم شاہی

اُنکے تعاقب میں گئے جب نزدیک پہونچے تو زکریاؑ بیطاقت ہوئے اب کہاں جائیں اُس جگہ ایک درخت کلاں تھا آپ نے اُس درخت سے خطاب کیا کہ اے درخت تو ہی اسوقت شگافتہ ہو جاتا کہ میں تجھ میں پوشیدہ ہو جاؤں پس وہ درخت درمیان سے شق ہوا اور وہ عاشق حق اس میں چھپ گئے لیکن شیطان نے زکریاؑ کی چادر کا کونا اُس درخت سے باہر نکال دیا تھا اور وہ درخت باہم پیوستہ ہو گیا تھا جب کفار متلاشی اُس ابرار کے وہاں پہونچے تو وہاں شیطان بہ تدویر کو ایک مرد پیر کی صورت میں دیکھکر اُس سے پوچھا کہ اے شخص ایک مرد اس شکل و شمائل کا آگے سے گذرا ہے وہ کدھر گیا شیطان نے کہا کہ وہ مرد رمیدہ اس درخت میں پوشیدہ ہے اور واسطے صداقت اپنے کلام کے وہ چادر کا کونہ اُنکو دکھا دیا۔ کفاروں نے کہا کہ اب اس درخت سے یک لخت اسکو کس طرح نکالیں کہا کہ تم لوگ اسے کیوں نکالتے ہو کہا کہ واسطے ہلاک کرنے کے۔ شیطان نے کہا کہ یہ تو اس جگہ بھی ہلاک ہو سکتا ہے۔ پس شیطان ملعون نے اُنکو ارّہ کا بنانا تعلیم کیا جب ارّہ بنکر تیار ہوا اور اُس درخت پر رکھکر چاہا کہ اسے چیریں تو اُسوقت ایک ندائے غیبی پیدا ہوئی کہ اے زکریاؑ ایسا نہو کہ تو اس وقت سخت میں گریہ و نالہ کرے اگر آہ تک بھی کریگا تو نام تیرا دفتر صابرین سے مٹا دیا جاویگا پس زکریاؑ نے یہ ندا سنکر اُف بھی نہ کی یہانتک کہ سر پر آرہ کا چلنا شروع ہوا اسوقت زکریاؑ نے کہا کہ اے پروردگار تیرا ہزار شکر ہے کہ میرا خون تیری راہ میں بہایا جاتا ہے یہانتک کہ زکریاؑ کو ارہ سے دو ٹکڑے کر ڈالا بعد قتل حضرت زکریاؑ کے قتل پر جناب یحییٰ مظلوم کے مستعد ہوئے طشت منگایا گیا اور یحییٰؑ کے دست و پا مستحکم باندھکر حلق انکا اُس طشت میں رکھا گیا اور مثل گوسفند قربانی کے ذبح کرکے سر مبارک اُنکا بدن سے جدا کیا گیا منقول ہے کہ جب خون حضرت یحییٰؑ کا اُس طشت سے کنوئیں میں ڈالا گیا تو خون نے حضرت یحییٰؑ کے جوش کیا اور روز بروز وہ کنواں خون سے بڑھتا چلا آتا تھا قریب تھا کہ خون جوش کھا کر کنوئیں سے باہر نکل پڑے یکایک حق سبحانہ تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ کو وہاں مسلط کیا کہ اُس نے تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت یحییٰؑ کے عوض اُن سب کو قتل کیا ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خداؐ پر وحی نازل ہوئی کہ یحییٰ بن زکریاؑ کے قتل ہونے سے ستر ہزار آدمی قتل کئے گئے اور یا محمدؐ تیرے فرزند حسینؑ کے بدلے دو مرتبہ ستر ہزار اشرار قتل ہونگے اور پھر بھی انتقام خون حسینؑ کا باقی رہیگا

تا ظاہر ہونے قائم آل محمدؐ کے بلکہ تا بدور قیامت - لمولفہ - اب مومنین مقام اندوہگین ہونے کا ہے کہ حضرت زکریاؑ باوصف مرتبہ نبوت بتقاضائے بشریت اپنی حفظ جان کے واسطے اپنے صاحبزادہ یحییٰؑ کو گرفتار ظلم دیکھکر سامنے سے ملازمان شاہی کے راہی ہوئے اور بھاگ کر درخت میں پناہ لی - قربان صبر و استقلال حسینؑ خوشخصال پر کہ وقت رخصت میدان اپنے پارہ جگر علی اکبرؑ ذیشان کو اپنے ہاتھوں سے پوشاک آخری پہنائی اور اسپ عقاب پر سوار کرکے لاکھوں دشمنوں کے درمیان میں واسطے مرنے کے بھیجدیا اور جب وہ ہمشکل پیغمبر سنان ظلم سینہ پر کھاکر گھوڑے سے زمین پر گرا اور باپ کو آواز دی کہ یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ اس فریاد کو سنکر وہ مظلوم ذیجاہ قتلگاہ میں آئے اور اپنے دست مبارک سے وہ سنانِ ظلم اپنے لخت جگر کے سینہ سے کھینچی اور بنگاہ حسرت چہرۂ نازنین اکبرؑ مہ جبیں کو دیکھنے لگے یہانتک کہ اُس جوان پر ارمان نے آغوش پدر میں دم توڑا اور وہ صابر و شاکر اپنے فرزند کی لاش کو سینہ سے لگائے خیمہ میں تشریف لائے اور ہر مقام میں کلمۂ شکر کے سوا اور کچھ زبان سے نہ نکالا - جناب سجادؑ فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام حسینؑ مظلوم سفر کربلا میں مکرر یحییٰؑ اور شہادت یحییٰؑ کو یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ پستی اور خواری دنیا سے خدا کے نزدیک یہی کافی ہے کہ سر حضرت یحییٰؑ کا کاٹکر ایک زن زناکار شراب خوار کے واسطے ہدیہ لے گئے اسی طرح ایک دن میرا سر بھی ایک ولدالزنا شرابخوار کے لئے ملک شام میں ہدیہ لیجائیں گے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس پنجم میں بقیہ ذکر حدیث سعد بن عبداللہ قمی مشتمل بر جواب مسائل زبان مبارک جناب صاحب الزمانؑ سے و خاتمہ ذکر مصائب جناب سید الشہدا پر

شیخ صدوق وغیرہ محدثین بسند معتبر سعد بن عبداللہ قمی سے نقل کرتے ہیں سعد کہتا ہے کہ میں بقصد دریافت چند مسائل کے خدمت میں امام با فضائل جناب عسکریؑ کے ہمسفر احمد بن اسحاق مصاحب امام آفاق کے ہوکر شہر قم سے سامرہ میں آیا جب کہ ایوان فیض نشان کون و مکاں میں ہم داخل ہوئے تو احمد کے پاس ایک ہمیان کلاں تھی کہ جس میں ایک سو ساٹھ کیسہ زر طلا و نقرہ تھے دامن عبا میں چھپائے ہوئے تھا اور وہ کیسہائے زر بطور ہدیہ نذر امام ذیقدر کیواسطے شیعان شہر قم نے سربمہر کرکے بھجوائے تھے دیکھا ہمنے کہ ایک طفل حسین بعمر چار یا تین سال کے

دامن جناب امام عسکریؑ میں ہے اور حضرت کے دست مبارک میں ایک نامہ تھا کہ اُسکو کتابت فرمارہے تھے اور وہ طفل لکھنے سے مانع ہوتا تھا تو اُسوقت ایک انار طلا جواہر گراں بہا اور نگینہائے خوشنما سے مرصع کیا ہوا سامنے شاہِ ہدیٰ کے رکھا ہوا تھا کہ کسی رئیس بصرہ نے ہدیہ میں بحضور شاہِ جمہور بھیجا تھا تو حضرت اُس انار کو سامنے اُس طفل گل رخسار کے ڈال دیتے تھے جب وہ طفل متوجہ انار کا ہوتا تھا تب شاہ ابرار خط لکھتے تھے۔ پس احمد بار یمان نے وہ ہمیان زیر پیش نظر امام جن و بشر کے کی شاہ خوش خصال نے اُس صاحبزادہ خورد سال سے فرمایا کہ بیٹا یہ تحف و ہدایہ تیرے شیعوں کا آیا ہے اسکو کھول منصرف ہو۔ اُس طفل عالی نے بایں خوردسالی یہ تقریر دلپذیر زبان اعجاز بیان سے نکالی کہ اے مولا آیا روا ہے کہ میں دست مطہر اپنا دراز کروں طرف مال حرام کے اُسوقت جناب عسکریؑ نے احمد بن اسحاق سے فرمایا کہ باہر لا جو کچھ کہ درمیان اس ہمیان کے ہے تاکہ مال حلال و حرام آپس سے جدا کیا جائے اُس نے ایک کیسہ سربمہر اُس ہمیان سے باہر نکالا تب صاحبزادہ والاشان یعنی جناب صاحب الزمانؑ نے فرمایا کہ یہ مال فلاں شخص نے ہدیہ بھیجا ہے کہ وہ شہر قم کے فلاں محلہ میں رہتا ہے اور اس میں باسٹھ [۶۲] اشرفیاں ہیں اس تفصیل سے کہ پینتالیس [۴۵] اشرفی تو قیمت ایک ملک کی ہے کہ میراث پدر سے اُسکو ملی اور اُسنے وہ ملک فروخت کی ہے اور چودہ [۱۴] اشرفی اس میں قیمت ہے سات تھان کپڑے کی کہ اُس نے وہ تھان فروخت کئے ہیں۔ اور تین اشرفی اس میں کرایہ دوکان سے ہیں یہ سنکر جناب امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ اے فرزند راست کہا تونے اب بیان کر کہ اس میں کون اشرفی مال حرام سے ہے تاکہ اسکو علیحدہ کیا جائے۔ کہا کہ اس میں ایک اشرفی ہے کہ اُسپر سکہ ملک رے کا ہے اور تاریخ سکہ کی اُس اشرفی پر نقش ہے اور نصف نقش اُسکا محو ہوگیا ہے اور ایک اشرفی اور اسی کیسہ میں مقراض شدہ ناقص ہے۔ پس یہی دو اشرفیاں اس کیسہ میں حرام ہیں اور وجہ حرمت کی یہ ہے کہ اس کیسہ کے مالک نے فلاں سال و فلاں ماہ میں کسی قدر سوت واسطے بننے کپڑے کے ایک سفید باف کو اپنے ہمسایہ میں سے دیا تھا اتفاقاً اُس جُلاہے کے گھر میں چوری ہوئی وہ سوت بھی چوری گیا اُس نے مالک سوت کو اس دزدی سے اطلاع دی تو اُس نے تصدیق کلام اُس جُلاہے کی نہ کی اور

اور اپنے سوت کے تاوان میں باریکتر ریسمان اُسی وزن کا جلاہے سے لیا اور اُسکا کپڑا بنوایا اور فروخت کیا - پس یہ دونوں اشرفیاں قیمت اُس جامہ کی ہیں اور حرام ہیں جبکہ وہ کیسہ کھولا گیا تو واقعی دو اشرفیاں اُسی علامت کی اُس کیسہ سے برآمد ہوئیں اُنکو علیحدہ کر کے باقی کو تسلیم امام کریم کے کیا - پس صرہ دیگر اُس ہمیان سے باہر نکالا صاحب الامر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مال فلاں مومن نے بھیجا ہے جو کہ فلاں محلہ قم میں رہتا ہے اور اس میں پچاس اشرفیاں ہیں اور ہم دست مطہر اپنا اسکی طرف دراز نہیں کر سکتے اسلئے کہ یہ اشرفیاں قیمت ہے اُس غلۂ گندم کی جو کہ درمیان اسکے اور زرگران شہر کے مشترک تھا - پس وقت تقسیم کے اس نے حصہ اپنا زیادہ وزن کر لیا ہے اور اپنے شریکوں کو کم دیا ہے - پس مال غیر اس میں مخلوط ہے اور حرام ہے - جناب عسکریؑ نے فرمایا کہ اے نور چشم راست کہا تو نے - پس احمد بن اسحاق سے ارشاد فرمایا کہ اس مال کو تم واپس لیجاؤ اور وصیت کرو کہ جس جس کا حق اس میں شامل ہے اُنکو واپس دو - پس براہِ اعجاز جناب عسکریؑ نے فرمایا کہ اے احمد وہ کپڑا کہ اُس پیرزن نے واسطے ہمارے ہدیہ بھیجا ہے وہ کہاں رہا - احمد کہتا ہے کہ واقعی ایک بڑھیا نے میرے ہاتھ ایک پیراہن خدمت شاہ زمن میں ہدیہ بھیجا تھا میں نے اُس جامہ کو اپنی خورجین میں بحفاظت رکھ لیا تھا وقت حاضری خدمت امام زمانہ اُسکا لانا مجھسے فراموش ہو گیا - لمولفہ - حضرت یہ علم امامت اور صفت ولایت اُس سرو بوستانِ ہدایت کی ہے پس احمد تو سُنتے ہی ارشاد امام خوش نہاد وہاں سے اُٹھے اور واسطے لینے اُس جامہ کے اپنی منزل پر گئے اور حضرت میری طرف مخاطب ہوئے اور باب اعجاز سے فرمایا کہ جو جو مسائل تو پوچھنے آیا ہے اس میرے نور چشم سے پوچھ لے اور اشارہ کیا طرف اُس طفل خورد سال کی کہ وہ صاحب العصرؑ خوش خصال تھے میں نے اُس صاحبزادہ با فضال سے بہت سے مسائل پوچھے ہر سوال کا جواب اُس عالی جناب نے مجھے باصواب دیا جب سب طرح میری دلجمعی ہو لی پس میں نے تین سوال اُس خورد سال سے کئے - پہلا سوال یہ تھا کہ اے مولا و فرزند مولا ہمارے پاس روایت پہونچی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے امر طلاق اپنی ازواج کا باختیار حیدر کرارؑ کے کر دیا تھا چنانچہ بروز جنگ جمل جب عائشہ نے خروج کیا اور مرتضیٰ علیؑ سے لڑی

توحضرت نے اسکے پاس قاصد بھیجکر پیام کیا کہ تونے اسلام اور اہل اسلام کو ہلاک کیا اور ام المومنین ہوکر اپنے فرزندان کو بجہالت و ضلالت کے گمراہ کیا اگر اس عمل سے باز نہ آئیگی تو میں تجھکو طلاق کہدونگا کہ تو شرف مناکحت جناب رسالت سے باہر ہوجائیگی اور مادر موناں نہ کہلائیگی تو اے مولائے من یہ کیسی طلاق تھی کہ بعد وفات سرور کائنات کے سپرد علیؑ عالی درجات کی ہوئی صاحب الامرؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شان زنان پیغمبر خداؐ کو عظیم فرمایا تھا اور ان کو بشرف مادر موناں مخصوص کیا تھا۔ پس جناب امیرؑ سے رسولؐ قدیر نے ارشاد فرمایا کہ یا علیؑ یہہ شرف میری ازواج کے واسطے اُس وقت تک باقی ہے کہ جب تک یہ مطیع خدا ہیں اور جو انمیں سے بعد میرے معصیت خدا کی کرے اور تجھ پر خروج کرکے تجھ سے لڑے تو اُسکو طلاق کہدے اور اس شرف سے برطرف کردے۔ جب صاحب الامرؑ یہ فرماچکے اور میری خاطر جمع ہوئی تو میں نے دوسرا سوال اس شاہزادہ خورد سال سے کیا کہ یا بن رسول اللہ مجھکو خبر دو تفسیر اس آیۂ شریفہ سے کہ خداوند عالمیاں نے موسیٰؑ بن عمران سے ارشاد فرمایا کہ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًی یعنی نکال لے اپنی نعلین کو کہ تو وادی مقدس طوئی میں ہے۔ اے مولا اتفاق علما کا ہے کہ نعلین حضرت موسیٰؑ کی چرم میتہ سے تھی اسلئے خدا نے اُنکو واسطے نکالنے نعلین کے فرمایا۔ لمولفہ یہہ تاویلیں علمائے مذہب مخالفین کی ہیں۔ چنانچہ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ جو یہ سخن کہتا ہے موسیٰؑ پر افترا باندھتا ہے اور اُنکو بارتبہ نبوت جاہل جانتا ہے اسلئے کہ آیا نماز موسیٰؑ اُس نعلین سے جائز تھی یا نہ تھی اگر جائز و مباح تھی تو پہننا بھی اُسکا اس بقعہ مبارکہ میں جائز تھا ہرچند وہ مکان مطہر و مقدس ہو۔ اور اگر نماز موسیٰؑ کی اُس نعلین سے جائز نہ تھی۔ پس موسیٰؑ عیاذاً باللہ حلال و حرام کو نجانتے تھے اور جاہل تھے اُس چیز سے کہ اسمیں نماز اُنکی جائز نہ ہو اور یہ قول کفر ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے مولا جو معنی اس آیہ شریفہ کے آپکے نزدیک صحیح ہوں وہ تفسیر فرماؤ۔ کہا کہ موسیٰؑ وادی مقدس قرب الہٰی میں تھے اور کہتے تھے۔ کہ خداوندا میں نے محبت کو تیرے ساتھ خالص کیا ہے اور اپنے دل کو سوائے تیری یاد کے خیال غیر سے خالی کردیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہنوز حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت موسیٰؑ کے دل میں محبت زن و فرزند کی تھی کہ وہ انہیں کے واسطے اُس پہاڑ پر آگ لینے آئے تھے لہذا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر محبت تیری

واسطے ہمارے خالص ہے اور روادی محبت ہیں ہماری تو ثابت قدم ہے تو محبت اپنے اہل کی دل سے باہر کر پس نعلین کنایہ ہے محبت اہل و عیال سے۔ لمولفہ۔ بعض علمانے موید اسکی نقل کی ہے کہ عالم خواب میں جو اشیاء مثالی نظر آتی ہیں تو کفش سے مراد زن کی ہے جو شخص کہ خواب میں دیکھے کہ نعلین اسکی چور لے گیا ہے تعبیر اسکی یہ ہے کہ عورت اسکی مر گئی یا کسی اور سبب سے اُس سے جدا ہو جائیگی سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ان دو سوال کا جواب اُس طفل عالی جناب سے میں پا چکا اُسوقت میں نے باب امامت میں اُس طفل باکرامت سے سوال کیا کہ اے سید جلیل اسکی دلیل واضح تر ارشاد فرماؤ کہ امت واسطے اپنے امام کو کس وجہ سے اختیار نہیں کر سکتی۔ فرمایا کہ امت کیا جانتی ہے کہ وہ امام انکا اختیار کیا ہوا باعث انکی صلاح کا ہوگا یا فساد کا اسلئے کہ امت کسی کی مافی الضمیر سے خبر نہیں رکھتی ممکن ہے کہ امت گمان کرے کہ امام مصلح ہے اور آخر مفسد ظاہر ہو۔ پس امت باختیار و اجماع خود امام کو واسطے اپنے مقرر نہیں کر سکتی یہ کہکر صاحبزادہ خوش نہاد نے ارشاد فرمایا کہ اے سعد واسطے تسکین و یقین کے ایک دلیل دل نشین اس امر میں تجھسے ایسی بیان کروں کہ عقل تیری اُسکو بخوبی قبول کرلے اے سعد ہم تجھسے پوچھتے ہیں کہ جمیع پیغمبران کہ فرستادۂ خدا ہیں اور حق تعالےٰ نے انکو درمیان خلق کے برگزیدہ کیا ہے اور کتابیں انکے واسطے نازل کیں ہیں اور انکو موید بوحی و عصمت کیا ہے۔ اور جمیع امت سے اختیار انکا بہتر ہے۔ پس حضرت موسیٰؑ و جناب عیسیٰؑ بھی انہی میں سے ہیں آیا جائز ہے کہ باوفور عقل و کمال علم کے حضرت موسیٰؑ یا عیسیٰؑ علیہما السلام اپنی امت سے کسی ایسے شخص کو اختیار کریں کہ جسکو عاقل و مومن جانتے ہوں اور برگزیدہ انکا بعد کو منافق ظاہر ہو۔ میں نے عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ برگزیدگان خدا کا برگزیدہ منافق ہو۔ فرمایا کہ اگر تیری عقل اسکو قبول نہیں کرتی تو آگاہ ہو کہ موسیٰؑ کلیم خدا نے باکمال عقل و علم و نزول وحی کے اپنے اعیان قوم و بزرگان لشکر سے ستر آدمیوں کو اختیار کیا تھا کہ اپنے ہمراہ کوہ طور پر لیجائیں کہ سب تو وہ مومن تصور کرتے تھے اور مخلص و معتقد جانتے تھے آخر ظاہر ہوا کہ وہ سب منافق تھے چنانچہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں انکے حال سے خبر دیتا ہے۔ پس درحالیکہ ایک برگزیدہ خدا بگمان خود ایسوں کو اصلح ہمت جانکر اختیار کرے اور پھر وہ افسد امت ظاہر ہوں تو عوام الناس یا مہاجرین انصار

کہ ضمایر و اسرار مردم سے خبر دار نہیں ہیں کیونکہ امام کو باختیار خود منصوب کر سکتے ہیں۔ پس تعین امام اُسکی جانب سے ہو جو اعلم بضمایر و خفیات اُمور ہو اور وہ جناب رب غفور ہے سعد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب سخن حضرت کا تمام ہوا تو جناب عسکریؑ واسطے ادائے نماز کے اُٹھے اور صاحبزادہ والا قدر صاحب الامرؑ بھی ہمراہ پدر کھڑے ہو گئے اور میں تسلیم بجا لاکر باہر آیا کیا دیکھتا ہوں کہ احمد بن اسحاق جو اُس جامۂ پیرزن کے لینے کو گئے تھے۔ روتے ہوئے آتے ہیں میں نے مضطر ہو کر سبب گریہ اور انکے دیر میں آنے کا پوچھا۔ بولے کہ وہ جامہ جو حضرت نے فرمایا تھا وہ میرے اسباب میں نہیں ملا ہر چند اُسکی تلاش میں دیر ہوئی مگر کہیں پتہ نہیں ہے اسلئے روتا ہوں کہ حضرت سے کیا عذر کروں اور اُس پیرزن کو کیا جواب دوں تب میں نے اُنکی دلجمعی کی کہ ہوتے ہوئے ایسے پیشوایان پاک کے جائے باک نہیں ہے جاؤ اور حقیقت حال حضرت سے عرض کرو پس وہ گئے اور اندر سے ہنستے ہوئے اور درود محمدؐ و آل محمدؐ پر پڑھتے ہوئے نکلے اور کہا کہ اے سعد اُسی جامہ کو دیکھا میں نے کہ زیر پائے مبارک امام علیہ السلام کے بچھا ہوا ہے اور اُسپر نماز پڑھتے ہیں۔ **لمولفہ** اب مومنین با اعزاز اس امر میں امتیاز کریں کہ جو بندگان مخصوص من جانب خدا و رسول منصوص ہو کر امام و پیشوائے انام ہوئے اُنکی انتظام و انجام کو دیکھو کہ بلا اختلاف مسائل ابتک ایک ہی مذہب ایک ہی طریق اُنکا جاری ہے اور تا قیامت اُسمیں کسی طرح کا تخالف و فرق نہ آئیگا اور وہ لوگ کہ جنکو امت نے خلاف حکم خدا و رسول کے اپنا خلیفہ و امام بنایا اُنکے انتظام و انجام پر بھی نظر کرو کہ کس کس طرح کے اختلاف و خرابیاں اسلام میں واقع ہوئیں ایک مذہب سے تہتر مذہب بن گئے اور ایک وقت واحد میں کتنے کتنے امام امت نے اپنے واسطے پسند کر لئے اور کیسے کیسے اساس ظلم ہر ایک خلیفہ جدید نے خاندان رسول مجید پر رکھے۔ کسی امام حق کو زہر سے شہید کیا اور کسی پیشوائے مطلق کو خنجر و تلوار سے ذبح کیا باآنکہ وہ تمام خلفائے جفا شعار اور اُنکے تابعین بدکردار اپنے افعال پر شرمسار اور اپنے ظلم و جور کا اقرار کرتے تھے مگر حب دنیا و خواہش مال و جاہ ایسی سد راہ تھی کہ کسی نے اُنمیں یا اُنکے تابعین میں سے اقرار امامت و ولایت اُن حضرات کا نہ کیا کہ جو من جانب خدا و رسول مخصوص و منصوص تھے چنانچہ یزید بے ایمان قتل حسینؑ سے نادم و پشیمان تو ہوا اور اپنی حرکات سے عذرات پیش جناب سجادؑ عالی درجات کئے لیکن یہ نہ ہو سکا کہ وہ مردود مسند خلافت کو ترک کر کے سپرد اُس خاصہ

معود کے کرے بروایت کتاب منتخب وغیرہ کے منقول ہے کہ جب یزید نابکار قتل حسینؑ سے فارغ ہوا تو مخاطب ہوا طرف جناب سید الساجدینؑ کے اور عرض کی کہ یا علیؑ جو امر کہ شد نی تھا وہ ہوا۔ لعنت ہو خدا کی ابن زیاد پر کہ اس بدنہاد نے حسینؑ کو بے جرم قتل کیا اور اس میں میری رضا نہ تھی پس قصور میرا معاف کرو اور جو حاجت آپکو درپیش ہو اُسے ارشاد فرماؤ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ مجھے کوئی حاجت دنیا کی طرف تیرے نہیں ہے مگر تین امر کا تجھسے طالب ہوں۔ اول یہ کہ سر مبارک میرے پدر بزرگوار کا مجھے دے۔ دوسرے جسقدر اسباب ہمارا تیری فوج نے لوٹا ہے وہ ہمکو منگوا دے تیسرے یہ کہ اگر تجھے قتل کرنا میرا ابھی منظور ہو تو کوئی شخص امین ہمراہ اہلبیت کے کرکے ان سب بیوارثوں کو مدینہ میں روضہ رسول خدا پر پہونچا دے۔ یہ سنکر یزید ملعون نے جواب میں یہ مضمون ادا کیا کہ یا علیؑ سر مقدس آپکے پدر بزرگوار کا تو میں نہیں دے سکتا ہوں مگر اسباب آپکا جو لوٹا گیا ہے میں ابھی منگوائے دیتا ہوں اور آپکے قتل سے میں دست بردار ہوں اب سوائے آپ کے کوئی ایسا امین نہیں کہ اہلبیتؑ طاہرین کو ہمراہ لیکر مدینہ میں جائے آخر کار یزید بدکردار نے اسباب لٹا ہوا فراہم کرکے حضرت کے پاس بھجوا دیا اس مقام پر ایک راوی خوش کلام ارقام کرتا ہے کہ جب وہ اسباب لوٹ کا درمیان میں اہلبیتؑ کے لاکر رکھا گیا تو وہ سب بیبیاں عصمت مآب گرد اُس اسباب کے حلقہ باندھ کر اسطرح سے روئیں کہ جیسے میت پر حلقہ باندھکر روتے پیٹتے ہیں منقول ہے کہ اُس اسباب میں ایک دست بقچہ تھا اور اُسمیں لباس جسمی مظلوم کربلا کا اور پیراہن سائر شہدا بندھے ہوئے تھے اُسوقت جناب رباب نے حضرت زینبؑ سے اُسکے کھولنے کی درخواست کی اور کہا کہ اگر یہ بستہ بقچہ کھولا جائے اور نشانی شہیدوں کی ہم دیکھیں تو شاید ہمارے دلونکو کچھ صبر آئے زینبؑ خاتون نے اُسکے کھولنے میں تامل فرمایا رباب نے مکرر مبالغہ اُسکے کھولنے کا کیا اُس معظمہ نے فرمایا کہا ے خاتون میں کسطرح یہ اسباب کھولوں اور کن آنکھوں سے دیکھوں۔ جب قاسمؑ کا جامہ اور اکبرؑ کا عمامہ خون آلودہ مجھے نظر آئیگا تو دل میرا فرط غم سے پھٹ جائیگا۔ عباس کے عبا عونؑ و محمدؑ کی قبا پر جب نظر پڑیگی تو مجھے غش آجائیگا برادر حق شناس کا لباس دیکھونگی تو فرط ماتم سے زندہ نہ رہونگی۔ راوی کہتا ہے کہ ابھی وہ اسباب نہ کھلا تھا کہ اس عرصہ میں یزید پلید نے دو چادریں قیمتی بہت احتیاط و تکلف کے ساتھ اہل حرم میں بھجوائیں اور عذر خواہی کی کہ مجھے روح جناب فاطمہؑ

سے شرم آتی ہے کہ میں نے ناحق اُنکی بیٹیوں اور بہوؤں کو بلوائے عام میں سر برہنہ کیا - پس ایک چادر انمیں سے جناب زینبؑ خاتون کے سر مبارک پر اُڑھاؤ کہ وہ دختر زہراؑ ہیں اور دوسری چادر سر مقدس جناب رباب پر ڈالو کہ وہ بہو جناب فاطمہؑ کی ہیں یہ حال دیکھکر دونوں معظمہ ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگیں + نظم +

زینب یہ پکاریں کہ میں اُڑھونگی ناچار مختار میرا مر گیا اب خود ہوں میں مختار	بھائی میری اوڑھیں میں نہ اسکم نہیں زنہار محتاج کفن کے ہیں ابھی تک شہ ابرار
ابتک تو نہ پردہ تھا میرا تیرے ستم سے	پر آج سے سر ننگے ہو نہیں بھائی کے غم سے
بھاوج بھی پکاری کہ میں اوڑھونگی جانتا سر کھولے ہوئے کہتی ہیں ہی بین کرش کیا	میں نے اسی شب خواب میں زہراؑ کو ہے دیکھا محتاج کفن رن میں پڑا ہے میرا بیٹا
ابتک کفن و گور کی تدبیر نہیں ہے	کیا دفن کے قابل میرا شبیرؑ نہیں ہے

پس وہ چادریں تو واپس کیں اور رباب نے دوبارہ زینبؑ عالی جناب سے اُس دست بقچہ کے کھولنے کے لئے عرض کی حضرت نے پھر بھی اُسکے کھولنے میں تامل کیا اُسوقت رباب ناشاد نے سید سجادؑ سے سفارش چاہی کہ اے نور نظر تم اس دست بقچہ کو کھولو اور میرے پیاروں کی نشانی مجھے دکھادو تاکہ مجھے تسکین ہو اور اُسکی خوشبو سے کچھ تو میرے دل کو صبر و قرار آئے آخر وہ اسباب کھولا گیا نظم

جس گھڑی سید مظلوم کا اسباب کھلا دودھ اور خون ہر ایک سمت سے تھا اُسپہ لگا	شہ کے کپڑوں میں سے ایک چھوٹا سا کرتا نکلا ماں یہ چلائی کہ ہے ہے علی اصغرؑ میرا
دودھ اور خون اُگلنے کے میں قربان گئی	علی اصغرؑ تیرے کرتہ کو میں پہچان گئی
تب کہا عابدؑ بیمار سے رو رو اُس نے ایک لمحہ کے لئے گود میں میری لاوے	چھ مہینے کا کسی کا کوئی بچہ ہووے آگ سینے میں لگی ہے میری کچھ تو بجھے
پیار سے گود میں رکھوں گی رولانے کی نہیں	جلد دیدونگی بہت دیر لگانے کی نہیں
پھر کہا سوچ کے کچھ دلمیں یہ اُسنے رو رو میں ہوں بچوں موئی وسواس ہے مجھے سب کو	خیر صدقے گئی مت لاؤ کسی بچے کو۔ آگ سینے میں لگی ہے تو لگی رہنے دو
ایسے بچے سے تسلی میری کیا ہووے گی	اُسکی مادر جو سنے گی تو خفا ہووے گی

لمولفہ- افسوس کیا قیامت ہے کہ اُن بیچاری غم کی ماری بیبیوں کو کیا کیا غم پر غم اور صدمہ پر صدمے ہوئے ہیں ابھی رباب خاتون اصغرؑ کے کرتے کو لئے ہوئے روتی تھیں کہ دوسرا ایک صدمہ دلریش پیش آیا آہ حضرات کس میں تاب و طاقت ہے کہ ان مصائب کو بیان کرے جبکہ جناب زینبؑ نے اُس دست بقچہ میں اپنے برادر مظلوم کا عمامہ دیکھا تو وہ تہ کیا ہوا خون سے بھرا ہوا نظر آیا اُسے دیکھکر بے اختیار پیٹنے لگیں اور اُس عمامہ کو اُٹھا کر اپنے سینے سے لگانے لگیں- اُس بیقراری میں تہ اُس عمامہ مقدس کی ٹوٹ گئی- یکا یک اُسکے درمیان سے دو بُندے کانوں کے رکھے ہوئے نکل پڑے- جب رباب ذیجاہ کی نگاہ اُنپر پڑی تو اصغرؑ کے کرتہ کو بھول گئیں یہ تازہ نشانی سکینہ جانی کی ہاتھ میں اُٹھائی اور بفرط بکا تڑپ گئیں- لمولفہ- مومنین خیال کرو کہ جب کسی کا بچہ یا جوان کوئی مرجاتا ہے اور اُسکے پہننے کا کوئی کپڑا یا اور کسی طرح کی نشانی مثل کھیل کھلونے کی اُسکے ماں باپ دیکھتے ہیں تو دلپر کیا کیا صدمے گزرتے ہیں- رباب خاتون رو رو کر کہتی تھیں کہ یہ بندے کانوں کے میری سکینہؑ کو بہت پیارے تھے ✤ نظم ✤

باپ نے اُسکی اگر اُس سے کبھی ہنس کے کہا بس وہیں روٹھ کے ان بندوں کو لیتی تھی چھپا	بی بی ان بندوں کو دو کان میں اصغرؑ کے پنہا اور تتلا کے یہ کہتی تھی کہ میں پہنوں گی کیا
باپ کے پاس ٹہرتی نہ تھی ہٹ جاتی تھی	جا کے عباسؑ کے سینہ سے لپٹ جاتی تھی
اتنے ہی کہنے پہ ہو جاتے تھے اشک اسکے رواں بولتی تب یہ چچا سے تھی وہ تتلا کے زباں	کہتے عباسؑ کہ کیوں ع تی ہو تم اے ناداں اپنے رومال سے سر میرا چھپا لو اس آں
بابا جان بھائی کو گودی میں لئے لیتے ہیں-	میرے بندے علی اصغرؑ کو دیئے دیتے ہیں
یہ وہی بُندے ہیں اے بیبیو دیکھو تو ذرا شمر کے خوف سے پر ہائے نہ کچھ مُنہ سے کہا	جنکو کانوں سے سکینہ نہیں کرتی تھی جدا یہ بھی چھنوا دیئے اور مُنہ پہ طمانچہ بھی لگا
کیا مصیبت میری تقدیر نے ڈالی ہے ہے	مر گئی موتیوں کی پہننے والی ہے ہے

الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس ششم میں ذکر اثبات وجود امام دوازدہم و بیان غیبت صغرا و ذکر سفرا و نواب انجناب و خاتمہ او پر فقرات زیارت کے مصائب امام حسین علیہ السلام میں

زبان صاحب الامر علیہ السلام سے

چونکہ بعض مخالفین کو طول غیبت و اخفائے ولادت باسعادت اور درازی سن شریف جناب صاحب الزمان علیہ السلام میں کلام بلکہ انکار قطعی ہے لہذا چند فقرات اثبات وجود باجود امام دوازدہم میں لکھے جاتے ہیں چنانچہ مجلسی علیہ الرحمۃ کتاب حق الیقین میں ترقیم کرتے ہیں کہ بہت سی احادیث کتب فریقین میں درباب اثبات وجود اُس قبلہ کونین کے موجود ہیں اول تو صاحب کتاب کفایت الطالب محمد بن یوسف شافعی کہ علمائے معتبرین اہل سنت سے ہے اُس نے باب ظہور شاہ جمہور میں ایک کتاب پچیس ۲۵ باب کی علیحدہ لکھی ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ جسقدر میں نے باب جناب امام مہدی ہادی میں تحقیق کرکے لکھا ہے یہ سوائے روایات شیعوں کے ہے۔ دوسرے ملا حسین مسعود کہ بہت بڑا محدث اہل تسنن کا ہے شرح عینیہ میں پانچ احادیث اوصاف میں حضرت کے لکھتا ہے تیسرے دارقطنی کہ معتبرین اہل سنت سے ہے حدیث طولانی ظہور امام دو جہانی میں ابوسعید خدری سے روایت کرتا ہے۔ چوتھے جامع الاصول میں بسند صحیح بخاری و مسلم و صحیح ابن داؤد و صحیح ترمذی ابوہریرہ سے اسی اثبات وجود امام دوازدہم میں روایات موجود ہیں پانچویں بعض علمائے شیعہ نے کتب معتبرہ اہل سنت سے ایک سو چھپن ۱۵۶ حدیث اسی باب میں جمع کی ہیں چھٹے صاحب فصول مہمہ و مطالب السوال و شواہد النبوت و ابن خلکان اور بہت سے مخالفان اپنی اپنی کتب میں ولادت جناب صاحب الامر کی مع اکثر خصوصیات و ظہور معجزات کے جسطرح شیعی اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں بعینہ نقل کرتے ہیں اور کتب معتبرہ شیعہ میں تو زیادہ ایک ہزار حدیث سے اس باب میں لکھی گئیں ہیں۔ پس انکار و استبعاد فرقہ فساد کا وجود باجود امام زماں سے بمقابلہ ایسے براہین قاطعہ کے محض بے اصل و غیر مفید ہے اب سنیں مومنین احوال غیبت اپنے مولائے زماں کا۔ پس غیبت حضرت کی دو قسم ہے اول غیبت صغرا دوم غیبت کبرا پس ابتدائے غیبت صغرا کا زمانہ تو وہ ہی سال ولادت ہی جسکا مذکور مجلس گذشتہ میں ہو چکا ہے یعنی جس روز سے آپ پیدا ہوئے اُسی روز سے غیبت میں رہے اور سبب غایب رہنے حضرت کا تجسس ظلمہ وقت کا تھا۔ بہ نیت ایذا و قتل اور حاکم وقت غیبت صغرا میں تو وہ ہی ملعون معتمد بالمد روسیاہ تھا کہ جسکا ذکر ہو چکا ہے جب وہ فی النار ہوا تو بعد اسکے اور کئے خلیفہ ملاعین تخت نشین ہوتے رہے سب کے

تجسس اور تلاش حضرت کی رہی لیکن حکمت الہی اسی میں تھی کہ وہ نور الہی نظر منافقین مخالفین سے غائب رہیں یہانتک کہ سن تین سو اٹھائیس ۳۲۸ ہجری میں زمانہ غیبت کبریٰ کا شروع ہوا تو اُس وقت حاکم وقت راضی باللہ بیٹا مقتدر باللہ عباسی کا تھا۔ پس ابتدائے سن دو سو پچپن ۲۵۵ زمانہ ولادت حضرت سے لغایت سن تین سو اٹھائیس ۳۲۸ زمانہ غیبت صغرا کا رہا ہے تو اس حساب سے تہتر ۷۳ سال غیبت صغرا رہی وقت وفات اپنے پدر خوش صفات کے جب مرتبہ امامت کا پایا تو سن شریف حضرت میں علما کے تین قول ہیں بنابر قول اول تو پانچ برس کے سن میں آپ امام ہوئے اور دوسرے قول سے چار برس کی عمر تھی اور تیسرے قول سے دو ہی سال کی عمر میں بعد اپنے پدر عالی قدر کے منصب امامت پر شاہ با کرامت ممتاز ہوئے ہیں اور اس تہتر سال کی غیبت صغرا میں احکام امامت اور امور دین شیعان و مومنین تک کیونکر پہونچتے تھے اسکے واسطے حضرت کی طرف سے سفیر و نائب مقرر تھے کہ مومنین اپنے عرائض حضرت کے نایبوں کو دیتے تھے اور مسائل دین و دنیا پوچھتے تھے اور نائب حضرت سے رجوع کرتے تھے تو جواب سب کے عرایض کے بخط خاص حضرت کے لکھے ہوئے باہر آتے تھے اور خمس اور نذر و ہدیہ جو شیعی لاتے تھے اُسکو نائب بحضور امام غائب پیش کرتے تھے تو حضرت حکم دیتے تھے کہ اس مال کو سادات و فقرائے مومنین و شیعان کو ہمارے تقسیم کر دو۔ منقول ہے کہ بہت سے شیعی ہر سال سرکار امام ابرار سے وظیفہ پاتے تھے اور حضرت کے نائبوں اور سفیروں کو دست و زبان سے معجزات عظیمہ و خوارق عجیبہ ظاہر ہوتے تھے اسلئے عام شیعی یقیناً جانتے تھے کہ یہ نائب حضرت کی جانب سے منصوب ہیں جب کوئی شیعہ خمس یا نذران نائبوں کے پاس لاتا تھا تو یہ نائب مقدار مال و نام فرستندہ کا بتلا دیتے تھے اور جو کچھ راہ میں واقعات اُسپر گزرتے تھے نائب اُس سے کہدیتے تھے۔ پس اس تہتر ۷۳ یا چوہتر ۷۴ سال کی غیبت صغرا میں چار نائب حضرت کے ایک بعد دوسرے کئے ہی ہیں اول عثمان بن سعید اسدی رحمۃ اللہ علیہ کہ انکی عدالت و امانت پر دو امام نے نص فرمایا ہے اول جناب علی نقی دوسرے حسن عسکری علیہما السلام اور ان حضراتؑ نے اپنے شیعوں کو مطلع فرمایا ہے کہ جو کچھ عثمان بن سعید اپنی زبان سے کہے اُسکو راست جانو کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں ہماری جانب سے کہتے ہیں۔ پس جسوقت کہ عثمان بن سعید واصل برحمت الہی ہوئی اُنکے بعد صاحبزادہ اُنکے

حضرت ابو جعفر محمد بن عثمان قائمقام اپنے والد ماجد کے ہوئے یہ بھی بنص ہر دو امام علیہما السلام
کے نائب امام غائب کے ہوئے اور فرمان جناب صاحب الزماں کا ناحیہ مقدسہ سے انکی نیابت
کے باب میں بنام شیعان باہر آیا اور اجماع شیعان انکی عدالت و نیابت پر منعقد ہوا۔ پس
جمہور شیعان اپنے امور میں انکے ساتھ رجوع کرتے تھے اور معجزات عجیبہ حضرت ابو جعفر محمد سے ظاہر
ہوتے تھے اور بہت سی کتابیں فقہ میں انکی تصانیف سے ہیں جو جو مسائل دینی انہوں نے
زبان مبارک جناب امام حسن عسکریؑ سے حضرت صاحب الزماں اور اپنے پدر جناب عثمان سے
سُنے تھے اپنی تصانیف میں سب درج کئے ہیں اور انکے خوارق عادات میں علی بن احمد دلال قُمی
کا بیان کرتا ہے کہ ایک روز میں بخدمت ابو جعفر محمد بن عثمان نائب صاحب الزمانؑ کے حاضر ہوا
اور سلام کیا اور دیکھا میں نے کہ ایک تختہ اُنکے سامنے رکھا ہوا ہے اور نقاش بھی حاضر ہے اور
اُس تختہ پر کچھ آیات قرآنی نقش کرتا ہے اور اُسکے حاشیہ پر اسمائے مقدسہ حضرات چہاردہ
معصومین علیہم السلام کے کندہ کرتا جاتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے سید میرے یہ تختہ کیسا
ہے اور اسپر یہ نقش کس مراد سے کئے جاتے ہیں فرمایا کہ یہ سامان اور تیاری واسطے میری
قبر کے ہے اے برادر میں نے قبر اپنی ابھی سے ہموار کھی ہے اور میں ہر روز اُس قبر میں داخل ہوتا
ہوں۔ اور کیقدر قرآن مجید اُسمیں پڑھکر باہر نکلتا ہوں۔ پس اے ابن احمد آگاہ ہو کہ میں سن ۳۰۵ھ
تین سو پانچ ہجری کے فلاں ماہ اور فلاں تاریخ میں دنیا سے رحلت کرونگا اور اسی قبر میں دفن کیا
جاؤنگا اور اسی تختہ سے میری لحد ڈھانپی جائیگی۔ علی بن احمد کہتا ہے کہ یہ سنکر میں اُنکی خدمت
سے باہر آیا اور وہ تاریخ و مہینا جو اپنی وفات کا اُنھوں نے فرمایا تھا میں نے اپنے پاس لکھکر رکھ لیا اور
مجھے ہر وقت خیال اس امر کا رہتا تھا یہانتک کہ وہ ہی سال اور وہ ہی مہینا اور وہ ہی دن
اُنکی وفات کا ہوا جو فرمایا تھا۔ پس اُسی سال میں قریب وفات محمد بن عثمان علیہ الرحمۃ کے جناب
صاحب الامرؑ نے ان سے امر فرمایا کہ اب تو بعد اپنے ابو قاسم حسین بن روح کو اپنا قائمقام مقرر کر
پس محمد بن عثمان نے حسب ارشاد صاحب الزماںؑ روبرو اکابر شیعہ کے امر نیابت و سفارت
صاحب العصرؑ کا سپرد حضرت ابو قاسم حسین بن روحؒ کے کرکے قائمقام اپنی ذات کا فرمایا اور
برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ پس رجوع شیعوں کا طرف حسین بن روح کے ہوا اور زیادہ

اکیس سال سے یہ مشغول سفارت و امور نیابت کے رہے منقول ہے کہ حسین بن روح اُس وقت ہیں
ایسا تقیہ کرتے تھے کہ جمہور سنیاں اُنکو اپنا ہی ہم طریق و ہم مذہب جانتے تھے اور نہایت ان سے
محبت رکھتے تھے یہانتک کہ ماہ شعبان سن تین سو چھبیس ۳۲۶ ہجری میں بریاض بہشت عنبر سرشت کے
ارتحال فرمایا اپنے بعد شیخ جلیل القدر علی بن محمد سمری علیہ الرحمۃ کو بحکم امام قائم علیہ السلام لے اپنی ذات
کا قائم مقام فرماکر امر نیابت و سفارت کا انکو سپرد کیا پس علی بن محمد سمری تین برس نائب حضرت کے
رہے اور پندرھویں ماہ شعبان المعظم سن تین سو انتیس ۳۲۹ ہجری میں انکا بھی انتقال ہوا حسن بن احمد
راوی اس حدیث کا بیان کرتا ہے کہ چند روز قبل وفات علی ابن محمد سمری کے ایک روز ہم بغداد میں اُنکی
خدمت میں مشرف ہوئے تو اُنہوں نے ایک فرمان جناب صاحب الامر کا باہر لاکر ہمکو دکھلایا اُسکا یہ مضمون
تھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے علی بن سمری خدا تعالیٰ عظیم کرے اجر تیرے عزیزوں کا تیرے غم میں
آج سے چھ روز میں تو دنیا سے مفارقت کریگا پس مہیائے مرگ ہو اور سامان سفر آخرت کا کر اور تو بعد
اپنے کسی کو اپنا وصی اور قائم مقام نہ کر کہ اب زمانہ غیبت کلاں کا آگیا ہے اب بعد واقع ہونے غیبت
کبریٰ کے ہم کسی فرد و بشر پر ظاہر نہونگے مگر اُسوقت کہ جب حکم خدا ہو اور اب ظاہر ہونا ہمارا اُس وقت
ہوگا کہ اس غیبت کبریٰ کو نہایت طول کھینچے اور دل خلائق کے سنگین ہوجاویں گے اور زمین بھرجائیگی
ظلم و جور سے پس جو کوئی کہ پیش از خروج سفیانی و صدائے آسمانی میرے دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ دروغ گو
اور مفتری ہی والسلام۔ حسن بن احمد کہتے ہیں کہ ہمنے اُس فرمان امام زماں کو لکھکر اپنے پاس رکھ لیا اور
علی بن سمری کی خدمت سے ہم رخصت ہو کر باہر آئے جب چھٹا دن مخصوص آیا تو پھر ہم اُنکی خدمت میں حاضر
ہوئے دیکھا تو وہ بحالت احتضار ہیں نزع اُنکو شروع ہے اور وقت مفارقت اُنکی روح کا قریب ہی اُسوقت
حاضرین میں سے کسی نے اُنسے پوچھا کہ بعد آپکے وصی اور قائم مقام آپکا امر نیابت امام میں کون ہوگا
فرمایا کہ خدائے عزوجل کی حکمت و مصلحت ہی کہ وہ اُس حکمت کو عمل میں لائیگا یعنی غیبت کبریٰ میں اب
سفیر و نائب امام غائب کا کوئی نہوگا یہ کہا اور بعالم بقا ارتحال فرمایا۔ پس یہ زمانہ غیبت کبریٰ کا شروع
ہوا اور آثار امامت ظاہری کے منقطع ہوئے۔ پس امام غیبت صغرا میں بہت سے مسائل دین ناحیہ
مقدسہ اُس نور چشم ختم المرسلین سے باہر آئے ہیں کہ کتب فقہیہ و احادیث میں مفصل مرقوم ہیں
اور اکثر دعائیں جو منقول اُس جگر بند علیؑ و بتولؑ سے ہیں کتب دعوات میں موجود ہیں اور بہت سے

فرمان جو بتوسط نائبان امام زمانؑ صادر ہوئے ہیں کتب مبسوط ہیں مندرج ہیں اور زیارات چند اُس امام ارجمند نے اپنے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام پر پڑھی ہیں اُنکے مضامین ایسے جگر خراش ہیں کہ دل سننے والوں کے پاش پاش ہوتے ہیں چنانچہ ایک زیارت خاتمۂ کتاب پر لکھی جاتی ہے مضامین مصائب کہ ناحیہ مقدسہ اُس فرزند مظہر العجائب سے باہر آئی ہے کہ مومنین سے نہ سنی جائیگی۔ صاحب الامر اپنے جد مظلوم حسین تشنہ کام کی زیارت اسطرح پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ افْتَخَرَ بِہٖ جَبْرَئِیْل اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نَاغَاہُ فِی مَهْدِهٖ مِیْکَائِیْل سلام ہو جیو اُس برگزیدہ باری پر کہ جسکی خدمتگاری پر فخر کیا جبرائیل نے۔ سلام ہو جیو اُس سید جلیل پر کہ جسے جھولے ہیں جھلایا اور لوریاں دیکر سلایا میکائیل نے اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ مَسْکَنُہٗ کَرْبَلَاءِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ خَاتِمِ اَصْحَابِ الْکِسَاءِ سلام ہو جیو اُس سردار پر کہ محل اقامت جسکا کربلا ہے۔ اور سلام ہو جیو اُسپر کہ جسپر خاتمہ ہوا آل عبا کا۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الشِّفَاءُ فِیْ تُرْبَتِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاِجَابَۃُ تَحْتَ قُبَّتِہٖ سلام ہو جیو اُس شہید پر کہ جسکی خاک تربت میں حق تعالیٰ نے شفا گردانی ہے ہر مرض سے اور سلام ہو جیو اُس مقبول پر کہ جسکے تحت قبہ دعا ہر شخص کی قبول ہوتی ہے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّازِحِ عَنِ الْوَطَنِ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِ بِلَا کَفَنٍ سلام ہو جیو اُس بیکس پر کہ جسے دشمنوں نے آوارہ وطن کیا اور سلام ہو جیو اُسپر کہ جو بے کفن دفن ہوا۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِیْلِ الْاَدْعِیَاءِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَکَتْہُ مَلَائِکَۃُ السَّمَاءِ سلام ہو جیو اُس مظلوم پر کہ جسے بیگناہ اولاد زنا نے قتل کیا۔ اور سلام ہو جیو اُس معصوم پر کہ جسکی مصیبت پر فرشتہائے آسمان روئے اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَهْتُوْکِ الْخِبَاءِ سلام ہو جیو اُسپر جو اپنے خون میں غلطاں ہوا۔ اور سلام ہو جیو اُسپر کہ جسکا خیمہ لوٹ لیا گیا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُکِثَتْ ذِمَّتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُتِکَتْ حُرْمَتُہٗ سلام ہو جیو اُس مظلوم پر کہ جس سے ملعونوں نے نقض بیعت اور عہد شکنی کی اور سلام ہو جیو اُس صاحب عزت پر کہ جسکا ہتک حرمت کیا ظالموں نے۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ رَشَحَ بِالْمَوْتِ جَبِیْنُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اخْتَلَفَ بِالْاَذٰی شِمَالُہٗ وَیَمِیْنُہٗ سلام ہو جیو اُس مظلوم پر کہ جسکی پیشانی اطہر بوقت اخیر عرق موت سے تر ہوئی۔ اور سلام ہو جیو اُس مجروح پر کہ جو کرب و اذیت زخمہائے کاری سے کروٹیں لیتا تھا اور کسیطرح اُس اذیت سے راحت نہ ملتی تھی۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَدِیْنِ طَرْفاً خَفِیّاً اِلٰی رَحْلِہٖ وَاَھْلِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَحَسَّرَ عَلٰی عَنْ بَہٖ حَرِیْمِہٖ سلام ہو جیواس بیکس وغریب پر کہ جو بنظر خفی طرف خیمہاے اہل حرم کے دیکھتا تھا سلام ہو جیواُس مذبوح ومقتول پر کہ جو بوقت ذبح زیر خنجر دشمشیر اپنے عیال کی بیکسی پر حسرت کھاتا تھا اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُحَامِیْ بِلَا مُعِیْنٍ سلام ہو جیواُس شہید راہ خدا پر کہ جسکی گردن کی رگیں قطع کی گئیں۔ سلام ہو جیواُس مظلوم وناچار پر کہ جسے بے ناصر اور مددگار کرکے مارا۔ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَہٗ اَھْلُ الْقُرٰی سلام ہو جیواُس فرزند رسول پر جسے اشقیاے امت نے مثل گوسفند وشتر کے ذبح ونحر کیا۔ سلام ہو جیواُس غریب وبیکس پر کہ جسکے حال پر رحم کھاکر زمینداروں نے دیہات کے اُسکو دفن کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ سلام ہو جیواُس امام مظلوم پر کہ جسے بعد شہادت کے کفار نے برہنہ تن کردیا اور لباس لاش مقدس سے اُسکی اُتارے گئے۔ سلام ہو جیواُسپر کہ جسکے رخسار ہاے اطہر خاک میں آلودہ ہوئے۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَطَاؤُہُ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِھَا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَعْلُوْہُ الطُّغَاۃُ بِبَوَاتِرِھَا سلام ہو جیواُس یکہ وتنہا پر کہ جسپر کفار ہر طرف سے تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے سلام ہو جیواُسپر کہ بعد قتل کے لاش اقدس جسکی پامال سم اسپان کی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ سُبِیَ اَھْلُہٗ کَالْعَبِیْدِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ صُفِّدَ اَھْلُہٗ فِی الْحَدِیْدِ سلام ہو جیواُس مظلوم پر کہ جسکے اہل حرم کو بیدینوں نے زنجیروں سے مقید کیا اور اُن بیکسوں کو مثل لونڈیوں کے قید کرکے شتران بے کجاوہ اور بے عماری پر سر برہنہ سوار کرکے کوہ وصحرا میں لئے پھرے کہ رخسارے اُنکے حرارت آفتاب نے جلادیئے تھے۔ افسوس ہاتھ اُن بیگناہوں کے گردنوں سے باندھ دیئے تھے اور اولاد رسول خدا کو باین ذلت وخواری کوچہ وبازار ہر شہر ودیار میں پھراتے تھے ✤ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب مستطاب بہ محنت دوسال کے انجام واختتام کو پہونچی ✤ قطعہ تاریخ

سن تیرہ سو دو ہجری سے لکھنا کیا شروع ۱۳۰۲ھ	کچھ کم دو سال بعد میں جب کرچکا رقم
بس تھا خیال اسم کتابت کہ ناگہاں	آئی ندا کہ نام رقم کر سراج غم ۱۳۰۴ھ

اول قطعہ تاریخ از مصنف

اعداد سراج غم ز تصنیف	ہستند ز نام او نمایاں	از طبع عزیز سال طبعش	شد بخشش حق ز روئے ایماں ۱۳۱۱

دوم قطعہ تاریخ من تصنیف میر سید دلاور حسین صاحب ماجد

واقعات غم جد مظلوم	جمع فرمود عزیز امجد	سال طبعش چو تفحص کردند	گفت ماجد کہ سراج غم جد ۱۳۱۱

سوم قطعہ تاریخ من تصنیف منشی سید محمد یحییٰ احسن برنج پوسماسٹر

جناب قبلۂ کونین ز روئے احسین	سراج غم بنوشتند و باجر احسین	عجب عبارت موزون عجب طرز کلام	بطرز نو بنبشتند در ثنائے حسین
گہے فضائل جد و پدر و مام و اخی	گہے مصائب پدر و اقربائے حسین	سنین طبع ز یحییٰ بروزگار بماند	بقائے نسخہ نادر بہ عمرہائے حسین

از تصنیفات میر دلاور حسین ماجد

وزیر الدین حسین اسکے مؤلف	وہ ہیں جنپر سیادت کی بنا ہے	عزیز دہر و کامل مومن پاک۔
کہ ہیں مشہور از مہ تا بماہی۔	مصائب میں کتاب ایسی لکھی یہ	کہ رقت جسپہ ہو خواہی نخواہی
پئے کسب ثواب اسکو چھاپا	تو مجھسے طبع کی تاریخ چاہی	کہا ماجد نے خوش خوش باسرِ جاں
سراج غم چھپی شکر الٰہی ۱۸۹۴		

قطعہ تاریخ پنجم از یحییٰ احسن

سحر البیاں عزیز جہاں مدظلہ	فارغ سراج غم سے ہوئے کردگار شکر	یحییٰ نے سال فارغ تحریر لکھ دیا	طیار ہو گیا یہ رسالہ ہزار شکر ۱۳۰۶

خاتمۃ الطبع - الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب سراج غم فی مجلس ماتم متضمن مصائب کربلا و مشتمل نوائب بے انتہا من تصنیفات اجل الکونین جناب مولوی سید **وزیر الدین حسین** صاحب برادر مہین جناب مولانا مولوی سید علمدار حسین صاحب مرحوم مغفور اعلی اللہ مقامہ و درجاتہ رئیس میمن بنہیرہ سادات بافضال الٰہی و رحمت ہائے نامتناہی ۱۳۱۱ھ ہجری میں چھپکر طیار ہوئی مومنین باتمکین سے امید ہے کہ مصنف مدظلہ العالی کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں ✤ **اعلان** - ازانجا کہ ہر سہ جلد سراج غم کا حق تالیف جناب مولوی سید وزیر الدین حسین صاحب مدظلہ العالی نے باخذ حق کاپی رائٹ بندہ کو مرحمت فرمادیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص ہر سہ جلد مذکورہ کو نہ چھاپے ورنہ ضرر عظیم اٹھائیگا کیونکہ بموجب قوانین مجریہ گورنمنٹ انڈیا جلد ہائے مذکورہ رجسٹری ہو چکی ہیں۔ اطلاعاً گزارش کیا گیا ✤ العبد

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
رسالہ سبعہ	۴ر	گلدستہ جنان	عصہ ر	روضہ رضوان مراثی	عصہ ر
سرمایہ ایمان	عصہ ر	حدیقہ ماتم	۸ر	سفینۃ النجات فی علم الکلام	۸ر
رطب العرب	۱ر	صراط النجات	۶ر	سیف حسینی	۶ر
مظہر قدس	ار	بحور الغمہ ہر دو جلد	صہ ر	موج کوثری	۴ر
تفسیر امام حسن عسکری	عما	رسالہ رجعت	۲ر	روضہ رضوان	۸ر
تخریج الآیات	۸ر	حد تحقیق بشر حسنی	عصہ ۱۲ر	جزیرہ اخضر	ا ر
مصائب الشہداء ترجمہ ماتم کدہ	عصہ	در المصائب	۱۲	تنقید الکلام فی احوال شارح علیہ السلام	عما
تعبیر خواب	۲ر	منتخب زینۃ العباد	۲ر	ثعلبہ حیدری	۵
ترجمہ تحفہ	۴ر	ترتیبہ اثنا عشریہ	عما	شگوفہ ماتم	۴ر
سان الصادقین	عہ ر	گلدستہ معانی	۳ر	ذخیرہ رشکگاری	۲ر
تر غم جلد دوم	۱۲ر	دفتر غم جلد سوم	۳ر	ضیاء المشرقین	۲ر
ہ حق	۶ر	فوائد آخرت	۲ر	تحفۃ العابدین	ار
ریف مترجم بترجمہ	سے	قرآن شریف مترجم بترجمہ شفیعی قسم چہارم	للعہ	تفسیر عمدۃ البیان قسم سوم	عے
م				تحفۃ الاشعریہ	ہے
م سوم	صہ ر	تفسیر عمدۃ البیان قسم دوم	عے	معیار الہدیٰ	۱۲ر

المشتہر سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی